بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

منظر ایلیاء Shia Books PDF

MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

صحتنامہ اغلاط مجلد دوم نہر المصائب کہ بمزید احتیاط درست نمودہ شد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۲	النجات	لنجات	۳۳	۸	متصل عرائض	عرائض
۳	۴	بادیدۂ خندان محشور ہوگا	فرخاک وخندان ہوگا	〃	۱۰	مَقتل	مقتلِ
〃	۵	اور خوشخبری یاجائیگا تم	بسبب	۳۶	۱۴	بِمُسلِمٍ	بِمُسلِمٍ
〃	۱۵	یزیدُ	یزیدُ	۳۹	〃	غریبٌ	غریبٌ
۶	۱۱	اُسوقت	اُسیوقت	۴۰	۱	فِیْ	فِیَ
۱۰	۱۵	بِاَسمائِهِمْ	بِاَسمائِهِمْ	〃	۱۴	فنهرته	فنهرته
۱۲	۳	بحار	چنانچہ بحار	۴۴	۱	ضرغام	ضرغام
〃	۱۵	نستبقی	نستبقی	〃	۱۷	اس	اُس
۱۳	〃	شیعتی	شیعتی	۴۸	۶	وبکے	بکے
۱۶	۲	الحسین	الحسین.	〃	۷	الله	الله
۲۰	۱۴	جناب امام	جناب	〃	۱۸	تخراج	مخراج
۲۳	۲	بکاءًا	بکاءً	۴۹	۱	زبد	زبد
〃	۴	تسر	تسر	۵۰	۲	تسقیهما	تسقیهما
۲۴	۲	یترکنا	یترکنا	〃	۱۲	فالاولی	فالاولے
〃	۱۹	الخباء	الخباء	۵۱	۳	القیمة	القیمة
۲۶	۹	بر	بر	۵۲	۱۵	بمولاتها	بمولاتها
〃	۱۰	بنا	بنا	۵۳	۲	وخذمنهم	وخذمنهما
۲۷	۱	آنکه	انہما	۵۴	۱۸	باثرے	باثرے
〃	۱۲	یحصیہم	یحصیہم	۵۷	۳	سوادلك	سوادلك
〃	۱۳	لولا	لولا	〃	۱۳	صنغضب	فنغضب
۳۰	۷	حتے تفتل	حتے نقتل	۵۹	〃	نفس	نفس
۳۲	۹	پس	پس حضرات	〃	۱۵	سبیل	سبیل
〃	۱۴	بلغ	بلغ	۶۳	۱۷	ھذہ	ھذہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦٤	٢	اخذہ	اَخذَہٗ	١٠٤	٢	فقراہٗ	فقراہٗ
٦٩	//	انہٗ قالَ	اَنّھُما قالا	١٠٧	٥	اُرِیدُ	اُرِیدُ
//	١٣	زرودٗ	زرود	//	٦	بعثموھا	بعثموھا
٧٠	//	بارجلیما	بارجلہما	١٠٩	١٥	ظمانا	ظمانا
٧٢	٦	یجزانِ	یجزانِ	١١٢	٥	خوشخبری دیا جائیگا ساتھ	فرحناک ہوگا بسبب
٧٣	١١	سیدنا	سیدنا	١١٣	٧	بکظمہ	بکظمہ
//	١٨	//	//	١١٤	٨	ذنبکَ	ذنبکَ
٧٦	٨	یوّاہٗ	بوّاہٗ	//	١٩	اوُدِدتَ	اوُدِدتَ
//	١٤	فی البحار الانوار	فی بحار الانوار	١١٥	١٥	زیادٍ	زیادٍ
٧٧	٤	تنازلہٗ	تنازلہٗ	١١٦	٧	عقد	عقد
//	١٣	فسلّو	نسلّو	//	١٠	شیب بن	شبیث بن ربعی
٨٢	٢	اد	ادا	//	١٦	ص	ص
//	١٣	علف	الف	//	١٩	بن	بن
٨٥	٣	روح	روح	١١٧	١	الرِّجال	الرّجالِ
٨٦	١٦	قطیع	فظیع	١١٨	٦	اھلکُ	اھلکَ
٨٧	١٩	لمَا	لِما	١٢٠	٣	اُرِیدُ	اُرِیدُ
٩٠	٢	ردّوھو	دوّوھو	//	١٣	اتبیتم	ابیتُو
٩١	١٥	فریاد	فریاد کو	١٢٢	١٦	اتتنی	اتتنی
٩٢	١٠	یایامھا	یابامھا	//	١٨	مضمون	اس مضمون
٩٤	٧	فسلم	فسلو	١٢٣	٤	حسّانُ	حسّانُ
٩٦	٤	افارقاک	افارقک	١٢٤	١٥	بنابر	بنابر روایت
//	١٠	فرکبوا	فرکبوا	١٢٥	١٤	العیاذ	العیاذُ
٩٩	١٢	ناولونے	ناولونے	١٢٧	٩	یادیدہ خذان محتور	سرور وخذان
١٠٤	١	سلام	کہ سلام	//	//	اور خوشخبری دیجائیگا ساتھ	بسبب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۹	۵	اَبْعَہُ	اَبْغِہُ	۱۶۶	۱۷	ذَرُونِے	ذَرُونِے
〃	۱۲	یُجبہُ	یُجبّہُ	۱۶۷	۴	یَاسَیِدَنَا	یَاسَیّدَنَا
۱۳۲	۱۴	کو	کوکہ	۱۶۸	۶	نَقُولَ	نَقُولُ
۱۳۶	۱	فَقَال	فَقَالَ	۱۷۲	۱۲	اَلحَبِیبُ	اَلحَبِیبُ
〃	۱۸	اَلحُسینِ	اَلحُسینُ ؏	〃	۱۴	لَاجَبتُ	لَاحَبَبْتُ
〃	۱۹	اَمرَ	اَمَّرَ	۱۷۴	۴	فِی مُحرِقُ	فِی مُحرِقِ
۱۳۷	۱۲	اور	تو	〃	۶	السّبطِینِ	السّبطَینِ
〃	۱۷	نَغفِرہُ	تَغفِرہُ	〃	۹	لسی	کسی
۱۴۳	۱۹	مَانَتْ	مَاتَتْ	〃	۱۱	صَبغَتَنی	صَبغَتِنی
۱۴۴	۱	المرتضی	المُرتضی	۱۷۵	〃	الرّجَالَۃِ	الرّجَالَۃِ
۱۴۵	۵	وَاعلِی	وَاعلِی	۱۷۶	۱۳	〃	〃
〃	۱۱	ھالکٌ	ھالِکٌ	۱۸۰	۹	فقال	فَقَالً
۱۴۷	۱۹	فیما	فِیمَا	۱۸۲	۱۱	دُری	یُردہ
۱۵۲	۱۴	عَنْ یومِ	عَنْ صومِ	۱۸۳	۶	عَنِ الصَّادِق	عَنِ الصَّادِقِ ؑ
〃	۱۹	روز	وہ روز	۱۸۵	۸	فی	فِی
۱۵۴	۲	یَومَ	یَومُ	۱۸۸	۷	رَمیلاً	رَمیلاً
۱۵۶	۳	فِےوَ	فِی	۱۸۹	۹	یَدُبُ	یَدُبُ
۱۵۷	۷	فی	فِی	۱۹۶	۱۶	رَمُوہُ	رمُوہ
〃	۱۷	علیہ	عَلَیہِ	۱۹۸	۱۹	ثب	ثِبْ
۱۵۸	۱۵	لِزُوَّارِہِ	لِزُوَّارِہِ	۲۰۳	۱۳	لایقبلُ	لایقبلُ
〃	۱۹	لِخَوفِ	لِخَوفِ	۲۰۶	۴	الحُسَین۔	الحُسَینِ ؑ
۱۶۴	۳	اَلنَّاسُ	اَلنَّاسُ	۲۰۷	۷	یَاعَلِیُّ	یَاعَلِیُّ
〃	۴	مُحِصُوا	مُحِصُوا	۲۰۸	۹	کُنتُ	کُنتَ
۱۶۶	۱۴	جرح	حرج	۲۱۲	۲	فَکُلَّما	فَکَلَّمَا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۳	۸	ذُرِّیہ	ذُرِّیَّۃِ	۲۵۸	۲	التّرابُ	التُّرابُ
۲۱۵	۵	اہل حرم	اہل حرم کو	۲۵۹	۸	واستعین	واستعبر
۲۱۸	۱۳	لیلتہ	لیلۃ	〃	۱۶	قتل	قُتِلَ
۲۲۰	۱۰	شوذب	شوذب	۲۶۲	۹	اذا	اِذا
۲۲۲	۱۲	مَغفِرۃٌ	مِغفَرۃٌ	۲۶۴	۱۹	اصواتُ	اصوات
۲۲۵	۴	مد	قَدْ	۲۶۵	۳	دمن	رمق
〃	۵	المولاۃُ	الوُلاۃُ	〃	۱۸	مِنْ	مِن کُلّ
۲۲۸	۱۰	مختا	مختار	۲۶۷	۵	اعدائنا	اعدائنا
۲۲۹	۵	کے	کے کہ	۲۶۹	۱۱	اضغا	اضعا
۲۳۱	〃	نازل	تمیز نازل	۲۶۹	۱	عند	عِندَ
۲۳۳	۱۲	فی الانوار الہدایۃ	فی انوار الہدایۃ	۲۹۶	۱۵	مفرق	مفرِق
۲۳۶	۲	السّلامُ	الاسلامُ	۲۷۳	۸	حیوۃ	حیوۃً
۲۳۷	۱۹	اللہُ	اللہَ	〃	۱۷	الحسّانُ	المحسانُ
۲۳۸	۴	انّہٗ	اِنّہٗ	۲۷۶	۱۲	فظمو	فطمو
۲۴۲	۸	نحو	نحوَ	۲۷۷	۲	الرّجالُ	الرّجالُ
۲۴۳	۵	الخیمۃ	الخیمۃِ	۲۸۰	۱۷	ندائہٗ	ندائہٗ
۲۴۷	〃	اخوتہٗ	اِخوتہٗ	۲۸۱	۱۱	کہ جو	کہ جو حق
〃	۶	لو یجزہٗ	لو یجزہٗ	〃	۱۲	انجنے	انجنیٰ
〃	۱۸	ی	فِی	〃	۱۳	ان یحملہٗ	ان یحملہٗ
۲۴۹	۳	عتہ	عتہٖ	〃	۱۸	بحق	بحق
۲۵۱	۱۲	بکوا	بکوا	۲۸۲	۱۹	اعداے	یا اعداے
۲۵۴	۱	مِن	مَن	۲۸۵	۱۳	کانو	کانوا
۲۵۵	۱۵	بازرق	بازرق	۲۸۷	۶	مقولُ	مقولٌ
۲۵۷	۵	رموہ	رموہٗ	۲۹۷	۱۴	بی	ابھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۴	۱	خیمگاہ	خیمگاہ میں	۳۵۳	۱۵	دیکھا	دیکھکر
۳۰۵	۱۸	ناشِرَاتِ	نَاشِرَاتِ	۳۵۶	۱۶	سب	شب
۳۰۶	۱۲	ثَلٰثَہ	ثَلٰثَۃِ	۳۵۸	۱۹	اَوْصِلُھَا	یُوْصِلُھَا
〃	۱۹	قَرَبُوْسٍ	قَرَبُوْسِ	۳۵۹	۴	بلغ	بَلَغَ
۳۰۹	۳	خَاصِرَہ	خَاصِرَۃَ	۳۷۲	۱۲	تمام	تمام میدان
۳۱۲	۱۲	لِجَبْرَائِیْلُ	لِجَبْرَائِیْلَ	〃	۱۶	او	اور
۳۱۵	۹	وبقرار	بیقرار	۳۷۹	۴	فتنزب	فَتَنَزَّبَ
۳۱۶	۱۰	اِسْتِغَاثَۃً	اِسْتِغَاثَۃَ	۳۸۱	۱۹	اُقِمْتُ	اُقِمْتَ
۳۱۷	۳	بَارِكْ	بَارَكَ	〃	〃	اَلْحُوْرِ	اَلْحُوْرُ
〃	۱۳	فرات	فرات پر	۳۸۴	۱	فَاَحَابَ	فَاَجَابَ
۳۱۸	۱۵	مُھْجَۃَ	مُھْجَۃَ	〃	۳	سعداور	سُعدا اور
۳۱۹	۱۶	مَوْلَائِیْ	مَوْلَایَ	〃	۱۰	اور	آواز
۳۲۲	۱۸	عبد اللّٰہ	عَبْدُ اللّٰہِ	۳۹۱	۷	تویہ	تعزیہ
۳۲۹	۶	اَلْجُوْدَا	اَلْجُوْدَا	۳۹۳	۱	اَلْخَطِیُّ	اَلْخَطِیُّ
〃	۷	چھوڑ	مت چھوڑ	۳۱۱	۱۶	اَلْبُکَاءُ	اَلْبُکَاءَ
۳۳۲	۱۴	ہوتے	ہوتے ہیں	〃	〃	قَرَعٌ	قُرِعَ
۳۳۵	۶	امیدوار	امیدوار ہو	〃	۱۸	ہی	ہی سوگئے اور دندان سرخ چبانے لگے
۳۳۸	۴	تُنْدُبُہٗ	تَنْدُبُہٗ	۴۰۸	۴	قربان	قربان ہو
۳۴۰	۱۸	الطَّعَامِ	الطَّعَامِ	〃	۹	مقربین	مقرر
۳۴۵	〃	رَمَقٍ	رَمَقٍ	۴۱۱	۱۹	وغیر	وغیرہ
۳۴۷	۸	سَیِّدِنَا	سَیِّدَنَا	۴۱۳	۱۱	عَلَیْھِمْ	عَلَیْھِمُ السَّلَامُ
〃	۱۳	الرَّاحَۃِ	الرَّاحَۃَ	۴۲۱	۲	اَلْخَطِیِّ	اَلْخَطِیُّ
۳۵۱	۹	مُوَحِّدٍ	مُوَحِّدٍ	۴۲۲	۷	رسان رسالت	رسالت
۳۵۳	۶	ست	بیعت	۴۳۰	۵	دو	وہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳۱	۱۲	مام	نام	۴۹۶	۱۵	سجدہ	سجدۃ
〃	۱۴	بنی	بُنَیَّ	۴۶۵	۱۳	اسکتی	اُسْکُتِی
۴۳۲	۲	رَابُ اَصِفَہٗ	رَابِّ اَصَفَہٗ	۴۶۶	۱۹	بانری	بالرّیِ
۴۳۶	〃	نہرجاوز	نہرجادر	۴۹۷	۵	اَخذُ ثنی	اَخَذَ ثنیِ
۴۴۳	۷	لابراھیم	لابراھیم	۵۰۳	۱۳	کرتے ہیں	کرتے ہیں اور ہر مومن و مومنہ کو سلام کرتے ہیں
۴۴۵	۱۰	الائمۃ	الائمۃ	〃	۱۹	گزرا	گذرنا
۴۴۸	۱۲	مزیلہ	مزبلہ	۵۱۰	۱۶	جحفہ	جُحفہ
۴۵۲	۸	التجر	الشجر	۵۲۲	۱۱	جوجاہے	جوجی چاہے
۴۵۵	۷	بالتا المحارب	بالثار المحارب	۵۲۴	۳	یہی	اور
۴۵۷	۱۰	زیارات	زیارت	〃	۴	تھا	یہ تھا
۴۵۸	۱۶	اُنکے	اُسکے	۵۳۰	〃	مظلومہ	مظلومہ کے
۴۶۳	۹	ما	یا	〃	۶	دو	وہ
۴۷۴	۱۳	مسحنا	مسّحنا	۵۳۷	۸	دعانی	دعائے
۴۷۶	۴	یود	توبود	۵۳۸	۳	اضعی	اُضحی
〃	۵	علیہ	علیہ السلام	۵۴۱	۸	ناگا	ناگاہ
۴۸۲	۱۰	شو	شور	۵۴۲	۱۶	علیہما	علیہما السلام
۴۸۳	۱۸	التنتاین	الثنتین	۵۴۴	۱۱	قُتِلُ	قُتِلَ
〃	۱۹	تنتاین	ثنتین	〃	〃	اطفالہ	اطفالہ
۴۸۴	۴	مسحنا	مسّحنا	۵۴۸	۱۳	بدع	بِدعٌ
〃	۱۲	آیہ	اس آیہ	۵۴۹	۱	سے و	یعنے
۴۸۷	۱	دروازہ	تلوار	۵۵۳	۳	روزروز	روز
۴۸۹	۱۳	فابوا	فابوا	۵۵۴	۹	ید	بدو
۴۹۱	۸	حاجزوہ	حاجزو	〃	۱۵	رنت	زینت
۴۹۲	۱	علیہو	علیہما	〃	۱۹	مجالسۃ	مجالسۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۶۰	۴	الشِّرکُ	الشِّرکُ
〃	۵	مالَ	مالِ
〃	۱۲	لِلحُسُودِ	لِلحَسُودِ
۵۶۴	۱۵	نہ آیا	نہ آتا
۵۶۵	۸	السلام	السلام کو
۵۶۶	۱۰	الحیاءِ	الحَیاءُ
۵۶۷	۲	سیانت	صیانت
۵۷۱	۶	بایسا	ایسا
۵۷۷	۱۵	پارہ	بار
۵۷۸	۷	مع	مَعَ
〃	۸	ایوب	اَیُّوبِ
۵۸۰	۱	حی	وحی
۵۸۶	۱۷	جوینہ	جُوِینہ
۵۸۷	۱	یمن	من
۵۸۸	۹	بے پر	بے بر
۵۹۰	۳	ختناک	خشک
در مقدمات ضروری			
۲	۱۱	برسدن	برسیدن
۴	۱۲	نازک	نازک ہے
در جدول اسمار شہداءؑ			
۵۹۵	نمبر ۱۰	ایضاً	حضرت امام حسینؑ

التماس بخدمت ناظرین کتاب ہذا و ذاکرین آنکہ این اغلاط ضرور [illegible]
موافق صفحہ و سطر مرقومہ درست فرمایند کہ خالی از حسنات نخواہد بود
حررہ حاج مرزا حنیف علی کربلائی ۹ شوال [illegible] ہجری فقط

بقیہ صحتنامہ اغلاط متعلق مجلد اول نہر المصائب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱	۵	بُکاءً ا	بُکاءً
۴۵	۱۸	فُؤادِی	فُؤادِی
۴۶	۸	فرائضہا	فرائضُہا
۴۷	۱۷	فالحقنی	فالحِقنی
۶۸	۲	عمر بنِ	عُمَرَ بنَ
۸۲	۱۹	تندب	تَندُبُ
۹۹	۱۳	علیؑ	عَلیؑ
۱۰۰	۱۲	دخل	قال دخل
۱۰۶	۱۴	وُلدِکَ	وُلدُکَ
۱۱۶	۱۱	قال	قالت
۱۲۱	۸	اِنَّ	اِنَّ
۱۲۷	۷	مختلف	مختلفہ
۱۲۸	۴	مقتل	چنانچہ مقتل
〃	۱۳	مبارگ	مبارک
۱۷۷	۱۸	جناب	کتاب ضعیف میں منقول ہے جناب
۱۸۲	۷	مہٗ	مہٗ
۱۹۲	〃	جبینہ	جَبِینَہ
۱۹۴	۱۷	حوامًا	حَوامًا
〃	〃	سبیلہ	بسبیلہ
〃	۳	الحسینؑ.	الحسینؑ
۲۰۶	۱۰	اور حضرات	پس حضرات
۲۰۹	۱۶	محمد	مُحَمَّدٍ
۲۱۳	۶	لام	امام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۴	۹	آیا محمد	آبا محمد	۳۳۸	۱۳	والرافضی	والروافض یحففون
۲۲۶	۱۶	اور	اور انکو کلام حضرت کا ناگوار ہوا بس	۳۴۲	۱۲	نصیرۃ	نصیر
۲۲۷	۳	فاتک	فانک	〃	۱۶	امیرۃ	امیر
۲۳۱	۲	کر گیا	کر گیا کیوں نہ ہو [illegible]	〃	۱۹	اسیرۃ	اسیر
〃	۶	بحار الانوار مین	چنانچہ بحار الانوار مین	۳۴۲	۱۳	عقدہ	عندہ
۲۳۳	۱۶	اگر کوئی	تمھین قسم ہے [illegible] اگر کوئی	۳۴۳	۹	برسن	برس
۲۴۳	۱۳	منتخب	اور منتخب	۳۴۵	۴	برادر	عم
۲۴۷	۱۰	کاحد	کاحد	〃	۵	وہ پانسو	وہ دو ہزار پانچسو
۲۴۹	۳	علے الخدود	علے الخدود	〃	۱۶	پانسو	دو ہزار پانچسو
۲۵۲	〃	جگر	جگر	۳۵۲	〃	چنانچہ	چنانچہ بحار الانوار [illegible]
〃	۶	امالی	اور امالی	۳۶۳	۱۷	ہین	ہین
۲۵۵	۱۴	نازین	نازین	۳۶۴	۶	شاید	وہ مظلوم کربلا مین [illegible]
〃	۹	عجبی	یحیی	〃	۲	حال برکہ	حال برکہ [illegible]
۲۶۱	۶	بحار	اور بحار	〃	۷	غازیہ	غاضریہ
۲۶۲	۴	سنقول	اور منقول	۳۶۵	۹	القصرات	القصرات
۲۶۶	۱۵	نہایت نہایت	نہایت	۳۶۹	۱۲	فرمایا	خلاصۃ المصائب منقول ہے کہ فرمایا
۲۷۲	۱۱	فی البحار الانوار	فی بحار الانوار	۳۸۲	۱۹	کی	کیا
۲۷۳	۸	بحار الانوار	اور بحار الانوار	۳۸۳	۲	فاستحی	فاستحی
۲۷۷	۱۷	نہین	نہین ہے	〃	〃	یوم العظیم	یوم عظیم
۲۸۳	۸	منقول ہے	چنانچہ مقتل ابو مخنف مین منقول ہے	〃	۷	فہذا	فہذی
۲۸۷	۱۴	دو	دیکھیے	۳۸۷	۱۹	آلوہ	آلودہ
۳۱۷	۱۷	بس	بس حجال لعین کہتا ہے کہ	۳۸۹	۱۰	قال	قالا
۳۱۸	۶	یہ ارادہ	یہ ظلم و ستم	۳۹۹	۱۲	السماء	السماء
۳۲۵	۱۶	پس	پس جسوقت	۴۱۵	〃	بسطوا	بسطوا
〃	۱۷	اور وہ	تو وہ	۴۲۱	۱۷	نہین	نہین ہے
۳۲۷	۲	فصاحت	فصاحت	۴۲۲	۱۳	یحیی	یحیی
۳۳۳	۱۶	فرمائی	فرمائی اور سن شریف ان حضرت کا پچپن برس کا تھا				

مقدمات ضروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین و
عترتہ الطاہرین اما بعد بخدمت بابرکت ناظرین و سامعین
کتاب ہذا خصوصاً ماہرین اس فن سے التماس ہے کہ زمانہ سلف مین سوز خوانی
اور واقعہ خوانی کا زور شور رہا بعدہ نثر خوانی اور تحت اللفظ یعنے مرثیہ خوانی کا
شہرہ ہوا اور حضرات علماے دین و فضلاے متقدمین اپنے بیان مجالس
عزاے حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ السلام بپا کرتے تھے اور اکثر رؤسا
ذوی الاقتدار اور محبان حضرات ائمہ اطہار انکے یہان بھی شریک مجالس
ہونا پڑتا تھا اور بوجہ خواندگی مذکورہ کے بجہات اور وجوہات چند مکدر ہوتے
تھے اسلیے اپنے تلامذہ کو ہدایت فرمائی کہ جو احادیث فضائل اور روایات
مصائب حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کتب معتبرہ و مستندہ عربی
و فارسی سے منتخب اور مرتب کرکے مجالس مین پڑھی جاوین تو البتہ باعث
ثواب جمیل اور اجر جزیل ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بے تکلف و تصنع کتابے
برداشتہ ذاکرین پڑھا کرتے تھے کہ یہ طریقۂ قدیم تھا جیسا کہ اکثر اکابر معتبرین سے
سنا ہی ہوا تنا کہ نخل ماتم اور ضیاء الابصار اور خلاصۃ المصائب اور بحر المصائب
اور مجالس علویہ اور بحور الغمہ اور مجالس الشیعہ اور زبدۃ المصائب
وغیرہ اُردو مین تالیف ہوئین اور صدہا ذاکرین با تمکین جا بجا مجالس مین
پڑھتے ہین خداوند عالم اُنکے مولفین کو جزاے خیر دے کہ اُنکی تو

نی زمانا اس قسم کی ذاکری کو جسے عرفاً حدیث خوانی کہتے ہین روز بروز ترقی ہی
اور کیونکر نہو کہ پسند حضرات علما ہی جو کہ ورثۂ انبیا ہین اور فعل اُنکا خالی
مصلحت و حکمت سے نہین ہوتا ہی مگر افسوس کہ اس فن مین بھی افراط
و تفریط ہونے لگا حافظ حقیقی اپنے فضل و کرم سے نظر بد حاسدین سے بچائے
رہے چونکہ یہ فن نہایت نازک و دیانت کا ہی مضامین مخدوش سے نہایت
پرہیز کرنا چاہیے مگر ہر شخص کو اِسکا ادراک مشکل ہی بس ضرور ہی کہ جو ذاکر
کوئی کتاب تالیف فرمائے تو اوّل کسی اُستاد کامل کو سنا کے حضرات
علما کی خدمت مین پیش کرے اور بعد اُنکے ملاحظہ کے قصد طبع کرے
کہ تا عند اللہ اور عند الرسول اور عند الخلق ماخوذ نہو ۵

اسید عافیت آنگہ بود موافقِ عقل	کہ نبض را بطبیعت شناس بنمائی
بپرس ہر چہ ندانی کہ ذُلّ پرسیدن	دلیل راہ تو باشد بعزِّ دانائی

جیسا کہ یہ منتخب بحر المصائب مسمیٰ بہ نہر المصائب کہ مشتمل ہی بارۂ معجزات
و فضائل و مصائب و شہادت عترت طاہرۂ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ پر مرتب کردۂ حاجی الحرمین الشریفین ذاکر و زائر حضرت
ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام اعنی اخی المعظم مرزا قاسم علی صاحب
سابق مدرس ششم مدرسۂ ایمانیہ ہی اور حرف بحرف استاذنا المعظم عمدۃ
المحدثین سید الذاکرین سیدنا جناب مولوی میر سید علی صاحب قبلہ
دام ظلہ کو سنا دیا ہی چنانچہ ہر سہ مجلد کے اوّل مین توثیق جناب
ممدوح کی بھی سنداً موجود ہی بس ذاکرین سے امید ہی کہ بعد ملاحظہ

وخواندگی کے یون دعا کرین سے

الٰہی بیامرز این ہر سہ را
کن مسکن و مدفنش کربلا

مؤلف نویسندہ خوانندہ را
الٰہی نگہدار از ہر بلا

اوراس مجلد کے آخر مین حال اجمالی مختار علیہ الرحمہ اور قتل ہونا چند قاتلانِ مظلوم کربلا کا اور ولادت باسعادت حضرت صاحب العصر علیہ السلام وتحقیق حال جناب شہربانو اور نجات پانا ایک سید علوی کا ہی اور حال خواہر امام رضا علیہ السلام کا اور شہادت ہابیل ۱۴ و رفضیلت حاجت روائی مؤمن وطلب علم دین اضافہ ہوا ہی اور کثرت توثیق حضرات علما اور فضلا اور محدثین مقدسین سلمہم اللہ تعالےٰ من کل شین سے یہ مقصود ہی کہ یہ پیردان حضرات ائمۂ طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین یہ شہادت دیتے ہین کہ کتاب ہذا مین جو بارۂ فضائل و مصائب وشہادت مرقوم ہین وہ سب سندی اور معتبر ہین بلکہ اسپر اجماع حضرات علما وفضلاے فرقۂ ناجیہ علویہ ہی جو ورثۂ انبیا اور تابعین ائمۂ ہدیٰ ہین پس حق سبحانہ تعالیٰ اس نعمت عظمیٰ اور سرچشمۂ فیض کو تا دور قمرین جاری رکھے بحرمت النبی وآلہ الطاہرین کیونکہ بحر سے نہر شیرین وصاف تر ہوئی ہی ثبوت اِسکا عند التقابل ہوگا اسلیے کہ اسمین غواصی ہوئی ہی یہ بطنہ نہین بلکہ باقیہ ہی پس خودی کو کیا دخل ہی اور اس فنِ خاص کی ذاکری مثل سوزخوانی وغیرہ کے نہین ہی جو سُر اور راگ کی ضرورت ہو جسکی ممانعت شریعت مین ہی پس اہل عنا خلاف شریعت غنا

کرتے ہین جیسا کہ مسئلہ حاشیہ سے ظاہر ہی اور نہ ذاکر کو بوقت خواندگی
مصائب کے ادائے حروف مخارج سے لازم ہی اور شعائر اسلام سے
یہ بھی نہین ہی کہ منبر پر جو مقام انبیا و اوصیا و اولیا ہی کوئی ذاکر حالت جنابت
مین ذکر فضائل و مصائب حضرات معصومین علیہم السلام کرے اور اگر
از روے استخفاف کے ایسا کرے تو فعل حرام ہی اور فعل حرام کا بعمل
لانا گناہ ہی بلکہ با وضو رہنا سنت اور باعث طول عمر ہی پس ایسے امور کا
لحاظ رکھنا ذاکر کو چاہیے اور ہر حال مین لازم ہی کہ عاجزی و خاکساری
اور انکساری و فروتنی اور اخلاق نیک اور مروت و حمیت و غیرت
اور محبت و مودت اور قناعت اور صبر و تحمل و حلم وغیرہ جو ممدوح ہین
شعار اپنا کرے اور بغض و عناد اور حسد و کینہ اور کذب و غیبت اور فسق
و نفاق اور بہتان و ریا وغیرہ جو مذموم و مقبوح ہین ترک کرے چونکہ
زمانہ نازک افعال و اقوال ذمیمہ حصول دنیاے ناپائدار کے لیے ہنر
ہو رہے ہین ایسے ہی لوگ فی زماننا عاقل و زیرک کہلاتے ہین حالانکہ یہ
خیال خام و باطل ہی اسلیے کہ عاقل وہ ہی جو فکر معاد سے غافل نہو اور
اہل زمانہ کا تو ظاہر حال کچھ اور باطن کچھ ہی اور حدیث مین بھی وارد ہی
قال علیہ السلام اخوان الزمان جواسیس العیوب جیسا کہ
شاعر کہتا ہی ؎

رہنماے دیگران و خویشتن گم کردہ راہ	چشم پوشی از علین خیر و شین شر پیش نگاہ
طرہ بر سر جبہ در بر رو سفید و دل سیاہ	سبحہ در کف توبہ بر لب دل پر از شوق گناہ

معصیت را خندہ مے آید ز استغفار ما

اور سعدی بھی اس بارہ مین کہتا ہی ؎

دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع		خود را ز عملہاے نکوہیدہ بری دار
حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست		درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

پس انسان کو ہر حال مین لازم ہی کہ تواضع اختیار کرے اور تکبر نہ کرے اسلیے کہ ابتدا تکبر کی شیطان سے ہوئی ہی ؎

ز خاک آفریدت خداوند پاک		پس ای بندہ افتادگی کن چو خاک

ولہ

ای برادر چو عاقبت خاک است		خاک شو پیش از انکہ خاک شوی
نامہ بر حرف اختصاص تمام		کردہ شد والسلام والاکرام

حررہ عاصی حاج مرزا جعفر علی کربلائی

۹ رج ۲ سنہ ۱۳۱۲ھ

(مہر: العبد جعفر ۱۲)

توثیق و تقریظ کتاب نہر المصائب مجلد دوم دستخطی سرکار شریعت مدار بحر ذخار افضل الفضلا اکمل الکملا صاحب القوۃ القدسیۃ والملکات الملکیۃ علامی و فہامی اقدس اعلیٰ ذی المجد والعلے تاج العلما البدل المفرد قبلہ و کعبہ جناب السید علی محمد صاحب مجتہد العصر دام ظلہ العالی ما دام الایام واللیالی ابن جناب السلطان العلما اعلے اللہ مقامہ فی دار الکرام

بسمہ سبحانہ ما اعظم شانہ

الحمد للہ کفاء افضالہ، وصلے اللہ علے محمد والہ اما بعد یہ جلد ثانی کتاب مستطاب نہر المصائب کی بھی مشتمل ہی احادیث و روایات معتبرہ فضائل و مصائب پر حضرات معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے اور مستند کتابوں سے حدیثوں اور تاریخوں کی مضامین اسکے منتخب و ملخص ہیں کہ جنکا پڑھنا اور سننا مجالس عزاے جناب خامس آل عبا علیہ و علے آبائہم الطاہرین آلاف التحیۃ والثنا باعث اجر و ثواب بیحساب کا ہی درحقیقت یہ کتاب قابل اسکے ہی کہ حضرات مومنین و شیعیان حضرات ائمہ طاہرین سلام اللہ علیہم الی یوم الدین مہیا کر رکھین بطور زاد کے اُس خوفناک دن کے واسطے کہ جو بفحواے آیہ کریمہ یوم لا ینفع فیہ مال ولا بنون کا مصداق ہی اور خدا جزاے خیر دے اسکے مؤلف جوان صالح زبدۃ الذاکرین عمدۃ الزائرین حسیب نسیب ادیب اریب حبیب لبیب فضیلت و کمالات دستگاہ حقائق و معارف پناہ سعید ازلی آخوند حاج مرزا قاسم علی صاحب

زاد فضلہ و دام نیلہ کو کہ انھون نے اسکی ترتیب و تہذیب و تالیف و ترصیف مین بڑی زحمت اٹھائی ہے واللہ الموفق والمعین وعلیہ نتوکل و بہ نستعین
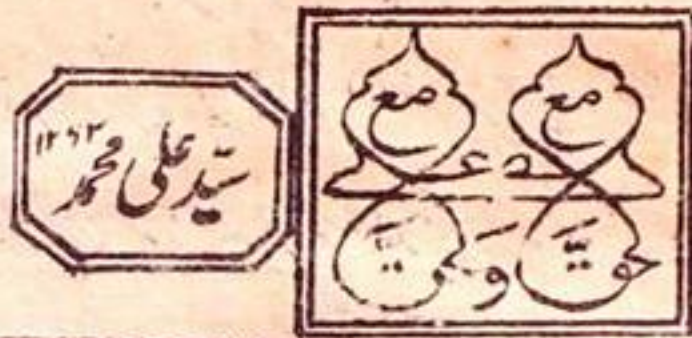
تقریظ و توثیق دستخطی فیضمآب عالی جناب تقدس و تورع ایاب عمدۃ المحدثین سید الذاکرین علامی فہامی مولانا و سیدنا جناب المولوی السید علی صاحب قبلہ محدث دام مجدہ العالی

بسم اللہ ذی المواہب والنعم والحمد للہ ذی الآلاء والکرم والصلوٰۃ علے النبی الاکرم محمد المبعوث علے العرب والعجم والہ الذین ہم اصحاب الفخر والمجد والشرف الاتم وامتہ خیر الامم اما بعد درین حین و زمان بقائد توفیق ایزد سبحان حبیب لبیب ادیب حسیب سعید ازلی حاج آخوند مرزا قاسم علی صاحب باضعف العباد این پارہ و انتخاب احادیث و روایات بر فضائل و مصائب اہل بیت علیہم السلام را حرف بحرف با سماع رسانیدند و بقصد ثواب و رضائے رب الارباب این چند اوراق در فضائل و مصائب آل اطہار سلام اللہ علیہم آناء اللیل و اطراف النہار از بحر المصائب کہ مؤلف جناب مولوی میر امداد علی صاحب محدث

مغفور و مبرور است منتخب فرمودہ بکمال سعی و کوشش باضافۂ مضامین لائقہ و عبارات فائقہ آنرا مزین کردہ اند حق سبحانہ تعالے جزائے جزیل و اجر جمیل دہد واللہ لایضیع اجر المحسنین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی محمد و آلہ الطاہرین و انا العبد المستکین الاثمی السید علی عفا اللہ عن جرائمہ یوم الدین بجاہ النبی و عترتہ المعصومین

(مہر)

توثیق و تقریظ و تخطی عالی جناب فضائل مآب تقدس ایاب اسوۃ المحققین الکرام زبدۃ المدققین العظام تاج العلماء الراسخین فخر الفضلاء الاساطین علامی فہامی اعنی جناب مولانا المعتمد و سیدنا المستند المولوی السید علی نقی صاحب قبلہ مدظلہ العالی علے رؤس المومنین الی یوم الدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ ذی الشان العظیم والفضل العمیم ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ ان اللہ عزیز حکیم والصلوٰۃ علی نبیہ الکریم النسیم البسیم المؤید بالذکر الحکیم و وصیہ علی قاسم الجنۃ والنعیم والنار والجحیم وعلی آلہ حجج اللہ العلیم الحکیم لاسیما علی العطشان القتیل الذی ھو خیر سلیل من نسل ابراھیم وقد ورد فی امرہ و فدیناہ بذبح عظیم و تفجرت فی مصیبۃ البحار بانہارھا و تدکدکت فی عزائہ الجبال باحجارھا و بکتہ الطیور فی

ادکارھا بل یکے علیہ الکوثر والتسنیم اما بعد مرزا صاحب مجمع الفضائل حمید الخصائل زبدۃ الاحباب عمدۃ الاطیاب ذوالفضل الجلی حاج آخوند مرزا قاسم علی صاحب حرسہ اللہ بلطفہ الخفی والجلی بکمال اہتمام و سعی تمام این مجموعہ راکہ مشتمل بر پارہ از فضائل و مناقب و نوائب و مصائب خامس آل عبا و اقارب و اصحاب آن امام گلگون قبا علیہ و علیہم التحیۃ والثنا میباشد بقالب تالیف درآوردند و از کتاب بحر المصائب و دیگر مصنفات علمائے کرام اکثر مضامین آنرا ملتقط کردند و مقامات عدیدہ ازین مجموعۂ سدیدہ بنظر نحیف رسیدہ شکر اللہ جامعہا و اثاب سامعہا و انا العبد الفقیر الحقیر السید علی نقی المدرس عفی عنہ

سید علی نقی ۱۲۹۰

توثیق دستخطی تقدس مآب عالیجناب قدسی القاب حاوی منقول و معقول جامع فروع و اصول افضل الفضلا اکمل الکملا حکیم یکتائے زمن ماہر فن سیدنا جناب مولوی سید علی اکبر صاحب قبلہ حکیم دام مجدہ العالی ابن جناب السید محمد مختار شاہ صاحب رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الندبۃ والبکاء علی الحسین ذخراً و وسیلۃ للمؤمنین لدخول الجنتین والصلوٰۃ والسلام الاکملین علی سید الکونین محمد و آلہ البررۃ المصطفین اما بعد

فانّ کتاب نہر المصائب حاوٍ للفضائل والمناقب والمصائب
الراتبۃ لائمۃ الاطائب علیہم السلام المعتور المتعاقب والمنتخب
من بحر المصائب قد انتخبہ من ھو جامع للسجایا الحمیدۃ والخصال
السدیدہ والفعال الرشیدۃ الحاج اخوند مرزا قاسم علی
عاملہ اللہ بلطفہ الخفی والجلی وقد زاد فیہ ما التقط من الروایات
الصحیحۃ من الکتب المبسوطۃ المعتبرۃ المستندۃ بما یناسب
المقام ویفید المرام جزاہ اللہ خیر الجزاء وحشرہ مع موالی
الامناء ووفقہ لنشر فضائل الشہدا طوبیٰ لہ فطوبیٰ حررہ
الاحقر العاصی حکیم السید علی اکبر الموسوی

(مہر: علی اکبر موسوی)

تقریظ جناب فضائل مآب فواضل ایاب ادیب اریب حسیب نسیب
منبع الفضل والکمال علامی فہامی جناب مولوی سید مصطفیٰ صاحب
قبلہ دام مجدہ العالی ابن جناب سید باقر شاہ صاحب رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدک یا من ھو انیس المکروبین
ومفرج الملہوفین ونصلی علی محمد خاتم النبیین وعلی
سید الوصیین وآلہ الطیبین الطاہرین اما بعد
فانّ الکتاب نہر المصائب فی مشہد آل علی بن ابیطالب
الّفہ عمدۃ اخوان الصفاء وزبدۃ اہل الوفاء الذی سجایاہ
شریفہ ومزایاہ لطیفہ الصفی الوفی المدعو باخوند مرزا قاسم علی

فللّٰہ درہ کیف احتاط فی جمعہ لقد اورد فیہ ما رغبت الاسماع الی سمعہ وناحت العیون عند استماعہ باعلان الدمع وارسالہ فجزاہ اللہ جزاء الاوفی بھذ السعی فی الآخرۃ والاولی حررہ الراجی غفور ربہ القوی مصطفی بن باقر الموسوی عفی عنہ

موسوی
سید مصطفیٰ

تقریظ دستخطی فضائل مآب فواضل آیاب منبع الفضل والکمال مقبول بارگاہ ایزد لایزال علامی فہامی مولانا السید المؤتمن جناب المولوی السید ابو الحسن صاحب قبلہ دام مجدہ العالی بن جناب حاج سید نقی شاہ صاحب رحمہ اللہ

مبسملاً وحامداً ومصلیاً ومسلماً

للّٰہ درک ایھا الحبیب اللبیب سالک مسالک الورع والتقی ناہج مناہج الصدق والصفا الصدیق الصفی الوفی الحاج اخوند مرزا قاسم علی لازلت مؤیداً بلطفہ الخفی والجلی فیما الخصت وھذبت وحررت وانتخبت من فضائل آل العباء ومناقب اصحاب الکساء ومقتل من بکت علیہ الارض والسماء مسلوب العمامۃ والرداء المذبوح عن القفا سید الشہداء حسین بن علی روحی لہ الفداء ونفسی لہ الوقاء واصحابہ الذین نزحوا عن الاوطان وفارقوا الاھل والصبیان

وتترسوا الامامهم صدهم وردهم واثروا علے نفوسهم امامهم
حتے قاتلوا وقتلوا وجادلوا وجدّلوا رضوان الله عليهم
اجمعين الى يوم الدّين وجزاك الله عنهم خير الجزاء و
جعلك وايانا من زمرة الاولياء وانا المعتصم بحبل الله القوي
ابو الحسن علے بن السّيد نقے الرّضوى غفر الله له سيّئاته
واسكنه بحبوحة جنّاته ۹ ج ۲ سنہ ۱۳۱ھ

سید ابو الحسن

توثیق و دستخطی قدسی القاب تورع مآب قدوة الفضلا نخبة الحکما مولانا جناب مولوی سید جواد صاحب حکیم دام ظلہ العالی ابن عالیجناب سیادت پناہ السید عسکری شاہ صاحب مرحوم

الحمد لله ربّ العالمين والصّلوٰة والسّلام على خير خلقه
محمّد وآله الطّيّبين الطّاهرين ولعنة الله علے اعاديهم
ومبغضيهم وظالميهم وغاصبے حقوقهم اجمعين الى يوم الدّين
امّا بعد ہر گاہ کہ نشر و ذکر فضائل و مصائب حضرات ائمہ اطائب
علیہم السلام بعد المعرفة وفضل طاعات واقرب قربات الٰہی سے
تھا کما وردت به الاخبار وشهدت به الآثار بناءً علیہ اس زمانہ میں
جناب فضائل مآب تقدس و تورّع انتساب عمدة الحاج والمعتمرین
زبدة الذاکرین والزائرین جناب حاج آخوند مرزا قاسم علی صاحب

کربلائی زاد فضلہ موفق و مسدد ساتھ جمع کرنے اس کتاب مستطاب مسمیٰ بہ
نہر المصائب کے ہوئی واقعی جناب مرزا صاحب ممدوح نے
بکمال جد و جہد اس کتاب کو بحر المصائب وغیرہ سے منتخب مع اضافہ
دیگر روایات معتبرہ مشہورہ کے باسلوب مرغوب فرمایا ہی اور
کافی و وافی ہی اُسپر توثیق حضرات علمائے کرام دام ظلہم کی فجزاہ
اللہ خیر الجزا ر و انا الراجی عفو ربہ الغنی جواد بن عسکری الحسینی عفی عنہما

سید جواد ۱۲۸۱ — یکم ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۵ ہجری

توثیق فضیلت پناہ کمالات دستگاہ عمدۃ الکملا زبدۃ الفضلا السید السند
المؤتمن مولانا مولوی جناب السید ابو الحسن صاحب زاد فضلہ
ابن المرحوم سادات پناہ جناب السید مہدی شاہ صاحب

بسم اللہ وخیر الاسماء کلہا اللہ

الحمد للہ علی نعمائہ و آلائہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ
اما بعد حبیب لبیب ادیب اریب حاجی الحرمین الشریفین زائر و زائر
حضرت ابا عبد اللہ الحسین ع آخوند مرزا قاسم علی صاحب کربلائی نے
اس زمانہ ناسا عد مین بکمال جد و کوشش و سعی بلیغ اس کتاب
نہر المصائب کو باسلوب مرغوب و ترتیب مطلوب درست و مرتب
کیا اور تحقیقات مطالب مین بہت زحمت اُٹھائی اور اس انتخاب
احادیث و روایات بارۂ فضائل و مصائب حضرات سادتنا

الاطیاب کو بتمہید و روابط شائستہ و بائستہ سلک تحریر میں لائے
کہ تا ذاکرین و سامعین مثاب ہوں اور اس کتاب مستطاب پر
توثیق اور مہر و دستخط علمائے کرام و فضلائے عظام کافی و وافی ہی
حق سبحانہ تعالے مؤلف ممدوح کو جزائے خیر دے اور خیر دارین
عطا کرے اور اس امر کو انکا باقیات الصالحات اور وسیلۂ
نجات گردانے بحرمۃ النبیؐ و آلہ الطاہرینؑ و آخر دعوٰنا ان الحمد
للہ رب العالمین و انا المذنب العاصی السید ابوالحسن عفی عنہ

توثیق و دستخطی عمدۃ المحققین زبدۃ المدققین فضیلت مآب کمالات اکتساب
عمدۃ الحاج و الزائرین وحید الدہر جناب مولوی مرزا محمد باقر صاحب
قبلہ ابن المرحوم ملا احمد علی صاحب مغفور

باسمہ سبحانہ

سبحانہ ما اعظم شانہ لہ الحمد علے ما اعظم اجورنا بمصابنا بالحسین علیہ
السلام ـ بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفےؐ و مدح ائمۂ ہدیٰ پس اِس
کتاب مستطاب باصواب نہر المصائب کو کہ بارۂ مناقب و
مصائب ائمۂ اطائب ہی سعادت پناہ فضیلت دستگاہ
نخبۃ الزائرین زبدۃ الذاکرین آخوند حاج مرزا قاسم علی صاحب

زاد فضلہ نے کتب معتبرہ معتمدہ سے احادیث صحیحہ و روایات مستندہ
منتخب کرکے بعبارات رائقہ و بیانات واضحہ ترجمہ کرکے مرتب کیا
حق سبحانہ تعالیٰ جل شانہ مؤلف کو اسکے جزائے خیر اور توفیق امتثال
فضائل ائمہ اخیار کرامت فرمائے کہ بطرز مرغوب و طریق خوش
اسلوب بکمال تہذیب و احتیاط تالیف کیا اور کافی و وافی ہی اسکی
توثیق مین جو کہ جناب قدوۃ المتکلمین اسوۃ المتفقہین مولانا جناب
تاج العلماء اور دیگر اتقیاء ادام اللہ ظلال جلالہم نے افادہ
فرمایا ہی۔ الراجی عفو ربہ الغنی محمد باقر عفی عنہ۔

احمد علی ۱۲ مرتضیٰ محمد موسیٰ بن باقر ۱۲۹۸
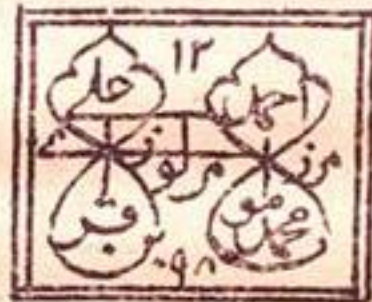
فہرس مجلد دوم حصہ سوم مجالس نہر المصائب در فضائل و مصائب سید الشہداؑ

تمام

قال من جلس مجلساً یحیی فیه امرنا لم یمت قلبه یوم تموت القلوب

اس زمان برکت اقتران مین مطلوب کل طالب منتخب کتاب بحر المصائب یعنی

جلد دوم

در المصائب

مولفہ

اخوند مرزا قاسم علی صاحب کربلائی زبدۂ تلامذۂ جناب مولوی سید علی محمد صاحب

سنہ ١٨٨٧ع

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین زینت طبع سے مزین ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل شہادۃ الحسینؑ وسیلۃ النجات المذنبین والصلوٰۃ والسلام علےٰ سید الانبیاء والمرسلین والائمۃ الہداۃ المعصومین واللعنۃ علےٰ اعدآئہم اجمعین الیٰ یوم الدین اما بعد مخفی و پوشیدہ نرہے کہ یہ ملخص و منتخب بحر المصائب مجلد دوم کا حصہ سوم ہے کہ مشتمل ہے اوپر حال ترتیبی سفر خامس آلِ عبا مظلوم کربلا جناب سید الشہدا کے شہادت اصحاب واقربا اور مصائب آنحضرت تک مع حال اجمالی عہدِ مختار رحمہ اللہ کے کہ تفصیل اوسکی فہرس بالاسے ہویدا و ظاہر ہے و باللہ التوفیق

مجلس اول

فِی البحارِ عَنِ الصَّادِقِ علیہِ السَّلام مَن بَکےٰ علَےٰ الحُسَینِ او اَبکےٰ اَو تبَاکےٰ وَجَبَت لَہُ الجَنَّۃَ۔ بحار الانوار مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو مومن روے مصیبت پر امام حسین علیہ السلام کی یا کسی کو رولاے یا اپنے تئین بتکلف رولاے بہشت اُن سب پر واجب ہے کُلُّ عَینٍ

باکیۃ یوم القیمۃ الا عین بکت علی الحسین فانہا ضاحکۃ مستبشرۃ بنعیم الجنۃ
اور فرمایا جناب صادقؑ نے کہ روز قیامت وہ روز ہولناک ہوگا کہ جسکے خوف سے
تمام اہل محشر روتے ہونگے مگر جو چشم کہ دار دنیا مین روئی ہوگی مصیبت پر میرے جد مظلوم
امام حسین علیہ السلام کی پس صاحب اُس چشم کا اُس روز بادیدۂ خندان محشور ہوگا
اور خوشخبری دیا جائیگا ساتھ نعماے بہشت کے سبحان اللہ کیا مرتبہ ہے رونے کا مصائب
جناب سید الشہدا پر منجملہ اونکے چھوٹنا وطن یعنے مدینۂ منورہ اور روضۂ رسول خدا کا ہے
مقام حسرت اور جاے تاسف ہے کہ جس روز سے سردار اتقیا گوشوارۂ عرش معلے
فرزند رسول الثقلین جناب امام حسینؑ مدینۂ منورہ سے طرف عراق کے روانہ ہوے
اُس روز سے وہ گھر ایسا اوجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا اور واقعی مومنین کیونکر آباد ہو وہ گھر
کہ جس گھر سے جناب امام حسینؑ سے سردار دوجہان اور ساتھ اونکے سترہ نوجوان
بنی ہاشم کہ صورتین اونکی مثل ماہ کامل کے روشن اور تاباں ہوں کہ جنکا مثل و نظیر
نہو وہ سب ایک دن صحراے کربلا مین قتل و ذبح ہو جائیں پس یہ روایت سفر
اُنحضرت کی کتب معتبرہ مین یون منقول ہے فی المقتل والارشاد وغیرہما
انہ لما مات معاویۃ وذلک للنصف من شہر رجب سنۃ ستین
من الہجرۃ وقام ابنہ یزید مقامہ کتب الی ولید ان یاخذ الحسین
بالبیعۃ چنانچہ مقتل ابو مخنف اور ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ اور لہوف وغیرہ مین
منقول ہے کہ جب معاویہ پندرھوین تاریخ ماہ رجب کو اور بنا بر روایت شیخ مفید
علیہ الرحمہ بائیسوین تاریخ کو کہ سنہ ساٹھ ہجری تھے مر گیا اور فرزند اُسکا یزید اُسکی جگہ
حاکم ہوا اُسیوقت اُس شقی نے موافق وصیت اپنے باپ کے ایک نامہ بنام ولید

بن عتبہ بن سفیان کے کہ معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ تھا اِس مضمون کا روانہ کیا
کہ دیکھتے ہی اِسکے امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین سے بیعت طلب کرنا حضرات کیا
بے ادبانہ کلمہ لکھتا ہی کہ جو مجرم کے واسطے لکھا جاتا ہی وہ یہ ہی کہ فَاِنْ اَبیٰ عَنْهُ فَاضْرِبْ
عُنُقَهٗ وَابْعَثْ اِلَیَّ رَاسَهٗ پس اگر امام حسین بیعت سے انکار کرین تو بلا تامل سر اُنکا
کاٹ کر میرے پاس بھیجدینا فَاَنْفَذَ الْوَلِیْدُ اِلَی الْحُسَیْنِ فِی اللَّیْلِ فَاسْتَدْعَاهُ
فَعَرَفَ الْحُسَیْنُ مَا اَرَادَهٗ پس جب ولید مضمون نامہ پر مطلع ہوا اُسیوقت
کہ وقت شب تھا کسی کو خدمتِ امام حسین مین بھیجا اور اپنے پاس طلب کیا جب
اوس شخص نے پیام ولید کا اُنحضرت سے نقل کیا اُسیوقت وہ واقفِ اسرار ربّانیہ
ارادہٗ ولید پر مطلع ہوے اور اُس شخص سے فرمایا کہ تو چل مین آتا ہون فَدَعَا
جَمَاعَةً مِنْ مَوَالِیْهِ وَاِخْوَتِهٖ وَبَنِیْهِ وَاَمَرَهُمْ بِحَمْلِ السِّلَاحِ فَاَقْبَلَ اِلَیْهِ عَبَّاسُ
بْنُ عَلِیٍّ مَعَ اِخْوَتِهِ الْاَرْبَعَةِ وَبَنُوْا اَخِیْهِ وَوُلْدُهٗ وَوُلْدُ مُسْلِمٍ وَاَعْوَانُهٗ
وَاَنْصَارُهٗ فِیْ وَقْتٍ وَاحِدٍ پس جبکہ وہ شخص چلا گیا اُسیوقت حضرت نے سب
اقربا اور انصار کو اپنے حضور مین طلب کیا اور حکم دیا کہ سب مسلح ہو کر حاضر ہون چنانچہ
حسب الارشاد اُس جناب کے عبّاس بن علی علیہ السلام مع اپنے چار بھائیون کے
اور فرزندانِ امام حسن اور فرزند اُنحضرت کے اور فرزندانِ مسلم بن عقیل اور
سب انصار جان نثار مسلح ہو کر حاضر خدمتِ باسعادت ہوے فَسَارَ الْحُسَیْنُ
اِلَی الْوَلِیْدِ وَاَمَرَهُمْ بِقِفُوْا عَلَی الْبَابِ فَاِنْ سَمِعْتُمْ صَوْتِیْ قَدْ عَلَا فَادْخُلُوْا
عَلَیْهِ وَاِلَّا فَلَا پس جناب امام حسین علیہ السلام مع جوانان بنی ہاشم و انصار دروازہ
ولید پر پہونچے اور وہان سب ہمراہیون سے فرمایا کہ تم سب یہان دروازہ پر ٹھہرو

کہ مین تنہا ولید کے پاس جاتا ہون اگر آواز میری بلند ہو اور تم سنو تو اوسی وقت تم سب بالکل
اندر چلے آنا فَدَخَلَ وَکَانَ مَرْوَانُ عَلَیْہِ اللَّعْنُ عِنْدَہٗ فَلَمَّا جَلَسَ نَعیٰ اِلَیْہِ الْوَلِیْدُ
مُعَاوِیَۃَ فَاسْتَرْجَعَ الْحُسَیْنُؑ ثُمَّ قَرَءَ الْوَلِیْدُ کِتَابَ یَزِیْدَ وَمَا اَمَرَہٗ فِیْہِ مِنْ
اَخْذِ الْبَیْعَۃِ پس حضرت یہ حکم دیکر آپ بنفس نفیس اندر تشریف لیگئے ولید دیکھتے ہی واسطے
تعظیم کے اوٹھا اور حضرت کو مسند پر بٹھلایا اُسوقت مروان لعین بھی پاس ولید کے
بیٹھا تھا ولید نے اول خبر ہلاکت معاویہ عرض کی حضرت نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُوْنَ بعد اسکے اُسنے نامہ یزید کا پڑھا اور موافق حکم اُس بیحیا کے طالب بیعت
ہوا فَقَالَ الْحُسَیْنُؑ اِنِّیْ لَا اَرَاکَ اَنْ تَقْنَعَ بِبَیْعَتِیْ لَہٗ سِرًّا حَتّٰی اُبَایِعَہٗ جَھْرًا
وَاِنَّ مِثْلِیْ لَا یُبَایِعُ خَلْفَ الْاَبْوَابِ سِرًّا پس حضرت نے فرمایا کہ اگر مین بالفرض
مجلس تخلیہ مین بیعت یزید کی اختیار کرون تو غالب ہی کہ تو اور یزید ہرگز اس بیعت پر
راضی نہوگا جبتک کہ مجمع عام مین بیعت اُسکی اختیار نہ کیجاوے اور قطع نظر اسکے
ہمارے امثال کو بھی کب زیبا اور مناسب ہی کہ تخلیہ مین عقب در چھپکر بیعت
اختیار کرین فَنُصْبِحُ وَتَرٰی رَأْیَکَ فِیْہِ وَنُصْبِحُ وَتَنْظُرُ اَیُّنَا اَحَقُّ بِالْخِلَافَۃِ
وَالْبَیْعَۃِ فَقَامَ مُتَّکِئًا عَلٰی سَیْفِہٖ اور فرمایا کہ ای ولید اب تو وقت شب ہی صبح کو
اس امر مین ہم فکر اور غور کرینگے اور تو بھی غور اور تامل کرنا کہ کون ہم مین سے لائق خلافت
وبیعت ہی یہ فرماکر تلوار کو زمین پر ٹیک کر کھڑے ہوگئے فَقَالَ مَرْوَانُ عَلَیْہِ اللَّعْنُ
یَا وَلِیْدُ وَاللّٰہِ لَئِنْ فَارَقَکَ الْحُسَیْنُؑ السَّاعَۃَ وَلَمْ یُبَایِعْ فَلَا تَرٰی اِلَّا غُبَارَہٗ
اِحْبِسْہُ حَتّٰی یُبَایِعَ اَوْ تَضْرِبَ عُنُقَہٗ پس حضرت مسند سے اوٹھے تھے کہ مروان
ملعون نے ولید سے کہا کہ ای نافہم اگر امام حسینؑ اسوقت تیرے قبضہ سے نکل گئے اور

بیعت نہ کی تو قسم بخدا کہ پھر تو کبھی سوائے غبار کے اور کچھ نہ دیکھیگا تجھے مناسب یہ ہی کہ
اسوقت امام حسینؑ کو قید کرے اگر بیعت یزید اختیار کرین تو عین مقصود ہے اور اگر بیعت
نہ کرین تو سر انکا کاٹ لے کہ پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا فی المناقب وغیرہ فقام
مروانُ وجرّد سیفہٗ وقال مُرسیافک ان یضرب عنقہٗ قبل ان
یخرج من الدّار ودمہٗ فی عنقی ور مناقب وغیرہ مین یون منقول ہی کہ مروان
لعین تلوار اپنی کھینچکر کھڑا ہوا اور ولید سے کہا کہ جلاد کو حکم دے کہ انکو قتل کرے قبل اسکے
کہ یہ گھر سے باہر نکلین اور خون انکا اُس شقی کی گردن پر ہی فوثب عند ذلک
الحسینُ وقال یا ابن الزرقا انت تقتلنی ام ھو کذبت واللہ ونحن اھل بیت
النبوّۃ ومعدنُ الرسالۃ بنا فتح اللہ وبنا ختم اللہ ومثلی لا یبایع بمثل
یزید الفاسق شارب الخمر قاتل النفس المحرّمۃ پس یہ بیحیائی مروان
لعین کی دیکھکر اُسوقت امام حسینؑ علیہ السلام رنجیدہ ہو کر کھڑے ہوے اور اُس
ملعون سے فرمایا کہ ای فرزند زن زانیہ کبود چشم تیری کیا مجال ہی کہ تو مجھے قتل کرے
اور ولید کو کب قدرت ہی کہ مجھے قید کرے قسم بخدائے عزوجل کہ تو کاذب ہے اور
ہم اہل بیت نبوت اور معدنِ رسالت ہین کہ جناب احدیت نے ہمارے نور سے
تمام مخلوقات کو پیدا کیا اور ہمپر رسالت اور ولایت کو ختم کیا پس یہ کب ہوسکتا ہی
کہ ہمارے امثال مقرب بارگاہ ذوالجلال یزید فاسق اور شرابخوار اور قاتل
مؤمنین سے بیعت کرین فلمّا ارتفعت الضجّۃ دخلوا تسعۃ عشر من اھل بیتہ
فاوّل من انتضی بسیفہٖ علیّ بن الحسینؑ وعبّاس بن علیؑ وھجموا
جمیعًا علی من فی الدّار بسیوفہم پس جبکہ آواز بلند ہوئی اور جوانان بنی ہاشم نے

سُنی کہ اٹھارہ جوان اہل بیت آنحضرت سے تھے سب ایکبار اندر چلے آئے سبحان اللہ کیا وفا شعار اور بہادر و جرار تھے اصحاب و اقربا اُس جناب کے منقول ہی کہ اول اُنھین سے جسنے تلوار میان سے کھینچی وہ حضرت علی اکبر اور حضرت عباسِ دلاور تھے اور ہمراہ اونکے سب اعوان و انصار نے تلوارین کھینچکر چاہا کہ مروان اور ولید اور تمام رفقا کو اُنکے قتل کرین فَمَنَعَهُمُ الْحُسَيْنُ وَقَالَ نَحْنُ اَهْلُ بَيْتِ مُحَمَّدٍ لَا نَبْدَأُ بِالْقِتَالِ فَخَرَجَ مَعَ مَوَالِيهِ اِلٰى مَنْزِلِهٖ پس اُسوقت حضرت نے اپنے اصحاب کو منع کیا اور فرمایا کہ ہم اہل بیتِ رسولِ خدا ہین ہمین مناسب نہین ہی کہ ہم ابتدا جنگ و قتال کرین جبتک کہ طرف مقابل ہمارا ہمارے قتل پر سبقت نہ کرے پس وہ جناب مع اپنے رفقا کے دولتسرا مین تشریف لائے وَاَقْبَلَ اِلٰى قَبْرِ جَدِّهٖ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ فَاطِمَةَ فَرْخُكَ وَابْنُ فَرْخَتِكَ الَّذِيْ خَلَّفْتَنِيْ فِيْ اُمَّتِكَ راوی کہتا ہی کہ اُسی شب کو حضرت روضہ مقدسہ جنابِ رسالتمآب پر تشریف لیگئے اور قریب قبر مطہر کے کھڑے ہوکر آداب زیارت بجالائے اور بعد اُسکے عرض کی کہ ای جد بزرگوار سلام ہو آپ پر کہ مین فرزند آپکا حسین بن فاطمہ زہرا ہون اور بین آپکا وہ نور نظر ہون کہ جسے آپ بطور امانت چھوڑ گئے تھے کہ تا امت آپکی میری تعظیم و قدر کرے فَيَا جَدَّاهُ قَدْ خَذَلُوْنِيْ وَضَيَّعُوْنِيْ وَلَمْ يَحْفَظُوْنِيْ فَجَعَلَ يَبْكِيْ عِنْدَ الْقَبْرِ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلَيْهِ فَاَخَذَتْهُ النَّعْسَةُ پس ای جد بزرگوار اس امت جفا شعار نے ساتھ میرا چھوڑ دیا اور حرمت میری ضایع کی اور میری آبرو اور حرمت کا حفظ نہ کیا بعد اُسکے حضرت قبر مطہر رسول خدا سے لپٹ کر دیر تک روتے رہے پس

اِس اثنا مین آنکھ حضرت کی لگ گئی فَاِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ قَدْ ضَمَّہٗ اِلٰی صَدْرِہٖ وَقَبَّلَ مَا بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَبَکٰی وَقَالَ یَا بُنَیَّ کَاَنِّیْ اَرَاکَ عَنْقَرِیْبٍ مُرَمَّلًا بِدِمَائِکَ مَذْبُوحًا بِاَرْضِ کَرْبَلَا وَاَنْتَ مَعَ ذٰلِکَ عَطْشَانٌ لَا تُسْقٰی وَظَمْاٰنٌ لَا تُرْوٰی پس اُسی حالتِ خواب مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ تشریف لائے اور اپنے فرزند کو سینہ سے لگایا اور بہت پیار کیا اور فرمایا کہ ای پارۂ جگر گویا یہ امر میرے پیش نظر ہی کہ عنقریب تو زمین کربلا پر اپنے خون مین لوٹ رہا ہی اور شدتِ تشنگی مین ایک ایک سے پانی طلب کرتا ہی اور کوئی تجھے پانی نہین دیتا یہانتک کہ اُسی حالت مین تجھے ذبح کیا ہی فَقَالَ الْحُسَیْنُ یَا جَدَّاہُ لَا حَاجَۃَ لِیْ فِی الرُّجُوْعِ اِلَی الدُّنْیَا فَخُذْنِیْ اِلَیْکَ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْ قَبْرِکَ پس جب امام حسین علیہ السلام نے یہ کلمات حسرت اپنے نانا سے سُنے عرض کی کہ ای جدِ عالیمقدار ہاتھ سے اس امت جفاکار کے مین اسقدر تنگ وناچار ہون کہ دل میرا زندگی دنیا سے بیزار ہی امیدوار ہون کہ مجھے آپ قبر مطہر مین اپنے ہمراہ رکھیے فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَا بُنَیَّ لَا بُدَّ لَکَ مِنَ الرُّجُوْعِ اِلَی الدُّنْیَا حَتّٰی تُرْزَقَ الشَّہَادَۃَ فَانْتَبَہَ الْحُسَیْنُ مِنْ نَوْمِہٖ فَزِعًا مَرْعُوْبًا یہ سُنکر جناب رسول خدا رونے لگے اور فرمایا کہ ای نور چشم یہ امر کیونکر ہو سکے کہ ابھی تجھے دنیا مین رہنا ضرور ہی یہانتک کہ تو ہاتھ سے اعدائے دین کے شہید ہو پس یہ خواب کہ بمنزلہ بیداری کے تھا دیکھکر حضرت بیدار ہوے اور اُس حالت مین تمام بدن مبارک خوف خدا سے کانپتا تھا نہ خوفِ جان سے کیونکہ حضرت کو یقین ہو گیا تھا کہ بلائے عظیم نازل ہوا چاہتی ہی اور حق سبحانہ تعالیٰ کو امتحان میرا منظور ہی دیکھیے مین اس امتحان مین جادۂ صبر پر ثابت قدم رہون یا نہ رہون فَقَصَّ رُؤْیَاہُ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ

فَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ فِیْ شَرْقٍ وَلَا غَرْبٍ اَحَدٌ اَشَدَّ غَمًّا مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ فَاَصْبَحَ وَخَرَجَ مِنَ الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا یَتَرَقَّبُ قَآئِلًا رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

پس حضرت دولتسرا مین تشریف لائے اور تمام حال اپنا اپنے اہل بیت سے نقل کیا راوی کہتا ہی کہ جب یہ خبر ہلاکت اثر اہل بیت رسالت نے سنی سنتے ہی اسکے جناب زینبؑ اور ام کلثومؑ اور سب خواتین معظمہ اور اطفال اسقدر روئے اور ایسا کہرام بپا ہوا کہ مشرق سے تا مغرب کسی پر ایسا رنج وغم شدید لاحق نہین ہوا جو اُس روز اہل بیت رسالت پر لاحق ہوا ہی پس جبکہ صبح طالع ہوئی اُسوقت وہ حضرت ناچار قبر مطہر رسول خداؐ اور مزار جناب فاطمہ زہراؑ اور حسن مجتبیؑ سے رخصت ہوے اور مومنین اور محبین سے بھی وداع ہوے حضرات اُسوقت اُنکے دل پر کیا صدمہ ہوا ہوگا کیونکہ شاعر کہتا ہی ؎

یَوْمُ الْفِرَاقِ مِنَ الْقِیٰمَةِ اَهْوَلُ		وَالْمَوْتُ مِنْ فَقْدِ الْاَحِبَّةِ اَسْهَلُ

آہ روز فراق وجدائی روز قیامت سے زیادہ ہولناک ہی اور موت مفقود ہونے احباب سے آسان تر ہی الغرض فرزند رسول مختار بعد اُسکے مع اہل بیت اطہار اور اپنے اعوان وانصار کے مدینہ منورہ سے طرف مکہ معظمہ کے روانہ ہوے اور اُسوقت حالت خوف مین آیہ کریمہ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ کی تلاوت فرماتے تھے یعنے اے پروردگار عالم نجات دے مجھے ہاتھ سے ظالمون کے

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس دوم

فِیْ بِحَارِ الْاَنْوَارِ اَنَّ الصَّادِقَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِذَا اَهَلَّ هِلَالُ عَاشُوْرَا

اِشْتَدَّ حُزْنُهٗ وَعَظُمَ بُكَاۗؤُهٗ عَلٰى مُصَابِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ بحار الانوار
مین منقول ہی کہ جب حضرت صادق علیہ السلام چاند محرم کا دیکھتے تھے تو اُسوقت
مصائب امام حسینؑ یاد کرکے بکمال حزن و ملال رویا کرتے تھے وَالنَّاسُ يَأْتُوْنَ اِلَيْهِ
مِنْ كُلِّ جَانِبٍ يَنُوْحُوْنَ وَيُعَزُّوْنَهٗ بِالْحُسَيْنِ وَيَبْكُوْنَ مَعَهٗ اور اُسوقت
اصحاب اور شیعہ آنحضرت کی خدمتِ باسعادت مین برسم تعزیت اور ماتم پرسی کے
حاضر ہوتے تھے اور ہمراہ آنحضرت کے روتے تھے اور نوحہ وزاری کرتے تھے فَاِذَا
اَفَاقَ مِنَ الْبُكَاءِ يَقُوْلُ اَيُّهَا النَّاسُ اِعْلَمُوْا اَنَّ الْحُسَيْنَ عِنْدَ رَبِّهٖ يُرْزَقُ
مِنْ حَيْثُ يَشَاءُ دَائِمًا يَنْظُرُ اِلٰى مَوْضِعِ عَسْكَرِهٖ وَمَصْرَعِهٖ وَمَنْ حَلَّ
فِيْهِ مِنَ الشُّهَدَاءِ پس جب جناب صادق علیہ السلام کو شدت گریہ و بکا سے کچھ
افاقہ ہوتا تھا تو اُسوقت فرماتے تھے کہ ایہا الناس بیقین جانو کہ امام حسین علیہ
السلام نزدیک پروردگار اپنے کے رزق پاتے ہین اور موافق خواہش اپنی کے
نعمتون سے بہشت کی سیر ہوتے ہین اور ہمیشہ ناظر ہین طرف لشکرگاہ اور قتل گاہ
اپنی کے اور طرف قبر مطہر اپنی اور مدفن شہدا کے کہ جو ہمراہ آنحضرت کے شہید
ہوئے ہین وَيَنْظُرُ اِلٰى زُوَّارِهٖ وَالْبَاكِيْ عَلَيْهِ وَالْمُقِيْمِيْنَ عَلَيْهِ الْعَزَاءَ
وَهُوَ اَعْرَفُ بِهِمْ وَبِاَسْمَائِهِمْ وَبِدَرَجَاتِهِمْ وَمَنَازِلِهِمْ فِي الْجَنَّةِ اور ایہا الناس
بتحقیق کہ امام حسینؑ ہمیشہ دیکھتے ہین طرف اُن لوگون کے کہ جو واسطے زیارت
قبر مطہر آنحضرت کے جاتے ہین اور دیکھتے ہین طرف اُن مومنین کے کہ جو مصروف
بگریہ و بکا اور تعزیت داری اُس امام مظلوم کے ہوتے ہین اور وہ حضرت خوب
واقف ہین نام سے اپنے زائرون کے اور خوب پہچانتے ہین اُن لوگون کو کہ جو

تعزیہ دارا اور ماتمدار رہین آنحضرت کے اور جو درجات کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے واسطے

زائرین اور تعزیہ دارون کے بہشت مین مقرر فرمائے ہین اُن درجات سے بھی

واقف ہین وَاِنَّہٗ لَیَرٰی مَنۡ یَّبۡکِیۡہِ فَیَسۡتَغۡفِرُ لَہٗ وَیَسۡاَلُ جَدَّہٗ وَاٰبَاہُ وَاُمَّہٗ

وَاَخَاہُ اَنۡ یَّسۡتَغۡفِرُوۡا لِلۡبَاکِیۡ عَلٰی مُصَابِہٖ اور ایہا الناس بتحقیق کہ جب امام

حسین اپنی مصیبت پر کسی مومن کو روتا دیکھتے ہین تو اُسی وقت جناب احدیت سے

اُس شخص کے لیے طالب آمرزش کرتے ہین اور خدمت جد بزرگوار جناب رسول خدا

اور اپنے پدر عالی مقدار علی مرتضیٰ اور اپنی مادر گرامی جناب فاطمہ زہرا اور اپنے

برادر نامدار حسن مجتبیٰ مین عرض کرتے ہین کہ آپ بھی اس شخص کے لیے جو میری مصیبت پر

روتا ہی حق سبحانہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کیجیے وَھُوَ یَقُوۡلُ لَوۡ یَعۡلَمُ زَائِرِیۡ

وَالۡبَاکِیۡ مَالَہٗ مِنَ الۡاَجۡرِ عِنۡدَ اللّٰہِ لَکَانَ فَرۡحُہٗ اَکۡثَرَ مِنۡ جَزۡعِہٖ وَمَا یَقُوۡمُ

مِنۡ مَجۡلِسِہٖ اِلَّا وَمَا بَقِیَ عَلَیۡہِ ذَنۡبٌ فَصَارَ کَیَوۡمٍ وَلَدَتۡہُ اُمُّہٗ اور فرمایا جناب

صادق نے کہ ایہا الناس فرماتے ہین جناب امام حسین کہ اگر زوار اور ماتمدار اور

رونے والے میری مصیبت پر واقف ہو جائین اُن اجر و ثواب سے جو حق سبحانہ

تعالیٰ نے عوض مین اس عزاداری کے واسطے اُنکے مقرر کیے ہین تو بے شبہ خوشی

اور سرور اُنکا زیادہ ہو رنج سے اُنکے اور جسوقت رونے والا میری مصیبت پر

مجلس ماتم و عزا سے اوٹھتا ہی اُسوقت کوئی گناہ اُسپر باقی نہین رہتا ہی بلکہ ایسا

پاک و پاکیزہ ہو جاتا ہی کہ گویا اُسی وقت شکم مادر سے متولد ہوا ہی پس مومنین

گریہ و بکا کیجیے مصائب پر اُس امام مظلوم کے کہ جسے اعدائے دین نے ایسا ناچار

کیا کہ شدت گرما مین بلاچاری مع اہل و عیال اور اطفال خردسال کے آوارۂ وطن ہوا

فِی الْبِحَارِ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا ھَمَّ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
بِالشُّخُوْصِ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اَقْبَلَتْ نِسَآءُ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَعَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاجْتَمَعْنَ
لِلنِّیَاحَۃِ حَتّٰی مَشٰی فِیْھِنَّ الْحُسَیْنُ ع بحار الانوار مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام
سے منقول ہی کہ فرمایا آنحضرت نے جب میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام نے
مدینہ منورہ سے ارادہ سفر کا کیا اور یہ خبر مدینہ منورہ مین مشہور ہوئی تو تمام شہر خاصتہً
محلہ بنی ہاشم مین عجب قیامت بپا ہوئی کہ ہر گھر سے صدائے گریہ و بکا اور ماتم وعزا
اور واسیداہ واحسیناہ کی بلند تھی پس سب عورات بنی عبد المطلب اور ہاشمیہ
روتین اور پیٹتین گھر مین آنحضرت کے جمع ہوئین اور زار زار رونا شروع کیا
یہانتک کہ حضرت اُنکے مجمع مین بہ نفس نفیس تشریف فرما ہوے فَمَنَعَھُنَّ الْحُسَیْنُ ع
عَنِ الْبُکَآءِ وَاَمَرَھُنَّ بِالصَّبْرِ وَالْاَجْرِ فَازْدَدْنَ بِالْبُکَآءِ وَالنِّیَاحِ پس
جب دیکھا حضرت نے کہ حال اُن عورات ہاشمیہ کا بسبب گریہ و بکا کے نہایت ہی
متغیر ہی اوسوقت بکمال شفقت اُنسے کلمات تسکین کے ارشاد کیے اور فرمایا کہ مجھ
مظلوم کی مفارقت مین اسقدر نہ روؤ اور اس مصیبت عظمیٰ مین صبر اختیار کرو
بس یہ سنتے ہی وہ سب بیبیان اور زیادہ روئین وَقُلْنَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
کَیْفَ نَصْبِرُ عَلٰی فِرَاقِکَ وَلِمَنْ نَسْتَبْقِی النِّیَاحَۃَ وَالْبُکَآءَ اور سب
عورات ہاشمیہ نے عرض کیا کہ اى فرزند رسول مختار صلعم جبکہ آپ سا سردار اور وارث
ہمارا ہمسے جدا ہو اور دنیا جاری ترک وطن کرے تو پھر کیونکر ہم حال اپنا تباہ نہ کرین
اور اس سے زیادہ کونسی مصیبت عظمیٰ ہی کہ ہم رونا اپنا واسطے اُسکے اوٹھا رکھین
اور ضبط کرین حضرات واقعی مفارقت وجدائی بھی بڑی مصیبت عظمیٰ ہی بصور تیکہ

کہ اوس وقت حضرت کو کیا صدمہ ہوا ہوگا واللہ یوماً ہذا النا یوم مات فیہ رسول اللہ و علی ابن المرتضیٰ غرضکہ اُن عورات نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ قسم بخدائے عزوجل آجکا دن ہمارے لیے وہی دن مصیبت کا ہی کہ جس روز جناب رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا اور حسن مجتبیٰ علیہم السلام نے دنیا سے رحلت فرمائی تھی بلکہ یہ دن اُن ایام سے بھی زیادہ روز مصیبت ہی اسلیے کہ بعد آپکے کوئی سرپرست ہمارا باقی نہین ہی افسوس صد افسوس کہ آج مدینہ ویران ہوتا ہی فبینا کذلک اذا اتتہ ام سلمۃ جدتہ فبکت وقالت یا مہجۃ قلبی یا قرۃ عینی لا تحزنی بخروجک الی العراق پس بروایت صاحب منتخب وبحار اسی اثنا مین جناب ام سلمہ زوجہ جناب رسول خدا روتی ہوئی تشریف لائین اور فرمایا کہ ای پارہ جگر ای نور نظر تو اپنی جدائی سے مجھے اس پیرانہ سالی مین محزون و مغموم نہ کر کہ تیری مفارقت مین مجھے زندگی اپنی دشوار ہی فانی سمعت جدک یقول یقتل ولدی الحسین بارض عراق اور ای فرزند یہ سفر اختیار نہ کر کہ مین نے تمھارے نانا رسول خدا سے مکرر سُنا ہی کہ وہ حضرت فرماتے تھے کہ یہ فرزند میرا حسین زمین عراق پر شہید ہوگا فقال الحسین یا اماہ واللہ انی اعلم تلک البقعۃ واعرف من یقتلنی واعرف من یقتل معی من شیعتی واہلبیتی جناب امام حسین نے جواب دیا کہ ای جدہ ماجدہ قسم بخدائے عزوجل مجھے بھی اس امر سے اطلاع ہی بلکہ مین واقف ہون اُس زمین سے کہ جسپر مین شہید ہونگا اور مین خوب جانتا ہون نام ونشان اُس شخص کا کہ جو مجھے قتل کریگا اور جو اصحاب واقربا میرے قتل ہونگے اُن سبکے نام سے بھی واقف ہون

یا اُمّاہ اِن اَردتِ اَراکِ مضجعی ومشهدی ثمّ اشار الی ارض کربلا
فانخفضت الارض باعجازہ فاراہا مضجعہ ومدفنہ ومشهدہ بالکہ
ای نانی جان اگر آپ فرمائیں تو میں آپکو دکھاؤں وہ جگہ کہ جہاں میں قتل
ہونگا یہ فرماکر حضرت نے اشارہ طرف زمین کربلا کے کیا منقول ہی کہ ساتھ ہی اشارہ
اُس معجز نما کے اور زمین ایسی پست ہوئی کہ زمین کربلا پیش نظر ہوگئی اُس وقت
آنحضرت نے جناب ام سلمہؓ کو مقتل اور مدفن اور مشهد اپنا دکھلا دیا فبکت
اُمّ سلمہ بکاءً شدیداً فقال یا اُمّاہ اصبری علی رضاء اللہ فان
اللہ قد شاء ان یرانی مقتولاً مذبوحاً ظلماً وعدواناً وان یری اھلی
وحرمی مشرّدین واطفالی مذبوحین ماسورین پس جناب ام سلمہؓ نے
وہ مقام مشاہدہ کیا اسقدر روئیں کہ نوبت بغش پہونچی جب حضرت نے حال
اُن معظمہ کا نہایت متغیر دیکھا بہت سے کلمات تسکین کے فرمائے اور کہا کہ ای
جدہ ماجدہ یہ وہ امر ناگزیر ہی کہ بجز صبر و شکر کے چارہ نہیں ہی اور صبر کرنا اس
مصیبت عظمیٰ میں باعث خوشنودی حق سبحانہ تعالی ہی اسلیے کہ جناب احدیت کو
مقصود یہ ہی کہ مجھے اپنی راہ میں بظلم ظالمان بیدین شہید دیکھے اور سر میرا تن سے
جدا ہو اور بعد میری شہادت کے میرے اہل حرم بے نقاب اسیر و مقید ہوکر پھرائے
جائیں اور ہمراہ میرے اطفال میرے ذبح ہوں اور باقی ماندہ گرفتار بلا ہوں
اور ہر چند وہ سب اُس حالت بیکسی میں استغاثہ کریں لیکن کوئی اُنکی فریاد کو
نہ پہونچے فبکت اُمّ سلمہ وقالت یا بنیّ عندی تربۃ دفعھا الیّ جدّک
رسول اللہ فی قارورۃ پس جناب ام سلمہؓ یہ سنکر بحسرت و یاس روئیں

اور فرمایا کہ ای نور چشم نانا تمھارے جناب رسول خداؐ نے ایک مشت خاک بھی مجھے دی تھی
چنانچہ مین نے اُس خاک کو بکمال حفاظت شیشہ مین نگاہ رکھا ہو وَفِی رِیَاضِ المَصَائِبِ
فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ الحُسَینُ ع اَخَذَ تُربَةً اُخرٰی وَاَعطَاهَا اِیَّاهَا وَقَالَ یَا اُمَّاهُ
اِجعَلِیهَا مَعَ القَارُورَةِ الَّتِی اَعطَاكِ جَدِّی اور ریاض المصائب مین
آقا سید مہدی نے نقل کیا ہی کہ جب امام حسینؑ نے یہ سنا ایک مشت خاک آپ اوٹھاکر
جناب ام سلمہؓ کو دی اور فرمایا کہ ای نانی جان اس خاک کو بھی دوسرے شیشہ مین
ہمراہ اُس شیشہ کے بحفاظت رکھیے فَاِذَا فَاضَتَا دَمًا عَبِیطًا فَاعلَمِی اَنِّی قَد قُتِلتُ
پس جب اُن دونون شیشون سے خون تازہ جوش مارتا پائین تو آپ اُسوقت یہ یقین
جانئین کہ مین شہید ہوا فَوَدَّعَهَا وَتَرَكَهَا بَاكِیَةً فَسَارَ اِلٰی مَكَّةَ بعد اسکے حضرت
اُن معظمہ سے رخصت ہوے اور اُنکو اور تمام زن و مرد ہاشمیہ کو روتے ہوے چھوڑکر
طرف مکہ معظمہ کے روانہ ہوے قَالَت اُمُّ سَلَمَةَ فَبَقِیتُ بَعدَ الحُسَینِ وَحِیدَةً
حَزِینَةً عَلٰی غُربَةِ اِبنِی الحُسَینِ وَكُنتُ دَائِمًا حَافِظَتُهُمَا اَزِیدُ مِن اَوقَاتِ
الصَّلٰوةِ كُلَّ یَومٍ وَلَیلَةٍ جناب ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ جس روز سے میرا فرزند حسینؑ
مجھ سے رخصت ہوکر بعزم عراق روانہ ہوا اُسی روز سے مین رات و دن مفارقت مین
اپنے پارہ جگر کی رویا کرتی تھی اور ہمیشہ محزون و مغموم اکیلے گھر مین بسر کرتی تھی اور
ہر روز و شب اُن دونون شیشون کی محافظت زیادہ تر اوقات نماز سے کیا
کرتی تھی اور اُنھین دیکھتی رہتی تھی مگر ہمیشہ بدستور پاتی تھی فَلَمَّا كَانَ الیَومُ
العَاشِرُ مِنَ المُحَرَّمِ نَظَرتُ اِلَیهِمَا فِی اَوَّلِ النَّهَارِ فَوَجَدتُهُمَا عَلٰی حَالِهِمَا
پس جبکہ دسوین تاریخ ماہ محرم کی آئی تو مین نے موافق معمول کے صبح کو اُن

شیشون کو دیکھا تو بدستور پایا فلما زالت الشمس و نظرت الیهما فاذا صارتا دما عبیطا فلطمت وجهی و علمت ان ابنی الحسین قد قتل فی ارض کربلا یعنی جب بعد نماز ظہر کے مین نے اُن شیشون پر نگاہ کی دیکھا مین نے کہ اُنسے خون تازہ جوش مارتا ہی یہ دیکھتے ہی مین نے مُنھ اپنا پیٹ لیا اور اسقدر روئی اور پیٹی کہ نوبت بغش پہونچی اور مجھے یقین ہو گیا کہ فرزند دلبند میرا حسین اسوقت زمین کربلا پر شہید ہوا ہی ولم تکن فی ذلک الوقت حجر ولا مدر الا وجد تحته دم عبیط وامطرت السماء دما وانکسفت الشمس و بدت النجوم ابن حجر نے جناب ام سلمہؓ سے روایت کی ہی وہ مخدومہ فرماتی ہین کہ اُسوقت جو پتھر اور ڈھیلا کوئی شخص زمین سے اوٹھاتا تھا تو نیچے سے اُسکے خون تازہ جاری پاتا تھا اور اُسوقت آسمان سے لہو برسنے لگا اور آفتاب کو گہن لگ گیا اور ایسی تاریکی زمین و آسمان مین پھیلی کہ دن کو ستارے نظر آنے لگے فلما جن اللیل رقدت مضجعی فرایت رسول الله اشعث اغبر باکی العینین حزین القلب یعنی وہ تمام روز مجھے گریہ و بکا مین بسر ہوا اور شب کو روتے روتے میری آنکھ لگ گئی دیکھا مین نے کہ جناب رسول خدا با حال پریشان محزون و مغموم گرد آلودہ ہین اور اشک چشم انور سے مثل ابر بہار کے مسلسل جاری ہین فقلت بابی انت وامی یا رسول الله مالی اراک باکیا محزونا یعنی یہ حال آنحضرت کا دیکھکر مین نے عرض کی کہ یا رسول الله فدا ہون آپ پر مان باپ میرے کیا سبب ہی کہ چہرۂ اقدس آپکا غبار آلودہ ہی اور آپکو اس کرب سے کسی مصیبت مین ایسا روتے نہین دیکھا تھا فقال لی یا ام سلمة قد قتل ولدی قرة عینی الحسین مع اهلبیته

فِی طَفِّ کربلا کی بس حضرت نے فرمایا کہ ای ام سلمہؓ آج فرزند دلبند میرا حسینؑ مع اپنے
اقربا کے زمین کربلا پر بظلم و ستم قتل ہوا ہی بس اس مصیبتِ عظمیٰ مین حال میرا تباہ و پریشان ہی
قَالَتْ فَانْتَبَهْتُ بَاكِيَةً حَزِيْنَةً فَسَمِعْتُ نَوْحَةً مِّنَ السَّمَآءِ وہ معظمہ فرماتی ہیں
کہ یہ خواب دیکھکر مین مغموم و محزون روتی ہوئی اوٹھی اور مجھے یقین کامل ہوگیا قتل
ہونے اپنے نورِ عین حسینؑ کا بس مین نے آواز دی عوراتِ ہاشمیہ کو کہ تم سب گریہ
بکا کرو اسلیے کہ امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین شہید ہوگیے چنانچہ سب بیبیان روتی
اور پیٹتی جمع ہوئین اور اُسوقت شور قیامت بپا ہوا اور اُسی شب کو سنا مین نے
کہ آسمان سے آوازِ نوحہ آتی ہی کہ حاصل اُسکا یہ ہی افسوس صد افسوس قتل ہوا
وہ شخص کہ جسکی پیشانی انور پر جناب رسول خدا ہمیشہ بوسے دیتے تھے افسوس ہی
کہ قتل ہوا وہ امام مظلوم و بیکس کہ جسکے جد امجد جناب رسولِ خدا اور پدر عالی مقام
جناب علی مرتضیٰ افضل ترین قریش ہین حضرات یہ حال تو مدینہ کا تھا اور
کربلا مین روز عاشورا بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے اُسوقت اعدائے
دین نے تمام اسباب اہل بیت کا لوٹ لیا تھا اور خیمون مین آگ لگا دی اور
دختران جناب فاطمہ زہرا فریاد وا محمداہ وا علیاہ کی کرتی تھین مگر کوئی فریاد
اُنکی نہ سنتا تھا بلکہ بکمالِ عداوت اعدائے اسیر و مقید کیا اور طرف کوفہ کے
لیچلے چنانچہ معصوم زیارت ناحیہ مقدسہ مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَى النِّسْوَةِ
الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر کہ جو کربلا مین بے پردہ کی گئین
اور خیمون سے بظلم و ستم نکالی گئین اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ
وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ؕ

مجلس سوم

فِی الاَمَالِی عَنْ رَیَّانِ بْنِ شَبِیْبٍ اَنَّہٗ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَلِیِّ بْنِ الرِّضَا فِیْ اَوَّلِ یَوْمٍ مِّنَ الْمُحَرَّمِ فَقَالَ اَصَائِمٌ اَنْتَ قُلْتُ لَا امالی مین ریان بن شبیب سے منقول ہی کہ کہا اسنے حاضر ہوا مین خدمتِ باسعادت جناب امام رضا مین پہلی تاریخ ماہ محرم کو حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ ای ابن شبیب آیا آج تو روزہ دار ہی مین نے عرض کی نہین یا ابن رسول اللہ فَقَالَ اِنَّ ھٰذَا الْیَوْمَ ھُوَ الْیَوْمُ الَّذِیْ دَعَا فِیْہِ زَکَرِیَّا رَبَّہٗ فَقَالَ رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ پس فرمایا آنحضرت نے کہ ای ابن شبیب آج وہ دن ہی کہ اسی روز حضرت زکریا نے درگاہ جناب احدیت مین دعا کی کہ ای پروردگار عالم مین امیدوار ہون تیری رحمت سے کہ مجھے ایک فرزند نیک و صالح عطا کر کہ تو سمیع الدعا ہی فَاسْتَجَابَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِکَۃَ فَنَادَتْ زَکَرِیَّا وَھُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی پس جناب اقدس الٰہی مین دعا حضرت زکریا علیہ السلام کی قبول ہوئی اور ملائکہ کو حکم ہوا کہ خوشخبری دو زکریا کو کہ دعا اُنکی قبول ہوئی پس ملائکہ نے ندا کی درحالیکہ حضرت زکریا محراب عبادت مین مشغول نماز تھے کہ یا نبی اللہ جناب اقدس الٰہی خوشخبری دیتا ہی آپکو ساتھ عطا کرنے فرزند نیک و صالح کے کہ نام اُسکا یحیٰی ہی یَا ابْنَ شَبِیْبٍ فَمَنْ صَامَ ھٰذَا الْیَوْمَ ثُمَّ دَعَا اللّٰہَ تَعَالٰی اِسْتَجَابَ لَہٗ کَمَا اسْتَجَابَ لِزَکَرِیَّا پس ای ابن شبیب جو شخص کہ آج کے دن روزہ رکھے اور جناب باری مین دعا کرے تو حق سبحانہ تعالیٰ دعا اُسکی قبول فرماتا ہی جیسے کہ دعا حضرت زکریا کی قبول فرمائی ثُمَّ قَالَ یَا ابْنَ

شَبِیب اِنَّ المُحَرَّمَ هُوَ الشَّهرُ الَّذِی کَانَ اَهلُ الجَاهِلِیَّةِ فِیمَا مَضٰی یُحَرِّمُونَ فِیهِ الظُّلمَ وَالقِتَالَ لِحُرمَتِهٖ بعد اُسکے فرمایا جناب امام رضاؑ نے کہ ای ابن شبیب ماہ محرم وہ مہینا ہی کہ اہل جاہلیت قبل بعثت جناب رسول خداؐ کے حرام جانتے تھے کسی پر ظلم کرنا اور کسی کو قتل کرنا اس مہینے مین بسبب حرمت اس مہینے کے فَمَا عَرَفَت هٰذِهِ الاُمَّةُ حُرمَةَ شَهرِهَا وَلَا حُرمَةَ نَبِیِّهَا لَقَد قَتَلُوا فِی هٰذَا الشَّهرِ ذُرِّیَّتَهٗ وَسَبَوا نِسَاءَهٗ وَانتَهَبُوا ثَقَلَهٗ فَلَا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُم اَبَدًا لیکن ای ابن شبیب افسوس ہی کہ اشقیاے امت جفا شعار نے نہ پہچانی حرمت اس مہینے کی اور نہ خیال کیا حرمت کو اپنے نبی کی تحقیق کہ قتل کیا اس امت بدکردار نے اس مہینے مین ذریت رسول خداؐ کو اور مقید کیا عترت اور اولاد رسول خدا کو اور لوٹ لیا اسباب اہل بیت رسول خداؐ کا پس حق سبحانہ تعالی کبھی نہ بخشے گا اُن اشقیا کو یَا ابنَ شَبِیبٍ اِن کُنتَ بَاکِیًا لِشَیءٍ فَابکِ لِلحُسَینِ فَاِنَّهٗ ذُبِحَ کَمَا یُذبَحُ الکَبشُ ای ابن شبیب اگر کوئی مصیبت ایسی تجھے درپیش آے کہ جسپر تجھے رونا آے پس اُسوقت رو تو مصیبت پر امام حسین علیہ السلام کی اسلیے کہ اُس مظلوم کو اس امت جفاکار نے اسطرح قتل کیا ہی کہ جسطرح قصاب گوسفند کو ذبح کرتے ہین وَقُتِلَ مَعَهٗ مِن اَهلِ بَیتِهٖ وَعِترَتِهٖ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَا کَانَ لَهُم عَلٰی وَجهِ الاَرضِ شَبِیهُونَ ای ابن شبیب قتل کیا اُن اشقیا نے ہمراہ اُس امام بیکس کے اٹھارہ شخص کو اقربا اور عترت سے اُنحضرت کے کہ مثل و نظیر اُنکا روے زمین پر نہ تھا وَلَقَد بَکَتِ السَّمٰوَاتُ السَّبعُ وَالاَرَضُونَ السَّبعُ لِقَتلِهٖ وَلَقَد نَزَلَ اَربَعَةُ اٰلَافٍ مِنَ المَلَائِکَةِ

لِنُصْرَتِهٖ فَوَجَدُوْهُ قَدْ قُتِلَ ای ابن شبیب مصیبتِ امامِ حسینؑ وہ مصیبتِ عظمیٰ ہے
کہ وقتِ شہادت آنحضرت کے چار ہزار فرشتے بارادۂ نصرت و یاری اُس
جناب کے وارد زمین کربلا ہوے مگر افسوس وہ ملائکہ اُسوقت پہونچے کہ وہ
حضرت اُسی وقت شہید ہو چکے تھے فَهُمْ عِنْدَ قَبْرِهٖ شُعْثٌ غُبْرٌ اِلٰى اَنْ
يَقُوْمَ الْقَائِمُ فَيَكُوْنُوْنَ مِنْ اَنْصَارِهٖ وَشِعَارُهُمْ يَالَثَارَاتِ الْحُسَيْنِؑ
پس وہ فرشتے مجاور قبر مطہر اُس امام مظلوم کے ہوے اور ماتم مین حضرت کے
با موے پریشان غبار آلودہ ہر وقت مشغول گریہ و زاری رہتے ہین اور نوحہ
اُنکا یہ ہی کہ یَالَثَارَاتِ الْحُسَيْنِ یعنے افسوس ہی کہ خون امام حسینؑ کا ناحق زمین
کربلا پر گرایا گیا کاش اس خون ناحق ریختہ کا جلد عوض ہوتا پس وہ فرشتے
ہمیشہ اسی طرح رویا کرینگے یہانتک کہ جناب قائم آل محمدؐ ظہور فرمائین پس
اُسوقت وہ فرشتے بھی انصار سے آنحضرت کے ہونگے یا ابن شبیب لَقَدْ
حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ لَمَّا قُتِلَ جَدِّيَ الْحُسَيْنُ مَطَرَتِ
السَّمَاءُ دَمًا وَتُرَابًا اَحْمَرَ ای ابن شبیب سنا ہی مین نے اپنے پدر بزرگوار سے
اور آنحضرت نے اپنے پدر عالی مقدار جناب امام صادق علیہ السلام سے
اور اُنھون نے اپنے جد بزرگوار سے کہ جسوقت جد مظلوم میرے امام حسینؑ
شہید ہوے تو اُسوقت آسمان سے خونِ تازہ اور خاک سرخ برسی یا ابن
شبیب اِنْ بَكَيْتَ عَلَى الْحُسَيْنِ حَتّٰى تَسِيْلَ دُمُوْعُكَ عَلٰى
خَدَّيْكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ كُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتَهٗ صَغِيْرًا كَانَ اَوْ
كَبِيْرًا قَلِيْلًا كَانَ اَوْ كَثِيْرًا ای ابن شبیب اگر روئے تو مصیبت پر

امام حسین علیہ السلام کی اسقدر کہ آنکھ سے تیری اشک نکلین اور وہ تیرے رخسارون پر
جاری ہون پس عوض مین اسقدر رونے کے حق سُبحانہ تعالی تمام گناہ تیرے بخشیگا صغیرہ
ہون یا کبیرہ ہون تھوڑے ہون یا بہت ہون یابن شَبِیب اِن سرّکَ اَن تلقی
اللہ عزّوجلّ ولا ذنبَ علیکَ فزرِ الحُسَینَ علیہِ السَّلامُ ای ابن شبیب
اگر تو مشتاق ہی اسکا کہ خداوند جلیل سے ملاقات کرے اس حال سے کہ اُسوقت تجھپر
کوئی گناہ نہو پس زیارت بجالا تو قبر مطہر امام حسین علیہ السلام کی یابن شَبِیب
اِنْ سرّکَ اَن تسکُنَ الغُرفَ المبنیّۃَ فِی الجنّۃِ مَعَ النبیّ فالعن قتلۃَ
الحُسَینِ علیہِ السَّلامُ ای ابن شبیب اگر چاہے تو کہ غرفہاے عالیہ جنت مین
ہمراہ جناب رسول خدا کے مقیم ہو پس نفرین کر تو اُن اشقیا پر کہ جنھون نے ناحق
قتل کیا امام حسین علیہ السلام کو یابن شَبِیب اِن سرّکَ اَن تکُونَ لکَ مِنَ
الثوابِ مالِمَنِ استُشہِدَ مع الحُسَینِ فقل متی ذکرتہ یالیتنی کنتُ
معہم فافوزَ فوزاً عظیماً ای ابن شبیب اگر چاہے تو کہ مجھے بھی وہی ثواب ملے کہ جو
ثواب رفقاے امام حسین علیہ السلام کو جناب احدیت عطا کریگا پس چاہیئے کہ جب
یاد آئے تجھے مصیبت امام حسینؑ کی تو اُسوقت مقام تمنا اور آرزو مین کہہ تو یالیتنی
کُنتُ معہم فافوز فوزاً عظیماً کاش کہ مین روز عاشورا حاضر خدمت باسعادت امام
حسینؑ ہوتا تو جان اپنی آنحضرت پر فدا کرتا اور آمرزیدہ و رستگار ہوتا یابن شبیب
اِن سرّکَ اَن تکُونَ معنا فِی الدّرجاتِ العُلٰی مِنَ الجِنانِ فاحزَن
لِحزنِنا وافرح لِفرحِنا وعلیکَ بوِلایتِنا ولو اَنّ رجلاً تولّی حجراً حشرہ
اللہ معہٗ ای ابن شبیب اگر چاہے تو کہ ہمارے ساتھ ہو درجات عالیہ جنت مین

پس ہمارے حزن و رنج سے محزون و مغموم ہو اور ہماری خوشی اور سرور سے مسرور اور خوشنود ہو اور لازم ہی تجھے کہ ہماری ولایت و محبت اختیار کر اسلیے کہ جو کوئی بشر پتھر سے بھی محبت رکھے گا تو حق سبحانہ تعالی بروز قیامت ساتھ اُسکے محشور کریگا پس حضرات محبت اہل بیت رسول خدا اختیار کیجیے اور رویئے مصیبت پر امام حسینؑ کی کہ یہ باعث مغفرت ہی گناہونکا افسوس صد افسوس کہ امت جفا شعار نے اُس امام مظلوم کو آوارہ وطن کیا اور مرقد مطہر رسول خدا پر رہنے نہ دیا فِی الْمُنْتَخَبِ وَ غَیْرِہٖ اَنَّہٗ لَمَّا اَرَادَ الْحُسَیْنُ الْخُرُوْجَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلَی الْعِرَاقِ لِثَلٰثٍ مَضَیْنَ مِنْ شَعْبَانَ سَنَۃَ سِتِّیْنَ مِنَ الْھِجْرَۃِ اِلْتَفَتَ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ چنانچہ منتخب وغیرہ مین منقول ہی کہ جب امام حسینؑ نے تیسری تاریخ ماہ شعبان کو کہ سنہ ساٹھ ہجری تھے مدینہ منورہ سے قصد سفر عراق کا کیا اُسوقت محمد بن حنفیہ اور عبد اللہ ابن عباس واسطے رخصت کے حاضر خدمت باسعادت ہوے پس حضرت طرف ابن عباس کے متوجہ ہوے وَقَالَ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا تَقُوْلُ فِیْ قَوْمٍ اَخْرَجُوا ابْنَ بِنْتِ نَبِیِّھِمْ مِنْ وَطَنِہٖ وَ دَارِہٖ وَ حَرَمِ جَدِّہٖ وَ قَرَارِہٖ اور فرمایا کہ اے ابن عباس کیا کہتے ہو حق مین اُس امت جفا کار کے کہ جسنے نواسے کو اپنے نبی کے آوارہ وطن کیا اور قبر مطہر سے اُسکے نانا کی بظلم و ستم جدا کیا وَھُوَ بَیْنَھُمْ خَائِفًا مُتَرَقِّبًا مَرْعُوْبًا لَا یَسْتَقِرُّ فِیْ دَارِہٖ وَلَا یَاْوِیْ اِلٰی جِوَارِہٖ یُرِیْدُوْنَ بِذٰلِکَ قَتْلَہٗ وَلَمْ یَرْتَکِبْ مُنْکَرًا وَّلَا اِثْمًا اور وہ فرزند رسول ایسا ناچار ہو کہ اُسے یقین ہو جاے اِسکا کہ اگر مین ترک وطن نہ کرونگا تو یہ امت جفا کار مجھے قتل کریگی اور کسی طرح روضہ رسول خدا پر رہنے نہ دیگی پس وہ مظلوم خائف

وترسان سفر غربت اختیار کرے حالانکہ اُس فرزند رسول سے کوئی امر نامشروع
اور کوئی گناہ سرزد نہوا ہو فلما سمع ابن عباس ذلک بکی بکاءً شدیداً
وقال یا ابن رسول اللہ جُعلتُ فداک انکنت لا بدّ لک من المسیر
الی العراق فلا تسر مع اھلک ونسائک پس جب ابن عباس نے ارشادِ
حضرت سے معلوم کیا کہ حضرت کو بدون ترک وطن کے کچھ چارہ نہین ہی بہت روئے
اور عرض کی کہ فدا ہون مین آپ پر یا ابن رسول اللہ جبکہ آپ نے بہ مجبوری قصد
چھوڑنے وطن کا کیا ہی تو پھر اہل حرم کو آپ ایسے سفر پرخطر مین کیون اپنے ہمراہ
لیے جاتے ہین بلکہ میرے نزدیک یون مناسب ہی کہ آپ تنہا سفر اختیار کرین اور
عورات واطفال کو وطن مین چھوڑ جائین فقال الحسینؑ یا ابن عباس کیف
اترکُ اھلبیتی فانّ جدّی قد امرنی بحملھنّ معی جناب امام حسینؑ نے
فرمایا کہ ای ابن عباس چھوڑ جانا اہل بیت کا ممکن نہین ہی اسلیے کہ جد بزرگوار میرے
جناب رسالتمآبؐ نے مجھ سے فرمایا ہی کہ اپنے اہل بیت کو اس سفر مین اپنے ہمراہ
لیجانا پس کیونکر ہوسکے کہ مین خلاف حکم رسول خدا کے کرون وکیف اترکُ
اھلبیتی وحرمی فانھنّ ودائع خیر الانبیاء ولا آمن علیھنّ احداً
اور علاوہ اسکے یہ سب اہل بیت امانت رسول خدا ہین اور میرے سپرد ہین اور
میری نظر مین ایسا کوئی امین نہین ہی کہ یہ امانت سپرد اُسکے کردن اور آپ تنہا
اُنکو چھوڑ کے چلا جاؤن وھنّ ایضاً لا یفارقننی ما دُمتُ حیاً اور قطع نظر
اسکے یہ اہل بیت میرے مجھ سے ایسے مانوس ہین کہ ان سب کو جدائی میری کسیطرح
گوارا نہین ہی جبتک کہ مین زندہ ہون ہرگز مجھے تنہا نہ چھوڑینگے فبینا کذلک

اِذْ سَمِعَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَوْتَ کَرِیْمَۃٍ مِنْ وَرَآءِ السِّتْرِ وَھِیَ تَقُوْلُ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ
اَتُشِیْرُ شَیْخَنَا وَسَیِّدَنَا اَنْ یَتْرُکَنَا ھٰھُنَا وَیَسِیْرُ وَحْدَہٗ مِنْ وَطَنِہٖ راوی
کہتا ہے کہ ابن عباس اور حضرت باہم اسطرح سے ہمکلام تھے کہ ناگاہ آواز ایک
معظمہ کی پس پردہ سے آئی کہ اُسنے یہ فرمایا کہ سبحان اللہ ای ابن عباس آیا تجھے
یہی مناسب ہی کہ تو ہمارے سردار اور وارث کو یہ مشورہ دے کہ وہ خود تنہا سفر
کریں اور ہم بیوارثوں کو چھوڑ جائیں یَا ابْنَ عَبَّاسٍ ھَلْ اَبْقَی الزَّمَانُ لَنَا غَیْرَہٗ
لَا اَبْقَانَا اللّٰہُ بَعْدَہٗ حَیًّا بَلْ نَحْنُ نَمُوْتُ بَیْنَ یَدَیْہِ ای ابن عباس تو ہی
انصاف کر آیا کوئی وارث ہمارا زمانہ نے سوائے امام حسینؑ کے باقی رکھا ہی کہ جو کفالت
وحمایت ہماری کرے یہ کب ممکن ہی کہ ہم آنحضرت کو تنہا جانے دیں حق سبحانہ تعالے
وہ دن نہ دکھلائے کہ ہم بدون امام حسینؑ کے زندہ رہیں بلکہ ہم خداوند جلیل سے
امیدوار اسکے ہیں کہ ہمیں سامنے انکے موت دے فَبَکٰی ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَرَفَ
اَنَّھَا زَیْنَبُ بِنْتُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَؑ پس یہ کلمات اُن معظمہ سے سُنکر
ابن عباس بہت روئے اور معلوم کیا کہ وہ مخدومۂ کونین جناب زینب دخترِ
امیر المومنین تھیں آپ حضرات یہ مقام تصور ہی کہ جس بہن کو اپنے بھائی سے
اسقدر محبت ہو کہ اتنا مشورہ مفارقت کا ناگوار ہو کیا حال ہوا ہوگا اوس بہن
ستم دیدہ کا جب اپنے بھائی کو روز عاشورا مع اصحاب واقربا اور اطفالِ
خُردسال کے تشنہ لب شہید ہوتے دیکھا ہوگا فِی مُحْرِقِ الْقُلُوْبِ وَغَیْرِہٖ
اَنَّہٗ لَمَّا وَقَعَ الْحُسَیْنُ عَنْ ظَھْرِ جَوَادِہٖ عَلَی الْاَرْضِ خَرَجْنَ النِّسَآءُ
مِنَ الْخِبَاءِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ ضَارِبَاتِ الْوُجُوْہِ سَاکِبَاتٍ چنانچہ

محرق القلوب وغیرہ مین منقول ہی کہ جب وقت عصر عاشورا امام حسین علیہ السلام
کثرت زخمہاے کاری سے ضعیف و ناتوان ہوکر ذوالجناح سے زمین پر تشریف لائے
اور سب اہل حرم نے پس پردہ خیمہ سے مشاہدہ کیا تو سب بیبیان مو پریشان
گریان و نالان اپنے رخسارون پر طمانچے مارتی ہوئین خیمہ سے باہر نکل آئین اور
باحال تباہ قتلگاہ مین پہونچین دیکھا کہ شمر ملعون خنجر بکف آمادہ قتل حضرت ہی
آہ ہر چند کہ اُن بیکسون نے سامنے اُس شقی کے الحاح وزاری بہت کی لیکن
اُس بیحیانے ہرگز اُنکی بیکسی اور بیقراری پر نظر نہ کی یہانتک کہ بکمال بیرحمی
سر اقدس کو بدن اطہر سے مظلوم کربلا کے جدا کیا چنانچہ ابو حماد ناقل ہی کہ جب
شمر لعین حضرت کو شہید کر چکا اُسوقت سب بیبیان قریب لاش اقدس مظلوم
کربلا کے پہونچین اور ہر ایک بیکس نے روتے پیٹتے حال اپنا غیر کیا لیکن نہین بھولتا
مجھے رونا اور بین کرنا زینب خاتون خواہر امام حسینؑ کا کہ وہ معظمہ یہ بین کرتی تھیں
کہ فدا ہو بہن اس لاش بے سر پر کہ جسکے سایہ مین آجتک سب آفتون سے محفوظ
رہی ای برادر مظلوم اب بعد تمھارے کون وارث ایسا ہی جو حمایت مجھ بیکس کی
کریگا اور شر اعدا سے بچائیگا اور ای بھائی فدا ہو یہ بہن آپ پر سے مین ہمیشہ سے
آرزومند اسکی تھی کہ آپ پر سے صدقہ ہوکر مرجاؤن لیکن افسوس کہ قسمت
میری اولٹ گئی کہ آپ سامنے اس بیکس کے غریب الوطن دنیا سے رحلت
کر گئے اور مین جیتی رہی ای بھائی مقام حسرت و افسوس ہی کہ آپ ہاتھ سے
دشمنون کے تشنہ لب شہید ہوے جسکے سبب سے مجھ ستم دیدہ کی کمر ٹوٹ گئی کاش
یہ بہن نابینا ہوتی کہ آج اس چاند سی صورت کو آلودہ بخاک وخون نہ دیکھتی

راوی کہتا ہی کہ وہ مظلومہ اس کرب و قلق سے بین کرتی تھین کہ قلب ہر ایک دوست و دشمن کا شق ہوتا تھا بلکہ جانوران وحشی بھی وہ نوحہ سنکر روتے تھے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَے الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ؕ

مجلس چہارم

فِی الْبِحَارِ عَنِ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ تَذَکَّرَ مُصَابَنَا وَبَکٰی لِمَا ارْتُکِبَ مِنَّا کَانَ مَعَنَا فِیْ دَرَجَتِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بحار الانوار مین جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو مومن ذکر کرے ہمارے مصائب کا اور روئے اُن جور و ستم پر کہ جو ہاتھ سے اعداے دین کے ہم اہل بیت طاہرین پر گذرے ہین تو وہ مومن ہمارے ساتھ ہوگا ہمارے درجہ مین بروز قیامت وَمَنْ ذُکِّرَ بِمُصَابِنَا فَبَکٰی وَاَبْکٰی لَمْ تَبْکِ عَیْنُہٗ یَوْمَ تَبْکِی الْعُیُوْنُ وَمَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا یُحْیٰی فِیْہِ اَمْرُنَا لَمْ یَمُتْ قَلْبُہٗ یَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ اور فرمایا آنحضرت نے کہ جو مومن ذکر کرے ہماری مصیبتون کا پس روئے یا کسی کو رولائے نہ گریان ہوگی آنکھ اُسکی اُس روز کہ جس روز تمام آنکھین گریان ہونگی اور جو مومن شریک ہو اُس مجلس مین کہ جسمین زندہ کیا جاے امر ہمارا یعنے جس مجلس مین فضائل یا مصائب ہم اہل بیت کے مذکور ہون اور روئے ہماری مصیبت پر پس عوض مین اُسکے نہ مردہ ہوگا دل اُسکا اُس روز کہ جس روز تمام دل مردہ ہونگے پس حضرات بغور سنیے مصائب امام حسینؑ کے اور کوشش کیجیے کہ کوئی اشک اس مصیبت مین آنکھ سے نکلے اور وہ سبب نجات آخرت کا ہو اور باعث علو درجات بہشت ہو فِی اللُّھُوْفِ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ

الطبری عن الواقدی وزرارۃ بن صالح انہ قالا لقینا الحسین قبل
خروجہ الی العراق بثلثۃ ایام چنانچہ لہوف مین سید ابن طاوس علیہ الرحمہ
جعفر طبری سے اور اسنے واقدی اور زرارہ بن صالح سے نقل کیا ہی کہ کہا اُن دونون
نے جبکہ امام حسین علیہ السلام نے مدینہ منورہ سے قصد سفر عراق کا کیا اور کوچ فرمانے
حضرت کے تین روز باقی تھے تو ہم خدمت باسعادت آنحضرت مین حاضر ہوے
فاخبرناہ بھوی الناس بالکوفۃ وان قلوبھم معہ وسیوفھم علیہ فلما
سمع الحسین ذلک منا اومی بیدہ نحو السماء پس جب ہمنے اُن حضرت کو
آمادہ سفر پایا تو عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ ہمین خوب معلوم ہی حال اہل کوفہ کا کہ
تمام اہل شہر اگرچہ قلباً طرف حضرت کے مائل ہین لیکن ظاہر مین سبکے سب تلوارین
لیے ہوے آمادہ آپکے قتل پر ہین پس جب آنحضرت نے یہ خبر ہمسے سُنی دست حق پرست
اپنا طرف آسمان کے بلند کیا ففتحت ابواب السماء ونزلت الملائکۃ عددا
لا یحصیھم الا اللہ تعالی فقال لولا تقارب الاشیاء وحبوط الاجر
لقاتلتھم بھؤلاء پس دیکھا ہمنے کہ ساتھ ہی اشارہ کے دروازے آسمان کشادہ ہوگئے
اور اسقدر ملائکہ آسمان سے زمین پر نازل ہوے کہ گنتی اُنکی سواے خداے عزوجل کے
کوئی نہین کرسکتا ہی پس حضرت نے اُسوقت ہمسے فرمایا کہ اگر وقت مرگ واسطے
ہر ذی روح کے معین ومقرر نہوتا اور خوف ضایع ہونے اجر وثواب کا نہوتا
تو اسقدر ملائکہ کے ساتھ اون اعداے دین سے مین مقاتلہ کرتا لکنی اعلم ان
ھناک مصرعی ومصرع اصحابی ولا ینجو منھم الا ولدی علی لیکن
مین خوب جانتا ہون اُس جگہ کو کہ جہان مین اور میرے اعوان وانصار شہید

ہونگے اور کوئی اُنمین سے سواے میرے فرزند زین العابدینؑ کے نہ بچیگا وروی الشیخ المفید رحمہ اللہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ قال لما سار الحسین علیہ السلام من المدینۃ لقیتہ افواج من الملائکۃ المسومۃ فی ایدیھم الحراب علی نجب من نجب الجنۃ اور ارشاد مین شیخ مفید علیہ الرحمہ نے جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ جب جناب امام حسینؑ مدینہ منورہ سے بارادہ عراق روانہ ہوے اُسوقت فوج ملائکہ بیشمار ناقہ ہاے جنت پر سوار حاضر خدمت آنحضرت کے ہوئی فسلموا علیہ وقالوا یا حجۃ اللہ علی خلقہ ان اللہ تعالی لقد امد بنا جدک فی مواطن کثیرۃ وان اللہ امدک بنا پس اُس فوج ملائکہ نے بعد تسلیم کے عرض کیا کہ ای حجت خدا ہم وہ فوج ملائکہ ہین کہ جناب اقدس الہی نے ہم سبکو اکثر واسطے نصرت اور مدد جناب رسالت مآبؐ کے معرکہ بدر و اُحد وغیرہ مین بھیجا تھا اور ہمنے امداد آنحضرت کی کی ہی اور اب ہم سب بحکم خدا واسطے نصرت و مدد کے آپکی خدمت مین حاضر ہوے ہین جو حکم ہو اوسے بجالائین اور صاحب محرق القلوب علیہ الرحمہ یہ بھی لکھتے ہین کہ اون ملائکہ نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو ہر منزل و مقام مین حاضر خدمت بابرکت رہین تاکوئی ضرر آپکو اعداسے نہ پہونچے فقال لھم الموعد حفرتی وبقعتی اقتل فی ارض کربلا فاذا وردتھا فاتونی پس حضرت نے اونسے فرمایا کہ مجھے محل شہادت تک کوئی ضرر نہین پہونچا سکتا ہی اور مدفن و مشہد اور جاے قتل میرا زمین کربلا ہی پس جب مین اپنے وعدہ گاہ اور اپنے مقتل پر پہونچونگا تو اوس روز تم سب میرے پاس آنا ثم اتتہ افواج مسلمی الجن وقالوا یا سیدنا نحن شیعتک فلو امرتنا بقتل

اعدائک وانت بمکانک تکفیناک ذٰلک پس حسب الارشاد وہ سب ملائکہ رخصت ہوگئے اور بعد اونکے ایک فوج کثیر مسلمان جنون کی خدمت بابرکت حضرتؑ میں حاضر ہوئی اور بعد تسلیم کے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ ہم سب غلام اور فرمان بردار اور شیعہ آپکے اور آپکے پدر بزرگوار کے ہین پس اگر ارشاد ہو تو آپکے اعدا کو قتل کرین اور ایک کو اُس قوم ستمگار سے باقی نہ چھوڑین بغیر اسکے کہ حضرت یہان سے حرکت کرین فجزاھم الحسینؑ خیراً وقال لھم اوما قرأتم کتاب اللہ اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ پس حضرت نے اونسے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ تم سبکو جزاے خیر عطا کرے کہ تم آمادہ میری نصرت کے ہوے لیکن کیا تمنے نہین پڑھا آیہ کریمہ اینما تکونوا کو کہ حاصل معنے اوسکے یہ ہین کہ جس جگہ تم ہوگے اوسی جگہ موت تمھین تلاش کریگی اگرچہ تم بسبب خوف مرگ کے قلعہ ہاے مستحکم مین ہو وقال اللہ سبحانہ لبرز الذین کتب علیھم القتل الیٰ مضاجعھم اور حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ جنکا شہید ہونا علم الٰہی مین گذرا ہی وہ لوگ بالضرور اپنے محل شہادت مین پہونچینگے فاذا اقمت فی مکانی فکیف تکون حفرتی ارض کربلا ولکنکم تحضرون یوم عاشورا من المحرم فرجعوا بامرہٖ جمیعاً پس اگر مین اسی جگہ قیام کرون تو زمین کربلا کیونکر محل شہادت اور مدفن میرا ہوگا پس تم سبکو مین نے برضا و رغبت اب رخصت کیا تم اپنی جگہ پر پھر جاؤ لیکن دسوین تاریخ ماہ محرم کو بروز عاشورا کربلا مین میرے پاس حاضر ہونا اوسوقت جو امر کہ موافق رضاے خداے عزوجل کے ہوگا وہ کیا جائیگا پس وہ سب حسب الارشاد رخصت ہوگئے اور حضرت مدینہ منورہ سے روانہ ہوکر

کئی مہینے مکۂ معظمہ مین مقیم رہے اور بعد اُسکے بناچاری طرف عراق کے روانہ ہوے یہانتک
کہ دوسری تاریخ محرم کو صحراے کربلا مین پہونچے اور لشکر اعدا نے ہر طرف سے اُنحضرت کا
محاصرہ کیا اور دسوین ماہ محرم کو صبح سے لڑائی شروع ہوئی اور ظہر تک تمام اعوان
و انصار حضرت کے شہید ہو چکے اور وہ امام کونین اوس مجمع اشقیا مین یکہ و تنہا رہگئے
فبینا کذٰلِكَ اِذْ اَتَتْہُ اَفْوَاجُ الْجِنِّ وَسَلَّمُوْا عَلَیْہِ وَبَکَوْا بُکَاءً شَدِیْدًا
وَقَالُوْا یَا سَیِّدَنَا لَوْ کُنَّا عُمْیَانًا وَلَا نَرَاكَ فِیْ ھٰذِہِ الْمُصِیْبَۃِ الْعُظْمٰی فَمُرْنَا
حَتّٰی نَقْتُلَ اَعْدَائَكَ راوی کہتا ہے کہ اوسی حالتِ تنہائی مین لشکر جنون کا
اسپہاے عجیب صورت پر سوار اور بسلاح غریب مسلح و مستعد بکارزار روبرو فرزند
حیدر کرار کے حاضر ہوا اور بعد تسلیم کے حال پر اُنحضرت کے بہت رویا اور عرض کی
کہ یا ابن رسول اللہ کاش ہم نابینا ہوتے کہ آپکو اس مصیبت عظمیٰ مین مبتلا نہ دیکھتے
پس ہم امیدوار ہین کہ ہمین ارشاد بجنگ ہو تاکہ آپکے دشمنون کو واصل جہنم کرین او
اے آقا اب زیادہ اس سے ہمین تاب دیکھنے اس ظلم کی نہین ہی فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَیْنُ
ذٰلِكَ بَکٰی وَقَالَ لَھُمْ جَزَاکُمُ اللہُ خَیْرًا لٰکِنْ کَیْفَ اٰمُرُکُمْ بِقَتْلِ الْاَجْسَامِ
الْمَرْئِیَّۃِ تَکُمْ وَھُمْ لَا یَرَوْنَکُمْ وَھُمْ مِنْ اُمَّتِ جَدِّیْ رَسُوْلِ اللہِ پس
جبکہ امام حسین علیہ السلام نے اُن سبکو آمادہ جناب پایا اور دیکھا کہ یہ سب میری
بیکسی پر گریان ہین فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی تم سبکو جزاے خیر عطا کرے کہ تم مجھ مظلوم کی
نصرت کے لیے آئے ہو لیکن مقتضاے عدل و مروت یہ نہین ہی کہ مین تمھین اجازت
دون کہ تم قتل کرو اُن لوگون کو کہ جنکو تم دیکھتے ہو اور وہ تمھین نہین دیکھتے ہین
اور یہ کہ یہ سب امت سے ہین میرے نانا جناب رسولِ خدا کی لہذا مناسب نہین ہی

کہ مین تمھین اجازت انکے قتل کی دون وَاِنِّی رَاَیْتُ جَدِّی رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم فِیْ مَنَامِیْ
یَقُوْلُ لِیْ یَا بُنَیَّ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ شَآءَ اَنْ یَرَاکَ مُضَمَّخًا بِالدِّمَآءِ مَذْبُوْحًا مِنَ
الْقَفَآءِ فَاصْبِرْ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ اور حضرت نے اُنسے فرمایا کہ وجہ قوی میرے
اجازت نہ دینے کی تمکو انکے قتل پر یہ ہی کہ مین نے اپنے نانا رسول خدا کو خواب مین دیکھا
کہ اُن حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ ای حسین علم الٰہی مین یون گذرا ہی کہ آج تو اپنے خون مین
تر ہو اور سر تیرا پسِ گردن سے جدا کیا جائے پس تجھے لازم ہی کہ صبر اختیار کر یہانتک
کہ حق سبحانہ تعالے درمیان تیرے اور تیرے قاتلون کے حکم بحق کرے لہذا مجھے
بہر کیف رضاے خدا منظور ہی اور اپنی شہادت کی کمال آرزو ہی وَاِلَّا اَنَا اَقْدِرُ سَمَا
مِنْکُمْ فَارْجِعُوْا اِلٰی مَکَانِکُمْ فَرَجَعُوْا بَاکِیْنَ نَائِحِیْنَ اور اگر آج مجھے صبر مقصود
نہوتا تو تمسے زیادہ مجھے قدرت تھی کہ مین ان سبکو ایک دم مین قتل کرتا پس اب
مناسب یہ ہی کہ اپنی جگہ پر پھر جاؤ کہ وقتِ شہادت میرا آپہونچا ہی یہ ارشاد سنکر وہ
لشکر جنون کا بیکسی پر اُس امام مظلوم کی بہت رویا اور سب بحکم امام زمان ناچار
نالان و گریان واحسیناہ گویان پھر گئے منقول ہی کہ اُس روز چار ہزار ملائکہ بارادہ
نصرت زمین کربلا پر نازل ہوے لیکن افسوس وہ فرشتے اُسوقت پہونچے کہ مظلوم
کربلا شہید ہو چکے تھے اور جبرئیل پکارتے تھے اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا اَلَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ
بِکَرْبَلَا ای اہل آسمان و زمین آگاہ ہو کہ امام حسین زمین کربلا پر قتل کیے گئے اور
فرزند رسول الثقلین زمین کربلا پر تشنہ لب ذبح کیے گئے قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْہِ
السَّلَامُ فَھُمْ عِنْدَ قَبْرِہٖ شُعْثٌ غُبْرٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ جناب صادق علیہ السلام
فرماتے ہین کہ وہ فرشتے آنحضرت کو شہید دیکھکر بہت روے اسلیے کہ اس سعادت

عظمیٰ سے محروم رہے پس اُسی روز سے باموے پریشان آلودہ بخاک نالان و گریان
مجاور قبر مطہر امام حسین علیہ السلام کے ہین اور اسی طرح تا قیامت مجاور قبر مطہر کے
ہینگے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَے الْقَومِ الظَّالِمِیْنَ

مجلس پنجم

فِی الْبِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ اَکْمَلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا
اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَاَکْثَرُھُمْ رِقَّۃً وَاَزْیَدُھُمْ مَوَدَّۃً لَنَا اَھْلَ الْبَیْتِ - بحار
الانوار مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ
افضل اور کامل ترین مومنین از روے ایمان کے وہ مومن ہی کہ اخلاق جسکے
نیک ہون اور رقیق القلب ہو اور محبت ہم اہل بیت سے زیادہ رکھتا ہو پس
علامت محبت اور ایمان کی گریہ و بکا ہی مصائب پر اہل بیت رسول خدا کے پس
چاہیے ہر مومن کو کہ ماتم جناب سید الشہدا مین آمادہ گریہ و بکا ہو اور تصور کرے کہ
وہ جناب مع اہل و عیال اور اطفال خرد سال کے کس بیکسی اور غربت مین مبتلا تھے
فِی الْاِرْشَادِ وَالْبِحَارِ وَغَیْرِھِمَا اَنَّ الْحُسَیْنَ قَدْ خَرَجَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ وَاَقَامَ
بِمَکَّۃَ حَتّٰی بَلَغَ ذٰلِکَ اَھْلَ الْکُوْفَۃِ فَکَتَبُوْا اِلَیْہِ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَنَا
اِمَامٌ غَیْرُکَ وَلَکَ ھُنَا مِاَئَۃُ اَلْفِ سَیْفٍ فَلَا تَتَاَخَّرْ وَاَقْدِمْ اِلَیْنَا بِالتَّعْجِیْلِ
چنانچہ ارشاد اور بحار الانوار وغیرہ مین منقول ہی کہ جب جناب امام حسین علیہ
السلام نے مدینۂ منورہ سے بنا چاری طرف مکہ کے کوچ فرمایا بخیال اسکے کہ مکہ معظمہ
جاے امن ہی کئی مہینے حرم مکہ مین مقیم رہے یہانتک کہ خبر تشریف رکھنے حضرت کی مکہ معظمہ مین
اہل کوفہ کو معلوم ہوئی اور اکثروں نے عرائض اپنے متضمن طلب آنحضرت بر روانہ

خدمت باسعادت کیے اور ہر ایک عرضی کا یہ مضمون تھا کہ یا ابن رسول اللہ سوا‌ئے آپکے کوئی
ہمارا امام اور پیشوا نہین ہی لہذا ہم سب امیدوار ہین کہ آپ جلد اسطرف قدم رنجہ
فرمائیے اور تاخیر ایک ساعت کی بھی گوارا نہ کیجیے کہ لاکھ جان نثار شمشیر آبدار واسطے
آپکی نصرت کے یہان پر مستعد ہین اور اگر حضرت تشریف نہ لائینگے تو اکثر امت رسول خدا
کی گمراہ ہو جائیگی قَالَ السَّیِّدُ رَحِمَهُ اللهُ فَوَرَدَ عَلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ وَاحِدٍ سِتُّ مِأَةِ
کِتَابٍ وَتَوَاتَرَتِ الْکُتُبُ حَتّٰی اجْتَمَعَ عِنْدَهٗ فِیْ اَیَّامٍ مُتَفَرِّقَةٍ اِثْنَا عَشَرَ
اَلْفَ کِتَابٍ چنانچہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے لکھا ہی کہ ایک روز مین چھ سو
عریضیان اہل کوفہ کی آنحضرت کی خدمت مین پہونچین اور بعد اُسکے متصل عرائض
اہل کوفہ کے پے درپے آنے لگے یہانتک کہ چندروز مین بارہ ہزار نامے اُس امام کونین
پاس جمع ہوے وَفِیْ مَقْتَلِ اَبِیْ مِخْنَفٍ اَنَّهٗ اجْتَمَعَ عِنْدَهٗ مِأَةُ اَلْفٍ وَخَمْسَةٌ
وَعِشْرُوْنَ اَلْفَ کِتَابٍ اور بروایت مقتل ابو مخنف ایک لاکھ پچیس ہزار نامے
اُن اشقیا کے کہ ہر ایک اُنمین سے متضمن اور طلب کے تھا چندروز مین امام حسین کے
پاس جمع ہوے فَکَتَبَ اِلَیْهِمْ اِتْمَامًا لِلْحُجَّةِ اَمَّا بَعْدُ اِنِّیْ اَنْفَذْتُ اَخِیْ وَابْنَ عَمِّیْ
مُسْلِمَ بْنَ عَقِیْلٍ فَاَطِیْعُوْهُ فَاِنْ کَانَ یَکْتُبُ اِلَیَّ بِحُسْنِ رَاْئِکُمْ فَاِنِّیْ اَقْدِمُ
اِلَیْکُمْ اِنْشَاءَ اللهُ تَعَالٰی پس جب نوبت عرائض اہل کوفہ کی اس درجہ پر پہونچی تو امام
حجت خدا نے واسطے اتمام حجت کے جواب مین اُنکے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا
کہ چونکہ نامہ و پیام تم سبکے میری طلب مین بکثرت پہونچے اسلیے مین نے اپنے بھائی
مسلم ابن عقیل کو کہ بکمال اتقا و پرہیزگاری اور صلاح و دینداری کے آراستہ ہین
تمھارے پاس بھیجا ہی پس تمھین لازم ہی کہ بہرحال مطیع و فرمان بردار اور معین

و مددگار انکے رہنا اور اگر مسلم حال تمھاری اطاعت اور جان نثاری کا مجھے لکھینگے
تو مین بھی انشاء اللہ تعالی تمھارے پاس آونگا فسار مُسلِمُ ابنُ عقیلٍ بِالتعجیلِ
حتّٰی دخل فِی الکوفۃ فِی دارِ المختارِ و قرء علیھم الکتاب فبایعہُ النّاسُ
ثمانیۃ عشر الف رجلٍ تاریخ الفی مین منقول ہی کہ امام حسین علیہ السلام نے نامہ
اپنا حضرت مسلم کو دیا اور بوقت رخصت اپنے بھائی کو سینہ سے لگا کر دیر تک روتے رہے
اور اُسطرف حضرت مسلم بھی بہت روئے آخر کار مسلم بن عقیل حسب ارشاد سید جلیل
بکمال تعجیل طرف کوفہ کے روانہ ہوے یہانتک کہ داخل شہر ہو کر گھر مین مختار علیہ
الرحمہ کے فروکش ہوے پس جب خبر تشریف آوری آنحضرت کی شہر مین مشہور ہوئی
اُسی وقت اکثر اہل کوفہ خدمت جناب مسلم بن عقیل مین جمع ہوے اور سنتے ہی حکم
امام زمان کے بنا بر روایت صاحب مجالس مفجعہ علیہ الرحمہ اٹھارہ ہزار کوفیون نے
حضرت مسلم سے بیعت کی فکتب مُسلمٌ اِلی الحُسینِ یُخبرہُ بِذٰلِکَ و یامُرہٗ
بالقدُومِ الیھم پس جب حضرت مسلم نے اسقدر اہل کوفہ کو مطیع و فرمان بردار
اپنا دیکھا ایک نامہ خدمت باسعادت امام حسین مین اس مضمون کا روانہ کیا کہ میں
ببرکت آنحضرت کے داخل کوفہ ہوا اور تمام اہل شہر کو مطیع و آرزومند زیارت
اُن حضرت کا پایا یہانتک کہ اٹھارہ ہزار اشخاص نے بیعت حضرت کی قبول کی ہی
اور اب آپ اسطرف ضرور قدم رنجہ فرماوین فبلغ ذٰلِکَ یزیدُ بنُ معاویۃَ
فغضب و کتب اِلی ابنِ زیادٍ کان علی البصرۃِ منقول ہی کہ تشریف لانا
حضرت مسلم کا کوفہ مین اور بیعت کرنا اسقدر آدمیون کا اُنسے یزید بن معاویہ کو معلوم
ہوا چنانچہ سنتے ہی اس خبر کے وہ ملعون نہایت غضبناک ہوا اور اُسی وقت نعمان

بن بشیر کو کہ معاویہ کی جانب سے حاکم کوفہ تھا معزول کیا اور ایک نامہ ابن زیاد لعین کو
کہ اُن ایام مین دمشقی حاکم بصرہ تھا اس مضمون کا لکھا امّا بعد فقد بلغنی
انّ ابن عقیلٍ یجمع فی الکوفۃ بجموعٍ یشق عصا المسلمین فسر الی الکوفۃ
واقتلہ اے ابن زیاد مجھے معلوم ہوا کہ مسلم بن عقیل وارد کوفہ ہوے اور ہزارون
آدمیون نے اُنسے بیعت کی ہی اور وہ چاہتے ہین کہ گروہ اہل اسلام مین کسی طرح سے
تفرقہ اور اختلاف واقع ہو پس تجھے لازم ہی کہ پہونچتے ہی میرے نامہ کے کوفہ مین
داخل ہو اور مسلم بن عقیل کو قتل کر اور بروایت صاحب بحر المصائب یہ بھی یزید لعین نے
لکھا ولا تدع من نسل علیٍ الا قتلتہ اور اے ابن زیاد نسل علی بن ابیطالب سے
ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑنا یعنے اگر امام حسین بھی مع اقربا وارد کوفہ ہون تو اُنکو بھی
قتل کرنا فسار ابن زیادٍ حتی دخل الکوفۃ ورقی المنبر فی الجامع وخوّف
الناس فنقضوا بیعۃ الحسین کلھم پس جب نامہ یزید کا ابن زیاد کے پاس
پہونچا اور وہ مضمون نامہ پر مطلع ہوا اُسیوقت وہ ملعون طرف کوفہ کے روانہ ہوا
اور بعد داخل ہونے کوفہ کے مسجد جامع مین بالاے منبر جا کر مدح یزید اور مذمت علی
بن ابیطالب مجمع عام مین بیان کی اور ہر ایک کو غضب یزید سے ڈرایا منقول ہی
کہ اُسی وقت تمام اہل کوفہ نے بسبب خوف یزید ملعون کے ساتھ حضرت مسلم کا چھوڑا
اور سبنے نقض بیعت کی بلکہ اکثر اہل کوفہ آمادہ قتل اُس سید بیکس کے ہوے فلما
علم ذلک مسلم بن عقیلٍ تحیر فی امرہٖ فطفق یخترق السکک حتی دخل
دار ھانی بن عروۃ وھو کان من شیعۃ امیر المومنین پس جب حضرت
مسلم کو حال بیوفائی اہل کوفہ کا معلوم ہوا اور دیکھا کہ سبکے سب دشمن جان اور

آمادہ میرے قتل کے ہیں اُسی وقت نہایت ہی متردد ہوے اور باحالِ پریشان سرگردان
ہر کوچہ و گلی میں کوفہ کے پھرتے تھے اور کوئی ایسا دوست خیال میں نہ آتا تھا کہ چند
روز گھر میں اُسکے پناہ لین پس اس فکر میں ہر طرف پھر رہے تھے کہ ناگاہ دروازہ پر
ہانی بن عروہؒ کے کہ وہ شیعیان علی بن ابیطالبؑ سے تھے پہونچے اور کنیز نے ہانی کی
اپنے آقا سے خبر تشریف لانے حضرت کی بیان کی سنتے ہی اس خبر کے ہانی بن عروہ
باہر نکل آئے اور آنحضرت کو اپنے گھر میں لیگئے اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آئے
اور بہت سے کلمات تسکین کے بیان کیے فَاخْتَفٰی مُسْلِمٌ فِیْ دَارِہٖ اِلٰی اَنِ اطَّلَعَ
عَلَیْہِ اِبْنُ زِیَادٍ پس چندروز حضرت مسلم گھر میں ہانی کے مخفی رہے یہانتک کہ ابن زیاد نے
حکم دیا کہ جو شخص مسلم بن عقیل کا مجھے نشان دیگا وہ شخص مستحق خلعت و انعام ہوگا پس
بطمع دنیوی ہر شخص مجسس حال اُس سید غریب کا ہوا آخرکار ایک ملعون نے کہ نام
اُسکا معقل تھا بمکر و فریب اپنے تئین خدمت مسلم بن عقیل مین پہونچایا اور حضرت سے
ملاقات کرکے ابن زیاد کو اطلاع کی کہ حضرت مسلم گھر مین ہانی کے مخفی ہین فَطَلَبَ
هَانِیًا فَقَالَ لَہٗ اِنَّکَ اَخْفَیْتَ مُسْلِمَ ابْنَ عَقِیْلٍ فِیْ دَارِکَ قَالَ هَانِیْ مَا عِنْدِیْ
بِمُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ پس ابن زیاد ملعون نے ہانی کو طلب کیا اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے
کہ تو نے مسلم بن عقیل کو کوفہ مین طلب کیا اور تو ہی باعث فتنہ و فساد کا ہی اور اب
مسلم کو باوصف ممانعت حاکم کے اپنے گھر مین مخفی رکھا ہی پس ہانی نے فرمایا کہ ہرگز مسلم
میرے گھر مین نہین ہین اور جو شخص کہ ہونا اُنکا میرے گھر مین بیان کرتا ہی وہ شخص
مفسد اور کاذب ہی فَکَثُرَ الْکَلَامُ بَیْنَہُمَا حَتّٰی قَتَلَ الْمَلْعُوْنُ هَانِیًا پس درتک
ابن زیاد اور ہانی مین کلام ردّ و بدل ہوا کیا پس وہ شقی غضبناک ہوا اور چہرہ اُنکا

ایسا زخمی کیا کہ اُس سے خون جاری ہوا آخر کار ہانی کو بظلم و ستم قتل کیا الغرض بعد
قتل ہانی اور شہادت حضرت مسلم کے لاشین اُن بزرگوارون کی کوچہ و بازار کوفہ
مین کھچوائین پس بروایت منتخب یہ دیکھکر قبیلہ مذحج نے بعد کشت و خون کے اُن
لاشون کو متصل مسجد کوفہ کے دفن کیا آہ مومنین جب حضرت امام حسینؑ کو اس
حال پُر ملال پر اطلاع ہوئی ہوگی تو کیا صدمہ ہوا ہوگا افسوس کہ اُس عالم غربت
مین مسلم بن عقیل پر کیا کیا ظلم گذرے اگر ہانی بن عروہ کے گھر مین مہمان نہوتے تو دفن
بھی میسر نہوتا اسلیے کہ قوم مذحج نے ہانی کو بوجہ قرابت کے دفن کیا اور بوجہ مہمانی
ہانی کے حضرت مسلم کو بھی دفن کیا مگر افسوس ہے حال پر مظلوم کربلا جناب سید الشہداؑ کے
کہ امت رسول خدا نے نہ قرابت رسول کا پاس کیا اور نہ مہمان بلانے کا لحاظ کیا
اور بعد شہادت کے لاش حضرت کی مع اقربا و انصار کئی دن تک بیدفن و کفن
آلودہ بخاک و خون ریگ گرم پر بے لباس پڑی رہی اور خاک صحرا اُڑ اُڑ کر بدن
اقدس پر گرتی تھی ہاے افسوس صرف وہ زیر جامہ باقی رہگیا تھا جسکے کمربند کیلیے
جمال لعین نے دست اقدس قطع کیے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ششم

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَحِمَ اللّٰهُ شِيْعَتَنَا لَقَدْ شَارَكُوْنَا فِي الْمُصِيْبَةِ
بِطُوْلِ الْحُزْنِ وَالْحَسْرَةِ عَلٰى مُصَابِ جَدِّيْ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ خدا رحم کرے ہمارے شیعون پر کہ اُنھون نے
ساتھ دیا ہمارا ہماری مصیبت مین بسبب طول دینے اندوہ و غم کے ماتم مین میرے
جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کے یعنے جسطرح ہم اُس مظلوم کو یاد کرکے رویا کرتے

اسی طرح ہمارے شیعہ بھی اُس جناب کو یاد کرکے گریہ و بکا کرتے ہین حضرات منجملہ اُن مصائب کے شہادت حضرتِ مسلم ہی کہ تیسری تاریخ یا نوین ذیحجہ کو واقع ہوئی تھی مومنین حضرتِ مسلم بن عقیل پیش ربِ جلیل مرتبہ عظیم رکھتے ہین کہ ملائکہ اُنپر رحمت بھیجتے ہین اور جناب رسول خدا آنکے مصائب اور حال غربت کو یاد کرکے رویا کرتے تھے پس گریہ و بکا کیجیے حالِ حضرتِ مسلم پر کہ شہادت اُنکی ابتدائے جنگ تھی مظلوم کربلا سید الشہدا کی چنانچہ منقول ہی کہ جب بکمال ظلم و ستم ابن زیادِ لعین کے ہانی بن عروہ قتل ہوے اور یہ خبر منتشر ہوئی روی ابو مخنف فلما بلغ ذلک مسلما خرج من دارہ ومضی بوجہہ متلددا فی ازقۃ الکوفۃ ولا یدری این یذہب جیسا کہ ابو مخنف نے نقل کیا ہی کہ جب یہ خبر حضرت مسلم کو کہ خانہ ہانی مین تھے پہونچی نہایت مضطر و حیران ہوے اور اُسیوقت گھر سے ہانی کے باہر نکلے اور بکمالِ حسرت و یاس باحال پریشان داہنے اور بائین کوچہ ہاے کوفہ مین پھرنے لگے ازبسکہ اُس شہر سے نابلد تھے اور ہر شخص وہان کا دشمن جان تھا لہذا کوئی جاے امن ایسی خیال اقدس مین نہ آتی تھی کہ وہان پناہ لین فجعل یدور حتی اتی الی باب امراۃ یقال لہا طوعۃ فسلم علیہا وقال لہا یا امۃ اللہ اسقینی ماء فسقتہ ودخلت پس جب آفتاب قریب غروب کے پہونچا اور کوئی مسکن امن میسر نہوا اُسوقت حضرتِ مسلم بکمال ناچاری کھڑے ہوگئے دروازہ پر ایک ضعیفہ کے کہ نام اُسکا طوعہ تھا اور وہ اپنے دروازہ پر بفرطِ محبت اپنے فرزند کے منتظر کھڑی تھی پس حضرت مسلم نے بعد سلام کے فرمایا کہ ای کنیز خدا تھوڑا سا پانی مجھے پلا دے کہ مین پیاسا ہون طوعہ نے پانی حاضر کیا اور

بلا کر اپنے گھر میں چلی گئی پس حضرت مسلم نے پانی پیا اور حمد خدا بجا لائے اور وہین
بیٹھ گئے فخرجت و قالت یا عبد اللہ الم تشرب ماء قال بلی قالت
فسر الی اھلک حضرت مسلم کو کچھ دیر نہوئی تھی کہ طوعہ باہر نکل آئی اور حضرت کو
دروازہ پر اپنے بیٹھے دیکھکر کہا کہ ای بندۂ خدا کیا ابھی تونے پانی نہین پیا حضرت مسلم نے
فرمایا کہ مین پانی پی چکا ہون طوعہ نے کہا کہ اب مناسب وقت یہ ہی کہ آپ اپنے
گھر چلے جائین فسکت مسلم ولم یجبھا فاعادت علیہ ولم یجبھا جب
طوعہ نے جانے کو کہا حضرت مسلم چپ ہو رہے پھر طوعہ نے تقاضا کیا پھر کچھ جواب
نہ دیا فقالت یا عبد اللہ الم تسمع قولی لا یصلح لک الجلوس علی بابی
فسر الی منزلک و عشیرتک جبکہ طوعہ نے مکرر تقاضا کیا اور کچھ جواب حضرت
مسلم سے نہ سنا ایک مرتبہ نہایت برہم ہو کر کہا ای بندۂ خدا کیا کہنا میرا تمنے نہین سنا
کہ مجھے جواب نہ دیا اب تمھین لازم ہی کہ ابھی میرے دروازہ پر سے اُٹھو اور اپنے
گھر جاؤ اور اپنے عیال و اقربا سے ملحق ہو کہ یہ شہر آج کل نہایت پُر آشوب ہی اور
ہر شخص کو اپنی عزت و آبرو کا خیال ہی افسوس ہی کہ غربت و مسافری کیا مصیبت
عظمی ہی فقام و قال یا امۃ اللہ این اذھب فانی غریب مالی فی ھذا
المصر منزل ولا عشیرۃ پس جب اُس بیکس نے دیکھا کہ وہ ضعیفہ کسی طرح وہان
ٹھہرنے نہین دیتی ہی اور نہایت ہی شدت کرتی ہی ناچار وہان سے کھڑے ہو گئے
اور بلسان مظلومی اتنا فرمایا کہ ای ضعیفہ سعادتمند ہر چند کہ تیرے تقاضے سے مین
اُٹھ کھڑا ہوا ہون لیکن مین نہایت حیران ہون کہ یہان سے کہان جاؤن اسلیے
کہ مین مسافر ہون اور کوئی اس شہر مین میرا عزیز اور قریب ایسا نہین ہی کہ وہان

بھلا چاہون فَضْلُ لَكِ فِي اَجْرٍ وَمَعْرُوفٌ حَتّٰى يَشْفَعَ لَكِ رَسُولُ اللّٰهِ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ فَقَالَتْ لَهٗ مَا سُمُكَ قَالَ اَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَقِيْلٍ پس اے طوعہ آیا تجھسے
ہوسکتا ہی کہ ہمارے ساتھ نیکی پیش آوے تاکہ فردائے قیامت کو جناب رسالتمآب
تیرے شفیع ہون طوعہ نے اسم مبارک جناب رسول خدا کا سنکر پوچھا کہ نام آپکا
کیا ہی اور تمھین کیا قرابت ہی رسول خدا سے فرمایا کہ نام میرا مسلم بن عقیل ہی
فَاَدْخَلَتْهُ فِيْ دَارِهَا وَافْرَشَتْ لَهٗ وَاَكْرَمَتْهُ وَعَرَضَتْ عَلَيْهِ الْعَشَاءَ
فَلَمْ يَتَعَشَّ وَاَبٰى عَنْهُ پس نام آنحضرت کا سنتے ہی وہ ضعیفہ سعیدہ کانپ گئی
اور اُسیوقت اُنکو اپنے گھر مین لیگئی اور ایک حجرۂ پاکیزہ مین فرش نفیس بچھا کر بٹھایا
اور بکمال تعظیم وتکریم پیش آئی اور کھانا لاکر سامنے رکھا لیکن حضرت مسلم ایسے
مغموم ومحزون تھے کہ ایک لقمہ بھی اُس طعام سے تناول نہ فرمایا ہرچند کہ طوعہ نے
مکرر عرض کی حضرات طوعہ نے برعایت قرابت جناب رسول خدا حضرت مسلم کو
مہمان ایک شب کا کیا مگر وائے ہو اُس قوم اشرار پر کہ جسنے فرزند رسول مختار کو
مہمان بلاکر تین دن کا بھوکا پیاسا کربلا مین مع اصحاب واقربا کے ذبح کیا فَجَاءَ
اِبْنُهَا فَرَاٰهَا تُكْثِرُ الدُّخُوْلَ وَالْخُرُوْجَ فِي الْبَيْتِ فَسَاَلَهَا عَنْهُ فَنَهَرَتْهُ
غرضکہ جب شب زیادہ گذری اُسوقت فرزند طوعہ کا کہ نام اُسکا بلال تھا گھر مین
آیا اور دیکھا کہ ماں اُس لعین کی مکرر حجرہ مین آتی جاتی ہی یہ دیکھکر وہ متحیر ہوا اور
سبب اسکا طوعہ سے پوچھا طوعہ نے اُسے جھڑک دیا اور کہا کہ تجھے اسکی تحقیق سے
کیا کام ہی فَاَلَحَّ عَلَيْهَا فَاَخَذَتْ عَلَيْهِ الْعَهْدَ ثُمَّ اَخْبَرَتْهُ فَاَسَرَّ بِذٰلِكَ
فِيْ نَفْسِهٖ ہرچند طوعہ نے چاہا کہ حال سے حضرت مسلم کے اُس شقی کو اطلاع نہ کرے

لیکن اُسنے اِسقدر اصرار کیا کہ طوعہ کو کچھ بن نہ آیا ناچار بعد عہد و پیمان کے اُس سے کہا کہ
خوشا بحال ہمارے کہ مسلم بن عقیل آج ہمارے گھر مین تشریف لائے ہین اور مین خدمتگذاری
آنحضرت کی مصروف ہون یہ سُنکر وہ ملعون چُپ ہو رہا اور اپنے دل مین بہت خوش
ہوا فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ جَاءَتْ طَوْعَةُ اِلٰی مُسْلِمٍ بِمَاءٍ لِیَتَوَضَّأَ وَقَالَتْ لَهٗ یَا سَیِّدِیْ
مَا رَاَیْتُكَ رَقَدْتَ رَقْدَةً فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ پس جبکہ صبح طالع ہوئی طوعہ
حاضر خدمتِ جناب مسلم ہوئی اور عرض کی کہ اے سید میرے پانی واسطے وضو کے حاضر ہے
اور کیا سبب ہے اسکا کہ شبکو ایک لحظہ بھی آپ نے آرام نہین فرمایا اور ہر وقت مین نے
آپکو جاگتے پایا ہے حضرات چونکہ حضرت مسلم بڑے بہادر و شجاع تھے اور شجاع کو خوف
رہتا ہے کہ معرض امتحان مین ثابت قدم رہون یا نہ رہون اسوجہ سے متردد تھے اور
تمام شب کہ وہ شب آخری تھی عبادتِ خدا مین بسر کی قَالَ یَا اَمَةَ اللّٰهِ اِنِّیْ رَقَدْتُ
رَقْدَةً فَرَاَیْتُ فِیْ مَنَامِیْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ع وَهُوَ یَقُوْلُ لِیْ اَلْوَحَا اَلْوَحَا
اَلْعَجَلَ اَلْعَجَلَ حضرت مسلم نے فرمایا اے طوعہ ہرچند کہ مین تمام شب متردد رہا لیکن ایک لحظہ
آنکھ میری لگ گئی تھی دیکھا مین نے اپنے عم بزرگوار جناب حیدر کرار کو کہ وہ حضرت
مجھ سے مکرر فرماتے ہین کہ اے مسلم ہمارے پاس جلد آؤ کہ ہم تمہارے بہت مشتاق ہین
فَمَا اَظُنُّ اِلَّا اَنَّهٗ اٰخِرُ اَیَّامِیْ مِنْ اَیَّامِ الدُّنْیَا فَبَیْنَا کَذٰلِكَ اِذْ ذَهَبَ ابْنُ
طَوْعَةَ اِلَی ابْنِ زِیَادٍ وَاَخْبَرَهٗ بِمُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ پس اس خواب سے کہ صادق ہے
مجھے یقین ہے کہ آج کے روز کوچ میرا ہے دنیا سے پس یہ سنکر طوعہ آبدیدہ ہوئی اور
کلمات دلجوئی اور تسکین کے عرض کر رہی تھی کہ اسی اثنا مین فرزند طوعہ کا کہ وہ دشمن
اہل بیت رسالت تھا گھر سے باہر نکلا اور ابن زیاد کو حال سے حضرت مسلم کے خبر دی

فدعی ابن زیاد محمد بن الاشعث وضم الیہ الف فارس وخمسمأۃ راجل وارسلہ الی مسلم بن عقیل پس سنتے ہی اس خبر کے ابن زیاد ملعون نے محمد بن اشعث کو بلا کر ہزار سوار اور پانسو پیادے ہمراہ اسکے کیے اور حکم دیا کہ ابھی سلم بن عقیل کو گھر سے طوعہ کے گرفتار کر لا فلما قربوا فی الدار وسمع مسلم صھیل الخیل وقعقعۃ السلاح لبس درعہ وشد وسطہ پس ابن اشعث روانہ ہوا جبکہ وہ سوار قریب خانہ طوعہ کے پہونچے اور آواز سم اسپان اور صدا ہتھیارون کی حضرت مسلم نے سنی اسیوقت زرہ بدن مبارک پر آراستہ کی اور کمر اطہر جناب پر مستحکم باندھی اور سیف آبدار کو حمائل کیا فقالت لہ طوعۃ یا سیدی مالی اراک تھیأت للموت قال یا طوعۃ ان القوم یطلبونی وانی اخاف ان یھجموا علی ویقتلونی پس جب طوعہ نے یہ حال دیکھا عرض کی کہ ای آقا میرے کیا سبب ہی کہ مین آپکو دفعۃً آمادہ مرگ پاتی ہون جناب سلم نے فرمایا کہ ای طوعہ مجھے یقین ہوا ہی کہ یہ لشکر عبید اللہ بن زیاد نے واسطے گرفتار اور قتل کرنے مجھ بیکس کے بھیجا ہی پس مین بخوف اپنی گرفتاری کے چاہتا ہون کہ مسلح ہو کر باہر نکلون اور انسے تلوار کرون فبینا کذلک اذ دخل الخیل فی الدار فشد مسلم علیھم وضربھم حتی اخرجھم من الدار پس ہنوز حضرت سلم طوعہ سے یہ فرما رہے تھے کہ دفعۃً وہ سب سوار نابکار تلوارین کھینچے ہوے گھر مین طوعہ کے داخل ہوے اور چاہا انحضرت کو گرفتار کرین دیکھتے ہی اسکے حضرت مسلم تلوار پکڑ کر حجرہ سے صحن مین تشریف لائے اور اس قوم نابکار کو بضرب شمشیر آبدار مار کر نکالدیا اور اکثرون کو واصل جہنم کیا فشد واعلیہ فضرب فمہ بکر اللعین فقطع شفتہ العلیا

وَاَسْرَعَ السَّیْفُ فِی السُّفْلٰی وَفُصِلَتْ بِہٖ ثَنَایَاہُ آہ آہ یہ حال دیکھا اعدا نے
حملہ کیا اور اندر داخل ہوے اور ایک ملعون نے کہ نام اُسکا بکر لعین تھا کمین گاہ سے
ایک ایسی تلوار چہرۂ انور مسلم پر لگائی کہ اُس ضرب سے لبہاے اقدس کٹ گئے اور
دندان مبارک سامنے کے جدا ہو گئے فَضَرَبَ مُسْلِمٌ عَلٰی رَاْسِہٖ ضَرْبَۃً مُنْکَرَۃً
وَثَنّٰی بِاُخْرٰی عَلٰی حَبْلِ الْعَاتِقِ کَادَتْ تَطَّلِعُ اِلٰی جَوْفِہٖ پس حضرت مسلم نے
جواب مین اُسکے ایک تلوار اُسکے سر نحس پر ماری اور فوراً ایک تلوار گردن پر اُس شقی کے
ایسی لگائی کہ ناف تک اُتر گئی اور وہ ملعون داخل جہنم ہوا فَلَمَّا رَاٰی ابْنُ
الْاَشْعَثِ شَجَاعَتَہٗ کَذٰلِکَ اَنْفَذَ اِلَی ابْنِ زِیَادٍ یَسْتَمِدُّہٗ بِالْعَسْکَرِ
پس جب ابن اشعث نے دیکھا کہ اکثر پیادہ و سوار راہی سقر ہوے اور باقی ماندگان
شجاعت حضرت مسلم سے بھاگا چاہتے ہین جلد کسی کو ابن زیاد کے پاس بھیجا کہ تا اور
لشکر واسطے کمک کے روانہ کرے فَبَعَثَ اِلَیْہِ یَقُوْلُ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ رَجُلٌ
وَاحِدٌ یَقْتُلُ مِنْکُمْ ھٰذِہِ الْمَقْتَلَۃَ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ ابْنُ الْاَشْعَثِ اَتَظُنُّ
اَنَّکَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی بَقَّالٍ مِّنْ بَقَاقِیْلِ الْکُوْفَۃِ جب پیام ابن اشعث لعین کا
ابن زیاد تک پہونچا بہت غیظ مین آیا اور کہلا بھیجا کہ مان تیری تیرے ماتم مین بیٹھے
کسقدر بزدل ہی تو اے ابن اشعث کہ ایک تن تنہا بے ناصر و مددگار سے باوصف
اسقدر پیادہ و سوار کے نہین لڑ سکتا ہی اور ڈرتا ہی اور وہ یکہ و تنہا تم سبکو قتل
کرتا ہی اور تمسے کچھ نہین ہو سکتا پس اس جواب کو سنکر ابن اشعث ملعون نے
پھر کہلا بھیجا کہ اے ابن زیاد نہایت نافہم اور بے عقل ہی تو کہ تو نے اپنے زعم ناقص مین
شاید ہمین کسی بقال کوفہ سے لڑنے بھیجا ہی بَلْ اِنَّمَا اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی سَیْفٍ مِّنْ

اسیاف محمدٍ خیر الانام والی اسدٍ ضرغامٍ فندم الملعون فامدہ
بالعسکر بلکہ تونے ہمین اس شخص سے لڑنے بھیجا ہی جو ایک سیف ہی اسیاف محمد مصطفے
صلے اللہ علیہ وآلہ سے اور ایک شیر جری ہی شیران اہل بیت رسول مختار سے کہ جنکی تلوار
از مشرق تا مغرب مشہور ہی قسم بخدا کہ یہ وہ شیر ہی کہ جب تلوار پکڑکے میدان کارزار مین
حملہ آور ہوتا ہی تو صد ہا سوار جرار کو قتل کرتا ہی اور بڑے شجاعون کے سر زمین پر گرا دیتا ہی
پس یہ جواب سنکر وہ ملعون نادم و پشیمان ہوا اور بہت سے پیادہ و سوار واسطے
کمک ابن اشعث نابکار کے روانہ کیے فلما تکملوا ھجموا علی مسلم فحمل علیھم
کالاسد علی الشیاہ وقتل اکثرھم بحول اللہ پس جبکہ وہ اشقیا جمع ہوے
سبنے ایک مرتبہ حضرت مسلم پر ہجوم کیا ہرچند کثرت اُن کفارون کی اسقدر تھی لیکن
نظرمین اُن حضرت کی برابر پرِ پشہ کے بھی نہ سمائی تھی اور باوصف اسکے وہ حضرت
خود کثرت زخمون سے نہایت ضعیف و ناتوان تھے مگر با اینہمہ تلوار کھینچکر مثل شیر
غضبناک اُس لشکر روباہ پر حملہ کیا اور اکثر کفار نابکار کو بضرب شمشیر آبدار
راہی سقر کیا اور باقی ماندون کو صحن خانہ سے باہر نکال دیا فلما راوہ ثابت
الجاش غیر خائف ولا خاش اشرفوا علیہ من فوق البیت ویرمونہ
بالنبال پس جب اُن بیحیاؤن نے دیکھا کہ ہم کسیطرح تاب مقاومت حضرت
مسلم کی نہین لاسکتے ہین اُسوقت سبکے سب ملعون کوٹھے پر چڑھ گئے اور دوسے
پتھر اور تیر اُس بیکس پر مارنے لگے اور بعضے بیرحمون نے گھانس وغیرہ جمع کرکے
اُسمین آگ لگا دی اور اُس سے بدن اقدس مجروح ہوا اور کمال تکلیف پہونچی
فخرج مصلتا بسیفہ فی السکۃ ویضربھم ویقتلھم حتے طلبوا منہ

الامان فقال مسلم لا امان لکم پس جب حضرت مسلم نے دیکھا کہ وہ سکہائے نا پاک
دور سے غوغا کر رہے ہین اور سنھ پر تلوار کے نہین آتے ہین اُسوقت تلوار کھینچے ہوے
گھر سے طوعہ کے باہر نکل آے اور جو اُنمین سے نیچے اُترا اُسے قتل کیا یہانتک کہ ہر طرف سے
صدا الامان کی بلند ہوئی حضرت مسلم نے فرمایا کہ ای کفار غدار تم ہرگز قابل امان کے
نہین ہو فحفروا له حفیرة فی وسط الطریق واخفوها بالدغل والتراب
فانطرحوا بین یدیہ فوقع مسلم فیها پس جب اُن اشقیا نے دیکھا کہ اُس
شیر بیشۂ شجاعت سے کسیطرح مقابلہ نہین کر سکتے ہین تو بعد مشورہ کے راہ مین ایک
گڑھا کھودا اور منھ اُسکا برگ و شاخ درخت سے ڈھانپا اور اُسپر مٹی ڈالکر برابر کر دیا
اور بمکر و فریب لڑتے ہوے جناب مسلم کو قریب اُس گڑھے کے لاے چونکہ اُس بیکس کو
یہ حال مکر و دغا کا اُنکے معلوم نہ تھا اُس گڑھے مین گر پڑے فطعنه رجل من خلفه
فخر به علی الارض فاخذ وه اسیرا واقبلوا به الی باب القصر پس
گرتے ہی اُن حضرت کے ایک بیرحم نے ایسا نیزہ پشت مبارک پر مارا کہ حضرت مسلم
اُسکے صدمہ سے زمین پر گر پڑے اور اُسی حالت مین وہ ملعون اُس شیر دلیر کو
اسیر کر کے طرف دار الامارہ کوفہ کے لیچلے فلما انتهی الیه اشتد به العطش
فقال اسقونی ماء فانی عطشان فساند الی حائط جبکہ وہ ملعون حضرت
مسلم کو مقید کر کے قریب دروازہ قلعہ کے لاے اُسوقت تشنگی نے حضرت مسلم پر
غلبہ کیا اور اُس مظلوم پر ضعف اسقدر طاری ہوا تھا کہ گرے پڑتے تھے آخر کار
پشت مبارک دیوار سے لگا دی اور فرمایا کہ کوئی ایسا رحیم اور نرم دل ہی کہ اس
شدت تشنگی مین مجھے پانی پلا دے کہ مین بہت پیاسا ہون فاتاہ رجل بقدح

تَضِیْبُ فِیْهِ مَاءً فَاَرَادَ اَنْ یَّشْرَبَ اِمْتِلَاءِ الْقَدَحُ دَمًا مِنْ فِیْهِ پس ایک شخص کو اُنمین سے رحم آگیا اور ایک کاسہ چوبی پر آب سامنے حضرت مسلم کے حاضر کیا جناب مسلم نے چاہا تھا کہ پانی پئین دفعۃً خون دہن اطہر سے کہ زخمی تھا اُس کاسہ مین اسقدر گرا کہ تمام کاسہ مملو خون سے ہوگیا فَدَفَعَهٗ اِلَیْهِ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَوْ کَانَ مِنَ الرِّزْقِ الْمَقْسُوْمِ لَشَرِبْتُهٗ پس اُن حضرت نے وہ کاسۂ آب حوالہ اُسی شخص کے کیا اور فرمایا الحمد للہ اگر یہ پانی قسمت مین ہوتا تو البتہ مجھے گوارا ہوتا لیکن معلوم ہوا کہ اب پانی دنیا کا ہمارے مقدر مین نہین ہی حضرات مقام افسوس ہی امام حسین کے حال پر کہ اُس مظلوم کو کسینے وقتِ آخر بھی ایک قطرہ پانی کا نہ دیا حالانکہ اُسوقت بیکسی مین فرماتے تھے اَنَا ابْنُ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَعَطْشَانٌ مین فرزند محمدِ مصطفےٰ ہون اور پیاسا ہون

شعر

از آب ہم مضائقہ کردند کوفیان ۔۔۔ خوش داشتند حرمتِ مہمانِ کربلا

فَدَخَلَ عَلٰی ابْنِ زِیَادٍ وَلَمْ یُسَلِّمْ عَلَیْهِ فَقِیْلَ لَهٗ سَلِّمْ عَلَی الْاَمِیْرِ فَقَالَ وَیْلَکُمْ وَاللّٰهِ مَالِیْ اَمِیْرٌ سِوَی الْحُسَیْنِ ؑ غرضکہ وہ اشقیا حضرت مسلم ؑ کو سامنے ابن زیاد کے لیگئے اور کہا کہ ای مسلم امیر پر سلام کرو حضرت مسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ تمکو داخل جہنم کرے تم ابن زیاد کو امیر کہتے ہو قسم بخدائے عزّ وجل کہ امیر اور آقا میرا کوئی نہین ہی سوا امام حسین فرزند رسول الثقلین کے ابن زیاد ملعون نے کہا کہ ای مسلم سلام کرو یا نہ کرو تم ضرور قتل ہوگے بعد اسکے ابن زیاد نے کہا کہ ای مسلم تمنے کیون امام زمان پر خروج کیا اور کیون فتنہ و فساد برپا کیا حضرت مسلم نے فرمایا کہ امام زمان حسین بن علی علیہما السلام ہین جو کچھ کہ مین نے کیا باعث خوشنودی خدا اور

امام بحق کے تھا قال مسلم قد عنی حتی اوصی الی بعض قومی فنهض عمر ابن سعد لعنہ اللہ وقال یا مسلم ما ترید الغرض بعد اسکے حضرت مسلم نے فرمایا کہ ای ابن زیاد اگر قصد تیرا میرے قتل کا ہی تو کسی شخص کو جو میری قوم سے ہو میرے پاس بھیجدے تا کہ مین اُس سے کچھ وصیت کرون پس اس شقی نے عمر سعد کو حکم دیا اور وہ قریب حضرت مسلم کے آیا اور کہا کہ بیان کرو جو کچھ وصیت منظور ہو قال ان علی استدنتہ منذ قدمت الکوفہ سبعمأة درهم فبع سیفی ودرعی فاقضها عنی حضرت مسلم نے فرمایا کہ ای عمر سعد تو ہماری قوم سے ہی تجھے لازم ہی کہ وصایا میرے کسی پر ظاہر نہ کرنا ایک اُنمین سے یہ ہی کہ جب سے مین اس شہر کوفہ مین وارد ہوا ہون سات سو درہم قرض لیکر صرف کیے ہین پس تجھے لازم ہی کہ بعد میرے قتل ہونے کے میری تلوار اور زرہ بیچکر وہ قرض میرا ادا کرنا تا کہ مین مشغول الذمہ نرہون واذا قتلت فاستوهب جثتی من ابن زیاد فوارها ثم ابعث الی الحسین من یردہ فانی اظن انہ قد خرج الیوم او یخرج غدا ویخبرہ بقتلی دوسری وصیت میری یہ ہی کہ بعد میرے قتل ہونے کے لاش میری ابن زیاد سے طلب کرکے دفن کر دینا اور تیسری وصیت میری کہ سب وصایا سے زیادہ ضروری ہی وہ یہ ہی کہ مجھے گمان اسکا ہی کہ آقا و سید میرے جناب امام حسینؑ مع اپنے اہل بیت کے انھین ایام مین روانہ اسطرف کو ہوے ہونگے پس کسی شخص کو خدمت مین اُن حضرت کی روانہ کرنا کہ تا وہ شخص میرے قتل سے خبر دے اور حضرت کو اسطرف آنے سے منع کرے اور میری طرف سے یہ عرض کرے کہ فدا ہون آپ پر مان باپ میرے مکر و فریب سے کوفیان غدار کے حذر کیجیے گا ایسا نہو کہ مثل میرے دشمن دین آپ سے

پیش آئین پس یہ سنکر عمر سعد نے تمام وصایا حضرت مسلم کے ابن زیاد بدنہاد سے بیان کیے
فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ اَمَّا مَالُهُ فَهُوَ لَهُ وَلَسْنَا نَمْنَعُكَ فَافْعَلْ بِهِ مَا شِئْتَ وَاَمَّا
الْحُسَيْنُ فَنَقْتُلُهُ مِثْلَهُ ابن زیاد نے جواب دیا کہ ہمین زرہ اور تلوار سے اُنکی کچھ کام
نہین ہی جو چاہنا وہ تو کرنا اور بعد قتل کے اُنکی لاش کا بھی تجھے اختیار ہی لیکن جو کچھ کہ
مسلم نے واسطے نہ آنے امام حسینؑ کے اسطرف کو کہا ہی البتہ یہ نہو گا کہ ہم اُنکو کسی طرف
جانے دین بلکہ اُنکو بھی مثل مسلم کے قتل کرینگے فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ مُسْلِمٌ بَكٰى وَاسْتَرْجَعَ
فَصَعِدُوا بِهِ فَوْقَ الْقَصْرِ وَهُوَ يُسَبِّحُ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ فَالْقَوْهُ مِنْ اَعْلَى الْقَصْرِ
عَلٰى وَجْهِهِ فَتَكَسَّرَتْ عِظَامُهُ فَبَعَثَ بِرَاْسِهِ اِلٰى يَزِيْدَ وَيُجَرُّ جُثَّتَهُ
فِي السُّوْقِ پس جب حضرت مسلم نے کلام ابن زیاد لعین کا بہ نسبت امام حسینؑ کے
سُنا بہت روئے اور فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ افسوس ہی مصیبت پر فرزند
رسول خدا کی پس بحکم ابن زیاد حضرت مسلم کو بالاے قلعہ لیگئے اور اس بلندی سے
منھ کے بل نیچے گرا دیا اور اُسوقت وہ حضرت ذکر خدا مین مشغول تھے پس اُستخوان
اُس بیکس ومظلوم کے چور چور ہو گئے ابھی کچھ رمق حیات سے باقی تھی کہ ایک
ملعون نے سر اقدس اُس سید بیکس کا کاٹ لیا آہ آہ پس ابن زیاد نے سر اطہر کو
بطریق ہدیہ یزید لعین کے پاس روانہ کیا اور لاش اقدس کو بازار کوفہ مین
کھنچوایا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

مجلس ہفتم

فِي الْبِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ ؑ اَنَّهُ قَالَ مَنْ ذَكَرَنَا اَوْ ذُكِرْنَا عِنْدَهُ فَخَرَجَ
مِنْ عَيْنَيْهِ دَمْعٌ وَلَوْ مِثْلَ جَنَاحِ الْبَعُوْضَةِ غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوْبَهُ وَلَوْ كَانَتْ

مِثلَ زَبَدِ البَحرِ بحار الانوار مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا
اُن حضرت نے کہ جو مومن بیان کرے یا سُنے ہمارے مصائب کو اور آنکھ سے اُسکی
اشک نکلے اگرچہ بقدر پر پشہ کے ہو تو حق سبحانہ تعالیٰ عوض مین اسکے تمام گناہ بخش دیگا
اگرچہ گناہ اُسکے مثل کف دریا کے ہون پس حضرات گریہ و زاری کیجیے مُصیبت پر
فرزندانِ حضرت مسلم کے کہ مصیبت اُنکی بھی مصائب امام حسین علیہ السلام سے ہی
اور حال مین محمد و ابراہیم چھوٹے دونون یتیمانِ جناب مسلم کے اختلاف ہی محرق
القلوب مین منقول ہی کہ وہ دونون بکیس سفر کوفہ مین ہمراہ اپنے پدر بزرگوار کے تھے
پس جب پدر نامدار اُنکے کوفہ مین شہید ہو چکے کہ وہ بروایت سید ابن طاؤس اور
صاحبِ مفتاح النجات کے تیسری تاریخ ماہ ذیحجہ کی یا نوین تاریخ بنا بر روایت
بحار الانوار کے تھی اور وہ یتیم کہ گھر مین قاضی شریح کے تھے اور اُسنے بسبب خوفِ
ابن زیاد کے رات کو اُن بچّون کو شہر سے باہر کر دیا چونکہ وہ کم سن تھے راہ بھول گئے
آخر کار اسیر ہوے اور بعد قید شدید کے ہاتھ سے حارث ملعون کے شہید ہوے اور
امالی ابن بابویہ علیہ الرحمہ وغیرہ مین یون منقول ہی کہ جب روز عاشورا جناب
امام حسین علیہ السلام شہید ہوے اور اشقیاے کوفہ و شام نے خیمہ اہل بیت خیر الانام
مین آگ لگا دی اُسوقت تمام اہل حرم مضطر و بیقرار خیمون سے نکلے اور کسی کو اُس
تلاطم عظیم مین خبر اپنے بچّون کی نہ رہی اُسوقت یہ فرزند حضرت مسلم کے کہ سات آٹھ
برس کا سن تھا اپنی مان سے جدا ہو گئے اور اُس صحراے پر بلا مین حیران پھرتے رہے
ناگاہ کسی شخص نے اُس قوم جفا کار سے انھین پکڑ لیا اور ابن زیاد کے پاس لیگیا
وَفِی المُنتَخَبِ عَن اَبِی مِخنَفٍ اَنَّہٗ لَمَّا قُتِلَ الحُسَینُ اُسِرَ مِن عَسکَرِہٖ غُلَامَانِ

صغیران فاتی بھما الی ابن زیادٍ فدعی السجّان وقال لہٗ اسجنھما ومن
الطعام الطیّب لاتطعمھما ومن الماءِ البارد لاتسقھما چنانچہ منتخب مین
ابومخنف سے منقول ہی کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوے اُسوقت دو
صاحبزادے کم سن گرفتار ہوے کہ جو لشکر اُن حضرت سے باقی تھے اور کسی شخص نے
اُنکو ابن زیاد کے پاس پہونچایا پس ابن زیاد ملعون نے مشکور نام داروغۂ قیدخانہ کو
بلایا اور حکم دیا کہ ان دونون یتیمون کو قیدخانہ مین لیجا اور ہرگز انھین کھانا لذیذ
اور پانی سرد نہ دیا فصنع بھما السجّان کما امرہٗ الی سنۃٍ کاملۃٍ حتّٰی ضاقت
صدورھما پس اُس زندان بان نے اُن صاحبزادون کو مقید کیا اور موافق
حکم ابن زیاد کے آرام نہ دیا اور ہمیشہ نان جوین اور آب گرم ایک مرتبہ روز و شب
مین اُن بچون کو دیتا رہا یہانتک کہ ایک برس کامل اس مصیبت عظمیٰ مین
اُن یتیمون پر گذرا اور نوبت بجان پہونچی فقال احدھما الاخر یا اخی قد
کاد ان نزنت فی السجن فالاولی ان نعلم السجّان مکاننا لعلّہٗ یرحم
علینا پس جب وہ دونون یتیم بہت عاجز ہوے تو ایک روز ایک بھائی نے
دوسرے سے کہا کہ ای بھائی ایک سال کامل ہوچکا ہی کہ ہم اس مصیبت عظمیٰ مین
مبتلا ہین اور اب قریب ہی کہ ہم اسی قیدخانہ مین مرجائین اگر مناسب ہو تو آج
زندان بان کو نام و نسب سے اپنے آگاہ کرین شاید اُس شخص کو ہمارے حال پر
رحم آجاے اور ہمین اس قید سے چھوڑ دے دوسرے بھائی نے راے اپنے بھائی کی
پسند کی فلمّا جنّ اللّیل واتی السجّان الیھما بقرصین من شعیرٍ وکوزٍ
من ماءٍ فقالا یا شیخ اتعرف محمّد ن المصطفٰی صلّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ

پس جب شب ہوئی اور حسب دستور وہ زندان بان دو نانِ جو اور کوزے پانی کے
لیکر اُن یتیمون کے پاس آیا اُسوقت اُن بچون نے اُس سے فرمایا کہ ای شیخ آیا تو جناب
محمد مصطفےٰ سے واقف ہی قَالَ وَكَيْفَ لَا اَعْرِفُ وَهُوَ نَبِيِّيْ وَشَفِيْعِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
قَالَا اَتَعْرِفُ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْطَالِبٍ قَالَ بَلٰى وَهُوَ سَيِّدِيْ وَاِمَامِيْ اُس
سعادتمند نے جواب دیا کہ کیونکر نہین جانتا ہون وہ حضرت نبی اور شفیع ہین میرے
روز قیامت پھر صاحبزادون نے فرمایا کہ آیا تو علی بن ابیطالب سے بھی واقف ہی
اُسنے کہا کہ البتہ وہ آقا اور امام ہین میرے فَقَالَا اَتَعْرِفُ مُسْلِمًا قَالَ بَلٰى وَهُوَ
ابْنُ عَمِّ الرَّسُوْلِ پھر فرمایا صاحبزادون نے کہ آیا تو مسلم بن عقیل سے بھی واقف ہی
کہا اُسنے بھی خوب واقف ہون کہ وہ ابن عم رسول الثقلین ہین قَالَا فَنَحْنُ مِنْ
عِتْرَةِ مُسْلِمِ ابْنِ عَقِيْلٍ نَمَالَكَ وَمَالَنَا لَا تَرْحَمُ صِغَرَ سِنِّنَا اَمَا تُرَاعِيْنَا
لِاَجْلِ سَيِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ جب اُس زندان بان نے معرفت اپنی خاندانِ
رسالت سے بیان کی فرمایا کہ ای شیخ ہم دونون یتیم فرزند ہین مسلم بن عقیل کے اور
ایک سال کامل ہمین ہوچکا ہی کہ ہم اس قید سخت مین گرفتار ہین پس ہم چاہتے ہین
کہ تو ہماری کم سنی اور یتیمی پر رحم کر آیا تو رعایت نہین کرتا ہی ہمارے بارے مین حق جناب
رسول خدا کی فَلَمَّا سَمِعَ كَلَامَهُمَا بَكَى السَّجَّانُ وَانْكَبَّ عَلٰى اَقْدَامِهِمَا وَقَالَ نَفْسِيْ
لِنَفْسِكُمَا الْفِدَاءُ هٰذَا بَابُ السِّجْنِ بَيْنَ يَدَيْكُمَا مَفْتُوْحٌ فَخُذَا اَيَّ طَرِيْقٍ
شِئْتُمَا جب اُس زندان بان نے یہ کلام اُنکا سنا سنتے ہی اُسکے بہت رویا اور سر
اپنا پاؤن پر اُن شاہزادون کے رکھدیا اور عذر کیا کہ مجھے حال آپکا نہین معلوم تھا
لیکن اب معاف فرمائیے فدا ہون مین آپ پر یہ دروازہ قیدخانہ کا کھلا ہوا ہی

جسطرف آپ جاہین اُسطرف چلے جائین فخرجا من السجن لکنھما لم یدریا الی
ای جھةٍ یمضیان پس وہ مظلوم باجازت زندان بان زندان سے باہر نکلے
لیکن بسبب صغرسن اور ناواقفیت راہ کے حیران و پریشان گرد شہر کے پھرتے رہے
اور کچھ راہ طی نہ کر سکے فلما طلع الصبح دخلا بستانا ھناک و صعدا علی شجرةٍ
واذا بجاریةٍ قد رأتھما وسألت عن حالھما پس جبکہ تمام شب پھرتے
گذری اور صبح ہو گئی معلوم ہوا کہ ابھی سواد کوفہ سے باہر نہین نکلے ہین پس اُسی جگہ
ایک باغ مین ایک درخت پر چڑھ گئے تاکہ نظر آدمیون سے محفوظ رہین ناگاہ ایک
کنیز پانی بھرنے کے لیے اس درخت کے نیچے کہ وہان چشمہ آب تھا آئی دیکھا کہ وہ
صاحبزادے کم سن مثل ماہ کامل کے درخت پر طالع ہین یہ دیکھکر اُسنے پوچھا کہ تم
کون ہو فاخبراھا بما جری علیھما فبکت وقالت لھما سیری امعی الی
مولاتی فانھا محبة لکما ہر چند کہ وہ یتیم خوف سے چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا
لیکن جب اس کنیز کو نہایت مُصر پایا فرمایا کہ ای سعادتمند ہم دونون فرزند ہین
مسلم بن عقیل کے اور ہم خوف اعدا سے یہان چھپے ہین اُس کنیز نے یہ سنکر بہت تسکین کی
اور کہا کہ آپ ہرگز خوف نہ کرین اور میرے ساتھ میری بی بی کے پاس چلین کہ وہ
دوستدار آپکے خاندان کی ہی فسارا معھا فسبقت واعلمت بمولاتھا بھما
فلما سمعت ذٰلک قامت واستقبلتھما پس وہ دونون بیکس اُس
کنیز کو اپنے حال پر متوجہ پا کر ہمراہ اُسکے ہوے جب وہ کنیز اپنے گھر کے قریب پہونچی
آگے بڑھکر اپنی بی بی کو حال سے اُن صاحبزادون کے اطلاع کی پس سنتے ہی نام
اُنکا وہ سعیدۂ پاک طینت کھڑی ہو گئی اور اپنے گھر سے نکلکر استقبال اُن یتیمون کا کیا

وَقَالَتْ لَهُمَا اُدْخُلَا عَلَيَّ بِالرَّحْبِ وَالسَّعَةِ فَاَدْخَلَتْهُمَا فِي حُجْرَةٍ عَلَيحِدَةٍ وَخَدَمَتْهُمَا خِدْمَةَ الْاِمَاءِ اور اُس سعیدہ نے عرض کی کہ زہے طالع میرے کہ آج آپکے قدم سے گھر میرا روشن و منور ہوا پس انھین بکمال تعظیم گھر مین لیگئی اور ایک حجرہ علیحدہ مین فرش نفیس بچھا کر بٹھایا اور آپ مثل کنیزون کے خدمتگذاری مین مصروف ہوئی فَلَمَّا جَنَّ اللَّيْلُ اِعْتَنَقَا وَنَامَا حَتّٰى اَقْبَلَ زَوْجُ تِلْكَ الْمَرْاَةِ وَهُوَ تَعْبَانٌ مِنْ كَثْرَةِ طَلَبِهِمَا پس جب شب ہوئی اور وہ دونون ستم رسیدہ فی الجملہ مطمئن ہوے دونون آپس مین گلے ملکر سو رہے اور اسی اثنا مین شوہر اُس ضعیفہ کا گھر مین آیا ازبسکہ تمام دن اُس ملعون کو تجسس مین فرزندان مسلم کے گذرا تھا اسلیے بہت تعب مین تھا فَقَالَتْ لَهُ زَوْجَتُهُ اَيْنَ كُنْتَ فَاِنِّي اَرٰى فِي وَجْهِكَ اٰثَارَ التَّعَبِ پس اُس زن صالحہ نے اس شقی سے کہا کہ آج تجھے خلاف معمول کہان دیر ہوئی اور کیا سبب ہی کہ آثار تعب کے تیرے چہرہ سے ظاہر ہین قَالَ نَادَى الْاَمِيْرُ مَنْ جَاءَ بِابْنَيْ مُسْلِمٍ فَلَهُ الْجَائِزَةُ الْعُظْمٰى وَقَدْ خَرَجْتُ فِي طَلَبِهِمَا وَلَمْ اَجِدْ لَهُمَا اَثَرًا اُس ملعون نے کہا کہ آج دو فرزند مسلم بن عقیل کے قیدخانہ سے نکل گئے ہین ابن زیاد نے حکم دیا ہی کہ جو کوئی اُن یتیمون کو پکڑ لائیگا وہ بہت سا انعام پائیگا اسلیے آج تمام روز مجھے پھرتے گذرا ہرچند کہ اُنھین تلاش کیا لیکن کہین نشان اُنکا مجھے نہ ملا بلکہ میرا گھوڑا بھی اسی تعب سے مرگیا فَقَالَتْ لَهُ وَيْلَكَ يَا رَجُلُ لَا تَخَافُ اللّٰهَ مَالَكَ وَلِاَوْلَادِ الرَّسُوْلِ پس یہ خبر وحشت اثر اُس ملعون سے سُنکر اُس زن صالحہ نے کہا کہ وائے ہو تجھپر اے مرد آیا تجھے خوف خدا کچھ نہین ہی کہ تو درپے آزار اولاد رسول خدا کے ہی اور تیرا اُن

بیگناہون نے کیا قصور کیا ہی کہ تو آمادہ انکی گرفتاری کا ہی یہ سنکر وہ ملعون خاموش ہوا
اور منہ نجس اپنا لپیٹ کر لیٹ رہا فبینما ھو بین النوم و الیقظۃ اذ سمع الھمھمۃ
من داخل البیت پس ہنوز وہ لعین خوب نہ سویا تھا کہ اندر سے حجرہ کے آواز سانس
لینے اور ہمہمہ کی کان مین اُس ملعون کے آئی فقال لزوجتہ ما ھذا فلم ترد
علیہ الجواب کانھا لم تسمع فقام و شعل المصباح و اراد فتح الباب فاذا
باحد الولدین قد انتبہ و قال لاخیہ یا اخی قد قرب اجلنا پس سنتے ہی
اُس آواز کے اپنی زوجہ سے پوچھا کہ یہ کسکی آواز اس حجرہ سے آتی ہی اُسنے کچھ جواب دیا
گویا کہ سنا نہین پس وہ لعین کھڑا ہوا اور چراغ روشن کرکے دروازہ کھولنے لگا ہر چند
زوجہ اُسکی مانع ہوئی مگر اس شقی نے نہ مانا اور دروازہ کھولا اور ایک روایت مین یون ہی
کہ مان اُسکی زوجہ کی مانع ہوئی کیونکہ اُسنے یتیمان حضرت مسلم کو مہمان کیا تھا قضائے کار
اُسیوقت محمد بیدار ہوے اور اپنے بھائی کو جگایا اور کہا کہ ای ابراہیم اُٹھو کہ اب وقت
اجل ہمارا قریب آپہونچا فقال لہ اخوہ ما رایت یا اخی قال رایت ابی عند
رسول اللہ و علی بن المرتضی و الحسن المجتبی و ھم یقولون لہ مالک ترکت
اولادک بین الکلاب پس ابراہیم بیدار ہوے اور پوچھا کہ ای برادر کیا دیکھا تمنے
کہ تم اسقدر مضطر ہو اُس شاہزادے نے جواب دیا کہ مین نے ابھی خواب مین دیکھا ہی
کہ پدر بزرگوار میرے خدمت جناب رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور حسن مجتبیٰ مین حاضر ہین
اور وہ سب حضرات اُنسے فرماتے ہین کہ ای مسلم مقام تعجب ہی کہ تمنے اپنے فرزندونکو
مجمع کلاب مین چھوڑا ہی فقال ابی لھم و ھما قادمان با ثری فقال اخوہ
یا اخی انی ایضا رایت کذالک پس یہ ارشاد اُن حضرت سے سنکر ہمارے پدر

عالیمقدار نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ دونون فرزند میرے ابھی میرے پاس آتے ہین
بس یہ سنکر اُس بیکس نے جواب دیا کہ ای بھائی مین نے بھی ابھی یہی خواب دیکھا ہی
فَاعۡتَنَقَا وَبَکَیَا فَسَمِعَ اللَّعِیۡنُ کَلَامَهُمَا جَاءَ اِلَیۡهِمَا پس جبکہ اُن دونون کو یقین اپنی
شہادت کا ہوا ایک دوسرے کے گلے ملکر رونے لگا بس حارث ملعون نے آواز گریہ
وبکا شاہزادون کی سُنی اُسیوقت اُس حجرہ مین گیا وَفِی الۡاَمَالِی فَلَمَّا کَانَ فِی بَعۡضِ
اللَّیۡلِ سَمِعَ غَطِیۡطَ الۡغُلَامَیۡنِ فِی جَوۡفِ الۡبَیۡتِ اور امالی مین یون منقول ہے
کہ جب تھوڑی رات گذری تو حارث لعین نے آواز سانس لینے اُن صاحبزادونکی
کہ حجرہ سے آتی تھی سُنی فَاَقۡبَلَ یَهۡجُ کَمَا یَهۡجُ الۡبَعِیۡرُ الۡهَائِجُ وَیَخُوۡرُ کَمَا یَخُوۡرُ الثَّوۡرُ
وَیَلۡمُسُ بِکَفِّهٖ جُدۡرَانَ الۡبَیۡتِ حَتّٰی وَقَعَتۡ یَدُهٗ عَلٰی جَنۡبِ الۡغُلَامِ
الصَّغِیۡرِ وَقَالَ مَنۡ هٰذَا قَالَ مَنۡ اَنۡتَ قَالَ اَنَا صَاحِبُ الۡبَیۡتِ پس وہ
لعین مثل شتر مست کے ہیجان مین تھا اور مانند صدائے گاؤ کے صدا کرتا تھا اور
اُس تاریکی شب مین دست تجسس اپنے سے مثل اعمی کے دیوارین گھر کی ٹٹولتا تھا
یہانتک کہ ہاتھ اُسکا طفل صغیر پر پڑا اس صاحبزادے نے فرمایا کہ تو کون ہی اُس
لعین نے کہا کہ تم کون ہو اور مین تو صاحب خانہ ہون وَقَالَ مَنۡ اَنۡتُمَا قَالَ
اَنَا مِنۡ وُلۡدِ مُسۡلِمٍ قَالَ اِنِّیۡ اَتۡعَبۡتُ فَرَسِیۡ وَنَفۡسِیۡ فِی طَلَبِکُمَا وَاَنۡتُمَا فِی
بَیۡتِیۡ اور اُس لعین بیرحم نے جب پوچھا کہ تم کون ہو اُس یتیم نے جواب دیا کہ ہم
فرزند ہین مسلم بن عقیل کے اُس شقی نے کہا کہ مین نے عبث اپنے تئین تعب مین ڈالا
اور تمام روز تمھین ہر سمت تلاش کیا یہانتک کہ گھوڑا میرا مر گیا حالانکہ تم میرے
گھر مین ہو فَلَطَمَ الۡاَکۡبَرَ لَطۡمَةً حَتّٰی اَکَبَّهٗ عَلَی الۡاَرۡضِ وَسَأَلَ الدَّمُ عَنۡ

وَجْهِهٖ وَاَسْنَانِهٖ وَضَرَبَ الْاٰخَرَ ضَرْبَةً اَشَدَّ مِنْهُ پس اُس بیرحم نے بڑے
صاحبزادے کے مُنھ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ وہ مظلوم منھ کے بھل زمین پر گر پڑا اور
مُنھ اور دانتون سے خون جاری ہوا اور ساتھ ہی اُسکے دوسرے شاہزادے کے
رخسارہ پر بھی ایسا طمانچہ مارا کہ اُسکے صدمہ سے وہ یتیم بھی زمین پر گر پڑا اور زخمی ہو گیا
ثُمَّ اَوْثَقَهُمَا وَثَاقًا شَدِيْدًا وَدَفَعَهُمَا اِلٰى خَارِجِ الْبَيْتِ وَاَقَامَهُمَا مُكَتَّفَيْنِ
اِلَى الْفَجْرِ وَهُمَا يَتَوَادَعَانِ وَيَبْكِيَانِ بعد اس ظلم کے اُس لعین نے اُن دونون
یتیمون کے بازو زور سے باندھے اور بجبر و قہر صحن مین لایا اور اسیطرح دونون کو
باہم ریسمان سے بندھا تا صبح کھڑا رکھا آہ آہ اُسوقت وہ دونون یتیم اپنی بیکسی پر روتے تھے
اور باہم رخصت ہوتے تھے فَلَمَّا اَصْبَحَ اَخْرَجَهُمَا مِنْ دَارِهٖ وَسَارَ مَعَهُمَا
اِلَى الْفُرَاتِ وَزَوْجَتُهٗ وَوَلَدُهٗ وَعَبْدُهٗ خَلْفَهٗ وَهُمْ يُخَوِّفُوْنَ اللّٰهَ
تَعَالٰى وَيَلُوْمُوْنَهٗ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهِمْ پس علی الصباح اُس دشمنِ خدا نے
اُن بچونکو گھر سے نکالا اور واسطے قتل کرنے کے طرف فرات کے لیچلا اور پیچھے اُسکے
ہرچند وہ زن صالحہ اور فرزند اُسکا اور غلام سمجھاتے جاتے تھے اور خوف خداوند
قہار سے ڈراتے تھے اور اُسے ملامت کرتے تھے لیکن وہ سنگدل کہنا اُنکا ہرگز نہ سنتا تھا
فَلَمَّا وَصَلَ اِلَى الْفُرَاتِ سَلَّ سَيْفَهٗ فَوَقَعَتْ زَوْجَتُهٗ عَلٰى يَدَيْهِ
وَرِجْلَيْهِ يُقَبِّلُهُمَا وَتَقُوْلُ لَهٗ يَا رَجُلُ اعْفُ عَنْ هٰذَيْنِ الْيَتِيْمَيْنِ
پس جب وہ ملعون اُن بچون کو لیکر فرات پر پہونچا تلوار کھینچکر چاہا کہ اُن یتیمونکو
قتل کرے یہ دیکھتے ہی وہ زن صالحہ بیتاب ہوگئی اور دوڑ کر اُس شقی کے پاؤن پر
گر پڑی اور بکمال عجز و انکسار کہتی تھی کہ ای بیحیا واسطے خدا کے ان بچون پر رحم کر

اور انکے قتل سے باز آیہ بگینا ہ یتیم ہین فغضب الملعون و نھرھا و قال لعبدہٖ
یا اسود خذ السیف واقتلھما فھم العبد فقال لہ احد الغلامین
یا اسود ما اشبہ سوادک بلال موذن رسول اللہ پس اُس ملعون نے اپنی
زوجہ کو ایسا جھڑکا کہ وہ بیچاری بیہوش ہوگئی پس اُس بیحیا نے تلوار اپنی غلام حبشی کو دی
کہ نام اُسکا فلیح تھا اور کہا کہ ای غلام اس تلوار سے سر ان دونون ایتام کا جدا کر
جب اُس نے چاہا کہ سر پر انکے تلوار مارے محمد نے اُس سے کہا کہ ای حبشی کسقدر مشابہ ہے
تو سیاہی مین بلالؓ موذن جناب رسول خدا سے فقال العبد من انتما قالا لہ
نحن من عترۃ نبیک نحن اولاد مسلم بن عقیل فانکب العبد علی
اقدامھما و رمی السیف وطرح نفسہ فی الفرات یہ سنکر اس غلام حبشی نے
پوچھا کہ تم کون ہو اُن یتیمون نے فرمایا کہ ہم ہین عترت سے تیرے نبیؐ کی اور ہم فرزند
ہین مسلم بن عقیل کے یہ سنتے ہی وہ سعادتمند قدمون پر اُن شاہزادون کے گر پڑا اور
بہت عذر کیا اور تلوار کو پھینک کر اپنے تئین فرات مین گرا دیا فھم الملعون
بقتلھما فمنع ولدہ و قال باللہ علیک لا تقتلھما فغضب و ضربہ
بالسیف فبکیا و وقع کل منھما علی الاخر آہ آہ پس وہ ملعون تلوار کھینچکر
متوجہ طرف قتل اُن یتیمون کے ہوا چاہتا تھا کہ انھین قتل کرے فرزند اُسکا آگے
ہو گیا اور کہا ای بیرحم واسطے خدا کے ان بیگناہون کو ناحق قتل نہ کر پس یہ سنکر وہ ملعون
نہایت غضبناک ہوا اور ایک تلوار اس بیرحمی سے اپنے فرزند کے ماری کہ وہ سعادتمند
شہید ہو گیا حضرات اب اُن بچون کے دل پر کیا صدمہ گذرا ہوگا راوی کہتا ہے
کہ جب فرزندان حضرت مسلم نے دیکھا کہ اُس بیرحم نے اپنے فرزند کو قتل کیا اپنی جانو

کہ اب ہمین کسی طرح نہ چھوڑیگا دونون بچے رونے لگے اور خوف سے اُس شقی کے ایک بھائی
پیچھے دوسرے کے چھپتا تھا فلما ھمّ بقتلھما قالا یا شیخ باللہ علیک امض بنا
الی ابن زیادٍ او بعنا فی السوق پس جب اُس ملعون نے چاہا کہ اُن بیکسون کو قتل
کرے دونون یتیمون نے بکمالِ عجز فرمایا کہ ای بیرحم واسطے خدا کے رحم کر اور ہمارے خون
مین شریک نہو بلکہ ہمین زندہ ابن زیاد کے پاس لیچل وہ جو چاہے ہمارے بارہ مین
حکم کرے اور اگر یہ بھی منظور نہو اور تجھے طمع دنیا دامن گیر ہوئی ہو تو ہماری زلفین
تراش کر بازار مین ہمین بیچ لے اور قیمت سے ہماری نفع اُٹھا فقال لا بُدّ لی من
قتلکما فقالا ان کان لا بُدّ لک ھذا فدعنا حتّٰی نصلّی قال لکما فصلّیا
فضرب الملعون الاکبر فسقط راسہ علی الارض پس اُس بیحیا نے
جواب دیا کہ مجھے قتل تمہارا ابھی منظور ہی یہ سنکر فرزندانِ مسلم نے فرمایا کہ اگر یہی قصد ہی
تو ہمین اتنی مہلت دے کہ ہم دو دو رکعت نماز پڑھ لین پس اُس ملعون نے مہلتِ نماز
دی منقول ہی کہ اُن شاہزادون نے وضو کر کے نماز آخری پڑھی جب نماز سے فارغ
ہوے تو حارث ملعون نے ایک تلوار سر پر بڑے شاہزادے کے لگائی کہ سر انور
اُس یتیم کا تن سے جدا ہو گیا اور لاش اُس مظلوم کی زمین پر تڑپنے لگی فصاح اخوہ
وبکی وانکبّ علی اخیہ الکبیر و یمرغ فی دمہ و نادی وا اخاہ وا غربتاہ
فضرب الملعون عنقہ و وضع راسیھما فی المخلات و رمی ابدانھما
فی الفرات پس یہ دیکھکر چھوٹا بھائی لاش سے بڑے بھائی کی لپٹ گیا اور روتا تھا
اور کہتا تھا کہ ہاے ای بھائی افسوس ہی کہ مجھے پہلے تمسے قتل نہ کیا کہ تا مین قتل ہونا آپکا
نہ دیکھتا افسوس ہی اپنی بیکسی اور غریب الوطنی پر پس وہ طفل یتیم بھائی سے لپٹا ہوا

رو رہا تھا کہ اُس بیرحم نے تلوار سر پر اُس شاہزادے کے لگائی کہ سر اُسکا بھی تن سے جدا ہوگیا اور سر اُن یتیمون کے توبڑے مین ڈال لیے اور لاشین اُن دونون کی فرات مین ڈال دین وَفِی المَنَاقِبِ القَدِیْمِ اَنَّہٗ لَمَّا ضَرَبَ المَلْعُوْنُ الوَلَدَ الاَکْبَرَ وَرَمٰی بَدَنَہٗ فِی الفُرَاتِ کَانَ بَدَنُہٗ عَلٰی وَجْہِ المَاءِ حَتّٰی قَذَفَ الثَّانِیَ اور مناقب قدیم مین یون منقول ہی کہ جب حارث ملعون نے سر انور بڑے بھائی کا تن سے جدا کیا اور لاش اُسکی فرات مین ڈالدی تو وہ لاش پانی پر ٹھہری رہی جبتک کہ لاش دوسرے بھائی کی اُس سے نہ ملی فَاَقْبَلَ بَدَنُ الاَوَّلِ رَاجِعًا یَشُقُّ المَاءَ شَقًّا حَتَّی التَزَمَ بَدَنُہٗ بَدَنَ اَخِیْہِ الاَصْغَرِ وَمَضٰی فِی المَاءِ پس جب لاش چھوٹے بھائی کی فرات مین ڈالی اُسوقت لاش بڑے بھائی کی پانی کو ہٹا کر قریب لاش چھوٹے بھائی کے آئی اور دونون لاشین آپسمین ملین اور ساتھ ہی غریق آب رحمت ہوگئین اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی القَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ہشتم

فِی المَجَالِسِ المُفْجِعَۃِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ نَفَسُ المَھْمُوْمِ لَنَا المُغْتَمِّ لِظُلْمِنَا تَسْبِیْحٌ وَھَمُّہٗ لِاَمْرِنَا عِبَادَۃٌ وَکِتْمَانُہٗ لِسِرِّنَا جِھَادٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَیَجِبُ اَنْ یُکْتَبَ ھٰذَا بِالذَّھَبِ مجالس مفجعہ مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ آہ پُر درد کھینچنا مومن کا اُن جور و ستم پر کہ جو ہاتھ سے اعداے دین کے ہم اہل بیت طاہرین پر گذرے ہین ثواب تسبیح خدا کا رکھتا ہی اور مغموم و محزون ہونا ہمارے مصائب پر عبادت خدا کی ہی اور اسرار کو ہمارے مخفی کرنا اعداسے جہاد ہی راہ خدا مین اور لازم و ضرور ہی کہ یہ

حدیث باب نہ لکھی جائے یعنے مومنین اسکی محافظت کرین پس حضرات گریہ وبکا کیجیے
اُس مظلوم پر کہ جو آوارہ وطن کیا گیا اور مکہ معظمہ مین بھی امن نہ پائی فی البحار وغیرہ
اَنَّہٗ تَوَجَّہَ الْحُسَیْنُ ؑ مِنْ مَکَّۃَ اِلَی الْعِرَاقِ فِیْ ثَمَانٍ مَضَیْنَ مِنْ ذِی الْحِجَّۃِ
قَبْلَ قَتْلِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ فِی الْکُوْفَۃِ بِیَوْمٍ وَاحِدٍ چنانچہ بحار الانوار وغیرہ
مین منقول ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام آٹھوین تاریخ ماہ ذیحجہ کو کہ ہنوز ایک روز
قتل مسلم بن عقیل مین باقی تھا مکہ معظمہ سے طرف عراق کے روانہ ہوے وَرُوِیَ اَیْضًا
اَنَّہٗ قَدْ تَوَجَّہَ الْحُسَیْنُ ؑ مِنْ مَکَّۃَ اِلَی الْعِرَاقِ لِثَلٰثٍ مَضَیْنَ مِنْ ذِی
الْحِجَّۃِ وَھُوَ لَا یَعْلَمُ بِقَتْلِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ لِاَنَّہٗ کَانَ یَوْمُ خُرُوْجِہٖ مِنْہَا
ھُوَ یَوْمُ قَتْلِہٖ فِی الْکُوْفَۃِ اور سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے لکھا ہی کہ جناب امام ؑ
تیسری تاریخ ماہ ذیحجہ کو مکہ معظمہ سے طرف عراق کے روانہ ہوے اور اُس روز تک
اُن حضرت کو شہادت مسلم بن عقیل سے خبر نہ پہونچی تھی اور اُسی روز حضرت مسلم
کوفہ مین قتل ہوے تھے اور یہی روایت مفتاح النجات مین بھی مذکور ہی فَلَمَّا بَلَغَ
بِمَسِیْرِہٖ ذَاتَ عِرْقٍ لَقِیَ بِشْرَ بْنَ غَالِبٍ وَھُوَ یُرِیْدُ الْعِرَاقَ فَسَئَلَہٗ
عَنْ اَھْلِہَا قَالَ یَا سَیِّدِیْ قُلُوْبُھُمْ مَعَکَ وَالسُّیُوْفُ مَعَ بَنِیْ اُمَیَّۃَ پس
جب حضرت امام حسین ؑ منزل ذات عرق پر پہونچے وہان بشیر بن غالب سے کہ وہ
عراق سے آتا تھا ملاقات ہوئی اُسوقت حضرت نے بشیر سے پوچھا کہ بیان کر حال
اہل کوفہ کا کیا ہی اُسنے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ دل اہل کوفہ کے البتہ مائل طرف
آپکے ہین لیکن تلوارین اُنکی ہمراہ بنی امیہ کے ہین فَقَالَ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ
وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی مختار ہی جو چاہتا ہی

وہ کرتا ہی اور جس شی کا ارادہ کرتا ہی مطابق اسکے حکم کرتا ہی وَفِي الْإِرْشَادِ عَنِ
الْفَرَزْدَقِ قَالَ حَجَجْتُ فِي سَنَةِ سِتِّينَ فَبَيْنَمَا أَنَا أَسُوقُ بَعِيرَنَا حَتَّى
دَخَلْتُ الْحَرَمَ وَلَقِيتُ الْحُسَيْنَ ع اور ارشاد مین فرزدق سے منقول ہی
کہ کہا اُسنے مین سنہ ساٹھ ہجری مین بقصد حج داخل حرم مکہ ہوا اور وہان مجھسے
اور جناب امام حسین ع سے ملاقات ہوئی معلوم کیا مین نے کہ حضرت طرف عراق کے
تشریف لیے جاتے ہین فَقُلْتُ لَهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا أَعْجَلَكَ عَنِ الْحَجِّ قَالَ
لَوْ لَمْ أَعْجَلْ لَأُخِذْتُ پس عرض کی مین نے فدا ہون آپ پر ماں باپ میرے
ای فرزند رسول خدا کیا سبب ہی کہ آپ اس سرعت سے حج کو چھوڑکر طرف عراق کے
تشریف لیے جاتے ہین حضرت نے فرمایا کہ اگر مین جلد یہان سے روانہ ہوتا اور
انتظار بجالانے حج کا کرتا تو مین ضرور گرفتار ہوجاتا فَقَالَ لِي أَخْبِرْنِي مِنَ
النَّاسِ خَلْفَكَ فَقُلْتُ لَهُ قُلُوبُ النَّاسِ مَعَكَ وَأَسْيَافُهُمْ عَلَيْكَ پھر
حضرت نے مجھسے پوچھا کہ جو کچھ حال تجھے اہل کوفہ کا معلوم ہو بیان کر عرض کی
مین نے کہ یا ابن رسول اللہ دل اہل کوفہ کے مائل ہین طرف آپکے اور تلوارین انکی
آپکے قتل پر آمادہ ہین فَقَالَ إِنْ نَزَلَ الْقَضَاءُ بِمَا نُحِبُّ فَنَحْمَدُ اللهَ عَلَى نَعْمَائِهِ
وَإِنْ حَالَ الْقَضَاءُ دُونَ الرَّجَاءِ فَلَمْ يَبْعُدْ مَنْ كَانَ الْحَقُّ نِيَّتَهُ وَالتَّقْوَى
سَرِيرَتَهُ فرزدق کہتا ہی کہ جب حضرت نے حال اہل کوفہ کا مجھسے سنا فرمایا کہ
جناب احدیت وہی کریگا کہ جو ہمین مقصود ہی پس ہم شکر بجالاوینگے منعم حقیقی کا انکی
نعمتون پر اور اگر مشیت ایزدی خلاف ہمارے مقصود کے ہی تو بھی راہ راست سے
بعید نہین ہی اسلیے کہ جسکی نیت بخیر ہو اور تقوے اور پرہیزگاری شعار اسکا ہو تو

وہ راہ حق پر ہی ثُمَّ سَارَ حَتّٰی نَزَلَ الثَّعْلَبِیَّۃَ وَقْتَ الظَّهِیْرَۃِ فَوَضَعَ رَاْسَہٗ
وَرَقَدَ ثُمَّ انْتَبَہَ وَاسْتَرْجَعَ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا پس حضرت وہان سے طرف
عراق کے روانہ ہوے یہانتک کہ بوقت ظہر منزلِ ثعلبیہ پر پہونچے اور بعد اُتروانے
اہل حرم کے خیمون مین چاہا کہ کسل راہ سے فی الجملہ استراحت فرمائین راوی
کہتا ہی کہ تھوڑی ہی دیر آنکھ لگی تھی کہ یکایک بیدار ہوے اور دو یا تین بار آیۂ
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ زبان اقدس پر جاری کیا فَقَالَ عَلِیُّ بْنُ ابْنِہٖ
بِمَا اسْتَرْجَعْتَ یَا اَبِیْ قَالَ یَا بُنَیَّ رَاَیْتُ هَاتِفًا یَقُوْلُ اَنْتُمْ تُسْرِعُوْنَ
وَالْمَنَایَا تُسْرِعُ بِکُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ پس فرزند اُن حضرت کے جناب علی اکبر شبیہ پیغمبر نے
عرض کی کہ ای پدر نامدار اسوقت کیا سبب اسکا ہی کہ آپکی زبان اقدس سے مین نے
مکرر کلمۂ اِنَّا لِلّٰہِ سُنا حضرت نے فرمایا کہ ای فرزند مین ابھی سو گیا تھا تو دیکھا
مین نے کوئی ہاتف یہ آواز دیتا ہی کہ تم سرعت کرتے ہو اس سفر مین اور موت
جلدی کرتی ہی کہ تمھین طرف جنت کے لیجاے فَقَالَ لَہٗ یَا اَبَتِ لَا اَرَاکَ
اللّٰہُ سُوْٓءًا اَلَسْنَا عَلَی الْحَقِّ قَالَ بَلٰی وَاللّٰہِ مَرْجِعُ الْعِبَادِ اِلَیْہِ فَقَالَ
اِذًا لَا نُبَالِیْ بِالْمَوْتِ قَالَ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا یہ سنکر جناب علی اکبر نے عرض کی
کہ ای پدر عالی وقار پروردگار عالم آپکو ہمیشہ مسرور رکھے اور کوئی امر ناگوار آپکو
کبھی نہ دکھاے کیا ہم حق پر نہین ہین حضرت نے فرمایا کہ ای پارۂ جگر قسم بخداے
عزوجل کہ جسکی طرف سبکی بازگشت ہی ہم حق پر ہین یہ سُنکر علی اکبر نے عرض کی
کہ ای پدر بزرگوار جس صورت مین کہ ہم حق پر ہین پھر ہمین مرنے سے کیا خوف ہی
حضرت نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالےٰ اس تمھارے ارادے پر تمھین جزاے خیر

عطا فرمائے فلما بلغ الحاجز بعث اخاہ من الرضاعۃ عبد اللہ بن یقطر
الی اھل الکوفۃ ولم یکن لہ علم بقتل مسلم بن عقیل پس جبکہ امام حسین علیہ السلام
منزل حاجز پر پہونچے وہان سے ان حضرت نے اپنے برادر رضاعی کو کہ نام اس سعادتمند کا
عبد اللہ بن یقطر تھا طرف اہل کوفہ کے روانہ کیا اور اسوقت تک ان حضرت کو
قتل مسلم بن عقیل سے خبر نہ پہونچی تھی بلکہ ایک عرضی مسلم بن عقیل کی مشتمل اوپر بیعت و
اطاعت قبول کرنے اہل کوفہ کے کئی روز قبل ان حضرت کے پاس پہونچ چکی تھی
وکتب معہ الی اھل الکوفۃ اما بعد فان کتاب مسلم جاءنی یخبرنی فیہ
بحسن رأیکم واجتماع ملائکم علی نصرتنا والطلب بحقنا اور ایک نامہ
اس مضمون کا عبد اللہ یقطر کو لکھ دیا کہ بعد حمد خداوند قدیر اور نعت حضرت بشیر و نذیر کے
اہل کوفہ کو معلوم ہو کہ نامہ مسلم بن عقیل کا متضمن اوپر حسن سلوک اور آمادگی اور استعداد
تم سبکے ہماری نصرت اور مدد پر ہمارے پاس پہونچا فسالت اللہ ان یحسن لنا
الصنع وان یثیبکم علی ذلک اعظم الاجر وقد شخصت الیکم
من مکۃ یوم الثلثا لثمان مضین من ذی الحجۃ یوم الترویۃ پس
سننے سے اس خبر کے ہم مسرور ہوئے اور حق سبحانہ تعالی اس حسن سلوک پر تم سبکو
اجر عظیم عطا فرمائے اور مین بھی مکہ معظمہ سے بروز سہ شنبہ آٹھوین ذی الحجہ کو کہ
وہ روز ترویہ تھا طرف تمہارے روانہ ہوا ہون فاذا قدم علیکم رسولی
فامکثوا فی امرکم وجدوا فانی قادم علیکم فی ایامی ھذہ ان شاء اللہ
تعالی والسلام علیکم پس جب یہ نامہ ہمارا تمہارے پاس پہونچے تو تمھین
لازم ہی کہ تم اپنے عہد پر مستعد اور آمادہ رہنا اور انشاء اللہ قریب ہی کہ انھین ایام مین

مین بھی تمھارے پاس پہونچا ہون اور سلام ہو تم پر فَاَقْبَلَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَقْطُرُ بِکِتَابِہٖ اِلَی الْکُوْفَۃِ فَلَمَّا انْتَھٰی اِلَی الْقَادِسِیَّۃِ اَخَذَہٗ حُصَیْنُ ابْنُ نُمَیْرٍ وَبَعَثَہٗ اِلَی ابْنِ زِیَادٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ پس عبداللہ بن یقطر وہ نامہ لیکر طرف کوفہ کے روانہ ہوے جبکہ منزل قادسیہ پہونچے حصین بن نمیر ملعون نے کہ وہان چار ہزار سوار سے پڑا تھا عبداللہ کو پکڑا اور مقید کرکے ابن زیاد ملعون کے پاس روانہ کیا فَطَلَبَ ابْنُ زِیَادٍ مِنْہُ کِتَابَہٗ فَلَمْ یَقْبَلْ حَتّٰی مَزَّقَہٗ فَغَضِبَ الْمَلْعُوْنُ وَقَالَ مَنْ اَنْتَ جبکہ عبداللہ سامنے ابن زیاد کے پہونچے اُس بیحیا نے نامہ طلب کیا عبداللہ نے انکار کیا اس شقی نے چاہا کہ لباس اور کمر انکی دیکھے اور نامہ نکال لے پس قبل اسکے کہ وہ تلاش کرے عبداللہ نے وہ نامہ چاک کیا یہ دیکھکر ابن زیاد غضبناک ہوا اور پوچھا کہ تم کون ہو قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ اَنَا رَجُلٌ مِّنْ شِیْعَۃِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْطَالِبٍ قَالَ الْمَلْعُوْنُ فَلِمَ مَزَّقْتَ الْکِتَابَ قَالَ لِئَلَّا تَعْلَمَ مَا فِیْہِ عبداللہ یقطر نے جواب دیا کہ مین ایک شیعہ ہون امیرالمؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے شیعون سے ابن زیاد نے پوچھا کہ تمنے یہ نامہ کیون چاک کیا اُس سعادتمند نے کہا کہ تا تو مضمون پر اس نامہ کے مُطّلع نہو قَالَ مِمَّنِ الْکِتَابُ وَاِلٰی مَنْ قَالَ مِنَ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ اِلٰی اَھْلِ الْکُوْفَۃِ اُس بیحیا نے پوچھا کہ یہ نامہ کسکا تھا اور کسکے پاس لیے جاتا تھا عبداللہ نے فرمایا کہ یہ نامہ تھا امام کونین حسین بن علی علیہما السلام کا کہ طرف اہل کوفہ کے مجھے دیکر بھیجا تھا فَغَضِبَ وَقَالَ لَہٗ اِصْعَدِ الْمِنْبَرَ وَسُبَّ الْحُسَیْنَ وَاَبَاہُ وَاِلَّا تُقْتَلُ یہ سُنکر وہ سفاک نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ اگر تجھے اپنا حفظِ جان منظور ہے تو انکے سما

بتا دے کہ جنکے نام کا خط تھا یا منبر پر جا کر امام حسینؑ کی شان مین اور اُنکے باپ امیر المومنینؑ کے حق مین کلمات نامناسب بیان کر اور اگر تو ایسا نہ کریگا تو تجھے ابھی قتل کرونگا فصعد عبدُ اللہِ وحمِدَ اللہ واثنیٰ علیہِ وقال ایُّھَا النَّاسُ اِعلموا انَّ حُسین بن رسُولِ الثقلین خیرُ الخلقِ اِمامُ الکونَینِ وانا رسُولُہُ الیکم فاجیبُوہُ واطِیعُوہُ پس اس کلام بیہودہ سے اُس شقی کے عبداللہؓ نہایت غضبناک ہوے اور بے تامل بالاے منبر جا کر حمد خدا اور نعت جناب خاتم انبیاؐ بجا لاے اور بعد اُسکے فرمایا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ جناب امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین بہترین خلق خدا ہین اور حق سبحانہ تعالیٰ نے اُنکے جد بزرگوار اور پدر نامدار کو باعث ایجاد عالم کیا ہی اور وہ جناب امام اور پیشواے خلق ہین اور مین قاصد اُس جناب کا ہون طرف تمھارے پس واجب ہی تم سب اہل اسلام پر کہ اطاعت اُنکی کرو اور اُنکے حکم سے سرکشی نہ کرو وقد فارقتُہُ بالحاجزِ ثُمَّ لعن عبیدَ اللہِ بنِ زیادٍ واتباعَہُ ولعن یزیدَ واٰبائَہُ وقال صلّے اللہُ علے محمّدٍ واٰلِہ اور فرمایا کہ ایہا الناس مین اُن حضرت کو منزل حاجز پر چھوڑ آیا ہون اور وہ جناب اُس مقام تک تشریف لا چکے ہین اور بعد اسکے نفرین کی عبیداللہ بن زیاد اور یزید بن معاویہ اور اُنکے آبا پر کہ یہ سب اشقیا اور اتباع اُنکے سب اولاد ملاویہ ہین اور بعد اُسکے درود خدا محمدؐ و آل محمدؐ پر بھیجا فامر الملعونُ ان یُرمیٰ بِہ مِن فوقِ القصرِ اِلی الارضِ مکتوفاً فرمیٰ بہ حتّے تکسرت عظامُہُ وبقی بہ رمقٌ من الحیوۃِ فاتاہُ رجُلٌ فذبحہُ پس ابن زیاد نے شل مار سیاہ کے پیچ و تاب کھا کر حکم دیا کہ ہاتھ اُنکے باندھکر بلندی قلعہ سے زمین پر

گرا دو پس ملازمانِ ابن زیاد نے اُس سعاد تمند کے ہاتھ باندھے اور بلندی قلعہ سے نیچے گرا دیا پس تمام اُستخوان عبد اللہ کے چور چور ہو گئے مگر ہنوز کچھ رمق حیات سے باقی تھی کہ ایک بیرحم نے سر اُس سعاد تمند کا کاٹ لیا آہ آہ جب یہ خبر جناب امام حسین علیہ السلام کو پہونچی ہو گی تو کیا صدمہ ہوا ہو گا کہ قاصد اور نائب اُن حضرت کے دونون اس ظلم و ستم سے قتل ہوے اور ہانی بن عروہ کہ ناصر و مددگار تھے جناب مسلمؑ کے وہ بھی قتل ہو گئے اور لاشین اُنکی بازار کوفہ مین کھچوائی گئین اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

مجلس نہم

فِي الْاَمَالِي وَالْبِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ رَحِمَ اللهُ شِيْعَتَنَا لَقَدْ شَارَكُوْنَا فِي الْمُصِيْبَةِ بِطُوْلِ الْحُزْنِ وَالْحَسْرَةِ عَلٰى مُصَابِ جَدِّيَ الْحُسَيْنِؑ امالی اور بحار مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے خدا رحمت نازل کرے ہمارے شیعون پر کہ شیعہ ہمارے ہماری شرکت کرتے ہین بسبب طول دینے غم و الم اور اندوہ ماتم کے مصیبت مین میرے جد مظلوم امام حسینؑ کی یعنے جسطرح کہ ہم اہل بیت نبوت مصائب پر اُن حضرت کے روتے ہین اور مجالس عزا بپا کرتے ہین اُسی طرح ہمارے شیعہ بھی ہمیشہ تعزیہ داری مین اُس امام مظلوم کی مصروف رہتے ہین اور مجالس عزا بپا کرتے ہین اور مصیبت پر اُن حضرت کی روتے ہین پس حضرات گریہ و بُکا کیجیے مصیبت پر امام حسین علیہ السلام کی کہ رونا مصائب پر اُس امام مظلوم کے باعث نزول رحمت ہی جانب خدا سے

عزوجل سے اور تصور کیجیے کہ وہ جناب مع اہل و عیال اور اطفال خورد سال کے کیسی شدت
گرما میں آوارہ وطن کیے گئے اور اعدائے دین فکر و تدبیر قتل مین اُس امام مبین کے تھے
فِي الْبِحَارِ اَنَّهٗ لَمَّا قُتِلَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيْلٍ وَهَانِي بْنُ عُرْوَةَ كَتَبَ ابْنُ زِيَادٍ اِلٰى
يَزِيْدَ يُخْبِرُهٗ بِقَتْلِهِمَا چنانچہ بحار الانوار مین منقول ہے کہ جب مسلم بن عقیل اور ہانی
بن عروہ کو ابن زیاد ملعون نے قتل کیا اُسوقت اس بجیانے ایک نامہ متضمن قتل
ہونے اُن دونوں بزرگوارون کے لکھکر یزید کے پاس روانہ کیا فَسَرَّ بِذٰلِكَ
يَزِيْدُ وَكَتَبَ اِلَيْهِ اَنَّهٗ كُنْتَ كَمَا اَرَدْتُ وَفَعَلْتَ كَمَا اَحْبَبْتُ وَصَدَّقْتَ
ظَنِّي فِيْكَ پس جب وہ نامہ یزید کے پاس پہونچا وہ ملعون اس خبر سے نہایت
مسرور ہوا اور اُسکے جواب مین ابن زیاد کو لکھا کہ مرحبا اے ابن زیاد جیسا کہ مین تجھے
سمجھا تھا وقت امتحان کے تو ویسا ہی نکلا اور تجھسے وہ امور میری فرمان برداری کے
وقوع مین آئے کہ جو مجھے مقصود تھے اور باعث میری خوشنودی کے تھے اور جو کچھ
میرا گمان تیری طرف تھا اُسکی تونے تصدیق کر دی وَقَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّ الْحُسَيْنَ
قَدْ تَوَجَّهَ نَحْوَ الْعِرَاقِ فَضَعِ الْمَنَاظِرَ وَالْمَسَالِحَ وَاحْتَرِسْ وَاحْبِسْ عَلَى
الظِّنَّةِ اَوِ اقْتُلْهُ عَلَى التُّهَمَةِ وَاكْتُبْ اِلَيَّ فِيْ كُلِّ مَا يَحْدُثُ مِنَ الْخَبَرِ
اور مجھے معلوم ہوا کہ حسین بن علیؑ مکہ معظمہ سے طرف عراق کے روانہ ہوے ہین
لہذا تجھے لازم ہے کہ جابجا جاسوس مقرر کر اور سرحدون کی حفاظت کر اور جسطرح
ہو سکے امام حسین پر کوئی تہمت ہی رکھکر قتل یا مقید کر اور جو کچھ کہ وہان گذرے
اُس سے مجھے برابر اطلاع کرتا رہ وَكَانَ الْحُسَيْنُ قَدْ تَوَجَّهَ مِنْ مَكَّةَ اِلَى
الْعِرَاقِ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ لِثَمَانِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ اور جناب امام

علیہ السلام بروز ترویہ کہ آٹھوین ماہ ذی الحجہ کی تھی مکہ معظمہ سے طرف کوفہ کے روانہ
ہو چکے تھے وَاِنَّمَا مَاحَدَاہُ عَلَى الْخُرُوْجِ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْكُوْفَةِ هُوَ اِتْمَامُ الْحُجَّةِ
عَلَى النَّاسِ اور سبب اُن حضرت کی روانگی کا باین تعجیل کہ ایک ہی روز حج سے
باقی تھا حج نہ کیا اور طرف کوفہ کے روانہ ہوئے تمام کرنا حجت کا تھا اہل کوفہ پر اور
اندیشہ اسکا تھا کہ اگر حج کرینگے اور ایک روز مکہ معظمہ مین ٹھہرینگے تو مقید ہو جائینگے
یا حرم مکہ معظمہ مین خونریزی ہوگی اور وہ باعث ضایع ہونے حرمت خانہ کعبہ کا ہی
کیونکہ تیس شخص اسی ارادہ سے بصورت حاجیون کے وہان پہونچ گئے تھے وَلِاَنَّهُ
قَدْ كَتَبَ اِلَيْهِ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيْلٍ قَبْلَ اَنْ يُقْتَلَ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً بِاَنَّهُ
يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ بَايَعُوْكَ اَهْلُ الْكُوْفَةِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ اَلْفَ رَجُلٍ
فَعَجِّلْ بِالْاِقْبَالِ اِلَيْنَا اور اتمام حجت اُن حضرت پر اسلیے ضرور تھا کہ جناب مسلم نے
ستائیس روز قبل اپنے قتل کے ایک عریضہ خدمت باسعادت اُن حضرت مین
اس مضمون کا روانہ کیا تھا کہ یا ابن رسول اللہ جبکہ مین کوفہ مین پہونچا اُسیوقت
اکثر اہل کوفہ میرے پاس آئے اور اٹھارہ ہزار آدمیون نے مجھسے بیعت آپکی کی
اور سب منتظر حضرت کی تشریف آوری کے ہین پس امیدوار ہون کہ آپ بہت
جلد یہان تشریف لائین اور اہل کوفہ نے بھی ساتھ معروضہ جناب مسلم بن عقیل کے
اپنے عرائض روانہ کیے اور اُنکا مضمون یہ تھا کہ یا ابن رسول اللہ یہان آپکی
نصرت کے لیے لاکھ تلوارین مہیا ہین پس حضرت جلد ہم سبکو زیارت قدم مبارک سے
مشرف کرین اور اگر حضرت تشریف لانے مین کچھ بھی توقف فرمائینگے تو اکثر
اشخاص امت رسول سے گمراہ ہو جائینگے پس اُس حجت خدا نے بسبب ان وجوہ کے

سفر عراق بکمال تعجیل اختیار کیا و رَوَی الشَّیْخُ الْمُفِیْدُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سُلَیْمَانَ وَعَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُشْمَعِلِّ الْاَسَدِیَّیْنِ اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا قَضَیْنَا حَجَّتَنَا لَمْ تَکُنْ لَنَا ھِمَّۃٌ اِلَّا اللِّحَاقُ بِالْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِنَنْظُرَ مَا یَکُوْنُ مِنْ اَمْرِہٖ اور شیخ مفید علیہ الرحمہ وغیرہ نے عبد اللہ بن سلیمان اور منذر بن مشمعل سے کہ وہ دونون قبیلۂ اسد سے ہین یون روایت کی ہو کہ کہا انھون نے جب ہم حج سے فارغ ہو چکے تو ہمت ہماری تمامتر اسطرف مصروف تھی کہ کسی طرح ہم جلد امام حسین علیہ السلام سے راہ مین ملاقات کرین تا کہ دیکھین کہ اہل کوفہ اُن حضرت سے کسطرح سے پیش آتے ہین وَھُوَ قَدْ سَارَ مِنْ مَکَّۃَ اِلَی الْعِرَاقِ فِیْ ثَمَانٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِی الْحِجَّۃِ اور امام حسین علیہ السلام آٹھوین تاریخ ماہ ذیحجہ کو کہ ایک روز حج سے باقی تھا طرف عراق کے روانہ ہو چکے تھے فَاَقْبَلْنَا نُرْقِلُ بِنَا نَاقَتَانَا مُسْرِعَتَیْنِ حَتّٰی لَحِقْنَاہُ بِزَرُوْدٍ پس بعد فراغ مناسک حج کے ہم اپنے ناقون پر سوار ہوے اور انھین بہت ہکایا یہانتک کہ بکمال سرعت منزل زرود مین ہمسے اور امام حسین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْہُ اِذَا بِرَجُلٍ مِنَ الْکُوْفَۃِ قَدْ عَدَلَ عَنِ الطَّرِیْقِ حِیْنَ رَاَی الْحُسَیْنَ فَوَقَفَ الْحُسَیْنُ کَاَنَّہٗ یُرِیْدُہٗ ثُمَّ تَرَکَہٗ وَمَضٰی وَمَضَیْنَا نَحْوَہٗ پس جب ہمنے ہمراہ حضرت کے تھوڑی راہ قطع کی ناگاہ دیکھا ہمنے کہ ایک شخص جانب کوفہ سے چلا آتا ہی جبکہ وہ قریب ہمارے آپہونچا اور اُسنے جناب امام حسین ع کو پہچانا اُسیوقت شاہراہ کو چھوڑکر دوسری راہ اختیار کی مگر جناب امام حسین اُسے اسطرف آتا دیکھکر ٹھہر گئے اور توقف سے اس جناب کے ہم سبکو یہ معلوم ہوا

کہ گویا حضرت اس شخص سے کچھ حال کوفہ کا پوچھا چاہتے ہین لیکن اُن حضرت نے
کچھ پوچھنا اُس سے مصلحت نہ جانا اور آگے بڑھ گئے اور ہم ہمراہ رکاب ہوے فقال
اَحَدُنَا لِصَاحِبِہٖ اِذْهَبْ بِنَا اِلٰی هٰذَا حَتّٰی نَسْأَلَهٗ فَاِنَّ عِنْدَهٗ خَبَرًا
مِنَ الْكُوْفَةِ فَمَضَيْنَا وَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِ پس ہم دونون رفیقون نے آپسمین کہا کہ
اِس شخص کو ضرور حال کوفہ کا معلوم ہی اس سے حال کوفہ کا پوچھکر پھر چلے آئین
شاید کہ وہ خبر حضرت کے لیے مفید ہو یہ کہکے ہم دونون اُس شخص کے پاس پہونچے
فَقُلْنَا لَهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخُ فَرَدَّ عَلَيْنَا السَّلَامَ قُلْنَا مِمَّنِ الرَّجُلُ قَالَ
اَسَدِيٌّ قُلْنَا نَحْنُ اَسَدِيَّانِ فَمَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَانْتَسَبْنَا
لَهٗ پس ہمنے اُسپر سلام کیا اُسنے ہمین جواب سلام دیا پوچھا ہمنے کہ تو کس قوم وقبیلے سے ہے
اُسنے کہا کہ مین اسدی ہون ہمنے کہا کہ ہم بھی اسدی ہین لیکن تو اپنے نام سے
ہمین آگاہ کر اُسنے نام اپنا اور اپنے باپ کا بتایا پس ہمنے اُس سے نسب اپنا ملایا
فَقُلْنَا لَهٗ اَخْبِرْنَا عَنِ النَّاسِ وَرَائَكَ قَالَ نَعَمْ لَمْ اَخْرُجْ مِنَ الْكُوْفَةِ
حَتّٰی قُتِلَ مُسْلِمٌ وَهَانِيُّ بْنُ عُرْوَةَ وَرَاَيْتُهُمَا يُجَرَّانِ بِاَرْجُلِهِمَا فِي السُّوْقِ
پس پوچھا ہمنے کہ آیا تجھے کچھ خبر کوفہ کی بھی معلوم ہی اُسنے کہا کہ البتہ مجھے اتنا معلوم ہی
کہ میرے سامنے مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ قتل ہوے اور بعد قتل کرنے کے پانون
اُن سعادتمندون کے رسن مین باندھکر اشقیا بازار مین کھینچتے پھرتے تھے فَاَقْبَلْنَا
اِلَی الْحُسَيْنِ وَلَحِقْنَاهُ فَسَايَرْنَاهُ حَتّٰی نَزَلَ بِالثَّعْلَبِيَّةِ مُمْسِيًا فَجِئْنَاهُ حِيْنَ
نَزَلَ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيْنَا السَّلَامَ پس وہ دونون راوی کہتے ہین کہ
جب اُس شخص سے یہ خبر وحشت اثر ہم سُن چکے اُس سے رخصت ہوکر پھر ہم جناب

امام حسینؑ سے آگر راہ مین ملے یہانتک کہ شام ہو گئی اور حضرت منزل ثعلبیہ پر پہونچے
پس جب حضرت اہل حرم کو خیمون مین اُتروا چکے اور آپ رونق افروزِ مجلسِ
اصحاب ہوے اُسوقت ہم دونون روبروا اُس امام کونین کے گئے اور تسلیم
عرض کی اور حضرت نے جوابِ سلام ارشاد فرمایا فقلنا لَهٗ یابنَ رسُولِ اللہِ
اِنَّ عِندَنا خبَرًا اِن شِئتَ حَدَّثناکَ بِه عَلَانِیَةً وَاِن شِئتَ
اَخبَرنَاکَ بِه سِرًّا پس ہمنے عرض کی کہ ای فرزندِ رسولِ مختار ہمین کچھ عرض
کرنا آپ سے ضروری اگر ارشاد ہو تو سبکے سامنے اُسے بیان کرین اور اگر علانیہ
بیان کرنا اسکا نامناسب ہو تو ہم تخلیہ مین عرض کرین فلمّا سمِعَ منّا ذٰلِکَ
نظرَ اِلَینا ثمَّ نظرَ اِلیٰ اصحابِه فقالَ ما دُونَ ہٰؤُلاءِ سِتر پس جب
اُن حضرت نے ہمسے یہ سُنا تو پہلے ہماری طرف دیکھا اور بعد اُسکے اپنے اصحاب کی
نگاہ کی اور ہمسے ارشاد کیا کہ کسی بات کا اِنسے پردہ نہین ہی اور کونسا ایسا رازہی
کہ جسکا اظہار کرنا اِنسے مناسب نہین ہی فقُلنا یابنَ رسُولِ اللہِ اَرَاَیتَ
الرّاکِبَ الّذِی استقبلتَهٗ عِشیَّۃَ اَمسِ فقالَ نعم بلیٰ اردتُ مسئلَتَهٗ
پس یہ سُنکر ہمنے عرض کیا کہ یابن رسول اللہ آپنے کل ملاحظہ فرمایا تھا کہ اثنائے
راہ مین ایک ناقہ سوار جانبِ کوفہ سے اسطرف آتا تھا حضرت نے فرمایا کہ
البتہ بلکہ مین نے اُسے اسطرف آتے دیکھکر چاہا تھا کہ کچھ حال کوفہ کا اُس سے
پوچھون فقُلنا رحِمَکَ اللہُ وَاللہِ اِستبرَئنَاکَ خبَرَهٗ وَکَفَینَاکَ
مسئلَتَهٗ پھر ہمنے عرض کی کہ ای فرزندِ رسولِ خدا حق تعالےٰ رحم کرے قسم بخدا
جبکہ ہمنے دیکھا کہ آپنے اُسے دیکھکر راہ مین توقف فرمایا تو اُسوقت ہم سمجھے

کہ حضرت کو اس شتر سوار سے کچھ پوچھنا منظور رہی لیکن آپنے اس سے کچھ نہ پوچھا لہٰذا اُسے چھوڑ کر
آگے بڑھ آئے اُسوقت ہمنے آپسمین مشورہ کیا کہ ہم اس شتر سوار سے حال کوفہ کا
حضرت کی طرف سے دریافت کرین اور پھر اُس خبر کو حضرت سے عرض کرین
پس ہمنے دریافت کرلی خبر اُس سے اور آپکے امر کی کفایت کی وَھُوَ رَجُلٌ ذُوْرَایٍ
وَصِدْقٍ وَعَقْلٍ اَنَّهٗ حَدَّثَنَا لَمْ اَخْرُجْ مِنَ الْكُوْفَةِ حَتّٰى قُتِلَ مُسْلِمٌ
وَھَانِی بْنُ عُرْوَةَ وَرَاَیْتُھُمَا یُجَرَّانِ بِاَرْجُلِھِمَا فِی السُّوْقِ پس یا ابن رسول اللہ
جب ہم یہ خیال کرکے اُسکے قریب گئے تو دریافت ہوا ہمین کہ وہ شخص اسدی ہے
اور مرد عقیل اور راست گو ہے اُسنے ہمسے بیان کیا کہ مین ہنوز کوفہ سے نہ نکلا تھا
کہ میرے سامنے مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ شہید ہوے اور بعد قتل کے لاشین
اُن سعادتمندون کی بازار کوفہ مین کھینچتے پھرتے تھے فَقَالَ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ
رَاجِعُوْنَ یَرْحَمُھُمَا اللّٰهُ وَیُرَدِّدُ ذٰلِكَ مِرَارًا پس یہ خبر سُنکر اشک چشم مبارک
حضرت مین بھر آئے اور کئی مرتبہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور فرمایا کہ حق سبحانہ
تعالے رحمت نازل کرے میرے بھائی مسلم اور ہانی پر وَفِیْ رِوَایَةٍ فَتَلَا قَوْلَهٗ
تَعَالٰی مِنْھُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّنْتَظِرُ فَقُلْنَا نُنْشِدُكَ اللّٰهَ فِیْ
نَفْسِكَ وَاَھْلِ بَیْتِكَ اِلَّا انْصَرَفْتَ مِنْ مَكَانِكَ ھٰذَا اور ایک
روایت مین یون وارد ہوا ہے کہ بعد اسکے حضرت نے آیہ منہم من قضی نحبہ کو
پڑھا اور حاصل معنے اس آیہ کے یہ ہین کہ جس شخص کی عمر تمام ہوئی اور اجل آپہونچی
اُسنے دنیا سے اُسیوقت رحلت کی اور جنکی مرگ مین ابھی دیر ہے وہ منتظر وقت
ہین پس یہ کلمات حسرت ویاس سُنکر ہمنے عرض کی یا ابن رسول اللہ خدا کو بندہ عالم

آپکو اپنی پناہ مین رکھے اب آپ ہرگز قصد کوفہ کا نہ کرین بلکہ مع حرم محترم کے مکہ معظمہ کو
پھر چلین وَاِنَّهٗ لَیْسَ لَکَ بِالْکُوْفَةِ نَاصِرٌ وَّلَا شِیْعَةٌ بَلْ نَخَافُ یَکُوْنُوْا عَلَیْکَ
اور یا ابن رسول اللہ اب کسی طرح ہمارے نزدیک آگے بڑھنا آپکا مناسب نہین ہی
اسلیے کہ جب نوبت بقتل مسلم بن عقیل پہونچی اور کسی نے مدد انکی نہ کی تو معلوم ہوا
کہ اب کوئی ناصر و مددگار آپکا کوفہ مین نہین ہی بلکہ ہمین خوف اسکا ہی کہ ایسا نہو
کہ اہل کوفہ حضرت سے بھی بعداوت پیش آئین فَلَمَّا سَمِعَ مِنَّا ذٰلِکَ نَظَرَ اِلٰی
ابْنَیْ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ وَّهُمَا بَیْنَ یَدَیْهِ فَقَالَ مَا تَرَوْنَ فَقَدْ قُتِلَ مُسْلِمٌ
اَبُوْکُمَا پس جبکہ ہمنے یہ عرض کی اُسوقت حضرت نے طرف فرزندان مسلم بن عقیل کے
کہ وہ دونون سامنے حاضر تھے بکمال حسرت دیکھا اور فرمایا کہ سنا تمنے باپ تمہارے
مسلم نے شہادت پائی اب تمہارے نزدیک کیا مناسب ہی آیا آگے بڑھین یا مکہ
معظمہ کو واپس چلین فَقَالَا یَا سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا وَاللّٰهِ مَا نَرْجِعُ حَتّٰی نُصِیْبَ
ثَارَنَا وَنَذُوْقَ مَا ذَاقَ اَبُوْنَا فَقَالَ نَعَمْ لَا خَیْرَ فِی الْعَیْشِ بَعْدَ هٰؤُلَاءِ
پس دونون یتیمون نے یہ سُنکر عرض کی کہ ای سردار کونین قسم بخدائے عز وجل کہ
ہم دونون بھائی ہرگز پھر نہ جائینگے جبتک کہ عوض اپنے باپ کے خون کا نہ لینگے ہمکو
ہرگز راحت نہ ملیگی یہانتک کہ ہم بھی مثل اپنے باپ کے شربت شہادت سے سیراب
ہون پس یہ سُنکر حضرت نے فرمایا کہ واقعی سچ ہی جبکہ ایسے عزیز مرجائین تو پھر
کیا لطف زندگی باقی رہے فَعَلِمْنَا اَنَّهٗ قَدْ عَزَمَ رَاْیَهٗ عَلَی الْمَسِیْرِ فَقُلْنَا
خَارَ اللّٰهُ لَکَ فَقَالَ لَهٗ اَصْحَابُهٗ یَا سَیِّدَنَا مَا اَنْتَ بِمُسْلِمٍ فَلَوْ قَدِمْتَ
بِالْکُوْفَةِ لَکَانَ النَّاسُ اِلَیْکَ اَسْرَعَ پس جب اس کلام سے حضرت کے

ہمین یقین ہوا کہ اب حضرت نہ پھرینگے تو ہمنے بھی عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ حق سبحانہ تعالی آپکو بجز امر خیر کے کوئی امر بد نہ دکھلاے اگر قصد حضرت کا طرف کوفہ کے مصمم ہی تو نہایت ہی بہتر ہی اور اسی طرح سب اصحاب نے عرض کی کہ ای فرزند رسول مختار ہم سبکے نزدیک بھی حضرت کا تشریف لیجانا طرف کوفہ کے مناسب ہی ہرچند کہ مسلم بن عقیل کو اہل کوفہ نے قتل کیا لیکن رتبہ آپکا مسلم بن عقیل سے بمراتب افضل و اعلی ہی آپ امام زمان ہین جو عظمت و جلالت کہ حق سبحانہ تعالی نے آپکو عطا فرمائی ہی وہ اور کسی کو کب عنایت کی ہی انشاء اللہ جسوقت کہ آپ داخل کوفہ ہونگے اُسیوقت سبکے سب مطیع حضرت کے ہونگے اور کسی کو مجال سرتابی کی نہوگی یہ عرض سب انصار کی سنکر حضرت نے سکوت کیا وَفِی الْمُنْتَخَبِ وَالْمَقْتَلِ اَنَّہٗ لَمَّا سَمِعَ خَبَرَ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ اِغْتَمَّ وَاسْتَرْجَعَ وَدَخَلَ الْخَیْمَۃَ وَدَعٰی بِنْتَ مُسْلِمٍ اور منتخب اور مقتل ابو مخنف مین منقول ہی کہ جب حضرت امام حسین خبر قتل مسلم بن عقیل سے نہایت مغموم ہوے تو فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور وہان سے مغموم و محزون اُٹھکر داخل خیمہ حرم محترم ہوے اور دختر حضرت مسلم کو کہ بہت کم سن تھی اپنے پاس بلایا اور اُسے دیکھتے ہی اشک چشم مبارک مین بھر آئے وَضَمَّہَا اِلٰی صَدْرِہٖ وَمَسَحَ یَدَہٗ عَلٰی رَاْسِہَا فَقَالَتْ لَہٗ یَا عَمِّ اَظُنُّ بِہٖ اَنَّ وَالِدِیْ قَدْ قَضٰی نَحْبَہٗ اور حضرت نے اُس یتیمہ کو اپنے سینۂ اطہر سے لگایا اور دست شفقت سر پر اُسکے پھیرا اور بہت پیار کیا جبکہ اُس صاحبزادی نے اسقدر شفقت اُن حضرت سے مشاہدہ کی عرض کی کہ ای چچا جان کیا سبب ہی کہ آج اسقدر مجھسے آپ محبت فرماتے ہین اس شفقت سے مجھے گمان

ہوتا ہی کہ میرے پدر بزرگوار نے اِس دار دنیا سے رحلت فرمائی ہی اور مین یتیم ہوئی فلمّا
سَمِعَ ذٰلِکَ لَمْ یَتَمالَکْ مِنَ الْبُکاءِ وَقالَ نَعَمْ قَدْ قُتِلَ مُسْلِمٌ اَبُوكِ فَنادَتْ
بِالْوَیْلِ وَالثُّبُورِ وَبَکَیْنَ النِّساءُ کُلُّهُنَّ ناشِراتِ الشُّعُورِ پس سنتے ہی اِس
کلام حسرت اُس یتیمہ کے حضرت کو تاب ضبط نرہی بے اختیار رونے لگے اور فرمایا
کہ ای نور نظر افسوس صد افسوس کہ باپ نے تیرے شہادت پائی اور اب تو بجائے
اپنے باپ کے مجھے اپنے حال پر مہربان اور شفیق جان پس یہ کلمہ مصیبت سنتے ہی
اُس یتیمہ نے دِل پُر درد سے آہ کی اور اسطرح سے زار زار روئی کہ غش کر گئی اور
تمام عورات ماتم جناب مسلم مین بشدت رونے لگین اور پیٹنے بال سرونکے کھولے
اور صدا وا مُسلماہ کی بلند کی پس حضرات سُنا آپنے حال یتیمہ جناب مسلم اور اہل حرم کا
صرف خبر شہادت اُس مظلوم کی سنکر باوجودیکہ اپنی آنکھون سے قتل ہوتے
نہین دیکھا اور نہ لاش بے سر خاک و خون مین آلودہ دیکھی مگر افسوس ہزار
افسوس بیکسی اور مصیبت پر سکینہ خاتون دختر امام حسین علیہ السلام کے کہ بعد شہادت
اُن حضرت کے روز عاشورا جب اُس یتیمہ نے اپنے باپ کا سر انور تن سے جدا
دیکھا تو لاش اقدس سے لپٹی ہوئی بکمال حسرت روتی تھین اور نوحہ و بین
کرتی تھین آفسوس صد افسوس کہ اُسوقتِ تلاطم مین کوئی سرپرست ایسا نہ تھا
کہ جو اُسوقتِ بیکسی اور مصیبت مین اُس یتیمہ کو تسلی دیتا اور حال پر اُسکے لُطف
و مہربانی کرتا اور دستِ شفقت سر پر اُس شاہزادی کے پھیرتا بلکہ عوض شفقت کے
شمر ملعون نے لاشِ اطہر سے حضرت کی اُسے بجبر و قہر چھُڑایا آہ آہ شمر کے ہاتھ مین
تازیانہ تھا جسکے صدمہ سے وہ یتیمہ زار زار روتی تھین اور استغاثہ کرتی تھین لیکن

کوئی فریاد اسکی نہ سنتا تھا ہاے افسوس بعد شہادت مظلوم کربلا کے اہل حرم
اُن حضرت کے بظلم و ستم گریان و نالان و احسینؑ گویان خیمہ سے نکل آئے جیسا کہ
حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَۃِ الْبَارِزَاتِ
سلام ہو اُن مخدرات عصمت و طہارت پر کہ جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور
خیمون سے بظلم و ستم نکالی گئین اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ

مجلس دہم

فِی الْبِحَارِ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ اَیُّمَا مُؤْمِنٍ دَمَعَتْ
عَیْنَاہُ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ دَمْعَۃً حَتّٰی تَسِیْلَ عَلٰی خَدِّہٖ بَوَّاَہُ اللّٰہُ فِی
الْجَنَّۃِ غُرَفًا یَسْکُنُھَا اَحْقَابًا۔ بحار الانوار مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے
منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے جو مومن روے مصیبت پر میرے جد مظلوم
امام حسینؑ کی اسقدر کہ آنکھون سے اُسکی اشک نکلے اور رخسارہ پر اُسکے جاری ہو
تو عوض مین اُسکے حق سبحانہ تعالےٰ اُسے غرفہاے جنت مین ہمیشہ مقیم کریگا پس
حضرات گریہ و بکا کیجیے مصائب پر اُس جناب کے ہاے افسوس وہ فرزند
رسول خداؐ کیسی مصیبت مین مبتلا تھے فِی الْبِحَارِ الْاَنْوَارِ وَغَیْرِہٖ عَنْ جَمَاعَۃٍ
بَجَلِیَّۃٍ قَالُوْا کُنَّا مَعَ زُھَیْرِ بْنِ الْقَیْنِ حِیْنَ اَقْبَلْنَا مِنْ مَکَّۃَ بَعْدَ
اِتْمَامِ الْحَجِّ چنانچہ بحار الانوار وغیرہ مین ایک جماعت بجلیہ سے منقول ہی
کہ کہا اُن سبنے ہم برفاقت زہیر بن قین رضی اللہ عنہ واسطے حج کے گئے تھے
پس جب ہم حج سے فارغ ہو چکے اور ہمراہ زہیر کے ہمنے مکہ معظمہ سے مراجعت کی
وَکَانَ الْحُسَیْنُ سَارَ مِنْ مَکَّۃَ اِلَی الْعِرَاقِ یَوْمَ التَّرْوِیَۃِ فَلَحِقْنَاہُ

فِی بَعضِ المَنَازِلِ اِتِّفَاقاً اور جناب امام حسین علیہ السلام آٹھوین ذیحجہ کو بروز ترویہ کہ ایک روز حج سے باقی رہا تھا بظلم اعدا مکہ سے طرف عراق کے روانہ ہو چکے تھے پس اتفاقاً ایک منزل پر ہم پہونچے کہ وہان وہ جناب بھی وارد تھے فَکُنَّا نُسَایِرُ مَعَہٗ وَلَم یَکُن شَیءٌ اَبغَضَ اِلَینَا مِن اَن نُنَازِلَہٗ فِی مَنزِلٍ لِئَلَّا یَلزَمَ عَلَینَا رِفَاقَتُہٗ اور اُس منزل سے منزل بمنزل ہم ہمراہ اُن حضرت کے چلتے تھے چونکہ ہم منزل ہونا اُن حضرت کا ہمکو نہایت شاق تھا اور اندیشہ اسکا تھا کہ کہین ایسا نہو کہ رفاقت اُنکی ہمپر لازم ہو جائے اسلیے خیمہ اپنا بہت دُور اُن حضرت کے خیمہ سے بپا کرتے تھے مومنین تصور کیجیے کہ کس حالت مین تھے فرزند رسول خدا کہ لوگون کو رفاقت بھی اُس مظلوم کی منظور نہ تھی حَتّٰی نَزَلَ یَوماً فِی مَنزِلٍ وَلَم نَجِد بُدّاً مِن اَن نُنَازِلَ مَعَہٗ فَنَزَلَ فِی جَانِبٍ وَنَزَلنَا فِی جَانِبٍ یہانتک کہ ایک روز ہم ایسی منزل پر پہونچے کہ وہان بجز قریب اُترنے کے کچھ چارہ نتھا ناچار جس جگہ کہ حضرت نے نزول اجلال فرمایا اُسکے قریب ہمنے بھی خیمہ اپنا بپا کیا فَبَینَا نَحنُ نَتَغَدّٰی مِنَ الطَّعَامِ اِذ اَقبَلَ رَسُولُ الحُسَینِ فَسَلَّمَ عَلَینَا وَقَالَ لِزُہَیرٍ یَا ہٰذَا اِنَّ الحُسَینَ بنَ رَسُولِ الثَّقَلَینِ بَعَثَنِی اِلَیکَ لِتَاتِیَہٗ پس جب ہم بعد اسباب اُتروانیکے اپنے خیمہ مین ہمراہ زہیر کے بیٹھے اور دسترخوان بچھا کر چاہا کہ کھانا کھائین کہ ناگاہ قاصد جناب امام حسین علیہ السلام کا ہمارے پاس آیا اور بعد سلام کے زہیرؓ سے کہا کہ اے زہیر جناب امام حسین فرزند رسول الثقلینؐ نے تجھے اپنی حضوری مین طلب فرمایا ہی اور مجھے واسطے تیرے بلانے کے بھیجا ہی فَطَرَحَ کُلُّ اِنسَانٍ مِنَّا مَا فِی یَدِہٖ

حَتّٰی کَاَنَّ عَلٰی رُؤُسِنَا الطَّیْرُ پس جبکہ یہ پیام ہمنے اس شخص سے سُنا اور جس امر کا کہ ہمیں اندیشہ تھا اُسی کا سامنا ہوا اُسوقت ہم سبکو ایسا تحیر ہوا کہ ہر ایک کے ہاتھ سے لقمہ گر پڑا اور سبکے سب ایسے ساکت ہوگئے کہ گویا ہر شخص کے سر پر کوئی جانور پرندہ بیٹھا ہی کہ خوف سے اُسکے اُڑجانیکے کوئی حرکت نہیں کرسکتا ہی فَلَمَّا رَاَتْ ذٰلِکَ زَوْجَۃُ زُهَیْرٍ قَالَتْ لِزَوْجِهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ اَیَبْعَثُ اِلَیْکَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَیَطْلُبُکَ وَاَنْتَ لَا تَاْتِیْهِ لَوْ اَتَیْتَهٗ وَسَمِعْتَ کَلَامَهٗ ثُمَّ انْصَرَفْتَ پس جب زوجہ زہیرؓ نے تم سبکو ساکت پایا اُسوقت زہیر سے کہنے لگی کہ ای زہیرؓ سبحان اللہ مقام تعجب ہی کہ امام کونین فرزند رسولِ خدا تجھے اپنی حضوری میں طلب فرمائیں اور تم اُن حضرت کی خدمت باسعادت میں نہیں جاتے ہو کاش کہ تم جاتے اور ارشاد اُس جناب کا سُنکے چلے آتے فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِکَ زُهَیْرٌ قَامَ وَاَتٰی مَعَ رَسُوْلِ الْحُسَیْنِؑ اِلَیْهِ فَزِعًا مَرْعُوْبًا قَدِ اصْفَرَّ لَوْنُهٗ حَتّٰی لَقِیَهٗ پس جب یہ کلام اُس سعیدہ سے زہیر نے سُنا تو کھڑے ہوے اور اُسیوقت ہمراہ اُس قاصد کے خدمت باسعادتِ امام حسین میں حاضر ہوے راوی کہتا ہی کہ جبتک زہیر زیارت سے حضرت کی مشرف نہوے اُسوقت تک ایسا خوف اور رعب زہیر پر طاری تھا کہ رنگ چہرہ کا زرد تھا فَاَتَاهُ زُهَیْرُ بْنُ الْقَیْنِ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاءَ مُسْتَبْشِرًا قَدْ اَشْرَقَ وَجْهُهٗ پس جب زہیر بن قین زیارتِ حضرت سے مشرف ہوے اور ارشاد اُس امام عالی مقام کو سُنا اُسے قبول کیا اور حضرت سے رخصت ہوکر اپنے خیمہ میں پھر آئے دیکھا ہمنے کہ زہیر ایسے مسرور و بشاش ہیں کہ ہمنے کبھی اُنکو ایسا مسرور نہ دیکھا تھا اور ایک نور چہرہ سے اُنکے

ساطع ہی فَاَمَرَ بِفُسْطَاطِہٖ وَثِقْلِہٖ وَرَحْلِہٖ وَمَتَاعِہٖ فَقُوِّضَ وَحُمِلَ اِلَی الْحُسَیْنِؑ پس پہونچتے ہی اپنے خیمہ مین حکم دیا کہ ابھی خیمہ ہمارا یہان سے اُٹھاؤ اور قریب خیمہ اقدس جناب امام حسینؑ کے بپا کرو اور سب اسباب اور متاع اُٹھا کر وہان لیجاؤ پس بموجب حکم زہیر کے خیمہ اُنکا قریب خیمہ حضرت کے لائے وَقَالَ لِاَصْحَابِہٖ مَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ فَلْیَتَّبِعْنِیْ وَاِلَّا فَھُوَ اٰخِرُ الْعَھْدِ مِنِّیْ ثُمَّ قَالَ لِاِمْرَاَتِہٖ اَنْتِ طَالِقٌ اِلْحَقِیْ بِاَھْلِکِ فَاِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ لَّا یُصِیْبَکِ بِسَبَبِیْ اِلَّا خَیْرٌ اور زہیر نے اُسوقت اپنے رفقا سے کہا کہ جس شخص کو تم مین سے بخوشی خاطر میری ہمراہی منظور ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو یہ نا منظور ہو وہ رخصت ہو اور اپنے گھر کو پھر جائے اور بعد اُسکے اپنی زوجہ سے کہا کہ تجھے مین نے طلاق دیا اور تو اپنے عزیز و اقارب سے ملحق ہو اور مین نہین چاہتا ہون کہ میرے سبب سے تو کسی مصیبت مین مبتلا ہو وَقَالَ السَّیِّدُ رَحِمَہُ اللّٰہُ اَنَّہٗ قَالَ لَھَا وَقَدْ عَزَمْتُ عَلٰی صُحْبَةِ الْحُسَیْنِ لِاَفْدِیَہٗ بِرُوْحِیْ وَاَقِیَہٗ بِنَفْسِیْ ثُمَّ اَعْطَاھَا مَالَھَا وَسَلَّمَھَا اِلٰی بَعْضِ بَنِیْ اَعْمَامِھَا اور سید ابن طاؤس رحمہ اللہ نے یون نقل کیا ہی کہ زہیر نے اپنی زوجہ سے کہا کہ میرا قصد اب یہ ہی کہ تا زندگی اپنی قدم مبارک جناب امام حسینؑ سے جدا نہون اور جان اپنی اُس سردار کونین پر فدا کرون اور بعد اُسکے سب مال و اسباب اپنی زوجہ کو دیا اور ایک شخص کو کہ وہ اسکے بنی اعمام سے تھا امین سمجھکر زوجہ کو اُسکے سپرد کیا کہ تا اُسے اُسکے قوم و قبیلہ مین پہونچا دے فَوَدَّعَتْہُ وَبَکَتْ وَقَالَتْ لَہٗ خَارَ اللّٰہُ لَکَ اَسْئَلُکَ اَنْ تَذْکُرَنِیْ فِی الْقِیٰمَةِ عِنْدَ جَدِّ الْحُسَیْنِؑ

پس وہ اپنے شوہر سے رخصت ہوئی اور بہت روئی اور کہا کہ ای زہیر مین نے تمھین سپرد بخدائے عزوجل کیا حق سبحانہ تعالے تمھارے ارادہ مین برکت عطا کرے اور تمھین جزاے خیر دے لیکن مین تمسے امیدوار اسکی ہون کہ بروز قیامت خدمت جناب رسالت مآبؐ مین میری شفاعت کرنا وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهَا بَكَتْ وَقَالَتْ يَا زُهَيْرُ وَاللّٰهِ لَا اُفَارِقُكَ فَاِنْ عَزَمْتَ عَلٰى صُحْبَةِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنِّیْ عَزَمْتُ اَنْ اُفْدِیْ بَقِيَّةَ نَفْسِیْ عَلٰى حَرِيْمِهٖ اور صاحب بحر المصائب علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ مشہور یہ ہی کہ اُس زن صالحہ نے زہیر سے روکر کہا کہ ای سعادتمند عجب ہی کہ جسنے تمھین اس امر خیر پر آمادہ کیا وائے اُسپر کہ وہ آپ ایسی سعادت سے محروم رہے قسم بخدائے عزوجل اگر قصد تمھارا یہ ہی کہ تازیست قدم مبارک امام حسینؑ سے جدا نہون تو میری آرزو یہ ہی کہ یہ کنیز بھی بقیہ زندگی اپنی خدمت باسعادت اہل بیت فرزند رسول خدا مین بسر کرے فَمَا زَالَ هُوَ كَانَ مَعَ الْحُسَيْنِؑ حَتّٰى نَزَلَ عَلٰى اَرْضِ كَرْبَلَا فِي الثَّانِيْ مِنَ الْمُحَرَّمِ وَمُنِعَ مِنَ الْمَاۤءِ وَاٰلَ اَمْرُهٗ اِلَى الْقِتَالِ پس زہیر بن قین اس روز سے ہمراہ رکاب جناب امام حسین علیہ السلام کے قطع منازل کرتے رہے یہانتک کہ دوسری تاریخ ماہ محرم کو وہ حضرت وارد زمین کربلا ہوے اور عمر سعد بھی مع اپنے لشکر کے آپہونچا اور اُس ملعون نے امام مظلوم کو یہانتک تنگ کیا کہ بچے کئی روز تک اُن حضرت کے پانی کو ترسا کیے اور آواز العطش العطش بلند ہوئی آخر کار نوبت بجنگ و کارزار پہونچی فَلَمَّا اشْتَدَّ الْقِتَالُ وَانْتَصَفَ النَّهَارُ يَوْمَ عَاشُوْرَاۤ وَرَاٰى ذٰلِكَ

اَبُو ثُمَامَۃَ الصَّیدَاوِیُ جَآءَ عِندَ الحُسَینِؑ آہ مومنین جب روز عاشورا ہنگامہ
کارزار گرم ہوا اور آفتاب دائرہ نصف نہار پر پہونچا اسوقت بروایت صاحب بحار
الانوار ابو ثمامہ صیداوی کہ اصحاب کبار سے امام حسینؑ کے تھے خدمت اُن حضرتؑ میں
حاضر ہوے وَقَالَ یَابنَ رَسُولِ اللّٰہِ نَفسِی لِنَفسِکَ الفِدَآءُ قَدِ اقتَرَبَ
ھٰٓؤُلَآءِ مِنکَ وَاللّٰہِ لَا تُقتَلُ حَتّٰی اُقتَلَ دُونَکَ وَاُحِبُّ اَن اَلقَی اللّٰہَ
وَقَد صَلَّیتُ ھٰذِہِ الصَّلوٰۃَ مَعَکَ اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ فدایت شوم
مین آپ پر لشکر اعدا اب قریب آپہونچا اور قسم بخدا ے عز و جل جبتک کہ یہ فدوی
زندہ ہی اُسوقت تک کوئی آسیب اور گزند حضرت تک نہ آنے دیگا مگر یہ کہ پہلے
جان اپنی قدم مبارک پر نثار کرون پس ای فرزند رسول مختار چونکہ وقتِ نماز ظہر
آپہونچا ہی اسلیے امیدوار ہون کہ یہ نماز آخری بھی آپکے ساتھ پڑھکر حق سبحانہ تعالے سے
ملاقات کرون فَرَفَعَ الحُسَینُؑ رَاسَہٗ اِلَی السَّمَآءِ وَقَالَ لَہٗ یَا اَبَا ثُمَامَۃَ ذَکَرتَ
الصَّلوٰۃَ جَعَلَکَ اللّٰہُ مِنَ المُصَلِّینَ نَعَم ھٰذَا اَوَّلُ وَقتِھَا فَاسئَلھُم
اَن یَکُفُّوا عَنَّا حَتّٰی نُصَلِّیَ پس یہ سنکر حضرت نے سر اقدس طرف آسمان کے
بلند کیا اور فرمایا کہ ای ابو ثمامہ واقعی کہ یہ اول وقت نماز ظہر ہی حق سبحانہ تعالے
تجھے نماز گذارون سے محسوب کرے کہ تونے ایسے وقتِ مصیبت مین نماز کا ذکر کیا
لیکن ای ابو ثمامہ تم ان کفار سے کہو کہ ہمین اسقدر مہلت دین کہ ہم نماز ظہر پڑھ لین
پس اگر یہ ملعون مہلت دین تو البتہ ممکن ہی کہ نماز ظہر بجماعت ادا کر لین فَاَقبَلَ اِلَیھِم
اَبُو ثُمَامَۃَ وَقَالَ لَھُم وَیلَکُم قِفُوا عَنِ الحَربِ حَتّٰی یُصَلِّیَ سَیِّدُنَا الحُسَینُؑ
پس حسب الارشاد ابو ثمامہ مقابل لشکر کفار ہوے اور کہا کہ ای دشمنان خدا و رسول

فرزند رسول الثقلین جناب امام حسینؑ تم سے مہلت نماز طلب کرتے ہیں اتنی دیر جنگ سے
توقف کرو کہ تا وہ حضرت نماز ادا کریں فقال حصین بن نمیر لعنہ اللہ یا ابا
ثمامۃ قل لہ ان صلوتک لا تقبل پس اسطرف سے حصین بن نمیر ملعون نے
آواز دی کہ ای ابو ثمامہ کہو امام حسینؑ سے کہ عبث مہلت نماز طلب کرتے ہو کہ نماز تمہاری
درگاہ باری میں مقبول نہیں ہی فغضب حبیب ابن مظاہر وقال یا عدو اللہ
زعمت ان الصلوٰۃ لا تقبل من ابن رسول اللہ و تقبل منک یا حمار
پس سنتے ہی اس کلام کے حبیب بن مظاہر غضبناک ہوے اور بآواز بلند فرمایا کہ
ای دشمن خدا وای ہو تجھپر اور جلد تجھے حق سبحانہ تعالیٰ آتش دوزخ سے معذب کرے
تیرے زعم باطل میں یہ ہی کہ امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین کی نماز مقبول نہو اور
تجھ سے کافر شراب خوار کی نماز قبول ہو فحمل علیہ الحصین ابن نمیر وحمل علیہ
الحبیب فضرب وجہ فرسہ بالسیف فشب بہ الفرس پس حصین
بن نمیر نے اُنپر حملہ کیا اور حبیب بن مظاہر بھی اُسپر حملہ آور ہوے اور ایک تلوار
اُسکے گھوڑے کے منھ پر لگائی اور گھوڑا اُسکا علف ہوا ووقع عنہ الحصین فاحتوتہ
اصحابہ فاستنقذوہ اور حصین لعین مرکب سے نیچے گرا اُسوقت اُسکے رفقا نے
اُسے گھیر لیا اور حبیب بن مظاہر کے ہاتھ سے بچا لیگئے فقال الحسین لزھیر بن
قین وسعید بن عبد اللہ الحنفی تقدما امامی حتی اصلی پس جب
حضرت نے دیکھا کہ وہ ملعون کسیطرح مہلت نماز نہیں دیتے ہیں اُسوقت زہیر
بن قین اور سعید بن عبد اللہ حنفی سے فرمایا کہ تم دونوں سعادتمند میرے آگے
کھڑے ہو کہ تا میں نماز پڑھ لوں فتقدما بین یدیہ وکلما یرمونہ بالنبال

والرماح یستقبلان ویستہدفان یمیناً و شمالاً حتیٰ فرغ الحسین من
الصلوٰۃ پس اُسوقت وہ دونون بزرگوار وفادار سامنے آقاے نامدار کے کھڑے
ہوگئے اور حضرت مشغول نماز ہوے جبکہ اُن اشقیا نے حضرت کو مشغول نماز پایا
سب نیزہ و تیر اُسطرف پھینکنے لگے منقول ہی کہ جو تیر اور نیزہ اُس سمت سے طرف
حضرت کے آتا تھا یہ دونون جان نثار ہر طرف سے اُسے بکمال سرور اپنے سینون پر
روکتے تھے اور جبتک کہ وہ حضرت نماز پڑھتے رہے اُسوقت تک دونون سعادتمندان
نے اپنے سینون کو بجاے سپر کر دیا اور ایک تیر حضرت امام حسین تک نہ آنے دیا
فلما فرغ الحسین من الصلوٰۃ سقط سعید ابن عبد اللہ علی الارض
ومات فوجد فیہ ثلثۃ عشر سہماً سوی ما بہ من ضرب وطعن پس
جبکہ حضرت نماز سے فارغ ہو چکے اُسوقت سعید بن عبد اللہ زمین پر گر پڑے اور
راہی جنت ہوے جب مقدم بدن پر اُس سعادتمند کے نگاہ کی تو دیکھا کہ تیرہ تیر
بدن پر اُس سعادتمند کے لگے ہین اور زخم نیزہ و شمشیر سوا اُنکے بیشمار ہین اور اسیطرح
جسم زہیر بن قین زخم تیر اور نیزہ و شمشیر سے فگار ہی یہانتک کہ اُس بزرگوار نے بھی
حق رفاقت ادا کیا اور بعد کارزار کے جان اپنی فرزند رسول مختار پر نثار کی
یالیتنا کنا معہم فنفوز فوزاً عظیماً آہ مومنین کاش کہ اُس معرکہ مین
ہم سب بھی حاضر ہوتے اور جان اپنی فرزند رسول خدا پر نثار کرتے اور ہم بھی سعادت
ابدی حاصل کرتے آہ آہ یہ دونون سعادتمند گوارا نکرتے تھے کہ کوئی تیر حضرت کے
جسم اطہر پر پڑے کہان تھے یہ باوفا جب اُس جناب کے بدن شریف پر علاوہ
زخم نیزہ و شمشیر چار ہزار زخم تیر کے لگے تھے بنا بر ایک روایت کے اور بنا بر دوسری

روایت کے صار جِلدُہٗ کجِلدِ القُنفُذِ اسقدر تیر مظلوم کربلا کے بدن شریف
لگے تھے جیسے ساہی کے بدن پر کانٹے ہوتے ہین چنانچہ مجالس علویہ مین منقول ہی
کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے پدر مظلوم کو نہ پہچانا فرماتے ہین کہ جب
حضرت وداع آخری کو میرے سرہانے آئے تو مین سمجھا کہ کوئی طائر سفید آیا ہی الا
لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس یازدہم

فِی البحارِ عَن ابی جعفرؑ انہٗ قال ایّما مؤمنٍ دمعت عیناہُ دمعۃً حتّٰی
تسیل علٰے خدّہٖ لاذیً مسّنا من عدوّنا فی الدّنیا بوّأہُ اللہ تعالٰی
مُبوّءَ صدقٍ فی الجنّۃِ. بحار مین منقول ہو کہ فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ
السلام نے کہ جو مومن روے اُن جور و ستم پر کہ جو ہاتھ سے اعداے دین کے
اس دار دنیا مین ہم اہل بیت طاہرین پر گذرے ہین اور آنکھ سے اُسکی اشک
نکلے اور رخسارہ پر اُسکے جاری ہو تو حق سبحانہ تعالے عوض مین اُسکے اُس مومن کو
ہمیشہ جنت مین رکھیگا اُس جگہ کہ جو بہتر اور نفیس ہی پس حضرات یاد کیجیے
اُن مصائب کو کہ جو فرزند رسول الثقلین جناب امام حسینؑ پر گذرے اور سعی
کیجیے کہ تا کوئی اشک نکلے کہ وہ باعث درجات عالیہ بہشت ہو آہ آہ وہ مظلوم
شدت گرما مین مدینہ سے آوارہ وطن کیے گیے اور مکہ معظمہ مین بھی پناہ نہ ملی
فِی الارشادِ والبحارِ انّہٗ لمّا سار الحسینُ من مکّۃَ الی العراقِ
ونزل الثّعلبیّۃ سمع خبر قتلِ مسلم ابن عقیلٍ چنانچہ ارشاد اور
بحار الانوار مین منقول ہی کہ جب امام حسینؑ نے مکہ معظمہ سے طرف عراق کے

کوچ فرمایا اور بعد طی منازل منزل ثعلبیہ پر پہونچے اس منزل مین تیز سوار سے خبر قتل
مسلم بن عقیل کی سنی فَعَظُمَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَاسْتَعْبَرَ وَاسْتَرْجَعَ وَبَكٰى وَقَالَ
رَحِمَ اللّٰهُ مُسْلِمًا فَقَدْ سَارَ اِلٰى رُوْحِ اللّٰهِ وَقَدْ مَضٰى مَا عَلَيْهِ وَبَقِيَ
مَا عَلَيْنَا پس سنتے ہی اس خبر کے اشک چشم انور مین بھر لائے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ
رَاجِعُوْنَ کہکر رونے لگے اور یہ فرماتے تھے کہ خدا رحمت نازل کرے میرے بھائی
مسلم پر کہ وہ راہی جنت ہوے اور جو کچھ کہ انپر تھا اُسے بخوبی ادا کیا یعنے مسلم معرض
امتحان مین ثابت قدم نکلے اور راہ خدا مین شہید ہوے لیکن جو کچھ کہ ہمپر ہے وہ ابھی
باقی ہے فَلَمَّا كَانَ السَّحَرُ قَالَ لِفِتْيَانِهٖ وَغِلْمَانِهٖ اِسْتَقُوْا وَاَكْثِرُوْا مِنَ الْمَاءِ
فَاَكْثَرُوْا ثُمَّ اِرْتَحَلُوْا فَلَمَّا انْتَهٰى زُبَالَةَ اَتَاهُ خَبَرُ قَتْلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَقْطُرَ
فَاسْتَرْجَعَ وَبَكٰى پس جب وقت سحر ہوا اپنے اقربا اور خدام اور غلامون سے فرمایا
کہ جسقدر ممکن ہو یہان سے پانی بھر لو اور آپ بھی سیراب ہو لو چنانچہ حسب الارشاد
اصحاب باوفا نے منزل ثعلبیہ سے بہت سے مشکیزے پانی کے بھر لیے اور وہان سے
کوچ کیا پس جب منزل زبالہ پر پہونچے کسی شخص نے خبر دی کہ عبداللہ بن یقطر بھی
قتل ہوے پس سنتے ہی اس خبر کے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہکے بہت روے وَقَالَ
جَعَلَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ لَهٗ ثَوَابًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا وَلِشِيْعَتِنَا مَنْزِلًا كَرِيْمًا اِنَّكَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور فرماتے تھے کہ حق سبحانہ تعالیٰ عبداللہ کو داخل بہشت کرے
اور بعد اسکے جناب باری مین دعا کی کہ ای پروردگار عالم تیرے فضل و کرم سے
امیدوار ہون کہ میرے اور میرے شیعون کے لیے جاے بہتر اور نفیس بہشت مین
عطا کرنا اور بتحقیق کہ تو ہر چیز پر توانا و قادر ہے ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمَّا بَعۡدُ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّہٗ قَدۡ نَزَلَ بِنَا مِنَ الۡاَمۡرِ مَا تَرَوۡنَ اور بعد اسکے
حضرت نے اپنے سب ہمراہیوں کو جمع کیا اور بعد بسم اللہ کے خطبۂ بلیغ وطویل پڑھا
کہ اُسکے چند فقرہ یہ ہیں کہ ایہا الناس جو مصیبت کہ ہمپر نازل ہورہی ہی اُسکو تم سب
مشاہدہ کرتے ہو وَاِنَّ الدُّنۡیَا قَدۡ تَغَیَّرَتۡ وَتَنَکَّرَتۡ وَاَدۡبَرَتۡ مَعۡرُوۡفُھَا
وَلَمۡ یَبۡقَ مِنۡھَا اِلَّا صُبَابَۃٌ کَصُبَابَۃِ الۡاِنَاءِ اور تحقیق کہ رنگ اس دنیاے
فانی کا متغیر نظر آتا ہی اور زمانہ ہمسے کجی پر ہی اور اس دنیاے بیوفانے امور خیر سے
رُوگردانی اختیار کی ہو بلکہ مصروف اور متوجہ ہی طرف فتنہ و فساد کے اور امور
خیر سے دنیا میں اب کچھ باقی نہیں ہی مگر اسقدر کہ جیسے کسی ظرف پُرآب میں بعد
گرادینے پانی کے فی الجملہ تری رہجاتی ہی اَلَا تَرَوۡنَ اِلَی الۡحَقِّ لَا یُعۡمَلُ بِہٖ وَاِلَی
الۡبَاطِلِ لَا یُتَنَاھٰی عَنۡہُ آیا نہیں دیکھتے ہو کہ اہل دنیا نے امور نیک اور حق کو
بالکلیہ ترک کردیا ہی اور ہر شخص متوجہ طرف امور باطلہ کے ہی فَلۡیَرۡغَبِ الۡمُؤۡمِنُ
فِیۡ لِقَاءِ اللّٰہِ وَاِنِّیۡ لَا اَرَی الۡمَوۡتَ اِلَّا سَعَادَۃً وَالۡحَیٰوۃَ مَعَ الظَّالِمِیۡنَ
اِلَّا بَرَمًا پس چاہیے ہر مومن کو ایسے وقت میں مشتاق ملاقاتِ پروردگار اور
آرزومند مرگ رہے اور میں اس زندگی سے کہ جو ہمراہ اعدائے دین کے ہو
بیزار و دلتنگ ہوں اور مرگ کو بہتر و افضل جانتا ہوں یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا
جَمَعۡتُکُمۡ عَلٰۤی اَنَّ بِالۡعِرَاقِ لِیۡ حُکُوۡمَۃً وَقَدۡ اَتَانَا خَبَرٌ فَظِیۡعٌ قَتۡلُ
مُسۡلِمِ بۡنِ عَقِیۡلٍ وَھَانِیۡ بۡنِ عُرۡوَۃَ وَعَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ یَقۡطُرَ ایہا الناس ہمنے
تمکو بخیال اسکے اپنے ہمراہ لیا تھا کہ شاید ہمیں حکومتِ عراق ہو اور جو لوگ کہ
مدعی ہماری دوستی اور محبت کے ہیں ہماری نصرت و مدد کرینگے تو تم سب بھی

منتفع اور کامیاب ہو گئے لیکن اب مجھے خبر پہونچی کہ میرے بھائی مسلم بن عقیل اور ہانی
بن عروہ اور عبد اللہ بن یقطر کو اہل کوفہ نے شہید کیا اور اُنسے بد غا پیش آئے
وَقَدْ خَذَلَنَا شِیْعَتُنَا فَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمُ الْاِنْصِرَافَ فَلْیَنْصَرِفْ فِیْ
غَیْرِ حَرَجٍ لَیْسَ عَلَیْہِ ذِمَامٌ اور ایہا الناس ہمارے اتباع اور گروہ نے
ساتھ ہمارا چھوڑ دیا اور سب ہماری نصرت سے دست بردار ہوئے بلکہ درپئے
آزار ہین پس اب مین تم سبکو برضا و رغبت اجازت دیتا ہون کہ جو تم مین سے
چاہے اپنے گھر کو پھر جائے وہ شخص عند اللہ ماخوذ نہو گا فَلَمَّا سَمِعُوْا ذٰلِکَ
اَخَذُوْا یَمِیْنًا وَشِمَالًا حَتّٰی بَقِیَ فِیْ اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ جَاؤُا مَعَہٗ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ
راوی کہتا ہی جبکہ ہمراہیون نے حضرت کے یہ خبر وحشت اثر سنی اُسیوقت جنے
ساتھ اُس امام مظلوم کا چھوڑ دیا اور اکثر بندگانِ دنیا سے جو بطمع دنیا اثنائے
راہ ہمراہ ہوئے تھے داہنے اور بائین چلے گئے فقط چند بزرگوار کہ جو مدینہ منورہ سے
ہمراہ اُن حضرت کے ہوئے تھے باقی رہگئے فَلَمَّا کَانَ السَّحَرُ اَمَرَ اَصْحَابَہٗ بِالْمَآءِ
فَاَکْثَرُوْا ثُمَّ سَارَ حَتّٰی مَرَّ بِبَطْنِ الْعَقَبَۃِ فَسَارَ حَتّٰی نَزَلَ شَرَافَ یس
جب منزل زبالہ پر وہ شب بسر ہوئی اور بوقتِ سحر چاہا کہ وہان سے کوچ فرمائین
اُسوقت حضرت نے سب اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ جسقدر پانی ممکن ہو یہان سے
بھی بھر لو چنانچہ حسب الارشاد وہان سے بھی بہت سا پانی بھر لیا اور بطن عقبہ سے
گذر فرما کر منزل شراف پر وارد ہوئے اور اُس منزل سے بھی بہت سا پانی ہمراہ لیا
ثُمَّ سَارَ مِنْہُ حَتّٰی انْتَصَفَ النَّھَارُ فَبَیْنَمَا ھُوَ بِالْمَسِیْرِ اِذْ کَبَّرَ رَجُلٌ مِّنْ
اَصْحَابِہٖ فَقَالَ الْحُسَیْنُ ع اَللّٰہُ اَکْبَرُ لِمَا کَبَّرْتَ پس جب منزل شراف سے

کوچ فرمایا اور آفتاب قریب نصف النہار کے پہونچا یکایک اثنائے راہ مین ایک شخص نے اصحاب مین سے حضرت کے صدا تکبیر بلند کی پس یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ ای سعادتمند واقعی پروردگار عالم بزرگ و برتر ہی اُس سے کہ عقل و ادراک احاطہ اُنکی صفاتِ کمالیہ کا کرے اِسوقت تیرے تکبیر کہنے کا کیا سبب ہی فقال یا ابنَ رسولِ اللہِ رأیتُ النخلَ فقالَ لہ جماعۃٌ من اصحابہِ واللہِ انّ ھذا المکانَ ما رأینا بہ نخلۃً قطّ اُس شخص نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ مجھے سامنے سے درخت خرما کے وہ علامت اور نشان آبادی کا ہی نظر آتے ہین یہ سنکر سب اصحاب نے عرض کی کہ ای امام کونین کبھی ہمنے اس جگہ کوئی درخت خرما نہین دیکھا ہی فقالَ الحسینُ فما ترونہ قالوا یا ابنَ رسولِ اللہِ نراہُ اسنۃَ الرماحِ واذانَ الخیلِ حضرت نے فرمایا کہ تم بھی تو بغور دیکھو کہ یہ کیا چیز نظر آتی ہی اصحاب نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ ہمارے گمان مین یہ ہی کہ یہ سوار چلے آتے ہین اور نیزہ و سنان اُنکے بلکہ کان گھوڑون کے نظر آتے ہین فقالَ الحسینُ انا واللہِ اریٰ ذلکَ ثمّ قالَ ما لنا ملجأ نلجأ الیہِ فنجعلہُ فی ظھورِنا ونستقبلُ القومَ بوجہٍ واحدٍ حضرت نے فرمایا کہ قسم بخدائے عزوجل مجھے بھی یہی معلوم ہوتا ہی بعد اُسکے ارشاد کیا کہ یہان کوئی پناہ ہی کہ اُسے پشت پر دیکر اس لشکر سے ایک ہی طرف سے مقابل ہون فقالَ لہ اصحابہُ یا سیّدی بلیٰ ھذا ذو حُسُم الیٰ جنبِکَ فمِل الیہِ من یسارِکَ فان سبقتَ الیہِ فھو کما تریدُ پس اصحاب نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ یہ جو ایک سمت کو سنگریزون کی بلندی مثل ٹیلے کے نظر آتی ہی اگر آپ وہان قبل

بہونچنے اِس لشکر کے بہونچ جائینگے تو البتہ باطمینانِ تمام اِس لشکر سے مقابل ہو سکینگے
فَاَخَذَ اِلَیْہِ ذَاتَ الْیَسَارِ وَمَالُوْا مَعَہٗ فَمَا کَانَ بِاَسْرَعَ مِنْ اَنْ طَلَعَتْ
هَوَادِی الْخَیْلِ فَعَدَلْنَا پس حضرت نے مع اصحاب جانب چپ کو طرف
اُس پہاڑی کے توجہ فرمائی تھی کہ اُسی اثنا میں پیشروان لشکرِ حُر نظر آنے لگے پس
اُن سبکو دیکھکر ہمنے شاہراہ کو چھوڑ دیا اور راہ دوسری اختیار کی فَلَمَّا رَاَوْنَا
عَدَلْنَا عَنِ الطَّرِیْقِ عَدَلُوْا اِلَیْنَا فَاسْتَبَقْنَا فَسَبَقْنَاهُمْ اِلَیْہِ جبکہ اُن
سواروں نے ہمیں شاہراہ سے دوسری طرف جاتے دیکھا اُن سبنے ہماری طرف
رُخ کیا یہانتک کہ ہم قبل اُنکے اُس پہاڑی تک بہونچ گئے فَاَمَرَ الْحُسَیْنُ بِاَبْنِیَۃٍ
فَضُرِبَتْ وَجَآءَ الْقَوْمُ زُهَآءَ اَلْفَ فَارِسٍ مَعَ الْحُرِّ بْنِ یَزِیْدَ التَّمِیْمِیِّ حَتّٰی
وَقَفَ هُوَ وَخَیْلُہٗ مُقَابِلَ الْحُسَیْنِ فِیْ حَرِّ الظَّهِیْرَۃِ پس جناب امام حسینؑ نے
حکم دیا کہ خیمے نصب کرو جب خیمے نصب کیے گئے اور سبکو اُتر واچکے تو دیکھا کہ حُر بن
یزید تمیمی بمقدار ہزار سوار کے ہمراہ لیکر آ پہونچا یہانتک کہ مع لشکر صف بستہ سامنے
حضرت کے تمازت آفتاب میں کھڑا ہوا وَالْحُسَیْنُ وَاَصْحَابُہٗ مُعْتَمُّوْنَ
مُتَقَلِّدُوْنَ بِاَسْیَافِهِمْ اور اِسطرف جناب امام حسین فرزند رسول الثقلین
حلقۂ اتقیا و ابرار میں مثل ماہ کامل کے جلوہ افروز تھے اور سب اصحاب جان نثار
باچہرہ ہائے ضیا بار کہ پیشانی سے ہر ایک کی نشان سجدوں کے نمایان اور نور
عبادت سے چہرے اُنکے تابان و درخشان تھے اور تمام عبا و عمامہ باندھے ہوئے
تلوارین حمائل کیے ہوے مرگ پر آمادہ مانند ستاروں کے گرد اُس ماہتاب امامت
دست بستہ بکمالِ ادب سر جھکائے ہوے منتظر حکم کھڑے تھے فَلَمَّا دَاۤ…

الحسین کان ہم و یحیوہم من شدۃ العطش توجع قلبہ وامر لفتیانہ وغلمانہ اسقوا القوم وردّوہم من الماء ورشفوا الخیل ترشیفا
پس جب وہ صف لشکر سامنے فرزند ساقی کوثر کے کھڑی ہوئی دیکھا ان حضرت نے
کہ شدت تشنگی سے حال ہر ایک سوار کا متغیر ہی اور مرکب اُنکے شدت حرارت
اور تشنگی سے زبانین نکالے ہین یہ دیکھتے ہی قلب اقدس اُس رحیم ابن رحیم کا بیقرار
ہوگیا اور اصحاب باوفا اور عزیز و اقربا سے فرمایا کہ جلد لشکر حر کو مع راکب و مرکب کے
سیراب کرو فاقبلوا فتیانہ وغلمانہ جمیعا الیہم فسقوہم کلہم ثم یملئون
القصاع والطساس من الماء ویدنونہا من الفرس پس حسب الارشاد
حضرت کے سب رفقا اور اقربائے مثل حضرت عباس دلاور اور شاہزادہ قاسم
وعلی اکبر اور فرزندان مسلم بن عقیل اور عون وجعفر کے پانی بلانا شروع کیا
یہانتک کہ تھوڑی دیر مین ہزار سوار کو آب سرد خوشگوار سے سیراب کیا اور بعد
سیراب کرنے سوارون کے طاس اور کاسہ ہائے بزرگ اُٹھا کر طرف سیراب
کرنے مرکبون کے مستعد ہوئے اور ایک ایک گھوڑے کے سامنے کاسہ لبالب
بآب کیا فاذا عب فیہا ثلاثا او اربعا او خمسا عزلت عنہ وسقوا
اخرھا حتی سقوا کلھا پس جب ایک گھوڑا اُسمین سے تین چار بلکہ پانچ مرتبہ
خوب سیر ہو کر منہ اپنا طاس سے اُٹھا لیتا تھا تو اُسوقت وہ طاس دوسرے
گھوڑے کے سامنے لیجاتے تھے یہانتک کہ ہزار مرکبون کو سیراب کیا علی بن طعان
محاربی کہتا ہی کہ مین لشکر حر مین پیچھے رہگیا تھا اور اُسوقت پہونچا کہ تمام لشکر سیراب
ہو چکا تھا فلما رای الحسین علیہ السلام ما بی وبفرسی من العطش

فَقَالَ اَنِخِ الرَّاوِیَۃَ جب امام حسین علیہ السلام نے میرا حال اور میرے گھوڑے کا حال
بسبب شدت تشنگی کے متغیر دیکھا فرمایا اَنِخِ الرَّاوِیَۃَ یعنے اِس شتر کو جسپر پانی ہے بٹھاؤ
چونکہ میری زبان مین راویہ مشک کو کہتے تھے مین خوب نہ سمجھا پھر فرمایا یَابْنَ الْاَخِ
اَنِخِ الْجَمَلَ ای پسر برادر اونٹ کو بٹھا جب مین نے اونٹ کو بٹھایا فرمایا پانی پی لے
مین پانی پینے لگا مگر شدت تشنگی سے ایسا حال تھا کہ مشک کا پانی بہا جاتا تھا اور
مین بخوبی پی نہ سکتا تھا حضرت نے فرمایا دہانہ مشک کو دُہرا کرلے مگر میری سمجھ مین
کچھ نہ آیا کہ کیونکر یون آخرکار فرزند ساقی کوثر خود بنفس نفیس کھڑے ہوے اور
دہانہ مشک کا اپنے دست حق پرست سے درست فرمایا اُسوقت مین مع مرکب کے
سیراب ہوا سبحان اللہ اُس جناب سے لشکر دشمن کا پیاسا رہنا نہ دیکھا گیا
اور راکب و مرکب کو سیراب کیا غالبًا وہ پہلی تاریخ ماہ محرم کی تھی اور دوسری
تاریخ روز پنجشنبہ کو حضرت امام حسین علیہ السلام وارد کربلا ہوے مگر افسوس
صد افسوس کہ ایسے رحیم اور محسن و کریم کو کنارۂ فرات پر روز عاشورا وہ اشقیا
پانی سے محروم رکھین اور اُنسے اور اُنکے اطفال خُردسال کو شدت تشنگی مین ایک
قطرہ پانی کا نہ دین ہرچند کہ وہ فرزند ساقی کوثر اُسوقت بکیسی مین فریاد
و استغاثہ کرے اور کوئی اُسکی فریاد نہ پہونچے بلکہ عوض مین اُس فریاد کے تیر
اور نیزہ اور شمشیر و پتھر اُسپر لگائین حالانکہ اُس لشکر اعدا مین وہ بیحیا بھی موجود
تھے کہ جو فیض عام سے اُس امام عالی مقام کے حُر کی ہمراہی مین سیراب ہوے تھے

لَوْاَنَّ سِبْطَ الْمُصْطَفٰی وَهُوَ ظَامِیٌ	يُرَادُ مِنَ الْمَاۤءِ الْمُبَاحِ وَيُحْرَمُ
وَقَدْ صُرِعَتْ اَنْصَارُهُ وَهُوَ مُفْرَدٌ	يُنَادِیْ اَلَا اَهْلٌ دَاحِمٌ يَتَرَحَّمُ

راوی کہتا ہی کہ نہین بھولتا مجھے وہ وقت کہ جب جناب امام حسین فرزند رسول الثقلین شدتِ تشنگی سے بیتاب تھے اور اس حالتِ تشنگی مین چاہتے تھے کہ آب فرات سے تھوڑا سا پانی کسی طرح میسر آئے لیکن وہ بیرحم اُس امام مظلوم کو فرات تک ہرگز نہ جانے دیتے تھے اور تمام اصحاب باوفا اور عزیز و اقربا گرد اُن حضرت کے مثل گوسفندانِ قربانی اُس ریگستانِ گرم پر غلطان بخاک و خون پڑے تھے اور وہ فرزند رسول خدا ایک ایک سے فریاد کرتا تھا کہ ای قوم جفا کار آیا تم مین سے کوئی بھی ایسا رحیم ہی جو ہمپر رحم کرے چنانچہ شاعر بزبانِ حال اُن حضرت کے کہتا ہی

یموتُ عطاشًا اھلُ بیتِ محمّدٍ	ویشربُ ھذا الماءَ ترکٌ و دیلمُ
ثلثُ لیالٍ قد مضین علی الولا	یا آیا مھا والماء علینا محرّمُ

ای اہل کوفہ و شام یہ کیا غضب ہی کہ اولاد رسول مختار شدتِ تشنگی سے جان بلب ہین اور تمام کفار مثل ترک و دیلم کے اِس پانی سے سیراب ہوتے ہین جائے حسرت و افسوس ہی کہ تین شبانہ روز بھیم ہمپر گذر چکے ہین کہ ایک قطرہ پانی کا ہمارے لبون تک نہین پہونچا ہی اور اطفال خُرد سال تک ہمارے مارے پیاس کے جان بلب ہین اور تمنے ہمپر پانی حرام کیا ہی آہ مومنین ہر چند کہ حضرت پانی طلب فرمایا کیے لیکن اُن اشقیانے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا آخر اُس امام مظلوم کو شدت تشنگی مین مثل گوسفند قربانی کے ذبح کیا چنانچہ صاحب مناقب لکھتے ہین کہ اُسوقت مظلوم کربلا شدت تشنگی سے زبان اطہر چباتے تھے اور العطش العطش فرماتے تھے الا لعنۃ اللہ

علی القوم الظالمین ؎

مجلس دوازدہم

عن ابی جعفر انہ قال ایما مؤمن دمعت عیناہ دمعۃ من اذی
فینا حتی تسیل علی خدیہ صرف اللہ عن وجھہ الاذی وامنہ
یوم القیمۃ من سخطہ والنار جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ
فرمایا اُن حضرت نے جو مومن روئے اُس مصیبت اور اذیت پر کہ جو اُس مومن کو
ہاتھ سے اعدائے دین کے ہماری محبت میں پہونچی ہو اور آنکھ سے اُسکی اشک نکلے
اور رخساروں پر اُسکے جاری ہو تو حق سبحانہ تعالی عوض میں اُسکے بروز قیامت
دفع کریگا اُس سے اپنے غضب کو اور اُسے نجات دیگا آتش دوزخ سے پس
حضرات تصور کیجیے اُس مصیبت کا جو آپکو محبت میں اہل بیت رسالت کے
پہونچی ہے اور گریہ و بکا کیجیے مصائب امام حسین علیہ السلام پر کہ تا باعث نجات آخرت ہو
اور ذاکر کا کام صرف یاد دلانا ہے کسی مصیبت کا اُن مصائب سے آہ آہ وہ جناب
منزل بمنزل طرف کوفہ کے تشریف لیے جاتے تھے پس کسی مقام پر خبر شہادت مسلم
بن عقیل اور ہانی بن عروہ پہونچی تھی اور کسی منزل پر خبر قتل عبد اللہ یقطر دریافت
ہوتی تھی اور کسی جگہ لشکر اعداسے ملاقات ہوتی تھی فی البحار وغیرہ انہ لما سار
الحسین من مکۃ الی العراق وبلغ ذلک ابن زیاد بعث حصین بن
نمیر بالقادسیۃ فی اربعۃ الاف فارس جناب بحار الانوار اور ارشاد
وغیرہ میں منقول ہے کہ جب امام حسین فرزند رسول الثقلین نے مکہ معظمہ سے طرف
عراق کے کوچ فرمایا اور یہ خبر ابن زیاد کو پہونچی اُسیوقت اُس ملعون نے

حصین بن نمیر ملعون کو چار ہزار سوار دیکر واسطے روکنے اُن حضرت کے روانہ کیا فلما نزل حصین اللعین بالقادسیۃ امر حر بن یزید التمیمی ان یستقبل الحسین فی الف فارس پس جب حصین لعین منزل قادسیہ پر پہونچا اُس جگہ مع لشکر آپ قیام کیا اور حر بن یزید تمیمی کو ہزار سوار دیکر طرف مکہ معظمہ کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ جہاں تجھ سے اور امام حسین سے ملاقات ہو تو تو اُن حضرت سے جدا نہونا فسار الحر من القادسیۃ حتی لقی من الحسین فسلم علیہ فرد علیہ السلام وقال من انت وما اسمک پس جب حر قادسیہ سے مع ہزار سوار اسطرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین جناب امام حسین سے ملاقات ہوئی اور حر نے مع اپنے لشکر کے صف بستہ ہوکر سلام عرض کیا اُن حضرت نے جواب سلام دیکر ارشاد فرمایا کہ ای شخص تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی قال انا حر بن یزید التمیمی فقال یا حر لنا ام علینا قال بل علیک یا ابن رسول اللہ فقال لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پس حر نے عرض کی کہ ای فرزند رسول مختار غلام کو حر بن یزید تمیمی کہتے ہین حضرت نے فرمایا کہ ای حر آیا تو لشکر لیکر ہماری نصرت و مدد کو آیا ہی یا بقصد جنگ ہمسے آیا ہی حر نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ مین بحکم ابن زیاد آپکے مقابلہ کو حاضر ہوا ہون یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فبینما اذ حضرت صلوۃ الظہر فامر بالاذان فخرج وقال للحر انت تصلی باصحابک قال لا بل نصلی معک فصلی بھم ثم دخل فی الخیمۃ پس وہ حضرت حر سے ایسا کلام ناگوار سنکر داخل خیمہ حرم محترم ہوئے کہ اس اثنا مین وقت نماز ظہر کا

داخل ہوا اُسوقت حضرت نے ارشاد کیا کہ مؤذن اذان کہے پس جب مؤذن
اذان سے فارغ ہوا اُسوقت جناب امام حسینؑ خیمہ حرم محترم سے برآمد ہوے
دیکھا کہ حر بھی مع اپنے لشکر کے آمادہ نماز ہے یہ دیکھکر حر سے فرمایا کہ ای حر آیا تو
مع اپنے لشکر کے علیحدہ نماز پڑھیگا حُر نے عرض کی یابن رسول اللہ باوصف
موجود ہونے امام زمان کے مین علیحدہ نماز نہ پڑھونگا بلکہ مین حضرت کے ساتھ ہی
نماز پڑھونگا پس حضرت نے دونون لشکرون کو نماز پڑھوائی اور بعد اُسکے
خیمہ اقدس مین داخل ہوے فلما حضرت العصر امر باصحابہ ان تھیؤا
للرحیل وتقدم وصلی بالقوم ثم سلم وانصرف بوجھہ الیھم
فحمد اللہ واثنی علیہ جب وقت نماز عصر کا داخل ہوا پھر حضرت خیمہ
اقدس سے برآمد ہوے اور اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ آمادہ کوچ رہو
اور مؤذن کو واسطے اذان کے حکم دیا جب مؤذن اذان سے فراغت پاچکا
اُسوقت اُن حضرت نے پھر دونون لشکرون کو نماز عصر پڑھوائی اور بعد
سلام کے لشکر حر کی طرف متوجہ ہوے اور خطبہ بلیغ متضمن بحمد وثناے الٰہی
اور نعت جناب رسالت پناہی بکمال فصاحت ادا کیا ثم قال ایھا الناس
انی لم اٰتکم حتی اتتنی کتبکم بان لک مالنا وعلیک ما علینا فان کنتم
علی ذلک فقد اتیتکم وان کنتم کارھین قدومی انصرفت عنکم
بعد اُسکے فرمایا ایہا الناس بہ یقین جانو کہ مین خود بخود اسطرف نہین آیا ہون
بلکہ جب نامہ وپیام تمسبکے بکثرت میرے پاس اس مضمون کے پہنچے کہ ہم
بہرکیف تابع فرمان ہین آور جو دوست ہے آپکا وہ دوست ہے ہمارا اور جو دشمن ہے

آپکا وہ دشمن ہو بمارا ابن حسب الطلب تمھارے یہانتک آیا ہون اب اگر تم میرے آنے سے ناراض ہو تو مجھ سے بیان کرو کہ مین قصد آگے بڑھنے کا نہ کرون اور یہین سے پھر جاؤن قَالَ الْحُرُّ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا اَعْرِفُ مَنْ کَتَبَ وَمَنْ اَرْسَلَ اِلَیْکَ وَاِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ لَا اُفَارِقَکَ اِلَّا عِنْدَ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ زِیَادٍ حُرؑ نے یہ سُنکر عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ فدوی کو مطلق حال اس نامہ و پیام کا معلوم نہین ہو بلکہ مین نہین جانتا کہ کسنے آپکی طلب مین یہ خطوط لکھے ہین اور مین ملازم ابن زیاد کا ہون مجھے حکم اُسکا یہ ہو کہ جس جگہ تجھ سے اور حضرت سے ملاقات ہو وہان سے تو اُنھین اور کسی طرف نہ جانے دینا اور جسطرح ہو سکے حضرتؑ کو میرے پاس لے آنا فَقَالَ یَا حُرُّ اَلْمَوْتُ اَوْلٰی مِنْ ذٰلِکَ وَاَمَرَ بِاَصْحَابِہٖ فَقُوْمُوْا وَارْکَبُوْا فَرَکِبُوْا وَانْتَظَرُوْا حَتّٰی رَکِبَتْ نِسَائُہٗ وَاَطْفَالُہٗ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا حَالَ الْقَوْمُ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ الْاِنْصِرَافِ پس جب حضرت نے یہ سنا فرمایا کہ ای حر کب ہو سکتا ہو کہ مین تیرے ساتھ قید ہو کر اُس ملعون کے پاس جاؤن میرے نزدیک اس مذلت کے جانیسے مرنا بہتر ہو بعد اُسکے اپنے رفقا سے فرمایا کہ سوار ہو اور چلو سنتے ہی اس ارشاد فیض بنیاد کے سب جان نثار سوار ہوے اور منتظر رہے تاآنکہ اہل حرم اور اطفال بھی محملون مین سوار ہوے آہ مومنین اصحاب باوفانے خیال احترام اہل بیت حضرت خیر الانام کا کیا مگر افسوس ہو صحرائے کربلا کی سواری اہل بیت پر کہ بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کے شتران برہنہ پر بظلم وستم سوار ہو کر راہی کوفہ و شام ہوے اُسوقت کہان تھے یہ دیندار کہ احترام و پاس حرم جناب رسول خدا کا کرتے غرض جبکہ اصحاب

باوفا نے قصد وہاں سے پھرنے کا کیا لشکر حر مانع ہوا اور روکنے لگا فقالوا یا ابن رسول اللہ
اِنَّ القَومَ یَمنَعُنا مِنَ الاِنصِرافِ فَما تَریٰ فِیهِ فَلَمّا سَمِعَ الحُسَینُ ذٰلِکَ اَقبَلَ
اِلَی الحُرِّ وَقالَ یا حُرُّ ثَکِلَتکَ اُمُّکَ ما تُرِیدُ بِنا پس جب اس جماعت ابرار نے
ایسی بیحیائی اس قوم اعدا سے ملاحظہ کی چاہا کہ ان اشقیا کو دفع کریں لیکن خیال
اسکے کہ ایسا نہو کہ یہ امر فرزند رسول خدا کے خلاف ہو اسلیے حضرت سے عرض کی
کہ اے آقا لشکر حر ہمیں جانیسے روکتا ہے اب جیسا حکم ہو بجالائیں پس یہ سنکر رنگ چہرہ
اقدس حضرت کا متغیر ہوا اور حر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے حر ماں تیری تیرے
ماتم میں بیٹھے کیا قصد ہے تیرا ہمسے فقال الحر یا ابن رسول اللہ اما لو کان غیرک
مِنَ العَرَبِ یَقُولُ ذٰلِکَ لی وَهُوَ عَلیٰ مِثلِ الحالِ الَّتی اَنتَ عَلَیها وَاللہِ
ما تَرَکتُ ذِکرَ اُمِّهِ بِالثُّکلِ کائِناً ما کانَ یہ سنتے ہی اس کلمہ کے حر کو حمیت عرب
دامنگیر ہوئی اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ اگر کوئی شخص شجاعان عرب سے
برسر مجمع میری ماں کا اسطرح سے ذکر کرتا تو قسم خدائے عزوجل کہ میں بھی اسکی
ماں کا ذکر اسی طرح سے کرتا وَلٰکِن وَاللہِ ما لی مِن ذِکرِ اُمِّکَ مِن سَبِیلٍ
اِلّا بِاَحسَنِ ما نَقدِرُ عَلَیهِ لیکن ذکر انکی والدہ ماجدہ کا کہ وہ صدف عصمت
وطہارت اور معدن علم وحکمت اور سیدۂ نساء العالمین ہیں میری مجال نہیں ہے
کہ بدون تعظیم سوائے مدح وثنا اور صلوات کے اور کسی طرح کی بات زبان پر
لاسکوں فقال الحسین ع یا حر ما ترید منی قال الحر ارید ان انطلق
بک الی عبید اللہ بن زیاد حضرت نے فرمایا کہ اے حر پھر مطلب تیرا کیا ہے
ہمارے روکنے سے حر نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ مجھے مقصود یہ ہے کہ میں

حضرت کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس کوفہ مین لیچلون اور کسی طرف آپکو نہ جانے دون
فَقَالَ الْحُسَیْنُ اِذًا وَاللّٰہِ لَا اَتْبَعُكَ فَقَالَ الْحُرُّ اِذًا وَاللّٰہِ لَا اَدَعُكَ فَتَرَادَّ
الْقَوْلَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ حضرت نے فرمایا کہ ای حر قسم بخداے عز و جل مین ہرگز تیرے ساتھ
قید ہوکر اُس ملعون کے پاس نہ جاونگا حر نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ قسم بخدا کہ مین بھی
آپکو اور کسی طرف نہ جانے دونگا پس حر مین اور حضرت مین دو تین مرتبہ اسیطرح سے
ردّ و بدل رہی فَقَالَ الْحُرُّ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِنْ اَبَیْتَ فَخُذْ طَرِیْقًا لَا یُدْخِلُكَ
الْکُوْفَةَ وَلَا یَرُدُّكَ الْمَدِیْنَةَ آخرکار حر نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ اگر آپکو
اب کوفہ چلنے مین انکار ہی تو آپ ایسی راہ اختیار کیجیے کہ نہ تو وہ راہ کوفہ جاتی ہو
اور نہ طرف مدینہ کے فَتَیَاسَرَ مِنْ طَرِیْقِ الْعُذَیْبِ وَالْقَادِسِیَّةِ وَالْحُرُّ
مَعَہٗ حَتّٰی اِنْتَھٰی اِلٰی نِیْنَوٰی پس اُن حضرت نے عرض کو حر کی قبول فرمایا اور
راہ عذیب اور قادسیہ سے جانب یسار میل کیا مگر حر بھی مع اپنے لشکر کے ہمراہ رکاب تھا
یہانتک کہ حضرت مع اپنے اعوان و انصار کے زمین نینوے پر پہونچے فَبَیْنَا کَذٰلِكَ
اِذْ وَقَفَ جَوَادُ الْحُسَیْنِ کَانَ تَحْتَہٗ فَنَزَلَ عَنْہُ وَرَکِبَ غَیْرَہٗ فَلَمْ یَنْبَعِثْ
اَحَدٌ مِنْھَا خُطْوَةً وَاحِدَةً پس یکایک وہ راہوار کہ جسپر جناب امام حسین ع
سوار تھے چلتے چلتے ٹھہر گیا حضرت ناچار اُسے چھوڑ کر دوسرے گھوڑے پر سوار ہوے
لیکن وہ بھی مثل پہلے کے آگے نہ بڑھا چنانچہ بروایت ابو مخنف اُن حضرت نے
چھ گھوڑے بدلے اور ہرچند چاہا کہ کوئی اُنمین سے آگے بڑھے لیکن کسی نے ایک
قدم بھی آگے نہ رکھا فَقَالَ الْحُسَیْنُ ع مَا یُقَالُ لِھٰذِهِ الْاَرْضِ قَالُوْا یَا بْنَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ ع مِرْوَ لَا تَسْئَلْ قَالَ سَئَلْتُکُمْ بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِہٖ اَنْ تُخْبِرُوْنِیْ

باسمہا پس اُسوقت حضرت امام حسینؑ نے وہان کے باشندون سے پوچھا کہ نام اِس زمین کا کیا ہی اُن لوگون نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ آپکو نام سے اُس زمین کے کیا مقصود ہی مناسب یہ ہی کہ آپ کچھ نہ پوچھیے اور جسطرح ہوسکے آگے چلے جائیے یہ سنکر حضرت نے اُنسے فرمایا کہ قسم ہی تمکو خدا اور رسول کی کہ مجھے نام سے اِس زمین آگاہ کرو فقالوا یقال لہا نینوی فقال ہل لہا اسم غیر ہذا قالوا شاطی الفرات قال ہل لہا اسم غیر ہذین الاسمین قالوا ارض کربلا جب حضرت نے بہت اصرار کیا تو سبنے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ اِس زمین کو صحرائے نینوا کہتے ہین یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ کچھ اور بھی اِسکا نام ہی وہان کے باشندون نے عرض کی کہ اِسے شط فرات بھی کہتے ہین پھر حضرت نے فرمایا کہ سوا اِن دو نامون کے اور بھی کچھ نام اِسکا مشہور ہی اُن لوگون نے عرض کی کہ البتہ اِسے زمین کربلا بھی کہتے ہین فعند ذلک تنفس الصعداء وبکی بکاءً شدیداً فقال لہم ناولونی قبضۃ من تراب ہذہ الارض پس جب امام حسین علیہ السلام نے نام اُس صحرا کا کربلا سُنا ایک آہِ پُردرد کھینچکے بشدت روے اور فرمایا کہ ایک مشتِ خاک اِس زمین سے مجھے اُٹھا دو فاخذ قبضۃ منہا واخرج طینۃ من جیبہٖ فقال ہذہ الطینۃ جاء بہا جبرئیلؑ الی جدی لیلۃ ولدتنی امی پس حسب الارشاد ایک شخص نے ایک مشتِ خاک اُٹھاکر دی حضرت نے اُس خاک کو دستِ مبارک مین لیا اور اپنی جیب سے بھی ایک مشت خاک نکالی اور فرمایا کہ یہ وہ خاک ہی کہ جس شب کو مین پیدا ہوا تھا اُسی شب کو جبرئیل بحکم رب جلیل میرے جد امجد رسول خداؐ کے پاس یہ خاک لیکر

آمے تھے وَقَالَ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ تُرْبَةٌ مِّنْ مَوْضِعِ قَبْرِ هٰذَا الْمَوْلُوْدِ
فَهٰذِهٖ وَاللّٰهِ اَرْضُ كَرْبٍ وَّبَلَاءٍ اور جبرئیل نے میرے نانا سے عرض کی تھی کہ
یا رسول اللہ یہ خاک ہے اُس زمین کی کہ جس جگہ قبر اِس مولود کی بنے گی پس دیکھا
مین نے کہ وہ خاک اِس مشت خاک سے ملتی ہے قسم بخدائے عزّ وجل کہ یہ زمین جائے
کرب وبلا ہے چنانچہ شاعر بزبان حال اُن حضرت کے کہتا ہے ؎

فَفِیْ هٰذِهٖ یَا قَوْمُ قَتْلِیْ وَمَصْرَعِیْ	وَهَتْكُ حَرِیْمِیْ عَاجِلًا لَا مُؤَجَّلَا

ایہا الناس یہ وہ جگہ ہے کہ جس جگہ مین شہید ہونگا اور یہ وہ جگہ ہے کہ جہان مین اپنے
خون مین غلطان ہونگا اور یہ وہ زمین ہے کہ جسپر ہتک عزت ہمارے اہل حرم کی
ہوگی اور یہ سب مصیبتین ہمپر عنقریب ہوا چاہتی ہین ؎

وَفِیْ هٰذِهٖ تَضْحَی الرُّؤُسُ عَلَی الْقَنَا	یُسَیِّرُنَا الْاَقْوَامُ لَنْ یَّتَمَهَّلَا
وَفِیْ هٰذِهٖ نَبْقٰی عَلَی الْاَرْضِ صَرْعًا	بِلَا كَفَنٍ نَبْقٰی وَلَنْ نَتَغَسَّلَا

اور یہ وہ جگہ ہے کہ سر ہمارے نیزہ و تیر بلند ہونگے اور قریب ہے کہ اشقیائے امت
سر ہمارے نیزہ و تیر رکھکر طرف کوفہ کے کوچ کرین اور اِسی جگہ لاش ہماری آلودہ
بخاک وخون بےغسل وکفن کئی روز تک پڑی رہیگی پس حضرت گھوڑے سے
اُترے اور اُسی صحرائے کربلا مین خیمے بپا کیے چنانچہ محرق القلوب وغیرہ مین
منقول ہے کہ حر نے ابن زیاد کو لکھا کہ مین مع حضرت کے وارد زمین کربلا ہوا
یہ سُنکر اُس ملعون نے فوراً لشکر کو روانہ کرنا شروع کیا یہانتک کہ دوسری
تاریخ محرم سے نوین تک لاکھون اشقیا واسطے قتل فرزند رسول خدا کے
جمع ہوے اور پانی تک بند کیا اور اطفال خردسال شدت تشنگی سے فریاد

العطش العطش کرتے تھے ہائے افسوس فرزند رسول خدا کو اعدائے محاصرہ کر لیا اور راہ چارہ و تدبیر بند کی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ہفدہم

فی المنتخب عن بعض اصحاب الصادق علیہ السلام انہ قال کنا عندہ فذکر الحسین فبکی الصادق وبکینا معہ منتخب وغیرہ مین بعض اصحاب جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہو کہ کہا اُسنے ایک روز ہم سب خدمت باسعادت جناب صادق مین حاضر تھے اتفاقاً ایک شخص نے ہم مین سے ذکر کیا جناب امام حسین علیہ السلام کا پس سنتے ہی نام اُن حضرت کا جناب صادق علیہ السلام رونے لگے اور ہم سب بھی ہمراہ حضرت کے رونے لگے ثم رفع راسہ وقال قال الحسین انا قتیل العبرۃ قتلت مکروباً وحقیق علی ان لا یاتینی مکروب الا ردہ اللہ تعالیٰ الی اہلہ مسروراً بعد اُسکے حضرت نے سر اقدس بلند کیا اور فرمایا کہ جناب امام حسین نے فرمایا ہو کہ مین شہید و قتیل راہ خدا ہون حالت مظلومی اور بیکسی اور عین کرب و ملال کا اور مین وہ مظلوم ہون کہ جس مومن کے سامنے میرا ذکر ہوگا بے اختیار وہ مومن میری مصیبت پر رویگا پس جو مومن کسی مصیبت مین مبتلا ہوگا اور میری زیارت کو آویگا تو سزاوار ہو وہ اس امر کا کہ جناب احدیت بسبب میری دعا کے اُس مومن کو اُس رنج و کرب سے نجات دے یہانتک کہ وہ شخص خوش و خرم اپنے اہل و عیال سے ملحق ہوگا پس حضرات گریہ و بکا کیجیے اُس مظلوم کی مصیبت پر کہ یہ بڑے ہولناک روز کام آیگا اور مصائب

اُن حضرت کے بے انتہا ہین اور ذاکر کا کام یاد دلانا کسی مصیبت کا ہی منجملہ اُن مصائب کے
آہ آہ اُس مظلوم کو اشقیا نے روضہ رسول خدا اور فاطمہ زہرا سے جدا کیا اور
مکہ معظمہ مین بھی کہ جاے امن تھا رہنے نہ دیا اور مع اہل و عیال کے آوارہ وطن
کیا فی البحار وغیرہ اَنَّهُ لَمَّا سَارَ الْحُسَيْنُ مِنَ الثَّعْلَبِيَّةِ فَاعْتَرَضَهُ الْحُرُّ
ابْنُ يَزِيدَ التَّمِيمِيُّ قَالَ يَا هٰذَا مَا تُرِيدُ مِنِّي قَالَ اِنَّمَا اَمَرَنَا اَنْ لَا نُفَارِقَكَ
اِلَّا عِنْدَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ چنانچہ بحار الانوار وغیرہ مین منقول ہی کہ جب
امام حسین علیہ السلام نے منزل ثعلبیہ سے کوچ فرمایا اُسوقت حر بن یزید تمیمی نے
مع ہزار سوار کے اُس جناب کو راہ مین روکا حضرت نے فرمایا کہ ای شخص تجھے
ہمارے روکنے سے کیا مقصود ہی حر نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ مین مامور ہون
طرف سے عبید اللہ بن زیاد کے اس امر پر کہ جہان تجھ سے اور حضرت سے ملاقات
ہو جائے جسطرح تجھ سے ہوسکے اُن حضرت کو میرے پاس لے آنا اور اُنسے جدا
نہونا فَقَالَ الْحُسَيْنُ يَا حُرُّ اَلْمَوْتُ اَوْلٰى مِنْ رُكُوْبِ الْعَارِ وَاللهِ اِنِّي
لَا اَتْبَعُكَ پس یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ ای حر یہ ہرگز نہین ممکن ہی کہ تو مجھے
عبید اللہ بن زیاد کے پاس لیجاے قسم بخداے عزوجل کہ میرے نزدیک اِس
ننگ و عار سے مرنا بہتر ہی اور مین ہرگز تیرا کہنا اِس امر مین نہ مانونگا فَقَالَ الْحُرُّ
يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ اِنْ اَبَيْتَ فَخُذْ طَرِيْقًا لَا يُدْخِلُكَ الْكُوْفَةَ وَلَا يَرُدُّكَ
اَلْمَدِيْنَةَ لِيَكُوْنَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ نَصَفًا فَلَعَلَّ اللهَ يَرْزُقُنِي الْعَافِيَةَ مِنْ
اَنْ اُبْتَلٰى بِشَيْءٍ مِنْ اَمْرِكَ جب حر نے دیکھا کہ حضرت کسی طرح میرا کہنا قبول
نہ کرینگے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ اگر آپکو کوفہ چلنے سے انکار ہی تو آپ وہ راہ

اختیار کیجیے کہ جو نہ مدینہ کو جاتی ہو اور نہ کوفہ کو شاید کہ حق سبحانہ تعالیٰ مجھے نجات دے
اِس بلا سے کہ میں کوئی امر خلاف راے اقدس کے کروں کہ وہ موجب ناخوشی
جناب احدیت کا ہو فَاَقْبَلَ الْحُسَیْنُ اِلٰی اَصْحَابِہٖ وَقَالَ ھَلْ فِیْکُمْ اَحَدٌ یَعْرِفُ
الطَّرِیْقَ عَلٰی غَیْرِ الْجَادَّۃِ فَقَالَ الطِّرِمَّاحُ یَاسَیِّدِیْ اَنَا اَعْرِفُ بِہٖ پس
حضرت نے عرض کو حر کی قبول فرمایا اور اپنے اصحاب سے ارشاد کیا کہ کوئی تم میں سے
اور راہ سواے اس شاہراہ کے بھی جانتا ہے طرماح بن عدی نے کہ اصحاب سے
حضرت کے تھے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ میں اور راہ سواے راہ مشہور کے
جانتا ہوں فَسَارَ مَعَ اَصْحَابِہٖ وَسَارَ الْحُرُّ مَعَہٗ فِیْ اَصْحَابِہٖ حَتّٰی اَنْتَھٰی اِلٰی
نَیْنَوٰی فَاِذَا بِرَاکِبٍ عَلٰی نَجِیْبٍ لَہٗ عَلَیْہِ سِلَاحٌ مُتَنَکِّبًا قَوْسًا مُقْبِلًا مِّنَ
الْکُوْفَۃِ پس وہ دیندار آگے لشکر کے ہوا اور حضرت نے مع اصحاب وفاشعار وہی
راہ اختیار کی اور حر بھی مع اپنے لشکر کے ہمراہ رکاب ہوا یہاں تک کہ دوسری
ماہ محرم کو حضرت زمین نینوے پر پہونچے ناگاہ دیکھا کہ ایک شتر سوار کمان بردوش
اور مسلح جانب کوفہ سے چلا آتا ہے فَوَقَفُوْا جَمِیْعًا فَلَمَّا انْتَھٰی اِلَیْھِمْ سَلَّمَ عَلَی الْحُرِّ
وَاَصْحَابِہٖ وَلَمْ یُسَلِّمْ عَلَی الْحُسَیْنِ وَدَفَعَ اِلَی الْحُرِّ کِتَابًا مِّنِ ابْنِ زِیَادٍ
پس اُس شتر سوار کو آتے دیکھکر سب ٹھہر گئے جب وہ روبرو آیا اُس بےحیا نے حر
اور لشکر حر پر سلام کیا اور فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کو سلام
نہ کیا اور حر کو نامہ ابن زیاد حوالہ کیا آہ مومنین مقام حسرت و افسوس ہے کہ اُس
شتر سوار نے حر کو سلام کیا اور فرزند رسولؐ کو سلام نہ کیا یہ انقلاب دیکھیے کہ ذریت
رسول خدا سے ایسا زمانہ منحرف ہو گیا تھا کہ اشقیاے کوفہ سلام بھی نہ کرتے تھے

باوجودیکہ ہزاروں نامے لکھکر مہمان بلایا تھا اور اب عوض اُسکا یہ ہی سلام علی ناگوار
ذفرہا اللہ ثُمَّ اَقبَلَ الحُرُّ اِلَی الحُسَینِ وَقَالَ یَاسَیِّدِی هٰذَا کِتَابُ الاَمِیرِ
یَامُرُنِی اَن اُجَعجِعَ بِکَ فِی المَکَانِ الَّذِی یَاتِی کِتَابُهٗ وَلَا اَرَاکَ اِلَّا عَلٰی
غَیرِ مَاءٍ وَلَا فِی قَریَةٍ غرضکہ حر نے نامہ ابن زیاد پڑھا اور بعد اُسکے حضرت سے
عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ یہ نامہ ہے ابن زیاد کا اور اسمیں مجھے لکھا ہے کہ جس جگہ
یہ نامہ میرا تجھے پہونچے اُسی جگہ امام حسین کو روکنا اور کسی طرف جانے نہ دینا اور
ایسے صحرائے کربلا میں اُتارنا کہ جسکے قریب میں بھی کہیں آبادی اور پانی نہ ہو فقال
الحُسَینُ یَا هٰذَا دَعنَا وَیحَکَ نَنزِلُ فِی هٰذِهِ القَریَةِ وَهٰذِهِ یعنی
نَینَوٰی اَوِ الغَاضِرِیَّةِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ قَد بُعِثَ اِلَیَّ عَینًا
حضرت نے یہ سنکر حر سے فرمایا کہ اے شخص وائے ہو تجھپر ہمیں یہاں مت روک اتنا آگے
ٹھہرنے دے کہ ہم ان قریوں میں کہ سامنے ہیں یعنی نینوے یا غاضریہ میں جا اُتریں
حضرات یہ اُس جناب نے شاید اس خیال سے فرمایا ہو کہ ہمراہ اُس جناب کے
اطفال خُرد سال تھے کہ تا اُنکو کسی طرح کی تکلیف نہو اور آبادی میں راحت و
آرام سے غرضکہ حر نے عرض کی کہ قسم بخدا کہ یہ نہیں ہو سکتا ہے اسلیے کہ یہ شخص واسطے
خبر کے بطور جاسوس مجھپر مقرر ہو کر آیا ہے پس میں خلاف حکم کے نہیں کر سکتا ہوں
ہر کیف حضرت کو اسی صحرا میں اُترنا ہو گا ثُمَّ هَمَّ الحُسَینُ بِالمَسِیرِ

فَلَم یُبعَث بِهِم الحُسَینُ بِخَطوَةٍ — فَقَالَ اَلَا یَا صَحبُ مَا هٰذِهِ الفَلَا
فَقَالُوا اسمُهٗ کَربَلَا فَقَالَ هُوَ نَوا — مَسِیرُکُم یَا قَومُ قَد نَزَلَ البَلَا

راوی کہتا ہے کہ حضرت نے اسکے روکنے اور منع کرنے کی طرف التفات

نفرمائی اور چاہا کہ آگے بڑھیں اور مرکب کو مہمیز کیا لیکن اُسنے ایک قدم بھی آگے
نہ بڑھایا جب حضرت نے دیکھا کہ کسی طرح گھوڑا قدم آگے نہیں رکھتا ہی تو اُسوقت
فرمایا کہ ای دوستو اِس بیابان وصحرا کا کیا نام ہی اُنھون نے عرض کیا کہ یابن رسول اللہ
اِس زمین کو کربلا کہتے ہین سنتے ہی نام کربلا کا فرمایا کہ خیمے ہمارے یہین بپا کرو کہ سفر
ہمارا تمام ہوا اب قریب ہی کہ ہم مصائب بے انتہا مین مبتلا ہون اور یہی مقتل
اور مدفن ہمارا ہی وَفِی المنتخب فَعِنْدَهَا تَنَفَّسَ الصُّعَدَاءَ وَبَكٰی بُكَاءً
شَدِیْدًا وَقَالَ هِيَ وَاللّٰهِ اَرْضُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ اور منتخب مین یون منقول ہی
کہ بعد اُسکے حضرت نے ایک آہ سرد کھینچی اور بشدت روئے اور فرمایا کہ قسم بخدائے
عز وجل یہ زمین جائے کرب وبلا ہی ثُمَّ قَالَ قِفُوْا وَلَا تَبْرَحُوْا هٰهُنَا وَاللّٰهِ مُنَاخُ
رِكَابِنَا وَهٰهُنَا وَاللّٰهِ مَسْفَكُ دِمَائِنَا وَهٰهُنَا وَاللّٰهِ تُسْبٰی حَرِيْمُنَا بعد اُسکے
فرمایا کہ یہین توقف کرو اور آگے نہ بڑھو قسم بخدا کہ یہی مقام ہمارے اُترنے کا ہی اور یہ
وہ جگہ ہی کہ جہان خون ہمارا بہایا جائیگا اور اسی جگہ اہل حرم ہمارے اسیر ومقید
کیے جائینگے وَهٰهُنَا وَاللّٰهِ مَحَلُّ قُبُوْرِنَا وَهٰهُنَا وَاللّٰهِ مَحْشَرُنَا وَمَنْشَرُنَا وَهٰهُنَا
وَعَدَنِيْ جَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَا خُلْفَ لِقَوْلِهٖ ثُمَّ نَزَلَ عَنْ فَرَسِهٖ اور قسم
بخدا یہی مقام ہماری قبرون کا ہی اور یہین سے ہم بروز قیامت محشور ہونگے اور
اپنی قبرون سے اُٹھینگے اور اسی مقام کا وعدہ کیا تھا مجھسے میرے جد امجد
جناب رسول خدا نے اور اُن حضرت کا فرمایا کبھی خلاف نہین ہوتا بعد اُسکے
امام حسین علیہ السلام گھوڑے سے اُترے فَضَرَبَ اَبْنِيَتَهٗ وَاَنْزَلَ نِسَاءَهٗ
وَحَرِيْمَهٗ قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ اَنَّهٗ لَمَّا نَزَلَ عَلٰی اَرْضِ كَرْبَلَا وَرَدَ عَلَيْهِ كِتَابٌ

عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ زِیَادٍ پس حضرت نے وہین خیمے بپا کیے اور اپنے اہل حرم کو اُتروایا
چنانچہ ابو مخنف نے یون روایت کی ہی کہ جب حضرت وارد زمین کربلا ہوے
اُسیوقت ایک نامہ ابن زیاد کا حضرت کے پاس پہونچا فَفَضَّہٗ وَقَرَأَہٗ وَاِذَا
فِیْہِ اَمَّا بَعْدُ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِنَّ یَزِیْدَ قَدْ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَنْ لَّا اَشْبَعَ
بِالْفَطِیْرِ وَلَا تَوَسَّدَ بِالْوَثِیْرِ حَتّٰی اُلْحِقَکَ بِاللَّطِیْفِ الْخَبِیْرِ اَوْ تَرْجِعَ
اِلٰی حُکْمِیْ وَحُکْمِ الْاَمِیْرِ پس حضرت نے اس نامہ کو کھولکر پڑھا اُسمین یہ لکھا تھا
کہ یا ابن رسول اللہ مجھے حکم یزید حاکم شام کا پہونچا ہی کہ مین سیر ہوکر نان باریک
و تازہ نہ کھاؤن اور بالشہاے نرم زیر سر تکیہ رکھکر بستر نرم پر نہ سوؤن جبتک کہ
آپکو قتل نکرلون یا یہ کہ آپ تابع اور محکوم ہون میرے اور یزید کے فَرَمٰی
الْحُسَیْنُ وَرَمَاہُ عَلَی الْاَرْضِ پس جب حضرت مضمون نامہ پر مطلع ہوے
اُس کاغذ کو پارہ پارہ کرکے زمین پر پھینکدیا اور کچھ جواب اُس نامہ کو نہ دیا بلکہ
اُسنے جواب کے لیے عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ جواب اسکا کچھ ہمارے پاس
نہین ہی اِلَّا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ

مجلس چہاردہم

فِی الْمَنَاقِبِ وَغَیْرِہٖ اَنَّہٗ نَزَلَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ یَوْمِ الْخَمِیْسِ اَوْ
یَوْمِ الْاَرْبِعَاءِ بِکَرْبَلَا وَذٰلِکَ فِیْ یَوْمِ الثَّانِیْ مِنَ الْمُحَرَّمِ سَنَۃَ اِحْدٰی
وَسِتِّیْنَ مِنَ الْہِجْرَۃِ مناقب وغیرہ مین منقول ہی کہ جناب امام حسین
علیہ السلام بروز پنجشنبہ یا روز چہارشنبہ وارد صحراے کربلا ہوے اور وہ دوسری
تاریخ ماہ محرم سنہ اکسٹھ ہجری کی تھی وَرَوٰی شَیْخُنَا الْبَہَائِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ

اَنَّ الْحُسَیْنَ لَمَّا نَزَلَ اَرْضَ کَرْبَلَا اَمَرَ بِاِحْضَارِ اَهْلِ الْقُریٰ اَهْلِ نِیْنَوٰی
اور شیخ بہاء الدین عاملی علیہ الرحمہ نے کشکول مین روایت کی ہی کہ جب فرزند
رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام وارد زمین کربلا ہوے اُسیوقت
اہل قریٰ نینویٰ کو کہ زمیندار اور مالک اُس زمین کے تھے اپنی حضور مین
طلب فرمایا فَقَالَ لَهُمْ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُقِیْمَ فِیْ اَرْضِکُمْ هٰذِهٖ وَاُحِبُّ
اَنْ اَجْعَلَهَا مَسْکَنِیْ فَاِنْ بِعْتُمُوْهَا عَلَیَّ کَانَ ذٰلِكَ لِیْ رِضًا جب زمیندارانِ
کربلا حاضر ہوے تو حضرت نے اُنسے ارشاد فرمایا کہ ہمنے تمھین اِسلیے طلب کیا ہی
کہ ہمین آب و ہوا اِس سرزمین کی بہت پسند آئی اور ہم چاہتے ہین کہ اگر تم اِس
زمین کو ہمارے ہاتھ بیچ کرو تو ہم اِس جنگل کو آباد کرین اور مسکن اپنا گردانین
اور یہ امر باعث ہماری خوشنودی و رضامندی کا ہی فَقَالُوْا لَهٗ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
قَدْ سَمِعْنَا مِنْ اٰبَائِنَا الْاَوَّلِیْنَ اَنَّ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَاِبْرَاهِیْمَ وَغَیْرَهُمْ
مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالْوَصِیِّیْنَ لَمْ یَرِدْ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَلٰی هٰذِهِ الْاَرْضِ اِلَّا قَدْ
اَصَابَتْهُ بَلِیَّةٌ عَظِیْمَةٌ وَمُصِیْبَةٌ فَخِیْمَةٌ جب وہ زمیندار قصد اقامت
سید ابرار پر مطلع ہوے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ فدا ہون ہم آپ پر آپ خود
مالک و مختار ہین ہمارے اور اِس زمین کے لیکن جو امر کہ حضرت کے لیے مناسب ہو
اُسے عرض کرنا حضور مین ہمارے زعم ناقص مین ضرور ہی وہ یہ ہی کہ ہم اپنے
آبا و اجداد سے سنتے آئے ہین کہ جب حضرت آدمؑ و نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ
اور جو کوئی انبیا و اوصیائے سابق سے اِس زمین پر وارد ہوا ہی وہ ضرور
مصیبت و بلائے عظیم مین مبتلا ہوا ہی فَاِیَّاكَ اَنْ تَسْکُنَ فِیْهَا فَقَالَ الْحُسَیْنُ

کَیۡفَ ھُوَ فَاِنَّہٗ قَدۡ جَرٰی بِہٖ قَلَمُ الۡقَضَآءِ مِنۡ یَوۡمِ خُلِقَتِ السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ
پس ای فرزند رسول خدا آپ ایسی زمین پر قصد سکونت رکھتے ہین خدا نخواستہ
ایسا ہو کہ آپ کسی بلا مین گرفتار ہو جائین پس یہان تشریف رکھنا حضرت کا ہرگز
مناسب نہین ہی اور ہم غلامون کو نہایت شاق ہی جب حضرت نے یہ کلام اہل نینوا
و غاضریہ سے سنا فرمایا کہ تمنے بمقتضاے محبت و دینداری کے جو امر کہ مناسب تھا
وہ کہا لیکن مین حکم پروردگار سے ناچار ہون اسلیے کہ جس روز سے حق سبحانہ تعالی نے
زمین و آسمانون کو خلق کیا ہی اُسی روز سے اس صحراے کربلا کو مسکن ہمارا اقرار
دیا ہی پس مجھے کچھ چارہ نہین ہی سوا اِسکے کہ مین اسی جنگل مین مقیم ہون اور اس
زمین کو آباد کرون فَاشۡتَرٰی بِھِمُ النَّوَاحِیَ الَّتِیۡ فِیۡھَا الۡبَرَکَۃُ وَالشِّفَاءُ
اِلٰی اَرۡبَعَۃِ اَمۡیَالٍ بِسِتِّیۡنَ اَلۡفَ دِرۡھَمٍ فِیۡھَا قَبۡرُ سَیِّدِ الۡاِنۡسِ وَالۡجَانِّ
وَقُبُوۡرُ اَصۡحَابِہٖ اِلَی الۡاٰنَ غرضکہ جناب امام حسین علیہ السلام نے برضا و رغبت
زمینداران نیک انجام کے چار میل تک وہ زمین کہ مملو ہی برکت و شفا سے
ساٹھ ہزار درہم کو خریدی کہ جہان قبر مقدس اُن حضرت کی اور قبور شہدا کے
ابتک اُسی جگہ موجود ہین ثُمَّ تَصَدَّقَ بِھَا عَلَیۡھِمۡ بِشَرۡطَیۡنِ اَحَدُھُمَا
اَنۡ لَّا یَزۡدَرِعُوۡا عَلَیۡھَا قَطُّ وَثَانِیۡھِمَا اَنۡ یُّرۡشِدُوۡا اِلٰی قَبۡرِہٖ مَنۡ یَّجِیۡءُ مِنۡ
شِیۡعَتِہٖ لِزِیَارَتِہٖ وَیُضِیۡفُوۡہُ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اور بعد عطا فرمانے قیمت کے
اُس زمین کو بطور تصدق اُنھین زمیندارون کو عطا فرمایا اور اُنھین ہبہ کیا
مگر اُسے مشروط کیا ساتھ دو شرطون کے فرمایا اُن سب سے کہ پہلی شرط یہ ہی
کہ جس جگہ پر اس زمین مین میری قبر یا میرے اصحاب و اقربا کی قبرین بنائی جائین

توتم کبھی اُس جگہ پر زراعت نکرنا ایسا ہو کہ نشان قبرون کے مٹ جائین اور دوسری شرط یہ ہی کہ اگر کوئی شخص ہمارے شیعون سے ہماری قبور کی زیارت کو آئے توتم اُس زائر کو نشان ہماری قبرون کا بتا دینا اور میرے زائر مسافر کو تین شبانہ روز مہمان اپنا کرنا تاکہ اُسکو زحمت وکلفت سفر سے آرام وراحت ملے اور اُسے کسی طرح کی تکلیف ہو فرضوا بھما ورجعوا الی منازلھم وکان ذلک فی الیوم الثانی من المحرم پس وہ سب دیندار اقرار شرائط مذکورہ کا کرکے اپنے گھرون کی طرف رخصت ہوگئے راوی کہتا ہو کہ یہ سب امور خرید زمین وغیرہ کے دوسری تاریخ ماہ محرم کو اہل نینوے سے طے ہوے جسدن کہ حضرت وہان وارد ہوے بابی وامی ھذا الامام ما بقی بعد ذلک حیا فیھا الا سبعۃ ایام آہ مومنین فدا ہون ہم اور مان باپ ہمارے اُس امام مظلوم پر کہ جو بعد خریدنے صحراے پربلا زمین کربلا کے ہکی سات روز زندہ رہے وہ بھی اس مصیبت مین کہ ہر طرف سے اشقیاے کوفہ وشام نے اُس فرزند خیر الانام کو محاصرہ کیا تھا اور کئی روز تک پانی اور راہ چارہ وتدبیر کی بند رہی اور اطفال خردسال شدت تشنگی سے شور العطش العطش کرتے تھے حتے قضے نحبہ عطشانا وذبح ظمانا ونادی مناد من السماء الا قتل الحسین بکربلا وسمع ندآئہ اھل نینوی رموا عمائمھم ولطموا خدودھم وشقوا جیوبھم پس جب دسوین تاریخ ماہ محرم کی آئی اور بعد شہادت اقربا وانصار کے وہ حضرت مثل گوسفند قربانی شدت تشنگی مین شہید ہوے اور منادی نے آسمان سے ندا دی کہ آگاہ ہوا اہل آسمان وزمین

کہ امام حسین فرزند رسول الثقلین تشنہ لب اسوقت زمین کربلا پر شہید ہوے اور
وہ بیکس و مظلوم بس گردن سے ذبح کیے گئے سنتے ہی اس آواز کے ان زمینداروں نے
عمامے اپنے سروں سے زمین پر پھینکدیے اور گریبان اپنے چاک کیے اور منہ اپنے
پیٹنے لگے ویبکون ویقولون یا بن رسول اللہ لیتنا نظن انک ما اشتریت
ارضنا ھذہ لمصرعک ومشھدک یا لیتنا کنا قتلنا بین یدیک
پس وہ سعادتمند ماتم جناب سید الشہدا مین بیتاب ہوکر روتے تھے اور یہ کہتے تھے
کہ اے فرزند رسول خدا اے دلبند علی مرتضیٰ ہمین یہ نہ معلوم تھا کہ حضرت اس
زمین کو باین شرائط و اہتمام اسلیے خرید کرتے ہین کہ اس جگہ غربت و بیکسی سے
شہید ہون اور کل ساتھی روز زندہ رہینگے کاش ہم عوض آپکے جان اپنی
حضرت پر سے فدا و نثار کرتے اور سعادت شہادت سے فائز ہوتے اور یہ آواز
آپکے مقتول ہونے کی نہ سنتے فی محرق القلوب وغیرہ فلما ارتحل عسکر عمر
بن سعد الی الکوفۃ عمد اھل القریٰ من بنی اسد مع نسوانھم
الباکیات النائحات واقبلوا الی المقتل فصلوا علی الامام العطشان
ودفنوہ بلا غسل بعد ثلثۃ ایام حیث قبرہ الآن چنانچہ محرق القلوب
اور مقتل وغیرہ مین منقول ہی کہ جب گیارھوین تاریخ ماہ محرم کو لشکر عمر سعد بعد
فراغت دفن کشتہ ہاے نجس اپنے کے بطرف کوفہ کوچ کرگیا اسوقت مردان
بنی اسد گریان و نالان اور پیچھے انکے عورات اسدیہ باحال پریشان نوحہ
کرتی روتی ہوئین لاش اقدس مظلوم کربلا پر پہونچین پس ان دینداروں نے
اعضاے پارہ پارہ امام حسین علیہ السلام کو جمع کرکے اس لاش بےسر پر نماز

پڑھی اور قبر مطہر مین کہ وہ سابق سے تیار تھی اور اُسپر ایک لوح رکھی تھی اور اُسپر یہ لکھا ہوا تھا هٰذَا قَبْرُ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ یہ قبر حسین بن علی بن ابیطالب علیہما السلام کی ہے اسمین دفن کردیا اور ابتک نشان قبر مطہر کا اُسی جگہ موجود ہے وَحَفَرُوْا لِجَمِيْعِ الشُّهَدَاۤءِ مِنْ اَنْصَارِهٖ وَاَقْرِبَاۤئِهٖ حُفْرَةً عَمِيْقَةً فَدَفَنُوْهُمْ فِيْهَا اَجْمَعِيْنَ وَسَوَّوْا عَلَيْهِمُ التُّرَابَ اور بعد اُسکے اُن سعادتمندان نے ایک گڑھا عمیق کھود کر لاشہاے اعوان و انصار کو اُن حضرت کے اُسی گڑھے مین ایک جگہ دفن کردیا اور مٹی ڈالکر برابر زمین کے کردیا جسے اب گنج شہدا کہتے ہین اُسی مین شاہزادہ قاسم و عبد اللہ وغیرہ بنی ہاشم بھی دفن ہین وَدَفَنُوا ابْنَهٗ عَلِيًّا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَدَفَنُوْا اَخَاهُ عَبَّاسَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ مَوْضِعٍ قُتِلَ عَلٰى طَرِيْقِ الْغَاضِرِيَّةِ اور بعد اُسکے لاش اقدس جناب علی اکبر شبیہ پیغمبر کو پائین پا اُنکے پدر بزرگوار امام حسینؑ کے دفن کیا اور لاش اطہر جناب عباس بن علی علیہما السلام کو راہ غاضریہ پر کہ اُسی جگہ وہ علمدار لشکر فرزند حیدر کرار شہید ہوے تھے دفن کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ؕ

مجلس یازدہم

فِي الْبِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ بَكٰى عَلَى الْحُسَيْنِ اَوْ اَبْكٰى اَوْ تَبَاكٰى وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ بحار الانوار مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جو مومن روے مصیبت پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی یا کسی کو رُلاے یا اپنے تئین بتکلف رُلاے بہشت اُنپر

واجب ہی کُلُّ عَیْنٍ بَاکِیَةٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا عَیْنٌ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ ع فَاِنَّهَا
ضَاحِکَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ بِنَعِیْمِ الْجَنَّةِ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے
کہ روز قیامت وہ روز ہولناک ہوگا کہ ہول سے اُس روز کے تمام اہل محشر
خائف و ترسان اور ہر آنکھ گریان ہوگی لیکن جو چشم دار دنیا مین روئی ہوگی
مصائب پر جناب امام حسین ع کے تو صاحب اُس چشم کا خوشخبری دیا جائیگا ساتھ
نعمائے بہشت کے پس حضرات تصور کیجیے مصائب اُس مظلوم کے کہ جو کربلا مین
درمیان اعدا کے گھر گئے تھے اور اشقیائے کوفہ و شام واسطے قتل اُس فرزند
خیر الانام کے چلے آتے تھے فِیْ مَقْتَلِ اَبِیْ مِخْنَفٍ وَغَیْرِهٖ اَنَّهٗ لَمَّا بَلَغَ ابْنَ زِیَادٍ
اِقْبَالُ الْحُسَیْنِ اِلَی الْکُوْفَةِ نَادٰی یَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ مَنْ مِنْکُمْ یَاْتِیْنِیْ
بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ فَلَهُ الْجَائِزَةُ الْعُظْمٰی چنانچہ مقتل ابومخنف وغیرہ مین منقول ہی
کہ جب ابن زیاد بدنہاد کو توجہ فرمانا امام حسین کا طرف کوفہ کے معلوم ہوا تو
اُس شقی نے سرداران لشکر شقاوت اثر کو جمع کرکے اُنسے کہا کہ ای گروہ عرب
تم سبکو لازم ہی کہ حشمت و جاہِ دنیوی کو حاصل کرو پس کون تم مین ایسا
جری و بہادر ہی کہ جو سر امام حسین فرزند رسول الثقلین کا کاٹ کر میرے پاس
لے آئے اور بعوض اس کار اہم کے سرکار یزید سے مستحق انعام عظیم کا ہو فَلَمْ
یُجِبْهُ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ فَنَادٰی ثَانِیًا مَنْ یَّاْتِیْنِیْ بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ فَلَهٗ
مَا یَتَمَنّٰی مِنْ مُّلْکِ الرَّیِّ عِشْرِیْنَ سَنَةً پس یہ سنکر سب افسرانِ فوج
ساکت رہگئے اور کسی نے جواب اُس بیحیا کو نہ دیا پس اُس ملعون نے پھر
طرف جمع اشقیا کے خطاب کرکے آواز دی کہ کون تم مین خواہانِ حکومت

و طالب ریاست ہی کہ سر امام حسینؑ کا تن سے جدا کرے اور عوض اُسکے بیس برس تک مملکت رے پر قابض رہے فقام الیہ عمر ابن سعد لعنہ اللہ و قال لہ انا لہذا الامر یا امیر فقال لہ انت انت لا غیرک ولیس لہذا سواک پس یہ سنکر عمر سعد بیتاب ہو کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ ای امیر وہ شقی بوجہ احسن اس امر کو سر انجام دیگا پس ابن زیاد ملعون مسرور ہوا اور اُس سے کہا کہ ای ابن سعد تو ہی اس کام کے لائق ہی اور سوا تیرے کسی سے تعمیل اس حکم کی ممکن نہین ہی فقال امض سریعًا وخذ بکظمہ ولا تمہلہ ساعۃً واحدۃً وامنعہ الماء وانزلہ بالعراء علی غیر الماء وأتنی براسہ وامرہ علی ستۃ الاف فارس پس ای ابن سعد تجھے لازم ہی کہ ابھی جلد روانہ بسمت کربلا ہو اور جس جگہ کہ وہ حضرت تجھے ملجائین اُسی جگہ گرفتار کر لینا اور ایک ساعت کی مہلت نہ دینا اور اُنپر اور اُنکے اصحاب و رفقا پر پانی بند کر دینا اور ایسی جگہ کہ وہ جگہ بے آب و گیاہ ہو وہان اُنھین اُتروانا اور جسطرح تجھ سے ممکن ہو اُنھین قتل کر کے سر اُنکا میرے پاس لے آنا کہ یہ سب امور باعث رضامندی و خوشنودی میرے اور یزید امیر شام کے ہین اور اُسیوقت اُس ملعون نے اُس شقی کو چھ ہزار سوار پر حاکم کیا بعد اُسکے عمر سعد نے ایک مہینے کی مہلت چاہی ابن زیاد نے انکار کیا پھر دس دن کی مہلت طلب کی ابن زیاد لعین نے کہا کہ اب زمانہ اتنی مہلت کا بھی باقی نہین ہی فقال لہ ابن سعد امہلنی ہذہ اللیلۃ قال امہلتک فانصرف عمر ابن سعد الی منزلہ آخر کار عمر سعد نے کہا کہ مجھے مہلت آجکی شب کی ملے صبح کو روانہ کربلا ہونگا اور جو کچھ حکم سرکار ہی اُسیطرح

بجا لاؤنگا پس اُس ملعون نے اُسے مہلت ایک شب کی دی چنانچہ عمر سعد شقی رخصت
ہو کر اپنے گھر میں آیا وَاَقْبَلَ اِلٰی رَجُلٍ کَانَ عِنْدَہٗ یُقَالُ لَہٗ کَامِلٌ وَھُوَ مِنْ شِیْعَۃِ
اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَکَانَ کَاسْمِہٖ ذَا عَقْلٍ وَفِقْہٍ وَدِیْنٍ وَاسْتَشَارَہٗ مِنْہُ فِیْہِ
پس عمر سعد نے اپنے گھر پہونچکر ایک شخص سے کہ نام اُنکا کامل تھا اور شیعیانِ جنابِ
امیر المومنین علیہ السلام سے مشہور تھے اور مانند اپنے نام کے کامل العقل وصاحب فہیم
اور دیندار تھے تمام قصہ اپنا نقل کیا اور اِس امر میں مشورہ اُنسے طلب کیا
فَقَالَ لَہٗ وَیْلَکَ یَا بْنَ سَعْدٍ اَتَخْرُجُ بِنَفْسِکَ اِلٰی حَرْبِ الْحُسَیْنِ وَاَبُوْکَ
سَادِسُ الْاِسْلَامِ فَمَا اَقْسٰی قَلْبَکَ وَاَعْظَمَ ذَنْبَکَ پس کامل نے کہا کہ ای
عمر سعد وائے ہو تجھپر کیا قیامت ہی کہ تو آمادہ و مستعد ہوا ہی قتل پر امام حسینؑ
فرزند رسول الثقلینؐ کے حالانکہ باپ تیرا سادس الاسلام مشہور ہی یعنے جو لوگ
کہ اول ایمان بوحدانیت خدا اور برسالت جناب رسول خداؐ لائے چھٹا اُنمین کا
باپ تیرا سعد ہی پس ای عمر سعد بڑا قسی القلب و بیرحم ہی تو کہ ایسے گناہ عظیم پر
مستعد و آمادہ ہوا ہی اَتَعْلَمُ اِلٰی مَنْ تَخْرُجُ وَبِمَنْ تُقَاتِلُ وَاللّٰہِ لَوْ اُعْطِیْتُ
الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا عَلٰی قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ مَا فَعَلْتُ ذٰلِکَ وَکَیْفَ اِبْنَ بِنْتِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ آیا جانتا ہی تو وہ کون شخص ہی کہ جسکے قتل کے لیے تو جاتا ہی اور کسکے
جنگ وپیکار پر مستعد و آمادہ ہی قسم بخدا اگر مجھے یقین اسکا ہو کہ تمام دنیا ومافیہا
بسبب قتل کرنے ایک مسلمان کے مجھے ملیگی تو بھی مجھ سے یہ نہو کہ مین اُس مسلم
بیگناہ کو قتل کرون نہ یہ کہ معاذ اللہ واسطے طمع قلیل زخارف دنیوی کے
نواسے کو رسول خداؐ کے قتل کرون وَمَا عَسَاکَ اَنْ تَقُوْلَ اِذَا اُوْرِدْتَ

المحشر و وقفت بین یدی سید البشر و قد قتلت قرۃ عینہ و ثمرۃ
فوادہ وھتکت حرمتہ اور ای ابن سعد کیا جواب دیگا تو بروز قیامت
جناب خیر البشر کو جبکہ تو کشاں کشاں سامنے اُن حضرت کے کھڑا کیا جاے
اور سوال کیا جاے تجھ سے کہ ای ملعون کیوں ناحق قتل کیا تو نے پارہ جگر جناب
رسول خدا کو اور کیا غضب کیا تو نے کہ درپے ہتاک حرمت اہل حرم اُس جناب کے
ہوا فسکت ولم یلتفت الی قولہ فلما اصبح اتاہ اولاد المھاجرین والانصار
وقالوا لہ یا ابن سعد اعزمت علی حرب الحسینؑ پس یہ وعظ و نصایح
اُس مرد دیندار سے سنکر وہ بحیا ساکت ہو گیا اور مطلق التفات طرف کلام
اُس نیک انجام کے نہ کی جب یہ خبر ابن زیاد کو پہونچی اُسنے کامل کو طلب کیا
اور زبان اُس دیندار کی قطع کرائی پس اُسی روز وہ سعادتمند راہی جنت
ہوا جبکہ صبح ہوئی سب اولاد مہاجرین و انصار اُس بدکردار کے پاس جمع
ہوے اور کہا کہ ای عمر سعد آیا قصد تیرا مصمم ہی کہ تو فرزند رسول الثقلین جناب
امام حسینؑ سے جنگ کرے اور جگر گوشہ فاطمۂ زہرا اور نور نظر علی مرتضی کو قتل
کرے فقال لھم لا افعل و بقی متفکرا فی حرب الحسینؑ و ولایۃ الری
فاختار ملک الری و سمح بقتل الحسینؑ و ترخص من ابن زیاد و رحل
مع عسکرہ الی کربلا پس اُس ملعون کاذب نے اُن سب سے کہا کہ ہرگز
مین مرتکب ایسے امر عظیم کا نہونگا یہ کہکر اُنکو رخصت کیا اور خود اس امر مین متفکر
و متردد رہا کہ آیا مین قتل حسین بن علی کو اختیار کروں یا حکومت ملک رے
حاصل کروں پس بعد تامل و فکر کے اُس ملعون نے ترجیح دی حکومت مملکت

رے کو اور مستعد ہوا قتل امام حسینؑ پر اور ابن زیاد ملعون سے رخصت لیکر مع لشکر شقاوت اثر
راہی کربلا ہوا اور یہ اوّل لشکر و علم تھا کہ جو کوفہ سے واسطے قتل امام حسین علیہ السلام کے
کربلا مین پہونچا ثُمَّ اِنَّ ابْنَ زِیَادٍ لَعَنَہُ اللہُ عَقَدَ رَایَۃً لِمُحَمَّدِ بْنِ الْاَشْعَثِ لَعَنَہُ
اللہُ وَتَحْتَہَا اَرْبَعَۃُ اٰلَافِ فَارِسٍ وَجَھَّزَہٗ اِلَی ابْنِ سَعْدٍ لَعَنَہُ اللہُ اور
بعد روانہ کرنے عمر سعد کے ابن زیاد ملعون نے دوسرا علم شقاوت شیم بپا کیا اور
چار ہزار سوار نابکار نیچے اُس علم کے جمع کیے اور حاکم اُن سب کا محمد ابن اشعث شقی کو
کرکے عمر سعد ملعون کے پاس روانہ کیا ثُمَّ عَقَدَ رَایَۃً ثَالِثَۃً لِشَبَثِ ابْنِ رِبْعِیٍّ
لَعَنَہُ اللہُ وَضَمَّ اِلَیْہِ اَرْبَعَۃَ اٰلَافِ فَارِسٍ وَاَتَی الْحُصَیْنُ ابْنُ تَمِیْمِ الرَّجِیْمُ
مِنَ الْقَادِسِیَّۃِ بِاَرْبَعَۃِ اٰلَافِ فَارِسٍ بعد اُسکے ابن زیاد نے علم ثالث بنام
شبث ابن کے قرار دیکر چار ہزار سوار ہمراہ اُسکے کرکے روانہ کربلا کیا اور حصین بن
تمیم شیطان رجیم مع چار ہزار سوار کے قادسیہ سے کربلا مین داخل ہوا وَعَقَدَ ابْنُ
زِیَادٍ لَعَنَہُ اللہُ رَایَۃً اُخْرٰی لِسِنَانِ بْنِ اَنَسِ النَّخَعِیِّ وَضَمَّ اِلَیْہِ اَرْبَعَۃَ
اٰلَافِ فَارِسٍ بعد اُسکے ابن زیاد ملعون نے ایک اور علم بنام سنان بن انس ملعون کے
قرار دیا اور اُسکے ہمراہ بھی چار ہزار سوار کرکے روانہ کربلا کیا آہ یہ وہ ملعون ہے کہ جسنے
ہمشکل پیغمبر جناب علی اکبر کے سینہ پر برچھی لگائی ہے قَالَ الرَّاوِیْ وَلَمْ تَزَلِ الْعَسَاکِرُ
تَتَوَاتَرُ حَتّٰی تَکَمَّلَتْ سَبْعِیْنَ اَلْفَ فَارِسٍ وَھُوَ الْیَوْمُ السَّابِعُ مِنَ الْمُحَرَّمِ
راوی کہتا ہے کہ لشکر اعدا کوفہ سے باین کثرت چلا آتا تھا کہ ساتوین تاریخ ماہِ
محرم تک ستر ہزار سوار ستم شعار واسطے قتل فرزند حیدر کرار کے کربلا مین جمع ہوے
وَاَنَّ ابْنَ زِیَادِ اللَّعِیْنَ یُرْسِلُ الْفَارِسَ وَالْاَرْبَعَۃَ وَالْعَشَرَۃَ حَتّٰی مَلَئُوْا

ابجلہ ۱

تِلْكَ الْمَيَادِينِ مِنَ الْعَسْكَرِ وَصَارَ كَثْرَتُهُمْ كَسَوَادِ اللَّيْلِ مِنَ الرِّجَالِ وَالْخَيْلِ
بعد اسکے ابن زیاد ملعون نے سلسلہ بندی رسالون کی موقوف کرکے بسبب کمال
توجہ واہتمام طرف قتل امام حسینؑ کے متفرق ہر پیادہ وسوار کو خواہ چار ہون
یا دس واسطے کمک ابن سعد بدکردار کے روانہ کرنا شروع کیا یہانتک کہ کثرتِ
لشکر کفار سے تمام صحراے کربلا اسقدر مملو ہوگیا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی فوج
کوفہ وشام سے سیاہی مانند شب تاریک کے نظر آتی تھی آہ آہ جب وہ اشقیا
قریب حضرت کے خیمہ گاہ کے پہونچے تھے تو بکمال عداوت اپنے گھوڑون کو تیز
اور بشدت دوڑاتے تھے اور اُنکے صدمہ سے اطفال خردسال دہل جاتے تھے
پس بنا بر بعض روایات کے جب ابن سعد کے پاس اسقدر لشکر جمع ہوا تو اُس
شقی نے اُسی روز سے پانی فرزند ساقی کوثر اور اُنکے اصحاب واقربا پر بند کردیا اور
اطفال خردسال شدت تشنگی سے فریاد العطش العطش کرتے تھے الغرض محرق القلوب
وغیرہ مین یون منقول ہے کہ دوسری محرم سے چھٹی تاریخ تک تیس ہزار اور بنابر دوسری
روایت کے لاکھ اشرار اہل کوفہ وشام واسطے قتل فرزند خیر الانام کے کربلا مین جمع
ہوے اور سامنے خیام مظلوم کربلا کے اُترے اور عمر بن سعد لعین نے عمر بن حجاج
شقی کو مع چار ہزار تیراندازون کے نہر فرات پر مقرر ومعین کیا کہ تا امام حسین
علیہ السلام اور اصحاب اُن حضرت کو پانی لیجانے سے منع کرے حالانکہ وہ جناب
خلق اللہ کو راہ خدا مین ہدایت فرماتے تھے جیسا کہ زیارت اربعین کے ان فقرات سے
بھی ظاہر ہے وَبَذَلَ مُهْجَتَهُ فِيكَ لِيَسْتَنْقِذَ عِبَادَكَ مِنَ الْجَهَالَةِ وَحَيْرَةِ
الضَّلَالَةِ بار الٰہا سلام میرا پہونچا اور رحمت اپنی نازل کر اُس فرزند رسول پر کہ

جسنے تیری راہِ رضا مین قتل و ذبح ہونا اختیار کیا تا تیرے بندون کو جہالت اور
حیرت ضلالت سے بچا مین فَجَاهَدَهُمْ فِيكَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا حَتّٰى سُفِكَ
فِي طَاعَتِكَ دَمُهٗ وَاسْتُبِيحَ حَرِيْمُهٗ بس جہد و کوشش تیری راہ مین اُنکو وعظ
ونصیحت کی درآنحالیکہ وہ جناب صابر و شاکر تھے یہانتک کہ خون اُنکا تیری راہ
طاعت مین بہایا گیا اور اہل حرم اُنکے لوٹے گئے اور اسیر و مقید کرکے پھرائے گئے
چنانچہ حجت خدا فرماتے ہین وَسُبِيَ اَهْلُكَ كَالْعَبِيْدِ وَصُفِّدُوْا فِي الْحَدِيْدِ
اے جد مظلوم اہل بیت آپکے مثل غلام و کنیزون کے اسیر و مقید کیے گئے اور زنجیر ہا
آہنی مین جکڑ دیے گئے اَيْدِيْهِمْ مَغْلُوْلَةٌ اِلَى الْاَعْنَاقِ آہ ہاتھ اُن بیکناہون کے
اعدا نے گردنون سے مستحکم باندھے تھے يُطَافُ بِهِمْ بِهٰذِهِ الْمَذَلَّةِ فِي الْاَسْوَاقِ
اور باین مذلت بازارون مین پھراتے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ
الظَّالِمِيْنَ ؕ

مجلس شانزدہم

فِي الْبِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِكُلِّ شَيْءٍ ثَوَابٌ اِلَى اللّٰهِ مُعْتَنِيًا
بحار الانوار مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے
کہ ہر عمل خیر کے لیے حق سبحانہ تعالے نے ایک حدِ ثواب معین و مقرر فرمائی ہے
مگر گریہ وزاری کرنا ہم اہل بیت رسالت کی مصیبت پر کہ اسکے ثواب کے لیے
کوئی حد مقرر نہین ہے یعنے بیحد و حساب حق سبحانہ تعالی نے ثواب گریہ کنندگان
اولادِ رسول خدا کے لیے مقرر فرمایا ہے پس حضرات گریہ و بکا کیجیے اُس مظلوم پر
کہ جو ہزارون اعدا مین گھر گئے تھے اور راہ چارہ و تدبیر بند ہوگئی تھی چنانچہ

مقتل وغیرہ مین منقول ہی کہ جب افسران لشکر کوفہ وشام مع افواج کفار بدانجام
بحکم ابن زیاد لعین وارد زمین کربلا ہوے اور وہ صحراے کربلا کثرت اشقیاے
اسقدر مملو ہو گیا تھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی سیاہی لشکر اشرار مانند سیاہی
شب تار نظر آتی تھی فی الارشاد والبحار انہ فلما کان من الغد قال
عمر ابن سعد لعروۃ ابن القیس الاحمس ائت الحسین علیہ السلام
فاسألہ ما الذی جاء بک وما ذا ترید ارشاد اور بحار الانوار وغیرہ مین
منقول ہی کہ جب صبح ہوئی کہ غالباً وہ آٹھوین تاریخ محرم کی تھی عمر سعد لعین نے
عروہ بن قیس احمس سے کہا کہ تو خدمت بابرکت امام حسین علیہ السلام مین جاکر
دریافت کر کہ کیا سبب ہوا آپکے اسطرف آنیکا اور کیا قصد وارادہ ہی وکان
عروۃ ابن قیس ممن کتب الی الحسین علیہ السلام فاستحیی منہ ان یاتیہ
فعرض ذلک علی الرؤساء الذین کاتبوا فکلھم ابی ذلک وکرھہ
اور عروہ بن قیس اُن اشخاص سے تھا کہ جنھون نے عرایض لکھکر امام حسینؑ کو
مہمان بلایا تھا پس عمر سعد کا یہ کلام سنکر عروہ کو شرم دامنگیر ہوئی کہ کس مُنھ سے
خدمت مین حضرت کی حاضر ہوکے پیام عمر سعد کا عرض کرے پس ناچار اُسنے
اُن رؤساے کوفہ سے بیان کیا کہ جنھون نے حضرت کی خدمت مین نامے
لکھے تھے یہ سُنکر اُنھون نے بھی اس امر سے انکار کیا اور ناپسند کیا فقام الیہ
کثیر ابن عبد اللہ الشعبی وکان فارساً شجاعاً لا یرد وجھہ شیٔ
فقال انا اذھب الیہ وواللہ لئن شئت لافتکن بہ پس یہ سنکر سامنے
عمر سعد کے کثیر بن عبد اللہ شعبی لعین کھڑا ہوا اور وہ شقی سوار دلیر تھا کہ کوئی چیز

دشوار باعث اُسکی روگردانی کے ہوتی تھی پس اُس شقی نے عمر سعد سے کہا کہ مین
حضرت کے پاس جاتا ہون اور اگر تیری خوشی ہو تو مین بفریب اُنکو قتل کرون
فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ مَا اُرِيْدُ اَنْ تَفْتِكَ بِهٖ وَلٰكِنْ اِئْتِهٖ فَاسْأَلْهُ
مَا الَّذِيْ جَاءَ بِهٖ یہ سنکر عمر سعد نے کہا کہ مین یہ نہین چاہتا ہون کہ تو انکو فریب سے
قتل کرے مگر تو اُن حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر استفسار کر کہ آپ اِسطرف
کیون تشریف لائے ہین فَاَقْبَلَ كَثِيْرٌ اِلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْ ثُمَامَةَ الصَّيْدَاوِيُّ
قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَصْلَحَكَ اللّٰهُ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ قَدْ جَاءَكَ اَشَرُّ
اَهْلِ الْاَرْضِ وَاَجْرَاُهٗ وَاَفْتَكُهٗ پس کثیر شریر طرف حضرت کے روانہ ہوا
جب ابو ثمامہ صیداوی علیہ الرحمہ نے آتے دیکھا تو جناب امام حسین علیہ السلام کی
خدمت مین بعد دعاے سلامتی کے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ ص آپکی خدمت مین
حاضر ہوتا ہے وہ شخص کہ جو بدترین اور شریرترین مردم ہے اور یہ بڑا دغاباز ہے
پس حضرت باخبر رہین وَقَامَ اِلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ ضَعْ سَيْفَكَ قَالَ وَلَا كَرَامَةَ
اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلٌ فَاِنْ سَمِعْتُمْ مِنِّيْ اَبْلَغْتُكُمْ مَا اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَيْكُمْ وَاِنْ اَبَيْتُمْ
انْصَرَفْتُ عَنْكُمْ جب اُس شقی نے چاہا کہ داخل خیمۂ اقدس ہو اُسوقت
ابو ثمامہ علیہ الرحمہ کھڑے ہوے اور فرمایا کہ اگر تیرا قصد حضوری حضرت کا ہے تو تلوار
اپنی رکھ دے اُس شقی نے کہا یہ نہو گا کہ مین سلاح اپنا دون مین تو ایک قاصد
ہون اگر پیام مجھ سے سننا منظور ہے تو اسیطرح سے جو پیام ابن سعد نے بھیجا ہے
وہ پہونچاؤن ورنہ اپنے لشکر کیطرف واپس جاؤن قَالَ فَاِنِّيْ اٰخُذُ بِقَائِمِ
سَيْفِكَ ثُمَّ تَكَلَّمْ حَاجَتَكَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا تَمَسُّهٗ فَقَالَ لَهٗ اَخْبِرْنِيْ

بما جئت بہ وانا ابلغہ ولا ادعک تدنو منہ فانک فاجر فاستبا وانصرف الی عمر ابن سعد فاخبرہ ابو ثمامہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں تیری تلوار کا قبضہ پکڑے رہوں اسوقت تو سامنے حضرت کے حاضر ہوکر اپنی حاجت عرض کر تو کیا مضائقہ ہی میں لیچلونگا اس شقی دغاباز نے کہا کہ قسم بخدا یہ نہیں ہو سکتا ہی ہرگز تم میری تلوار کو ہاتھ نہ لگانا پس یہ سنکر ابو ثمامہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بہتر جو پیام لایا ہی وہ مجھ سے بیان کر تاکہ حضرت سے عرض کروں مگر تجھکو ہرگز اندر جانے نہ دونگا کہ تو فاسق و فاجر اور دغاباز ہی اس مغرور نے اس امر سے بھی انکار کیا اور عمر سعد کے پاس واپس جاکر یہ سب ماجرا بیان کیا فدعی عمر ابن سعد لعنہ اللہ قرۃ ابن قیس الحنظلی فقال لہ ویحک یا قرۃ الق حسینا فاسألہ ما جاء بہ وما یرید پس عمر سعد ملعون نے قرہ بن قیس حنظلی کو بلاکر کہا کہ وای ہو تجھپر ای قرہ تو امام حسینؑ کے پاس جاکر استفسار کر کہ یہاں کیلیے آئے ہیں اور کیا ارادہ ہی فاتاہ قرۃ فلما راٰہ الحسین مقبلا قال اتعرفون ہذا فقال لہ حبیب ابن مظاہر نعم ہذا رجل من حنظلۃ پس یہ سنکر قرہ بن قیس حضرت کیطرف آیا جب امام حسین علیہ السلام اسکو آتے دیکھا اپنے اصحاب سے پوچھا کہ یہ کون ہی حبیب بن مظاہر نے عرض کی کہ یہ ایک مرد بنی حنظلہ سے ہی وھو ابن اختنا وقد کنت اعرفہ بحسن الرای وما کنت اراہ یشہد ہذا المشہد اور یہ بھانجا میرا ہوتا ہی اور میں اسکو سلیم الرای جانتا تھا اور مجھکو گمان نہ تھا کہ میں اسکو اس جماعت اشرار میں پاونگا فجاء حتی سلم علی الحسین علیہ السلام فابلغہ رسالۃ عمر ابن سعد الیہ پس وہ خدمت امام حسین علیہ السلام میں حاضر ہوا اور سلام کیا بعد اسکے

پیام عمر سعد کا عرض کیا یعنے اُسنے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ عمر سعد نے مجھے آپکی
خدمت مین اسلیے بھیجا ہی کہ آپ اِسطرف کیلیے تشریف لائے ہین اور حضرت کا
کیا ارادہ اور مقصود ہی فقال لہ الحسینؑ اِکتَبنِی کُتُبُکُم بِاَنَّکُم مُستَقِیمُون
علیٰ نُصرَتِی فَاَتَیتُ اِلَیکُم فقال لعن اللہ مَن کَتَبَ اِلَیکَ وَالَّذِینَ
کَتَبَ اِلَیکَ ھُم جُلَسَائُہٗ فَمَضٰی اِلَی ابنِ سَعدٍ وَاَخبَرَہٗ بِمَا قَالَ الحُسَینُ
فَقَالَ عُمَرُ اَرجُو اَن عَافَنِی اللہُ مِن حَربِہٖ وَقِتَالِہٖ حضرت نے فرمایا کہ ای
شخص سبب میرے آنیکا اسطرف یہ ہی کہ تم سب اہل کوفہ نے میرے پاس خطوط
اپنے متصل روانہ کیے کہ آپ ہماریطرف آئیے اور ہم آمادہ و مستعد ہین آپکی نصرت
و یاری پر پس حسب الطلب تمہارے مین اسطرف آیا ہون اُس شخص نے کہا
کہ یا ابن رسول اللہ لعنتِ خدا اُنپر کہ جن لوگون نے نامے لکھکر آپکو بکربلا بلایا ہی
اور جنھون نے آپکو طلب کیا ہی وہی سب اشقیا بالفعل رفیق اور جلیس عمر سعد کے
ہین پس یہ کہکر وہ ابن سعد کے پاس پھر گیا اور جو کچھ کہ جواب جناب امام حسینؑ سے
سنا تھا اُس ملعون سے بیان کیا یہ سُنکر وہ مکار کہنے لگا کہ امیدوار ہون کہ خدا مجھکو
اُنکی حرب و ضرب اور قتال سے نجات دے فَکَتَبَ ابنُ سَعدٍ اِلَی ابنِ زِیَادٍ
اَمَّا بَعدُ فَاِنِّی حَیثُ نَزَلتُ بِالحُسَینِ بَعَثتُ اِلَیہِ رُسُلِی فَسَأَلتُہٗ بِمَا جَاءَ
بِہٖ اِلَینَا فَقَالَ لِی اِکتَبنِی کُتُبُکُم بِاَنَّ لَکَ مَا لَنَا وَعَلَینَا مَا عَلَیکَ جب
عمر سعد سبب تشریف آوری حضرت پر مطلع ہوا اُسیوقت ایک نامہ اپنا ابن زیاد کے
پاس مضمون کا روانہ کیا کہ ای امیر جبکہ مین وارد زمین کربلا ہوا اُسیوقت مین نے
بذریعہ اپنے قاصد کے امام حسینؑ سے سبب اِسطرف تشریف لانیکا استفسار کیا

اُن حضرت نے جواب مین اُسکے فرمایا کہ خطوط اہل کوفہ کے متصل مشتمل میری طلب کے پہونچے اور بکمال اصرار مجھے لکھا کہ جو دشمن آپکا ہی وہ دشمن ہی ہمارا اور دوست ہی آپکا وہ دوست ہی ہمارا اور ہم سب آمادہ و مستعد ہین آپکی نصرت و یاری پر فَاِن کُنتُم کَارِهِینَ فَقَدْ وَبِی اِنصَرَفتُ عَنکُم قَالَ حَسَّانُ بنُ قَائِدٍ وَکُنتُ عِندَ ابنِ زِیَادٍ حِینَ اَتَاهُ الکِتَابُ فَلَمَّا قَرَأَهُ قَالَ پس اگر آنا میرا تم سبکو ناگوار ہی تو مجھے اجازت دو کہ مین یہان سے پھر جاؤن حسان بن قائد کہتا ہی کہ جسوقت نامہ عمر سعد کا کوفہ مین ابن زیاد کے پاس پہونچا مین اُسوقت وہان موجود تھا کہ ابن زیاد نے اُس نامہ کو میرے سامنے پڑھا اور یہ شعر زبان نجس پر اپنی جاری کیا ؎

اَلاٰنَ اِذَا عَلِقَت مَخَالِبُنَا بِهٖ	یَرجُو النَّجَاةَ وَلَاتَ حِینَ مَنَاصِ

اب امام حسین فرزند رسول الثقلین چنگل مین ہمارے آگئے ہین اور چاہتے ہین کہ کسی طرح ہمارے قبضہ سے رہائی پائین حالانکہ اب کسی طرح ممکن نہین کہ ہم اُن حضرت کو نجات دین اور وہ ہمارے ہاتھ سے سلامت پھر جائین فَکَتَبَ اِلَی ابنِ سَعدٍ فَقَد بَلَغَنِی کِتَابُکَ وَفَهِمتُ مَا فِیهِ فَقُل لِلحُسَینِ اَن یُبَایِعَ هُوَ وَاَصحَابُهٗ یَزِیدَ ابنَ مُعَاوِیَةَ اَو یَختَارَ الحَربَ پس اُس ملعون نے جواب مین ابن سعد کے لکھا کہ خط تیرا میرے پاس پہونچا اور مین مضمون نامہ پر مطلع ہوا اب تجھے لازم ہی کہ پہونچتے ہی میرے خط کے حسین بن علی سے عرض کر کہ بہتر آپکے لیے یہ ہی کہ بیعت یزید بن معاویہ اختیار کیجیے اور اگر یہ امر آپکو ناگوار ہو تو ہمسے جنگ و پیکار اختیار کیجیے اور سوا ان دو امرون کے کچھ چارہ نہین ہی

فَلَمَّا وَرَدَ ذٰلِكَ الْكِتَابُ عَلٰى ابْنِ سَعْدٍ لَمْ يَلْتَمِسْ مِنَ الْحُسَيْنِ اَنْ يُبَايِعَ
لِاَنَّهٗ عَلِمَ اَنَّ ذٰلِكَ الْاِمَامَ لَا يَكُوْنُ مَحْكُوْمًا لِاَوْلَادِ الْحَرَامِ پس جب نامہ
ابن زیاد کا ابن سعد کے پاس ہونچا اور وہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا حضرت سے
طالب بیعت نہوا اسلیے کہ اُسے یقین تھا کہ امام حسین علیہ السلام محکوم اولاد حرام کے
نہونگے یعنے ہرگز بیعت یزید فاسق و فاجر کی قبول نہ کرینگے ثُمَّ ابْنُ زِيَادٍ لَعَنَهُ
اللّٰهُ نَادٰى فِيْ شَوَارِعِ الْكُوْفَةِ اِنَّ كُلَّ مَنْ لَمْ يَخْرُجْ اِلٰى حَرْبِ الْحُسَيْنِ
فَدَمُهٗ حَلَالٌ فَاجْتَمَعَتِ الْعَسَاكِرُ فِيْ سِتَّةِ مِائَةِ اَلْفٍ وَعِشْرِيْنَ
اَلْفَ فَارِسٍ وَرَاجِلٍ راوی کہتا ہی کہ ابن زیاد ملعون نے بعد روانہ کرنے
لاکھ پیادہ و سوار کے حکم دیا کہ ہر گلی و کوچہ مین کوفہ کے منادی ندا کرے کہ جو
شخص مردون سے رعایا کے اپنے گھر مین آج رہجائیگا اور کربلا بقصد قتل حسین
بن علی نہ جائیگا وہ شخص قتل ہوگا اور خون اُسکا حلال ہی پس جبکہ بموجب حکم
اُس ملعون کے منادی نے شہر مین ندا کی اور سبکو حکم ابن زیاد ملعون سے آگاہ
کیا تو تمام اہل شہر سنتے ہی اِس حکم کے بسبب خوفِ جان کے اُسیوقت راہی
کربلا ہوے یہانتک کہ چھ لاکھ اور بیس ہزار پیادہ و سوار رعایا اور ملازم یزید
بدکردار سے واسطے قتل جگر گوشۂ رسولِ مختار کے کربلا مین جمع ہوے آور بنابر
ابن عصفور بحرینی کے چار لاکھ ساٹھ ہزار شقی آمادۂ جنگ ہوکر وارد کربلا ہوے
فَلَمَّا نَظَرَ الْحُسَيْنُ اِلٰى كَثْرَتِهِمْ قَالَ مِنْ اَيْنَ اَقْبَلُوْا هٰؤُلَاءِ وَاِلٰى اَيِّ شَيْءٍ
قَالُوْا لَهٗ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ كُلُّهُمْ يُرِيْدُوْنَ قَتْلَكَ پس جب جنابِ امام
حسینؑ نے اسقدر کثرت فوجِ اشقیا کی ملاحظہ فرمائی پوچھا کہ اِس کثرت سے

یہ پیادہ و سوار مسلح کس شہر و دیار سے اور کسلیے آئے ہین لوگون نے عرض کی کہ یا ابن
رسول اللہ صلعم یہ سب لشکر یزید و ابن زیاد ہی کو فہ سے واسطے آپکے قتل کے جمع ہوئے
ہین اور ان سبکو مقصود حضرت سے لڑنا ہی فوثب قائماً وقال قوموا بنا یا کرام
واحفروا الخندق واضرموا النار فیہ فحفروہ واضرموا فیہ النار
پس یہ سنکر امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا
کہ ای سعادتمندو اٹھ کھڑے ہو میرے ساتھ اور گرد خیام کے خندق کھود کر آگ
اُسمین روشن کرو پس سب اصحاب باوفا کمرین باندھکر کھڑے ہوگئے اور حسب
الارشاد ہیے ایک خندق عمیق کھود کر اُسمین آگ روشن کردی وفی
المجالس المفجعۃ فجاء رجل من عسکر ابن سعد ووقف علی شفیر
الخندق وھو علی فرس لہ وھو یصفق بکلتا یدیہ مستھزئا
بالحسین علیہ السلام وقال باعلاصوتہ یا حسین استعجلت
بنار الدنیا قبل نار الاخرۃ پس اُسوقت بنا بر روایت صاحب مجالس فجعہ کے
ایک سوار لشکر عمر سعد سے باہر آیا او بالائے خندق کھڑا ہوا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر
پس بے ادبی سے وہ ناری باواز بلند پکارا کہ یا حسین العیاذ باللہ آپ نے
بہت تعجیل کی طرف آتش دنیا کے قبل آتش آخرت کے فقال الحسین
اعدو اللہ ان مثلی لا تاکلہ النار وفی رب غفار وجدی محمد
المختار فقال لاصحابہ من ھذا قالوا جبیرۃ الکلبی پس امام حسین
علیہ السلام نے اُسکے جواب مین فرمایا کہ ای دشمن خدا آتش دنیا و آخرت
ہمارے امثال کو مس نہین کر سکتی ہی اور پروردگار غفار نے آل ہم اہل بیت

رسولِ مختار پر حرام کی ہی اور جد امجد میرے جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ
شافع روز جزا ہین بعد اسکے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ یہ ملعون کون شخص ہی
لوگون نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ اسے جبیرہ کلبی کہتے ہین فقال
الحسین علیہ السلام اللھم جرہ الی النار فما استتم کلامہ علیہ
السلام حتے وثب فرسہ والقاہ علے ام راسہ فی الخندق وعجل
اللہ بروحہ الی النار پس حضرت نے جناب باری مین عرض کی کہ ای خداوند
قہار اس بیحیا ناری کو کھینچ تو طرف نار کے راوی کہتا ہی کہ ہنوز دعا ان حضرت
کی تمام نہوئی تھی کہ گھوڑا اسکا بگڑا اور اُس ملعون کو سر کے بہل خندق مین ڈالدیا
اور ساتھ ہی اُسکے وہ ملعون واصل جہنم ہوا پس حضرات کیا قسی القلب وسیاہ
دل تھے وہ ملعون کہ باوجود دیکھنے ایسے معجزات وکرامات کے آتش بغض
وعناد اُس فرقہ جلاد کی سرد نہوئی بلکہ دمبدم آگ ظلم وستم کی زیادہ تر مشتعل
ہوتی جاتی تھی یہانتک کہ مظلوم کربلا کو ہر طرف سے محاصرہ کیا قربان ہوجاین
ہماری اور مان باپ ہمارے اُس مظلوم بے جور دز عاشورا کربلا مین ایسے
بیکس وناچار تھے کہ کوئی ناصر ومددگار اُنکا بجز اعداے دین کے نظر نہ آتا تھا
حالانکہ وہ بیکس ہر ایک شقی سے طالب نصرت ومدد تھے فدا ہون مان
باپ ہمارے اُس فرزند رسول خدا پر کہ جسکے قتل پر لاکھون اشقیا کمربستہ آمادہ
ومستعد تھے اور کوئی ملعون بیکسی پر اُس مظلوم کی رحم نہ کرتا تھا حالانکہ وہ فرزند
رسول خدا اور جگر گوشہ فاطمہ زہرا اکیلے وتنہا ہر ایک بیرحم سے فریاد واستغاثہ
کرتے تھے اور لب نہر فرات پر شدت تشنگی سے جان بلب تھے لیکن کسی

ایک جرعہ پانی کا نہ دیا بلکہ اُسی حالتِ بیکسی مین تشنہ لب تشل گوسفند قربانی مباح وحلال جانکر ذبح کیا الالعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس ہفتہ ہم

فی البحار عن الصادق علیہ السلام انہ قال کل عین باکیۃ یوم القیمۃ الا عین بکت علے الحسین علیہ السلام فانہا ضاحکۃ مستبشرۃ بنعیم الجنۃ۔ بحار الانوار مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ روز قیامت کو ہول قیامت سے ہر آنکھ گریان ہوگی مگر جو چشم کہ روئی ہوگی مصائب پر میرے جد مظلوم جناب امام حسینؑ کے تو وہ مسرور با دیدہ خندان محشور ہوگی اور خوشخبری دیجائیگی ساتھ نعماے بہشت کے پس مومنین روئیے مصائب پر امام حسین علیہ السلام کے کہ جو معرکہ کربلا مین ہر طرف سے گھرے ہوے تھے اور ہاتھ سے اعداے دین کے بیکس وناچار تھے فی المقتل وغیرہ انہ حین رای الحسین علیہ السلام کثرۃ العساکر عاکفۃ علیہ کل منہم یریدون قتلہ بعث الحسین علیہ السلام الی ابن سعد انی اریہ اخلوبک ہذہ اللیلۃ بین العسکرین چنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ مین منقول ہی کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ لاکھون اشقیاے کوفہ وشام واسطے قتل مجھ بیکس کے آمادہ ومستعد ہین اور ہر طرف سے محاصرہ کیا ہی اُسوقت عمر سعد بد نہاد کے پاس کہ وہ امیر لشکر تھا واسطے اتمام حجت کے کہلا بھیجا کہ مین چاہتا ہون کہ آج کی شب درمیان دونون لشکرون کے تجھ سے تخلیہ مین ملاقات کرون اور وہ امور

کہ جو تیرے لیے بہتر و اصلح ہون واسطے دنیا و آخرت کے تجھ سے بیان کرون غالباً
وہ شب بنا بر مشہور کے نوین محرم کی تھی فخرج ابن سعد بعشرۃ فرسان
وخرج الحسین علیہ السلام فی مثل ذلک فلما التقیا قال لہ
الحسین علیہ السلام یا ابن سعد اراک ترید قتلی وانا ابن رسول اللہ
پس یہ پیام حضرت کا سنکر عمر سعد اسی شب کو مع دس سوار کے اپنے لشکر سے
باہر نکلا اور اسطرف سے فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام بھی
ہمراہی دس بزرگوار دیندار مثل ماہتاب کے برآمد ہوکے اسی جگہ تشریف
فرما ہوے اور درمیان دونون لشکرون کے حضرت اور عمر سعد مین ملاقات
ہوئی پس امام حسین علیہ السلام نے اُس ملعون سے فرمایا کہ ای ابن سعد مین
دیکھتا ہون کہ تو آمادہ و مستعد ہی میرے قتل پر حالانکہ تو خوب جانتا ہی کہ جد
عالی وقار میرے جناب رسول مختار ہین اما تتقی اللہ الذی الیہ معادکم
فارجع الی معسکری فذرہم ودع عنک عسکرک فانہ لک
اقرب الی اللہ ای عمر سعد کیا تجھے خوف اُس خدا کا کہ جسکی طرف بازگشت ہی
نہین ہی کہ تو مجھ بگناہ کے قتل پر آمادہ ہی پس اب انسب تیرے لیے یہ ہی کہ ہمراہی
میری اختیار کر اور میرے لشکر مین چلا آ اور ساتھ اپنے لشکر اور فرقہ گمراہ کا چھوڑ
کہ یہی باعث رضا و خوشنودی پروردگار عالم ہی قال عمر بن سعد اخاف
ان تہدم داری بالکوفۃ فقال لہ الحسین علیہ السلام انا ابنی لک
خیرا منہا عمر سعد نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ مین ڈرتا ہون کہ اگر آپکی
ہمراہی اختیار کرون تو گھر میرا کوفہ مین گرا دیا جائیگا اور مال اور اسباب میرا سب

لٹ جائیگا پس حضرت نے فرمایا کہ اگر مکان تیرا کھد جائیگا تو مین عوض اُسکے اور گھر بہتر اور خوبتر اُس سے بنوا دونگا فقال یابن رسول اللہ اخشٰی ان یوخذ ضیاعی فقال الحسین علیہ السلام انا اوصلک باکثر من ذلک واعطیتک من مالی البغیبغۃ وقد اعطانی بہا معاویۃ الف الف دینار فلم ابعہ ایاہا عمر سعد نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ اگر مین آپکی رفاقت وبیعت اختیار کرون تو مجھے خوف ہی کہ ضرور املاک وضیاع میری مثل حشمون اور زمین کے ضبط ہو جائے حضرت نے فرمایا کہ تو ہرگز خوف اِسکا نہ کر کہ مین عوض اُسکے زیادہ اُس ضیاع ومتاع سے تجھے عطا کرونگا بلکہ علاوہ اُسکے بخشونگا مین تجھے چشمہ بغیبغہ کہ چشمۂ عظیم وبزرگ ہم اہل بیت رسول خدا کا زمین حجاز بیچ ہی اور معاویہ بن ابو سفیان چاہتا تھا کہ وہ چشمہ مجھے دین اور عوض اُسکے لاکھ دینار لین لیکن ہمنے اُسے اُسکے ہاتھ بیع نہ کیا وہ مین تجھے دونگا بشرطیکہ تو اپنے لشکر سے نکلکر میرے لشکر مین آئے فلم یجبہ فقال لہ افعزمت علی قتلی قال نعم ودانی اذا فرغت من حربک املک ملک الری واکون امیرا علی سبعین الف فارس پس عمر سعد بدنہاد ارشاد حضرت کا سنکر ساکت ہوا حضرت نے فرمایا کہ ای ابن سعد وجہ تیرے سکوت کی کیا ہی کیا ارادہ تیرا میرے قتل کا مصمم ہی اُس شقی نے جواب دیا کہ البتہ مجھے مقصود آپکا قتل ہی کیونکہ جب آپکے قتل سے فارغ ہون تو مالک ملک رے کا ہونگا اور ستر ہزار سوار تحت حکم میرے ہونگے فقال الحسین علیہ السلام ذبحک اللہ عاجلا ولا غفر اللہ لک یوم حشرک ونشرک فواللہ انی لارجو من اللہ ان لا تاکل من برہا الا قلیلا

پس یہ جواب ناصواب سنکر جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ ای ملعون حق سبحانہ تعالےٰ جلد
تجھے ذبح کرے تیرے فرش خواب پر اور خداوند قہار نہ بخشے تجھے بروز حشر اور معذب
کرے تجھے عوض اس ظلم و ستم کے عذاب سخت سے بروز قیامت قسم ہی مجھے خداے
عز و جل کی کہ مین امیدوار ہون خدا سے اسکا کہ تجھے گندم ملک رے سے ہرگز
کھانا نصیب نہو مگر بہت ہی کم اور ہرگز حکومت وہانکی تجھے میسر نہ آئیگی اور تو
نا امید رہیگا فَقَالَ الْمَلْعُوْنُ مُسْتَهْزِءًا اِنَّ فِی الشَّعِیْرِ عِوَضًا عَنِ الْبُرِّ
فَانْصَرَفَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ غَضْبَانَ عَلَیْهِ اِلٰی عَسْکَرِہٖ پس
اُس شقی نے بطور استہزا کے کہا کہ اگر گندم رے ہم نہ پہونچینگے تو عوض اسکے جو ہی
مجھے کافی ہین پس یہ بیحیائی اُس سنگدل کی دیکھکر حضرت نہایت ہی برہم
اور اُسپر غضبناک ہوے اور صبر کو کام فرماکر اپنے لشکر مین تشریف لائے فِیْ
مَقْتَلِ اَبِیْ مِخْنَفٍ اَنَّہٗ ثُمَّ کَتَبَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ اِلَی ابْنِ زِیَادٍ کِتَابًا یَقُوْلُ
فِیْهِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ اَطْفَاَ النَّائِرَةَ وَاَصْلَحَ الْاُمَّةَ وَاِنَّ حُسَیْنًا
اَعْطَانِیَ الْعُهُوْدَ بِاَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ اَتٰی مِنْهُ اور مقتل ابو مخنف
مین منقول ہی کہ بعد اسکے عمر سعد نے اُسیوقت ایک نامہ اپنا طرف ابن زیاد کے
متضمن باین مضمون روانہ کیا کہ جناب اقدس الٰہی نے شعلہ ہاے فتنہ و فساد کو
بجھا دیا اور امت جناب رسالت مآبؐ کو راہ راست سے تجاوز نہ کرنے دیا
وہ اسطرح سے کہ جناب امام حسینؑ نے مجھسے بعد ملاقات کے عہد و پیمان اسکا
کیا ہی کہ مین یہان قیام نہ کرونگا بلکہ جہان سے آیا ہون وہان چلا جاؤنگا یا
اور کسی بلاد اسلامیہ سے مسکن اپنا کرونگا فَلَمَّا قَرَاَہُ ابْنُ زِیَادٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ

قَالَ هٰذَا كِتَابُ نَاصِحٍ مُشْفِقٍ عَلٰى قَوْمِهِ فَقَالَ لَهُ الشِّمْرُ لَعَنَهُ اللّٰهُ اِنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ نَزَلَ بِاَرْضِكَ وَصَارَ فِي قَبْضَتِكَ اِنْ خَرَجَ مِنْ بِلَادِكَ وَلَمْ يَضَعْ يَدَهُ فِي يَدِ يَزِيْدَ فَلْتَكُنْ اَنْتَ وَاَمِيْرُكَ عَلَى وَهْنٍ پس جب ابن زیاد نے نامہ ابن سعد کا پڑھا اپنے اصحاب سے کہا کہ یہ خط نصیحت و عبرت خلق کے لیے کافی ہے پس یہ سنکر شمر ذی الجوشن ملعون نے کہا کہ ای ابن زیاد بتحقیق کہ امام حسین علیہ السلام سرحد حکومت تیری مین آچکے ہین اور تیرے قبضۂ قدرت مین آگئے ہین اگر اب ہاتھ سے تیرے نکل جائینگے اور بیعت یزید اختیار نہ کی تو خلق کے نزدیک قوت اور غلبہ اُنکا ثابت ہوگا اور اُنکو بدون قبول کرنے بیعت کے جانے دینا محمول تیرے اور تیرے امیر یزید کے ضعف پر ہوگا فَلَا نُعْطِهِ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ فَاِنَّهَا مِنْ قِلَّةِ الرَّاْيِ وَلٰكِنْ يَنْزِلُ عَلٰى حُكْمِكَ وَكَذٰلِكَ اَصْحَابُهُ فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ الرَّاْيُ رَاْيُكَ پس ای ابن زیاد امام حسین کو تنگ پکڑ اور ہرگز اُنکو اختیار آمد و رفت کا نہ دے کہ ایسے وقت مین دشمن کو اپنے قبضہ سے نکال دینا کمال نافہمی ہے اب یہ مناسب وقت ہے کہ جناب امام حسینؑ اور اصحاب اُنکے اطاعت تیری اور بیعت امیر شام کی قبول نہ کرین تب تک تو اُنھین کسی سمت کو نہ جانے دے پس کہنے سے اُس شقی کے آمادہ و مستعد پھر اُسی امر کا ہوا اور کہا کہ ای شمر واقعی رائے تیری اس امر مین راسخ صائب ہے فَقَالَ لِصَاحِبِ الشُّرْطَةِ اُخْرُجْ اِلَى ابْنِ سَعْدٍ وَقُلْ لَهُ اَنْ تَعْرِضَ عَلَى الْحُسَيْنِ اَنْ يَنْزِلَ هُوَ وَاَصْحَابُهُ عَلٰى حُكْمِيْ فَاِنْ فَعَلُوْا فَابْعَثْهُمْ اِلَيَّ سَالِمِيْنَ پھر ابن زیاد شقی نے اپنے ایک سرہنگ کو حکم دیا کہ ابھی اپنے تئین ابن سعد کے پاس

پہونچا اور اُسے یہ حکم سُنا کہ تجھے لازم ہی کہ امام حسینؑ سے عرض کر کہ وہ مع اپنے اصحاب کے اطاعت ابن زیاد کی قبول کرین پس اگر وہ مع اپنے اصحاب کے اطاعت میری قبول کرین تو اُنکو سلامت میرے پاس روانہ کر وَاِنْ اَبَوْا فَقَاتِلْهُمْ وَاْتِنِیْ بِرُؤُسِهِمْ وَاِلَّا اَعْزِلْ نَفْسَكَ عَنِ الْعَسْكَرِ وَفَوِّضِ الشِّمْرَ اَمْرَ هٰذَا الْجَيْشِ وَقَالَ لِشُرْطَتِهٖ اِنْ اَبٰى ابْنُ سَعْدٍ عَنْ قِتَالِ الْحُسَيْنِ فَاضْرِبْ عُنُقَهٗ وَاْتِنِیْ بِرَاْسِهٖ اور اگر امام حسینؑ اس امر سے انکار کرین تو سر اُنکا اور اُنکے اصحاب کا کاٹ کر میرے پاس لے آنا اور اگر تجھ سے مقابلہ اُنکا نہو سکے تو تو اپنے تئین امارت لشکر سے معزول جانکر سرداری لشکر کی شمر ذی الجوشن کے سپرد کر اور اُس سرہنگ کو حکم دیا کہ اگر عمر سعد موافق میرے حکم کے امام حسین سے نہ لڑے اور تعمیل اس حکم کی نہ کرے تو تو بلا تامل سر اُسکا کاٹ کر میرے پاس لے آنا فَلَمَّا وَقَفَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَلٰى حُكْمِهٖ نَهَضَ عَشِيَّةَ الْاِثْنَيْنِ وَهُوَ التَّاسِعُ مِنَ الْمُحَرَّمِ وَجَاءَ الشِّمْرُ اللَّعِيْنُ وَوَقَفَ بِاِزَاءِ عَسْكَرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُوَاجِهًا لِاَصْحَابِهٖ راوی کہتا ہی جب عمر سعد قریب شام شب دوشنبہ کو نوین ماہ محرم کی تھی حکم ابن زیاد پر مطلع ہوا اُسیوقت شمر ملعون کو اپنے ہمراہ لیکر سامنے لشکر امام حسینؑ کے کھڑا ہوا آہ مومنین جب شمر لعین عمر سعد کے پاس وارد زمین کربلا ہوا اُسیوقت مظلوم کربلا پر شدت ظلم ہونے لگی فَنَادَى الشِّمْرُ بِرَفِيْعِ صَوْتِهٖ اَيْنَ اَبْنَاءُ اُخْتِنَا فَخَرَجَ عَبَّاسُ بْنُ عَلِیٍّ وَقَالَ لَهٗ يَا هٰذَا مَا تُرِيْدُ مِنَّا پس آگے بڑھکر شمر لعین نے آواز دی کہ کہان ہین اس لشکر مین بھانجے میرے پس آواز اُسکی سنکر جناب عباس بن

علی بن ابیطالب علیہ السلام صف لشکر سعادت اثر سے بحکم امام حسینؑ باہر نکلے
اور فرمایا کہ ای شمر ملعون اس طلب سے ہماری تجھے کیا مطلوب ہی فَقَالَ لَہُ
الشِّمرُ اَنتُم فِي اَمَانِ اللّٰہِ وَاَمَانِ اَمِيرِ ابنِ زِيَادٍ فَقَالَ لَہُ العَبَّاسُؑ
وَاِخوَتُہُ لَعَنَكَ اللّٰہُ وَلَعَنَ اَمَانَكَ اَمَانُنَا اَمَانُ اِمَامِنَا وَسَيِّدِنَا
ابنِ رَسُولِ اللّٰہِؐ پس شمر ملعون نے کہا کہ مقصود مجھے تمہارے طلب سے یہ ہی
کہ تم بھانجے ہو میرے مین چاہتا ہون کہ تم قتل سے بسبب میری قرابت کے محفوظ
رہو اور اس طرف چلے آؤ کہ تمہین خدا اور جانب امیر ابن زیاد سے امان ہی آپ
تمہین لازم ہی کہ اپنے برادر مظلوم کی رفاقت سے دست بردار ہو کہ وہ قریب
کہ مع اپنے اصحاب و رفقا کے قتل ہونگے پس یہ سنکر جناب عباسؑ اور بھائی
اُنکے نہایت غضبناک ہوے اور فرمایا کہ ای بیحیا لعنت خدا تجھپر اور تیرے
امیر ابن زیاد اور تیری امان پر کہ تو ہمین امان دیتا ہی اور قتل امام حسین
علیہ السلام پر آمادہ و مستعد ہی حالانکہ جان ہماری اُن حضرت پر فدا ہی
اور امن و امان ہماری فقط سلامتی جگر گوشۂ جناب رسول خدا اور نور چشم
فاطمہ زہرا علیہا السلام کی ہی اگرچہ ہم برفاقت اُن حضرت کے قتل ہون
لیکن فرمان برداری آقاے کونین امام حسین علیہ السلام سے ہم ہرگز دست
بردار نہونگے پس وہ ملعون یہ جواب باصواب سنکر نادم ہو کر پھر گیا وَفِي
اللُّهُوفِ ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ ابنَ سَعدٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ نَادَىٰ يَا خَيلَ اللّٰہِ ارکَبِي
وَبِالنَّصرِ فَابشِرِي فَرَكِبَتِ الفُرسَانُ وَقَصَدُوا الحُسَينَ عَلَيہِ
السَّلَامُ وَھُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ خَيمَتِہٖ وَيُصلِحُ سَيفَہٗ اور لہوف وغیرہ

منقول ہی کہ وقت عصر نوین محرم کو عمر سعد نے کہ اپنے زعم باطل مین اپنے تئین
حق پر جانتا تھا اپنے لشکر کو آواز دی کہ ای لشکر خدا جلد اپنے مرکبون پر سوار ہو
اور ساتھ نصرت و فتح کے مسرور ہو پس بموجب حکم اُس ملعون کے لشکر اعدا مرتب
ہوکر طرف امام حسین علیہ السلام کے آیا اُسوقت وہ جناب زیر سایہ ایک خیمہ کے
کرسی پر جادہ افروز تھے اور ذوالفقار حیدر کرار کو رومال سے صاف کر رہے تھے
اِذْ خَطَّ رَاسَہٗ عَلٰی رُکْبَتِہٖ فَسَمِعَتْ اُخْتُہٗ صَیْحَاتِ الْعَسْکَرِ فَاَقْبَلَتْ
نَحْوَہٗ وَقَالَتْ یَا اَخِیْ اَمَا تَسْمَعُ الْاَصْوَاتَ وَقَدْ قَرُبَ مِنَّا الْعَسْکَرُ پس
بعد اسکے امام حسین علیہ السلام نے سر اطہر اپنا زانوے مبارک پر رکھ لیا کہ ناگاہ
جناب زینب خاتون نے شور و غوغا لشکر مخالف سے سنا اور بیتاب ہوکر
اپنے برادر عالی مقدار کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئین اور عرض کی کہ
ای ماںجائے میرے کیا آپ نے شور لشکر مخالف کا نہین سُنا ہی کہ اعدائے دین
قریب آپکے بقصد جنگ آپہونچے ہین فَرَفَعَ رَاسَہٗ وَھُوَ بَاکِی الْعَیْنَیْنِ مُنْکَسِرُ
الْقَلْبِ فَقَالَ یَا اُخْتَاہُ اَلْاٰنَ نِمْتُ قَلِیْلًا فَرَاَیْتُ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ پس یہ آواز سُنکر حضرت نے سر اقدس زانوے اطہر سے
اُٹھایا اور اُسوقت اشک چشم انور سے جاری تھے فرمایا کہ ای بہن ابھی آنکھ
میری لگ گئی تھی دیکھا مین نے کہ نانا میرے جناب رسالتمآب تشریف
لائے ہین وَیَقُوْلُ لِیْ یَا حُسَیْنُ اَنْتَ تَرُوْحُ اِلَیْنَا غَدًا بَعْدَ الزَّوَالِ
اور مجھسے یہ فرماتے ہین کہ ای حسین کل تم بعد زوال کے ہمارے پاس آؤگے
فَلَمَّا سَمِعَتْ زَیْنَبُ ذٰلِکَ لَطَمَتْ خَدَّیْھَا وَشَقَّتْ جَیْبَھَا وَنَادَتْ

بِاَعۡلٰی صَوۡتِہَا وَاَخِیۡ وَاُمُوۡمَلٖی لَیۡتَنِیۡ اَکُوۡنُ لَکَ الۡفِدَاءُ جب یہ کلام حضرت امام حسین علیہ السلام سے جناب زینب نے سُنا مُنھ اپنا پیٹ لیا اور گریبان چاک کیا اور بآواز بلند رو کر عرض کی ہاے بھائی میرے ہاے حامی و مددگار میرے ہاے مقصود دلی مجھ بیکس کے افسوس ہی کہ اس بہن ستم دیدہ نے خبر آپکے مرنے کی سُنی اور مین پہلے اس سے نہ مرگئی کاش کہ مین پہلے آپ سے آپ پر سے صدقہ ہوکر مرجاتی اور آپ پر سے یہ آفت و بلا ٹل جاتی فَقَامَ الۡحُسَیۡنُ عَلَیۡہِ السَّلَامُ وَقَبَّلَ رَاسَہَا وَقَالَ لَہَا یَا اُخۡتَاہُ اسۡکُتِیۡ عَنِ الۡبُکَآءِ وَاصۡبِرِیۡ مَا اَمۡکَنَکِ فَاِنَّہٗ اَمَا مَکُنۡ جب امام حسین علیہ السلام نے حال اپنی بہن ستم دیدہ کا نہایت متغیر پایا اور یہ بین جگر خراش سُنے بیقرار ہوکر کھڑے ہوگئے اور سر اُن معظمہ کا اپنے سینہ سے لگا کر بہت دلاسا دیا اور فرمایا کہ ای بہن اب رونا اپنا موقوف کرو کہ اعدا سُنکر شماتت کرینگے اور جبتک کہ ممکن ہو صبر اختیار کرو ای بہن اگر ابھی سے تم حال اپنا غیر کروگی تو آگے کیا نوبت تمھاری ہوگی ابھی تو وقت رونے کا آگے آتا ہی فَنَادٰی بِاَخِیۡہِ الۡعَبَّاسِ وَقَالَ لَہٗ یَا اَخِیۡ اِرۡکَبۡ وَقُلۡ لَہُمۡ لَا تَعۡجَلُوۡا وَاَمۡہِلُوۡنِیۡ ہٰذِہِ الۡعَشِیَّۃَ فَاِذَا اَصۡبَحۡنَا اِمَّا بَایَعۡنَا اَوۡ حَارَبۡنَا پس جب امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ لشکر اعدا بقصد جنگ بپا کا تہ مثل سیل قریب آپہونچا ہی اُسوقت جناب عباس برادر حق شناس کو اپنے پاس طلب کیا اور فرمایا کہ ای بھائی تم سوار ہوکر سامنے لشکر ستم شعار کے جاؤ اور اُنسے کہو کہ اسقدر تعجیل جنگ مین نکرو آجکی شب ہمین مہلت دو صبح کو یا ہم بیعت اختیار کرینگے یا تمسے لڑینگے

نَقَالَ لَهُمُ الْعَبَّاسُ مَا قَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ لِلشِّمْرِ عَلَيْهِمَا اللَّعْنَةُ مَا تَرَىٰ فِي ذٰلِكَ فَإِنَّ الرَّاْيَ رَاْيُكَ پس حضرت عباسؑ حسب الارشاد مقابل لشکر عمر سعد کے کھڑے ہوے اور جو کچھ کہ امام حسینؑ نے فرمایا تھا وہ سب اشقیا سے بیان کیا پس عمر سعد ملعون نے طرف شمر لعین کے دیکھکر کہا کہ ای شمر سُنا تو نے پیام امام حسینؑ کا کہ وہ آجکی شب طالب مہلت ہین اب اس امر مین تجھے اختیار ہی اگر تیرے نزدیک مناسب ہو تو مہلت دین ورنہ ابھی اُن حضرت سے جنگ کرین شمر ملعون یہ سُنکر مہلت دینے پر راضی ہوا قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْحَجَّاجِ يَا ابْنَ سَعْدٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَوْ كَانَ هٰؤُلَاءِ مِنَ التُّرْكِ وَالدَّيْلَمِ وَسَئَلُوكُمْ ذٰلِكَ لَاَجَبْتُمْ لَهُمْ وَالْحُسَيْنُ بْنُ رَسُولِ الثَّقَلَيْنِ يَسْئَلُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُجِيبُونَهُ عمر بن حجاج نے یہ سنکر کہا کہ ای عمر سعد وائے ہو تم پر اگر کوئی شخص کفار ترک و دیلم سے طالب مہلت ہوتا تو مجھے یقین ہی کہ تم اُسکو مہلت دیتے اور ہرگز تامل نہ کرتے سبحان اللہ امام حسین فرزند رسول الثقلین مہلت ایک شب کی طلب کرین اور تمھین اُسمین تامل ہو یہ سنکر محمد بن اشعث نے آواز دی کہ ای قوم مہلت دینے مین امام حسینؑ کے آجکی شب کسی طرح کا نقصان نہین ہی اب مہلت دو اور صبح کو لڑ لینا اسلیے کہ وہ حضرت کسی طرح بیعت امیر شام پر راضی نہونگے پس بدون جنگ کے اُنسے کچھ ہمین چارہ نہین ہی فَرَضُوا بِهِ وَاَجَابُوهُ وَبَعَثَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَلَى الْمَشْرَعَةِ الَّتِي تَلِي الْحُسَيْنَ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ فَارِسٍ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عُمَرَ ابْنَ الْحَجَّاجِ التَّمِيمِيَّ فَحَالُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ

الماءِ غرضکہ بعد اسکے وہ سب ستم شعار جہالت دثار دینے پر اُس امام ابرار کے راضی ہوئے اور اسیوقت عمر سعد شقی نے عمر بن حجاج تمیمی کو مع چار ہزار سوار کنارہ نہر علقمہ پر معین کیا اور وہ اشقیا حائل ہوئے درمیان حضرت اور پانی کے تاکہ امام حسینؑ اور اُنکے اصحاب کو پانی سے منع کریں وَقِیلَ اِنَّھُمْ نَزَلُوا عَلَی الْمَشْرَعَةِ قَبْلَ قَتْلِهٖ بِثَلَاثَةِ اَیَّامٍ وَمَنَعُوْهُ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حَصِیْنِ الْاَزْدِیْ نَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ یَا حُسَیْنُ اَلَا تَنْظُرُ اِلَی الْمَاءِ کَاَنَّهٗ کَبِدُ السَّمَاءِ یَلُوْحُ بِصَفَائِهٖ وَاَمَّا اَنْتَ فَمُتْ حَسْرَةً بِظَمَائِكَ اور ایک روایت میں یوں منقول ہی کہ تین روز قبل شہادتِ امام حسین علیہ السلام کے چار ہزار کفار فرات پر واسطے ممانعت پانی لینے حضرت کے معین ہوئے تھے پس ساتویں تاریخ محرم سے پانی اُن حضرت اور اُنکے انصار و اطفال پر بند تھا پس جب امام حسین علیہ السلام پر پانی بند ہوا اور شدتِ عطش سے اطفال خردسال حضرت کے تڑپنے لگے عبد اللہ بن حصین ازدی ملعون نے بے ادبانہ بطور استہزا کے آواز دی کہ یا حسینؑ آیا دیکھتے ہو کہ پانی دریا کا کس صفائی و شفافی سے مثل شفافی آسمان کے چمک رہا ہی اور کس خوبی سے جاری ہی اور تمام چرند و پرند کو اجازت ہی کہ اِس پانی سے سیراب ہوں لیکن آپکو ہرگز یہ پانی نصیب نہو گا بلکہ آپ پیاسے ہی شہید ہونگے فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَللّٰھُمَّ اقْتُلْهُ عَطْشَانًا وَلَمْ تَغْفِرْهُ اَبَدًا قَالَ حُمَیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَیْتُهٗ یَشْرَبُ الْمَاءَ ثُمَّ یَقِیْئُهٗ وَیَصِیْحُ اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ جب امام حسینؑ نے یہ کلام اُس لعین کا

سُنا جناب اقدسِ الٰہی مین عرض کی کہ ای خداوند قہار تو اس بدکردار کو شدت تشنگی
مین ابھی قتل کر اور واصل جہنم کر اور کبھی اِس شقی کو نہ بخشنا حمید بن مسلم کہتا ہی کہ
قسم بخدا ساتھ ہی بددعاے امام حسین علیہ السلام کے دیکھا مین نے کہ وہ ملعون
پیاسا ہوا اور نہر فرات پر ہونچکر خوب سیر ہوکر پانی پیا اور اُسیوقت استفراغ
کیا جبکہ وہ پانی سب نکل گیا پھر چلایا کہ پیاسا ہون پیاسا ہون ثُمَّ یَعُودُ
وَیَشْرَبُ الْمَآءَ فَیَقِیْئُہٗ فَمَا ھٰذَا دَابُہٗ حَتّٰی لَفَظَ نَفْسَہٗ عَطْشَانًا وَعَجَّلَ
اللّٰہُ بِرُوحِہٖ اِلَی النَّارِ پس بعد اِسکے پھر اُس ملعون نے شکم نجس اپنا پانی سے
بھر لیا مگر ساتھ ہی اُسکے پھر اُگل دیا اور پھر مانند سگِ دیوانہ کے چلایا کہ پیاسا ہون
پیاسا ہون پس وہ ملعون دیر تک اسی عذابِ سخت مین گرفتار رہا آخر کار
شدت پیاس مین تڑپ کر مر گیا اور جلد جناب اقدس الٰہی نے اُس ملعون کو
واصلِ جہنم کیا حضرات کیا قسیُّ القلب وسیاہ دل تھے وہ اشقیا باوجود
دیکھنے ایسے معجزات وکرامات کے اُس امام مظلوم کو تین دن کا بھوکا پیاسا
شہید کیا اور وقتِ آخر بھی ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی
الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ؎

مجلس ہیجدہم

فِی اِکْسِیْرِ الْعِبَادَاتِ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ
اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ زَارَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ یَوْمًا وَقَدْ اَھْدَتْ اِلَیْنَا اُمُّ اَیْمَنَ لَبَنًا وَتَمْرًا وَزُبْدًا اَنْقَدَّمْنَا
مِنْہُ اِلَیْہِ اکسیر العبادات مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے

منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد کیا
کہ ایک روز جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ ہمارے گھر مین ہمارے
دیکھنے کو تشریف لائے اور اُس روز اُمّ ایمن نے کچھ شیر و خرما اور مسکہ بطریق
ہدیہ ہمارے لیے بھیجا تھا پس ہمنے وہی ہدیہ ام ایمن کا سامنے جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ و آلہ کے رکھا فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَامَ اِلٰى زَاوِيَةِ الْبَيْتِ فَصَلّٰى
رَكَعَاتٍ فَلَمَّا كَانَ فِي اٰخِرِ سُجُوْدِهٖ بَكٰى بُكَآءً شَدِيْدًا پس حضرت نے
اُس سے کچھ تناول فرمایا اور بعد اسکے وہ حضرت ایک گوشہ مین تشریف لیگئے
اور وہان کئی رکعتین نماز کی پڑھین جب سجدہ آخری بجالائے اُس حالت
سجدہ مین وہ حضرت باواز بلند رونے لگے فَلَمْ يَسْئَلْهُ مِنَّا اَحَدٌ اِجْلَالًا
وَاِعْظَامًا لَهٗ فَقَامَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ يَا اَبَتِ لَقَدْ دَخَلْتَ
بَيْتَنَا فَمَا سُرِرْنَا بِشَيْءٍ كَسُرُوْرِنَا بِدُخُوْلِكَ بس ہم اہل بیت سے کسی کو
بسبب عظمت و جلالت اُن حضرت کے جراُت اسکی نہوئی کہ اُن حضرت سے
سبب گریہ و بکا کا پوچھین لیکن امام حسین علیہ السلام کہ خوگردہ شفقت و رحمت
اُس جناب کے تھے بے تکلف آغوش مبارک مین جا بیٹھے اور عرض کی کہ
اے جد عالی مقدار آپکے تشریف لانے سے ہم سب اہل بیت ایسے مسرور و خوش
ہوے کہ اُس سرور کی کچھ حد و پایان نہین ہی اور ہم سب کسی چیز سے ایسے
کبھی مسرور و خوش نہوے تھے کہ جیسے آپکے سرفراز فرمانے سے خوش ہوے
ثُمَّ بَكَيْتَ بُكَآءً شَدِيْدًا فَغَمَّنَا غَمًّا شَدِيْدًا فَمَا اَبْكَاكَ يَا جَدَّاهُ پھر
جیسے کہ ہمنے آپکو روتا دیکھا ہی ہم سب ایسے مغموم و محزون ہین کہ بیان اسکا

نہین ہو سکتا ہی پس ای جد نامدار سبب اسقدر گریہ و بکا کا ارشاد ہو کہ کیا ہی اور
دفعتہً کونسا امر حزن و ملال کا ایسا خیال مبارک مین گذرا ہی کہ آپ اِس
شدت سے روئے ہین فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یَا بُنَیَّ
اَتَانِی جِبْرَئِیْلُ اٰنِفًا فَاَخْبَرَنِی اَنَّکُمْ قَتْلٰی وَمَصَارِعُکُمْ شَتّٰی پس جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ ای فرزند ابھی مین نماز مین مشغول تھا
کہ جبرئیل بحکم خداوند جلیل میرے پاس آئے اور مجھسے کہا کہ یا رسول اللہ علم
الٰہی مین یون گذرا ہی کہ اہل بیت آپکے سبکے سب بظلم و ستم شہید ہون اور ایک
جگہہ بھی سب دفن نہون بلکہ قبور اِن سبکے متفرق بنین اور عالم غربت مین مدفون
ہون فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا اَبَتِ فَمَنْ یَزُوْرُ قُبُوْرَنَا عَلٰی
تَشَتُّتِہَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یَا بُنَیَّ اُولٰٓئِکَ طَوَائِفُ
مِنْ اُمَّتِیْ یَزُوْرُوْنَکُمْ وَیَبْکُوْنَ عَلَیْکُمْ پس یہ سنکر
جناب امام حسین علیہ السلام نے عرض کی کہ ای جد عالی مقدار اگر ہم سب
اہل بیت آپکے باین بیکسی شہید ہونگے اور قبرین بھی ہماری متفرق بنین گی
تو پھر ہم بیکسون غریب الوطنون کی زیارت کو کون آئیگا اور کون ہماری
بیکسی اور مصائب پر روئیگا یہ سنکر جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ای پارۂ جگر
تو مغموم نہو کہ حق سبحانہ تعالی ایک گروہ میری امت سے ایسا خلق کریگا کہ
وہ زیارت بھی تمہاری قبرون کی کرینگے اور ہمیشہ تمہاری مصیبت و بیکسی پر
گریہ و بکا کیا کرینگے فَیَلْتَمِسُوْنَ بِذٰلِکَ الْبَرَکَۃَ وَحَقِیْقٌ عَلَیَّ اَنْ اٰتِیَہُمْ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی اٰخُذَ ھُمْ بِاَعْضَادِھِمْ وَاُخَلِّصَھُمْ مِنْ اَھْوَالِ السَّاعَۃِ

وَاَسْکَنَہُمْ فِی الْجَنَّۃِ پس ای نور چشم وہ عزادار و ماتمدار اور زوار تمہارے عوض مین اسکے مجھ سے برکت و مدد طلب کرینگے پس مجھپر لازم و واجب ہی کہ مین عوض اسکے بروز قیامت ان سکو ہول قیامت سے بچاؤنگا اور اُس تلاطم عظیم مین بازو انکے پکڑ کر سکو بہشت مین داخل کرونگا پس حضرات شکر کیجیے اُس خداوند جلیل کا کہ جسنے اپنی رحمت کاملہ سے آپکو اُسی گروہ سے پیدا کیا ہی کہ جو بارشاد جناب رسول الثقلین عزادار امام حسین علیہ السلام کے ہین پس چاہیے کہ آپ مصروف رہین اُس کام مین کہ جس کام کیلیے خالق نے پیدا کیا ہی اور امیدوار رہیے شفاعت رسول مختار کے کہ انشاء اللہ اُس روز کہ جس روز کوئی عمل خیر کام نہ آئیگا مگر شفاعت رسول خدا کی کہ وہ شفیع تمھارے ہونگے اور گریہ و بکا کرنا مصائب سید الشہدا پر وسیلہ اعظم شفاعت پس یاد کیجیے مصیبت امام حسین علیہ السلام کی کہ وہ حضرت نوین تاریخ ماہ محرم کو کیسی مصیبت عظمیٰ مین مبتلا تھے نرغۂ اعدا ایک طرف اور شدت تشنگی ایک طرف اور فکر عیال و اطفال ایک طرف علاوہ اسکے اُس مظلوم پر ہر طرف سے راہ چارہ و تدبیر کی بند تھی کہ اعدانے محاصرہ کرلیا تھا فِی الْبِحَارِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا فِیْ تِلْکَ الْعَشِیَّۃِ الَّتِیْ قُتِلَ اَبِیْ فِیْ صُبْحِہَا وَعِنْدِیْ عَمَّتِیْ زَیْنَبُ تُمَرِّضُنِیْ چنانچہ بحار الانوار وغیرہ مین امام زین العابدین سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے جبکہ شب عاشورا یعنے وہ شب مصیبت آئی کہ جسکی صبح کو پدر بزرگوار میرے شہید ہوے مین علیل و بیمار اپنے خیمہ مین

بستر بیماری پر بیٹھا تھا اور پاس میرے پھوپھی میری جناب زینبؑ واسطے خبرگیری و بیمار داری کے تشریف رکھتی تھین اِذا اعتزل اَبِی الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلامُ فِی خِبَاءٍ لَہٗ وَعِندَہٗ جُونُ مَولیٰ اَبِی ذَرِّ نِ الغِفَارِیِ پس اسی اثنا مین پدر عالی مقدار میرے امام حسین علیہ السلام سب سے علیحدہ ہوکر اپنے خیمہ مین تشریف لیگئے اور اُسوقت کوئی شخص اقربا و انصار سے خدمتِ باسعادت حضرت مین حاضر نہ تھا لیکن صرف جون غلام ابوذر غفاریؓ کا واسطے خدمتگذاری کے سامنے حاضر تھا وَھُوَ یُعَالِجُ سَیفَہٗ وَیُصلِحُہٗ وَاَبِی یَقُولُ ؎

یَا دَھرُ اُفٍّ لَکَ مِن خَلِیلٍ	کَم لَکَ فِی الاِشرَاقِ وَالاَصِیلِ
مِن طَالِبٍ وَصَاحِبٍ قَتِیلٍ	وَالدَّھرُ لَا یَقنَعُ بِالبَدِیلِ

بیمار کربلا فرماتے ہین کہ اُسوقت جون حضرت کی تلوار صاف کرتا تھا اور پدر مظلوم میرے مقام یاس و تاسف مین یہ کلمات حسرت آیات فرماتے تھے ای زمانۂ غدار واے ہو تجھپر کہ تیری بیمروتی سے کیسے کیسے دوست نیک کردار اور متقی و پرہیزگار صبح و شام انواع و اقسام کے مصائب مین مبتلا ہوکر اِس دار فنا سے طرف دار بقا کے انتقال کرگئے اور تو وہ بیمروت ہی کہ جسکے تو درپے قتل کے ہوتا ہی اُسے بدون اپنے قتل کے کچھ چارہ و تدبیر نہین نظر آتی ہی اور تو ہرگز بدل و عوض پر اُسکے راضی نہین ہوتا ہی ؎

وَاِنَّمَا الاَمرُ اِلَی الجَلِیلِ	کُلُّ حَیٍّ سَالِکٌ سَبِیلِ

فَاَعَادَھَا مَرَّتَینِ اَو ثَلَاثًا حَتّٰی فَھِمتُھَا وَعَرَفتُ مَا اَرَادَہٗ فَخَنَقَتنِی

العُبُودَۃُ اور رجوع ہر امر کی طرف رب جلیل کے ہی اور ہر ذیحیات کو یہی راہ درپیش ہی کہ جسپر مین چلا جاتا ہون پس جناب سید الساجدین علیہ السلام فرماتے ہین کہ دو تین مرتبہ اُن حضرت نے انھین کلمات کو ارشاد فرمایا یہانتک کہ مین مضمون پر ان اشعار کے بخوبی مطلع ہوا اور جو کچھ کہ اُن حضرت کو مقصود تھا اُسے سمجھ کر مین اسقدر متاسف ہو کر رویا کہ بسبب کثرت گریہ و بکاکے گلو گرفتہ ہو گیا فَرَدَدْتُھَا وَلَزِمْتُ السُّکُوْتَ وَعَلِمْتُ اَنَّ الْبَلَآءَ قَدْ نَزَلَ پس مین نے ضبط کیا اور چُپ ہو رہا مگر مجھے یقین ہو گیا کہ اب بلائے عظیم ہم اہل بیت پر نازل ہوا چاہتی ہی وَاَمَّا عَمَّتِیْ زَیْنَبُ بِنْتُ اَمِیْرِ الْمُوْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا سَمِعَتْ مَا سَمِعْتُ وَھِیَ اِمْرَءَۃٌ وَمِنْ شَانِ النِّسَآءِ الرِّقَّۃُ وَالْجَزَعُ فَلَمْ تَمْلِکْ نَفْسَھَا لیکن پھوپھی میری جناب زینب خاتون دختر امیر المومنین علیہ السلام نے جب وہ کلام کہ جو مین نے حضرت سے سنا تھا سُنا چونکہ وہ معظمہ صنف عورات سے تھین اور شانِ عورات سے رقت قلب اور اضطراب ہی سنتے ہی اِن کلمات کے بیتاب ہو گئین اور تاب لا سکین اِلٰی اَنْ وَثَبَتْ تَجُرُّ ذُیُوْلَھَا وَاِنَّھَا لَحَاسِرَۃٌ حَتّٰی انْتَھَتْ اِلٰی اَخِیْھَا پس اُسی حالت اضطراب مین کھڑی ہو گئین اور شدتِ غم و الم مین طرف خیمۂ اطہر حضرت کے روانہ ہوئین اور اُسوقت ایسی بیحواس تھین کہ چادر زمین پر لٹکتی جاتی تھی اور سر اقدس کھلا ہوا تھا یہانتک کہ با حال پریشان اپنے برادر مظلوم کے پاس پہونچین فَبَکَتْ وَقَالَتْ وَاثَکْلَاہُ لَیْتَ الْمَوْتَ اَعْدَمَنِیَ الْحَیٰوۃَ اَلْیَوْمَ مَاتَتْ اُمِّیْ فَاطِمَۃُ الزَّھْرَآءُ وَجَدِّیْ

رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَبِیْ عَلِیُّ بْنِ الْمُرْتَضٰی بس دیکھتے ہی اپنے بھائی کے رونے لگین
اور فرمایا کہ ہاے افسوس کاش یہ بہن ستم رسیدہ پہلے اِس سے مرجاتی کہ اپنے
بھائی بیکس کو اس مصیبت عظمیٰ مین مبتلا نہ دیکھتی ہاے افسوس کہ آج نہ نانا
میرے جناب رسول خداؐ زندہ ہین اور نہ باپ مجھ بیکس کے جناب علی مرتضیٰؑ
موجود ہین اور نہ مان میری جناب فاطمہ زہراؑ باقی ہین کہ اِس آفت وبلا مین
میرے مان جاے مظلوم کو بچائین آج وہ دن ہی کہ گویا آج ہی اُن حضرات نے
دنیا سے رحلت فرمائی یَا خَلِیْفَةَ الْمَاضِیْنَ وَیَا ثِمَالَ الْبَاقِیْنَ اَیْ
شَیْءٍ اَصْنَعُ فِیْكَ ای یادگار جد وپدر ای بقیۂ مادر وبرادر ای حامی
بیکسان ای سرپرست باقی ماندگان اِس بہن ستم رسیدہ کو کچھ نہین بن آتا ہی
اور کوئی تدبیر وچارہ نظر نہین آتا ہی کہ کسی طرح آپ بچ جائین اور آپ پر سے
یہ بلا ٹل جاے فَنَظَرَ اِلَیْھَا الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَتَرَقْرَقَتْ عَیْنَاہُ
بِالدُّمُوْعِ وَقَالَ لَھَا یَا اُخْتَاہُ لَوْ تُرِكَ الْقَطَا لَنَامَ پس جب امام حسین
علیہ السلام نے حال اُس معظمہ کا نہایت ہی متغیر پایا اور کلمات دردناک سے
بنگاہِ حسرت ویاس طرف اُس مخدومہ کے دیکھا اور اشک چشم انور مین
بھر لائے اور فرمایا کہ ای بہن مین بھی ایسی بلا مین مبتلا ہوا ہون کہ کوئی چارہ
وتدبیر مجھ سے نہین بن آتی ہی اور جیسے قطا جانور خوف سے صیاد کے شب کو
آرام نہین کرتا ہی اسی طرح مین بھی اعدا سے خوفناک ہون پس اگر کچھ تدبیر
ہو سکتی تو مین کیون اپنے تئین معرض تلف وہلاکت مین ڈالتا اور تم سب
اہلبیت کو کیون اِس دشت کربلا مین چھوڑتا فَبَکَتْ زَیْنَبُ بُکَاءً

شَدِيْدًا فَلَطَمَتْ وَجْهَهَا وَشَقَّتْ جَيْبَهَا وَخَرَّتْ مَغْشِيَّةً عَلَى الْأَرْضِ پس یہ کلمات سنکر حضرت زینب خاتون بشدت روئین اور منھ اپنا پیٹ لیا اور گریبان چاک کیا اور غش کھاکر زمین پر گر پڑین فَقَامَ إِلَيْهَا الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ لَهَا يَا أُخْتَاهُ اتَّقِي اللّٰهَ وَتَعَزَّيْ بِعَزَاءِ اللّٰهِ وَاعْلَمِي أَنَّ أَهْلَ الْأَرْضِ يَمُوتُونَ وَأَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَبْقَوْنَ جب حضرت نے اپنی بہن کا حال کمال متغیر پایا کھڑے ہوگئے اور بالین سرا قدس اُس مظلومہ کے تشریف لائے اور بکمال شفقت و مرحمت فرمایا کہ ای بہن تم دختر صابرین سے ہو تمھین لازم ہی کہ سلسلہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو اور راضی برضاے جناب احدیت رہو اور یہ یقین جانو کہ سب اہل زمین مرینگے اور کوئی اہل آسمان سے باقی نہ رہیگا وَكُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ يَا أُخْتَاهُ جَدِّي وَأَبِي وَأَخِي خَيْرٌ مِنِّي وَلِكُلِّ مُسْلِمٍ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اور فرمایا کہ ای بہن ہر چیز سواے ذات پاک خداے یگانہ کے فانی ہی فقط وہی باقی رہیگا ای بہن غور و فکر کرو جبکہ جد امجد میرے جناب رسول خدا اشرف انبیا و مرسلین اور پدر عالی مقدار میرے جناب علی مرتضیٰ امیر المؤمنین اور برادر بزرگوار میرے حسن مجتبیٰ علیہم السلام جو مجھ سے افضل و بہتر تھے راہی جنت ہوے اور کوئی اُنمین سے باقی نہ رہا تو مین کیونکر باقی رہونگا پس ہر مسلم کو اقتدا و پیروی ساتھ جناب رسول خداؐ کے لازم ہی يَا أُخْتَاهُ بِحَقِّي عَلَيْكِ اصْبِرِي وَلَا تَخْمِشِي عَلَى وَجْهِكِ وَلَا تَشُقِّي عَلَى جَيْبِكِ

اے بہن قسم ہے تمھین میرے حق کی جو تم پر ہے کہ تم میری مفارقت اور مصیبت مین صبر
کرو جیسا کہ تم نے مصائب سابقہ پر صبر کیا ہے اور ہرگز منھ اپنا نہ پیٹو اور بال اپنے
نہ نوچو اور گریبان اپنا چاک نہ کرو ثُمَّ جَآءَ بِهَا حَتّٰے اَجْلَسَهَا عِنْدِی ثُمَّ
دَخَلَ خَيْمَتَهٗ وَصَلّٰے كُلَّ لَيْلَةٍ وَاسْتَغْفَرَ وَكَذٰلِكَ اَصْحَابُهٗ
يُصَلُّوْنَ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ جناب سید الساجدین علیہ السلام فرماتے ہین
کہ جب حضرت اپنی بہن زینب خاتون سے ارشاد بصیر و تحمل کر چکے تو ان
معظمہ کو سمجھا کر میرے پاس لا کر بٹھا گئے اور آپ تمام شب اُن حضرت او
اقربا و اصحاب نے اُس امام ابرار کے نماز و دعا و استغفار بسر کی اور احوال
رنج و غم سے اس شب کے کیا بیان کرون کہ مسافران صحراے کربلا پر کیا
مصیبت گذری آہ آہ کبھی مظلوم کربلا اپنے اہل بیت کو تسلی و دلاسا دیتے تھے
کبھی انکی غربت و بیکسی اور تشنہ لبی پر روتے تھے وَاَمَّا نِسَآؤُهٗ وَاَخَوَاتُهٗ
يَبْكِيْنَ وَيَنُحْنَ وَاحَسْرَتَاهُ مِنْ لَيْلَةٍ فِي يَوْمِهَا تَنْتَشِرُ نُجُوْمُ السَّمٰوٰتِ
الْعُلٰے عَلَی الْاَرْضِ الْمَارِيَةِ بِالْاَجْسَادِ الْعَارِيَةِ اور صاحب محرق
القلوب علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ بیبیان اور بیٹیان اور بہنین اُس امام مظلوم
کی کس بیتابی و بیقراری سے نوحہ و بین کرتی تھین اور یہ کہکر روتی تھین
کہ ہاے افسوس آج وہ شب ہے کہ جسکی صبح کو ستارہ ہاے آسمان شرافت
و بزرگی زمین کربلا پر تمازت آفتاب مین بے لباس کے پڑے ہونگے وَا
اَسَفَاهُ مِنْ لَيْلَةٍ فِيْ صُبْحِهَا يُقْتَلُ قُرَّةُ عَيْنِ الرَّسُوْلِ وَتُسْبٰى
بَنَاتُ فَاطِمَةَ الْبَتُوْلِ ہاے افسوس یہ شب وہ شب قیامت ہے کہ

جسکی صبح کو نور چشم رسول خدا اور دلبند علی مرتضیٰ بالب تشنہ مثل گوسفند قربانی زمین غاضریہ و ماریہ پر قتل ہونگے اور دختران بتول عذرا جناب فاطمہ زہرا اسیر و مقید ہونگی آہ آہ جو اندیشہ کہ اُن بیکسون کو تھا وہی ہوا افسوس ہزار افسوس مظلوم کربلا مع اصحاب و اقربا شہید ہوے اور دختران فاطمہ زہرا اسیر ہوئین چنانچہ معصوم فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَے النِّسْوَۃِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور خیمون سے بظلم و ستم نکالی گئین اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَے الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ

مجلس نوزدہم

فِی الْبِحَارِ عَنِ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ تَرَکَ السَّعْیَ فِیْ حَوَائِجِہٖ یَوْمَ عَاشُوْرَا قَضَی اللّٰہُ تَعَالٰی حَوَائِجَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ بحار الانوار مین جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جو مومن روز عاشورا یعنے دسوین تاریخ ماہ محرم کو اپنی حاجات مین سعی نہ کرے تو عوض اُسکے حق سبحانہ تعالیٰ تمام حاجات دنیا و آخرت اُسکی برلائیگا وَمَنْ کَانَ یَوْمَ عَاشُوْرَا یَوْمَ مُصِیْبَتِہٖ وَحُزْنِہٖ وَبُکَائِہٖ جَعَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَوْمَ فَرَحِہٖ وَسُرُوْرِہٖ وَقَرَّتْ بِنَا فِی الْجِنَانِ عَیْنُہٗ اور جو مومن کہ روز عاشورا کو روز مصیبت و غم اور گریہ و ماتم قرار دیوے تو حق سبحانہ تعالیٰ عوض اُسکے روز قیامت کو واسطے اُسکے دن فرحت و سرور کا گردانے گا اور وہ مومن ہمارے ساتھ با دیدہ خندان داخل بہشت ہوگا وَمَنْ سَمّٰی یَوْمَ عَاشُوْرَا یَوْمَ بَرَکَۃٍ وَادَّخَرَ فِیْہِ لِمَنْزِلِہٖ شَیْئًا لَمْ یُبَارَکْ لَہٗ فِیْمَا ادَّخَرَ

وَحُشِرَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ وَعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ اور جو شخص روز عاشورا کو روز برکت جانکر اپنے گھر مین ذخیرہ جمع کرے تو حق سبحانہ تعالیٰ ہرگز اُسمین برکت نہ دیگا اور بروز قیامت اُسے محشور کریگا ساتھ یزید بن معاویہ اور عبید اللہ بن زیاد اور عمر بن سعد ملعون کے

وَفِي الْبِحَارِ اَنَّهُ قَالَ مُوسٰى فِي مُنَاجَاتِهِ لِمَ فَضَّلْتَ يَا رَبِّ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ عَلٰى سَائِرِ الْاُمَمِ قَالَ اللهُ تَعَالٰى فَضَّلْتُهُمْ لِعَشْرِ خِصَالٍ بحار الانوار مین منقول ہی کہ ایک روز حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و آلہ وعلیہ السلام واسطے مناجات کے کوہ طور پر تشریف لیگئے اثنائے مناجات مین عرض کی کہ خداوندا کیا سبب ہی کہ امتِ خاتم الانبیا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو تمام پیغمبران سلف کی امت پر تو نے فضیلت دی ہی خطابِ الٰہی ہوا کہ ای موسیٰ امت سید المرسلین مین دس خصلتین پائی جائینگی کہ وہ اور پیغمبرون کی امت مین نہین ہین قَالَ مُوسٰى وَمَا تِلْكَ الْخِصَالُ الَّتِي يَعْمَلُوْنَهَا حَتّٰى اٰمُرُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ يَعْمَلُوْنَهَا پھر حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ بار الٰہا وہ کونسی خصلتین ہین مجھے بھی اُنپر مطلع فرما کہ تا مین بنی اسرائیل کو تعلیم کرون کہ وہ اسپر عمل کرین قَالَ اللهُ تَعَالٰى اَلصَّلٰوةُ وَالزَّكٰوةُ وَالصَّوْمُ وَالْحَجُّ وَالْجِهَادُ وَالْجُمُعَةُ وَالْجَمَاعَةُ وَالْقُرْاٰنُ وَالْعِلْمُ وَالْعَاشُوْرَا درگاہ احدیت سے خطاب پہونچا کہ ای موسیٰ وہ دس خصلتین یہ ہین کہ پہلے اُنمین سے نماز پنجگانہ کو بآداب و شرائط بجالانا دوسرے زکوۃ مال کی دینا تیسرے روزہ ماہ رمضان کا رکھنا چوتھے حج خانہ کعبہ کا کرنا پانچوین

راہ خدا مین کفار سے جہاد کرنا چھٹے نماز جمعہ مین حاضر ہونا ساتوین نماز یومیہ کو بجماعت ادا کرنا آٹھوین تلاوت قرآن مجید کرنا نوین علم فقہ و حدیث سیکھنا دسوین عاشورا قَالَ مُوسیٰ یَا رَبِّ وَمَا الْعَاشُورَا قَالَ الْبُکَاءُ وَالتَّبَاکِی عَلٰی سِبْطِ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی وَالْمَرْثِیَۃُ وَالْعَزَاءُ لِمُصِیْبَتِہٖ حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ خداوندا نو خصلتون پر مین مطلع ہوا لیکن عاشورا کسے کہتے ہین ارشاد ہوا کہ ای موسیٰ عاشورا سے مراد رونا اور رُلانا ہی فرزند محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ماتم مین اور مرثیہ کہنا اور پڑھنا اُسکی مصیبت مین اور مجلس تعزیت اُسکے غم مین بپا کرنا یَا مُوسیٰ مَا مِنْ عَبْدٍ مِنْ عَبِیْدِیْ فِیْ ذٰلِکَ الزَّمَانِ بَکٰی اَوْ تَبَاکیٰ وَتَعَزّیٰ عَلٰی وَلَدِ الْمُصْطَفٰی اِلَّا کَانَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ ثَابِتًا ای موسیٰ جو بندہ مومن میرے بندون سے ایام عاشورا مین فرزند محمد مصطفےٰ کے ماتم مین روے یا کسی کو رُلاے یا اگر رونا نہ آے تو صورت رونے والون کی بناے یا مجلس تعزیت بپا کرے بہشت اِن سبکے لیے واجب ہوگا وَمَنْ اَنْفَقَ مِنْ مَالِہٖ فِیْ مَحَبَّتِہٖ طَعَامًا کَانَ وَغَیْرَ ذٰلِکَ دِرْہَمًا اَوْ دِیْنَارًا اِلَّا وَبَارَکْتُ لَہُ فِی الدُّنْیَا الدِّرْہَمَ بِسَبْعِیْنَ دِرْہَمًا اور ای موسیٰ جو بندہ مومن کہ روز عاشورا اپنے مال مین سے کچھ سلوک کسی برادر مومن سے کریگا خواہ کھانا کھلاوے یا نقد دیوے اگر ایک درہم دیگا تو دنیا مین ستر درہم کی برکت اُسے ملیگی وَکَانَ مُعَافًا فِی الْجَنَّۃِ وَغَفَرْتُ لَہُ ذُنُوْبَہٗ بِاَمْرِیْ اور ثواب اُس ایک درہم کا آخرت مین یہ ہوگا کہ بہشت مین اُسے منزل عالی عطا کرونگا اور تمام گناہ صغیرہ اور کبیرہ اُسکے میرے حکم سے بخشے جائینگے وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ مَا مِنْ رَجُلٍ اَوِامْرَاَۃٍ

سَالَ دَمْعُ عَیْنَیْہِ فِیْ یَوْمِ عَاشُوْرَا وَغَیْرِہٖ قَطْرَۃً اِلَّا وَکُتِبَتْ لَہٗ اَجْرُ
مِأَۃِ شَہِیْدٍ اے موسیٰ قسم ہی مجھے اپنی عزت و جلال کی کہ جس مومن یا مومنہ
کی آنکھون سے ماتم فرزند رسول آخر الزمان مین اشک برابر پر پشہ کے نکلے
ایام عاشورا خواہ اور دنون مین اُسے مثل ایک سو شہید کے ثواب عطا کرونگا
سبحان اللہ کیا مرتبہ ہی رونے اور رُلانے اور تعزیہ داری مظلوم کربلا کا بس
حضرات گریہ و بکا کیجیے مصیبت جناب سید الشہدا فرزند جناب رسول خدا پر
کہ وہ عظیم ترین مصائب ہی فِیْ عُیُوْنِ اَخْبَارِ الرِّضَاءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ
فَضْلٍ اَنَّہٗ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ کَیْفَ صَارَ
یَوْمُ عَاشُوْرَا یَوْمَ مُصِیْبَۃٍ وَغَمٍّ وَجَزَاعٍ وَبُکَاءٍ دُوْنَ الْیَوْمِ الَّذِیْ
قُبِضَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَالْیَوْمِ الَّذِیْ مَاتَتْ فِیْہِ فَاطِمَۃُ الزَّہْرَاءُ
وَالْیَوْمِ الَّذِیْ قُتِلَ فِیْہِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْیَوْمِ الَّذِیْ قُتِلَ فِیْہِ
الْحَسَنُ بِالسَّمِّ چنانچہ عیون اخبار رضا علیہ السلام مین عبد اللہ بن فضل سے
باسناد معتبر منقول ہی کہ کہا اُسنے عرض کیا مین نے خدمت جناب صادق
علیہ السلام مین کہ یا ابن رسول اللہ کیا سبب ہی اسکا کہ منجملہ تمام ایام مصیبت کے
روز عاشورا روز مصیبت وغیرہ ہوا حالانکہ روز انتقال جناب رسالت مآب
اور جناب سیدہ اور جناب امیر المومنین اور جناب حسن مجتبیٰ شہید زہر دغا
علیہم السلام یہ سب ایام زیادہ تر سزاوار تھے واسطے بجالانے رسوم تعزیت
وغیرہ اکے فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ یَوْمَ قَتْلِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
اَعْظَمُ مُصِیْبَۃً مِّنْ سَائِرِ ہٰذِہِ الْاَیَّامِ وَذٰلِکَ اَنَّ اَصْحَابَ الْکِسَاءِ

الَّذِیْنَ کَانُوْا اَکْرَمَ الْخَلْقِ عَلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ کَانُوْا خَمْسَۃً پس فرمایا جناب
صادق علیہ السلام نے کہ روز قتل امام حسین علیہ السلام بزرگتر ہی از روے
مصیبت کے اِن ایام سے اسلیے کہ خاتمہ ہوا اصحاب کِسا، وآل عبا کا کہ جو
خداوند عالم کے نزدیک بزرگتر ہین تمام عالم سے وہ پنجتن ہین فَلَمَّا مَضٰی عَنْھُمُ
النَّبِیُّ بَقِیَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَفَاطِمَۃُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ
فَکَانَ فِیْھِمْ لِلنَّاسِ عَزَاءٌ وَسَلْوَۃٌ پس جبکہ اِس دار فانی سے طرف عالمِ
جاودانی کے جناب رسالتمآبؐ نے زہر دغا سے انتقال فرمایا تو جناب امیرُ
المومنین اور جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام باقی تھے اور تعزیت وتسلّی تمام
عالم کی بسبب اِن حضرات کے تھی فَلَمَّا مَضَتْ فَاطِمَۃُ کَانَ فِی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ لِلنَّاسِ عَزَاءٌ وَسَلْوَۃٌ پس جب جنابِ
سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام نے بسبب ضرب دروازہ کے انتقال فرمایا تو
جناب امیر المومنین اور حسنین علیہم السلام باقی تھے اور تعزیت وتسلی خلائق
کی بسبب ان حضرات کے تھی فَلَمَّا مَضٰی اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ کَانَ لِلنَّاسِ
فِی الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ عَزَاءٌ وَسَلْوَۃٌ پس جب جنابِ
امیر المومنین علیہ السلام مسجد کوفہ مین ضربت تلوار زہر آلودہ سے شہید ہوے
تو باعثِ تسلی وتشفی خلائق جناب حسنین علیہما السلام باقی تھے فَلَمَّا مَضَی
الْحَسَنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ لِلنَّاسِ فِی الْحُسَیْنِ عَزَاءٌ وَسَلْوَۃٌ پس
جبکہ جناب امام حسن علیہ السلام نے زہر دغا سے رحلت فرمائی تو جناب امام
حسین علیہ السلام باعث تسلی وتشفی خلائق باقی تھے فَلَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ

عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمْ یَکُنْ بَقِیَ مِنْ اَصْحَابِ الْکِسَآءِ اَحَدٌ لِلنَّاسِ فِیْہِ بَعْدَہٗ
عَزَآءٌ وَسَلْوَۃٌ پس جب مظلوم کربلا غریب نینوے فرزند رسول الثقلین جناب
امام حسین علیہ السلام ظلم وستم اشقیاے کوفہ وشام سے صحراے کربلا مین تشنہ لب شہید ہوے
تو خاتمہ ہوا اصحاب کسا کا اور آل عبا سے کوئی باعث تسلی وتشفی خلائق باقی نہ رہا
فَکَانَ ذِھَابُہٗ کَذِھَابِ جَمِیْعِھِمْ کَمَا کَانَ بَقَآؤُہٗ کَبَقَآءِ جَمِیْعِھِمْ فَلِذٰلِکَ
صَارَ یَوْمُہٗ اَعْظَمَ الْاَیَّامِ مُصِیْبَۃً پس روز شہادت خامس آل عبا گویا روز
انتقال ان سب حضرات کا ہی جیسا کہ بقاے مظلوم کربلا سے بقا ان سب کی گویا روز
تھی پس اسی واسطے روز عاشورا اعظم ایام مصیبت ہی پس حضرات گریہ وبکا کیجیے
حال پر اُس مظلوم کے کہ جو بظلم وستم آوارہ وطن کیے گئے اور مہمان بلا کر صحراے
کربلا مین ہر چہار طرف سے اشقیا نے محاصرہ کیا اور سب آمادہ ومستعد قتل ہوے
ہر چند کہ جناب سید الشہدا دوسری تاریخ محرم سے مبتلا بلا اور گرفتار مصائب
بیشمار تا دہم ماہ محرم رہے لیکن جو روز نہم ودہم محرم کو مصائب سخت اُن حضرت پر
گذرے ہین ممکن نہین ہی کہ کوئی اُن سبکو بتفصیل بیان کر سکے فِی الْکَافِیْ عَنْ
عَبْدِ الْمَلِکِ اَنَّہٗ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ یَوْمِ تَاسُوْعَا
وَعَاشُوْرَا مِنَ الْمُحَرَّمِ فَقَالَ تَاسُوْعَا یَوْمٌ حُوْصِرَ فِیْہِ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
وَاَصْحَابُہٗ بِکَرْبَلَا چنانچہ کافی مین عبد الملک سے منقول ہی کہ کہا اُسنے سوال کیا
مین نے جناب صادق علیہ السلام سے کہ یا ابن رسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ
صوم نہم ودہم محرم مین آیا مومن کو چاہیے کہ ان دو دن مین روزہ رکھے یا نہین
حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے عبد الملک روز تاسوعا یعنے روز نہم ماہ محرم روز

مصیبت ہی کہ اُس روز جناب امام حسینؑ مع اپنے اصحاب و اقربا کے نرغہ کفار میں
گھر گئے تھے اور ہر طرف سے اعدائے اُس مظلوم کو محاصرہ کر لیا تھا وَفَرِحَ ابْنُ
مَرْجَانَةَ وَابْنُ سَعْدٍ بِتَوَافُرِ الْخَيْلِ وَكَثْرَتِهَا وَاسْتَضْعَفُوا فِيهِ الْحُسَيْنَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابَهُ وَاَيْقَنُوا اَنَّهُ لَا يَاْتِي الْحُسَيْنَ نَاصِرٌ وَلَا يُمِدُّهُ
اَهْلُ الْعِرَاقِ بِاَبِي الْمُسْتَضْعَفِ الْغَرِيبِ اور اُس روز ابن زیاد اور
ابن سعد دونوں لعین بسبب کثرت پیادہ و سوار کے نہایت شاد و مسرور تھے
اور جد مظلوم میرے جناب امام حسین علیہ السلام اور اصحاب اُنکے ناچار و ضعیف
اور متحیر و پریشان تھے اور اُن حضرت پر ہر طرف سے راہ چارہ و تدبیر کی بند تھی
اور ابن سعد اور ہمراہیوں کو اُس ملعون کے سرور حاصل تھا اسلیے کہ اُن سبکو
یقین ہو گیا تھا کہ اب کوئی ناصر و مددگار اُس جگر گوشہ رسول مختار کا عراق
اور غیر عراق سے نہ آئیگا بعد اُسکے جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ فدا ہوں
ماں باپ میرے اُس مظلوم و ضعیف اور غریب پر کہ جو نرغہ کفار ستم شعار میں
بایں بیکسی مبتلا و گرفتار تھے ثُمَّ قَالَ وَاَمَّا يَوْمُ عَاشُورَا فَيَوْمٌ اُصِيبَ
فِيهِ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَرِيعًا بَيْنَ اَصْحَابِهِ وَاَصْحَابُهُ حَوْلَهُ صَرْعَى
عُرَاةً پھر فرمایا اُن حضرت نے کہ روز عاشورا وہ دن ہی کہ جس روز امام حسین
علیہ السلام شہید ہوئے اور لاش مطہر اُس جناب کی درمیان لاشہائے اصحاب کے
غلطاں بخاک و خون پڑی تھی اور لاشہائے شہدا گرد لاش اقدس اُن حضرت کے
پڑی تھیں وَرَبِّ الْبَيْتِ مَا هُوَ يَوْمُ صَوْمٍ وَمَا هُوَ اِلَّا يَوْمُ حُزْنٍ وَمُصِيبَةٍ
عَلَى اَهْلِ السَّمَاۤءِ وَالْاَرْضِ وَجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ پس حضرت نے فرمایا قسم بخدا کے

خانہ کعبہ کہ ہرگز روز عاشورا روز صوم نہین ہی بلکہ وہ روز حزن والم اور مصیبت و
غم کا ہی اہل آسمان و زمین اور مومنین پر وَ یَوْمَ فَرَحٍ وَ سُرُوْرٍ لِآلِ ابْنِ مَرْجَانَةَ
وَآلِ زِیَادٍ وَاَهْلِ الشَّامِ وَ ذٰلِكَ یَوْمٌ بَكَتْ بِقَاعُ الْاَرْضِ خَلَا بُقْعَةِ
الشَّامِ اور روز عاشورا روز فرحت و سرور ہی واسطے آل زیاد اور اہل شام کے
اور یہ روز وہ روز مصیبت ہی کہ اس روز تمام طبقات زمین سے شور گریہ و بکا و
نوحہ و اکا مصیبت جناب سید الشہدا میں بلند تھا مگر زمین شام کی کہ اُس
زمین سے اُس روز صدائے مبارکباد عوض غم والم کے بلند تھی فَمَنْ صَامَ فِیْهِ
حَشَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَعَ آلِ زِیَادٍ مَمْسُوْخَ الْقَلْبِ مَسْخُوْطًا عَلَیْهِ پس جو شخص
کہ اُس روز روزہ رکھیگا اور یوم برکت جانیگا اُسکا حشر یزید اور ابن زیاد کے
ساتھ ہوگا درانحالیکہ دل اُسکا مسخ و مغضوب بغضب خداے جبار اور معاقب
بعقاب خداوند قہار ہوگا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ

مجلس بستم

فِی الْبِحَارِ وَ غَیْرِهٖ عَنِ ابْنِ وَهَبٍ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ یَوْمَ عَاشُوْرَا عَلٰی
سَیِّدِیْ وَ مَوْلَایَ جَعْفَرِ بْنِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَرَاَیْتُهٗ سَاجِدًا
بحار الانوار اور امالی مین ابن وہب سے منقول ہی کہ کہا اُسنے ایک مرتبہ روز
عاشورا یعنے دہم ماہ محرم کو مین خدمت بابرکت اپنے آقا و مولا جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام مین بقصد زیارت حاضر ہوا دیکھا مین نے کہ وہ حضرت
سجدہ مین ہین فَجَلَسْتُ مِنْ وَرَائِهٖ فَاَطَالَ فِیْ سُجُوْدِهٖ وَ بُكَائِهٖ فَسَمِعْتُهٗ
یُنَاجِیْ رَبَّهٗ وَ یَقُوْلُ پس مین پس پشت اقدس بیٹھ گیا اور دیکھا مین نے

کہ اُن حضرت نے سجدہ کو طول دیا اور بشدت روتے ہین اور پروردگار اپنے سے
مناجات مین یہ عرض کرتے ہین یَا مَنْ خَصَّنَا بِالْکَرَامَةِ وَ وَعَدَنَا الشَّفَاعَةَ
وَحَمَّلَنَا الرِّسَالَةَ وَجَعَلَنَا وَرَثَةَ الْاَنْبِیَاءِ السَّابِقَةِ وَخَتَمَ بِنَا الْاُمَمَ السَّالِفَةَ
پکارتا ہون مین اُس قادر و توانا کو کہ جسنے ہم اہل بیتِ رسالت کو خاص کیا سا تھ
کرامت و بزرگی کے اور اپنے فضل وکرم سے ہمین شفیع خلق کیا اور ہمین متحمل کیا
بار رسالت و ولایت کا اور ہمکو وارث کیا انبیاء سابقہ کا اور ہمپر ختم کیا نبوت اور
رسالت کو وَاَعْطَانَا عِلْمَ مَا بَقِیَ وَمَا مَضٰی وَجَعَلَ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ
تَهْوِیْ اِلَیْنَا اور پکارتا ہون مین اُس منعم حقیقی کو کہ جسنے عطا فرمایا ہمکو علم تمام
کَانَ وَمَا یَکُوْن کا اور مائل کیے طرف ہمارے قلوب مومنین کے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ
وَلِزُوَّارِ اَبِیْ عَبْدِ اللهِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا اَمْوَالَهُمْ
فِیْ مَحَبَّتِهٖ وَاَشْخَصُوْا اَبْدَانَهُمْ رَغْبَةً فِیْ بِرِّهٖ ای پروردگار عالم مین امیدوار
ہون تیری رحمتِ کاملہ سے کہ بخش دے تو مجھے اور اُن سبکو کہ جو زائر ہین قبر مطہر
امام حسین علیہ السلام کے کہ جنھون نے مال اپنے محبتِ اُن حضرت مین خرچ
کیے ہین اور بدن اپنے لاغر کیے ہین بتوقع اسکے کہ صلہ اسکا اُن حضرت سے
لینگے اَللّٰهُمَّ کَافِهِمْ عَنَّا بِرِضْوَانِكَ وَاحْفَظْهُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ
فِیْ اَمَانِكَ وَاکْفِهِمْ شَرَّ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ وَشَرَّ کُلِّ ضَعِیْفٍ
مِّنْ خَلْقِكَ وَشَدِیْدٍ خداوندا تو اپنے کرم سے ہماری جانب سے عوض کر
اُنسے ساتھ رضا اور خوشنودی اپنی کے اور شب و روز محفوظ رکھ تو انکو اپنی
حفظ و امان مین اور دفع کر تو اُنسے شر ہر ظالم و جابر اور معاند کو اور بچا تو زائر

امام حسین علیہ السلام کو شر سے ہر ضعیف و قوی کے اپنے مخلوقات سے وَشَرِّ
شَیَاطِیْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَاَعْطِهِمْ اَفْضَلَ مَا اَمَّلُوْهُ مِنْكَ فِیْ
وَغُرْبَتِهِمْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ تِلْكَ الْوُجُوْهَ الَّتِیْ غَیَّرَتْهَا الشَّمْسُ فِیْ مَوَدَّتِنَا
ای حافظِ حقیقی دفع کر تو زوّار امام حسین علیہ السلام سے شر شیاطین اِنس و جن کو
اور ای کریم عطا کر تو اُنکو افضل و بہتر اُس سے کہ جس چیز کے وہ امیدوار ہین مجھ سے
سفرِ غربتِ زیارت مین خداوندا رحم کر تو اُنکے روہاے پاکیزہ پر کہ جسکو تمازتِ
آفتاب نے متغیر کر دیا ہی ہماری محبت مین وَارْحَمْ تِلْكَ الْخُدُوْدَ الَّتِیْ
تَقَلَّبَتْ عَلٰی قَبْرِ جَدِّیَ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَارْحَمْ تِلْكَ الْاَعْیُنَ
الَّتِیْ جَرَتْ دُمُوْعُهَا رَحْمَةً لَّنَا اور ای رحیم رحم کر تو اُن رخسارون پر کہ
رکھے گئے ہین قبر مطہر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام پر اور رحم فرما تو
اُن آنکھون پر کہ جنسے اشک جاری ہوے ہین ہم اہل بیت نبوت کے غم مین
وَارْحَمْ تِلْكَ الصَّرْخَةَ الَّتِیْ كَانَتْ لِاَجْلِنَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُكَ
تِلْكَ الْاَنْفُسَ وَتِلْكَ الْاَبْدَانَ حَتّٰی تُرَوِّیَهُمْ مِنَ الْحَوْضِ یَوْمَ الْعَطَشِ
الْاَكْبَرِ اور رحمت اپنی نازل کر تو اُس آواز گریہ و بکا پر کہ جو بلند
ہوئی ہی ہماری مصیبت مین خداوندا سپرد کرتا ہون مین تیرے تئین جانون کو
اُنکی اور اُنکے بدنون کو یہانتک کہ سیراب کرے تو اُنکو حوض کوثر سے اُس
روز کہ جو تشنگی عظیم کا ہی وَتُدْخِلَهُمُ الْجِنَانَ وَتُسَهِّلَ عَلَیْهِمُ الْحِسَابَ
اِنَّكَ اَنْتَ الْكَرِیْمُ الْوَهَّابُ اور زائران امام حسین علیہ السلام کو تو داخل
بہشت کر اور حساب اُنپر سہل اور آسان فرما بتحقیق کہ تو بڑا صاحب بخشش

وکرم ہی فمازال یدعوهم فی محراب عبادته فلما رفع راسه من سجدته
سلمت علیه ودموعه تنحدر علی خدیه ابن وہب کہتے ہین کہ دیر تک
جناب صادق علیہ السلام واسطے زوار مظلوم کربلا کے محراب عبادت اور حالت
سجدے مین دعا کرتے رہے پس جب اُن حضرت نے سر اقدس سجدہ سے بلند کیا مین نے
سلام عرض کیا حضرت نے جواب سلام ارشاد فرمایا دیکھا مین نے کہ اُسوقت
حضرت کے رخسارہاے مبارک پر اشک جاری تھے فقلت له یا سیدی
لا ابکی الله لک عیناً مما بکائک فقال لی یا ابن وهب او فی غفلة عن هذا
الیوم ان جدی الحسین علیه السلام قد قتل مثل هذا الیوم پس
بعد تسلیم کے عرض کی مین نے کہ ای آقا اور سید میرے حق سبحانہ تعالیٰ کبھی چشم
مبارک کو حضرت کی گریان نہ کرے سبب حضرت کے اسقدر گریہ و بکا کا کیا ہی
حضرت نے فرمایا کہ ای ابن وہب کیا تو اس دن سے غافل ہو آیا تجھے نہین معلوم ہی
کہ مثل آجکے دن کے جد مظلوم میرے جناب امام حسین علیہ السلام ہاتھ سے اعدا
دین کے شہید ہوے ہین فقلت له یا سیدی فما الذی افعل فی یومی
هذا پس مین نے یہ سنکر عرض کی کہ ای سردار میرے ارشاد ہو کہ آجکے دن
مجھے کیا کرنا چاہیے قال علیه السلام زر الحسین علیه السلام من بعید
اقصیٰ ومن قریب ادنیٰ وجدد علیه الحزن والعزاء واکثر
علیه الجزع والبکاء فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ ای ابن وہب
زیارت بجالا تو آجکے روز امام حسین علیہ السلام کی دور سے ہو یا نزدیک سے
اور تازہ کر تو اُن حضرت پر غم والم اپنا اور بیتاب ہوکر رو تو مصیبت پر اُس مظلوم کی

فَقُلْتُ لَهٗ یَا مَوْلَایَ لَوْ اَنَّ الدُّعَاءَ الَّذِیْ سَمِعْتُهٗ مِنْكَ كَانَ لِمَنْ لَا یَعْرِفُ
اللّٰهَ اَبَدًا لَظَنَنْتُ اَنَّ النَّارَ لَا تَطْعَمُ مِنْهُ شَیْئًا پھر مین نے عرض کی کہ
یا ابن رسول اللہ جو دعا کہ اس غلام نے اسوقت حضرت سے واسطے زوار امام حسین
علیہ السلام کے سنی ہی اگر حضرت اسطرحسے دعا واسطے کسی ایسے شخص کے فرماوین
کہ جو معرفت خدا نہین رکھتا ہی یقین ہی مجھے کہ آتش دوزخ اُس شخص کو ہرگز مس
نہ کرے وَاللّٰهِ تَمَنَّیْتُ اَنِّیْ كُنْتُ زُرْتُهٗ قَبْلَ الْحَجِّ كَثِیْرًا فَقَالَ لِیْ فَمَا الَّذِیْ
یَمْنَعُكَ مِنْ زِیَارَتِهٖ ای فرزند رسول مختار قسم بخدا اب یہ دعا حضرت سے
سنکر مین کمال آرزومند اسکا ہوا ہون کہ بحول اللہ پہلے حج سے زیارت جناب
سید الشہداء کی بجالاؤن حضرت نے یہ سُنکر فرمایا کہ ابتک کون چیز مانع تھی
تجھے زیارتِ اُن حضرت سے فَقُلْتُ لَهٗ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ
لَوْ دَرَیْتُ اَنَّ الْاَجْرَ یَبْلُغُ ذٰلِكَ حَتّٰی سَمِعْتُ دُعَاءَكَ لِزُوَّارِهٖ مین نے
عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ فدا ہون مین آپ پر سبب میرے محروم رہنے کا
شرف زیارت سے یہ ہی کہ مجھے یہ ابتک معلوم نہ تھا کہ اجر و ثواب زائرین کا
اسقدر ہی یہانتک کہ اب مین نے دعا حضرت کی واسطے زائران امام حسین
علیہ السلام کے سُنی فَقَالَ لِیْ یَا بْنَ وَهْبٍ اِنَّ الَّذِیْ یَدْعُوْ لِزُوَّارِهٖ عَلَیْهِ
السَّلَامُ اَكْثَرُ فِی السَّمَاءِ مِمَّنْ یَدْعُوْ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ پس حضرت نے فرمایا
کہ ای ابن وہب دعا کرنے والے واسطے زائرانِ امام حسین علیہ السلام کے
آسمان پر بہت ہین بہ نسبت اُن لوگون کے کہ جو دعا کرتے ہین اُنکے لیے زمین پر
فَاِیَّاكَ اَنْ تَدَعَ لِخَوْفِ اَحَدٍ زِیَارَتَهٗ فَمَنْ تَرَكَهَا رَأَی الْحَسْرَةَ وَالنَّدَامَةَ

حَتّٰی یَتَمَنّٰی اَنَّ الْقَبْرَ یَنْبُذُہٗ فَبَکٰی وَبَکَیْتُ بِبُکَائِہٖ پس ای ابن وہب ہرگز نہ چھوڑنا زیارت امام حسین علیہ السلام کو اسلیے کہ جو شخص ترک کریگا زیارت اس جناب کی وہ شخص بعد مرگ کے نہایت متحسر و نادم ہوگا یہانتک کہ بعد دفن کے آرزومند ہوگا کہ کاش قبر مجھے اپنے من سے نکال کر باہر پھینک دے کہ نامین زیارت اُن حضرت کی بجالاؤن پس یہ فرماکر جناب صادق علیہ السلام بہت روئے اور مین بھی اُن حضرت کے رونے سے بہت رویا تبس حضرات خوشا بحال اُن مؤمنین کے کہ جو سعادتِ زیارت امام حسین علیہ السلام سے فائز ہوتے ہین اور مصیبتِ اُس امام بیکس پر گریہ و بکا کرتے ہین اب یہ مقام غور ہی کہ جس حالت مین یہ درجاتِ عالی ہون اُن لوگون کے کہ جو زوار و ماتم دار ہون امام حسین علیہ السلام کے پس کیا مرتبہ ہوگا اُن مؤمنین کاملین کا کہ جنھون نے روز عاشورا جان اپنی نثار کی اُس امام کونین پر اور اُنمین سے کسی کو محبتِ اُن حضرت مین ہرگز خیال اپنی جان و مال کا نہ تھا اور ہر ایک اُنمین سے تیر و نیزہ و شمشیر اپنے بدن پر بکمال سرور شوقِ لقاے الٰہی مین کھاتا تھا اور ہر ایک دوسرے پر جان دینے مین سبقت کرتا تھا کون ایسا ہی کہ شمۂ فضائل درجات عالیہ سے اُنکے بیان کرسکے علامۂ مجلسی اور ملا آقا دربندی نے نقل کیا ہے کہ جناب سید الشہداء روز عاشورا اُن اصحاب باوفا کی مفارقت و ماتم مین ایک ایک کا نام لیکر فرماتے تھے

ع

قَوْمٌ اِذَا نُوْدُوْا لِدَفْعِ مُلِمَّۃٍ	وَالْخَیْلُ بَیْنَ مُدَعَّسٍ وَمُکَرْدَسٍ
لَبِسُوا الْقُلُوْبَ عَلَی الدُّرُوْعِ وَاَقْبَلُوْا	یَتَہَافَتُوْنَ عَلٰی ذِہَابِ الْاَنْفُسِ

یہ وہ قوم جماعت تھی کہ جب پکاری جاتی تھی واسطے دفع کرنے کسی مصیبت کے حالانکہ
سوارانِ جنگی ہنوز مصروف رنگ برنگ مرکبون کے ساز و سامان کے تھے حال
اُن سعادتمندون کا یہ تھا کہ باشتیاقِ لقاے پروردگار ہتھیار کارزار
بدن پر لگاتے تھے اور قلب مطمئن و مستقل اپنی زرہ و نبرد پہن لیتے تھے اور مطلق اپنے
سینہ و قلب کی محافظت کسی کو منظور نہ تھی اور مستعد و آمادہ ہو کر آتے تھے
واسطے مددگاری کے اسطرح پر کہ گرے پڑتے تھے اور ہر ایک دیندار اپنی جان
دینے پر دوسرے سے سبقت کرتا تھا اور کسی کو خوف جان و مال اور فکر
عیال و اطفال نہ تھی ؎

نَصَرُوا الحُسَيْنَ فَيَا لَهُمْ مِنْ فِتْيَةٍ		حَازُوا الجِنَانَ وَالْبِسُوا مِنْ سُنْدُسٍ

نصرت کی اُن سعادتمندون نے حسین مظلوم کی بس کیا دلیر و بہادر تھے
یہ لوگ آخر جان دیکر گذرے زندگانی دنیا سے اور فائز جنت ہوکے پہنائے گئے
کپڑے سندس بہشت کے حضرات واقعی کیا بہادر و جری تھے اعوان و انصار
مظلوم کربلا کے ہرچند کہ یہ جماعت قلیل ابرار دیندار بمقابل لاکھون اشقیاے
بدکردار کے تھی لیکن معرکۂ حرب و ضرب مین اِن شیرون کی نظر مین کثرت
انکی برابر پر پشہ کے نہ سماتی تھی اور اُن دلیرون نے تین دن کی بھوک
پیاس مین صدہا شریرون کو واصل سقر کیا اور باقی ماندہ فراری ہوے رَوَى
الشَّيْخُ الْمُفِيْدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ تَرَاجَعَ الْقَوْمُ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے یون روایت کی ہی کہ بعد اُسکے جب قوم اعدا پھر آئی
اور ہجوم کیا امام حسین علیہ السلام پر تو شمر ملعون نے مع اپنے لشکر کے میسرہ

لشکرِ حضرت پر حملہ کیا پس یہ بیحیائی اُس شقی کی دیکھکر اصحاب باوفا مانند جبال ثابت قدم
رہے اور نیزون سے اُنکو قتل کرتے تھے اور حضرت کے پاس سے دفع کرتے تھے
پس سوارانِ اصحاب سید الشہداؑ کو سوارانِ لشکر کفار نے ہر طرف سے محاصرہ
کرلیا پس اُن دیندارون نے اُن اشقیا پر حملہ کیا اور جسطرف سے وہ اعدا
سبقت کرتے تھے یہ بزرگوار اُسطرف سے قتل کرتے تھے اور مار کر ہٹا دیتے تھے
اور فرزند رسولؐ کے پاس سے دفع کرتے تھے یہ حال دیکھکر عروہ بن قیس
ملعون نے کہ رئیس گروہ اہل کوفہ کا تھا ابن سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ آیا تو نہین
دیکھتا ہی کہ آجکے دن اس جماعتِ قلیل نے ہماری افواج کثیرہ پر کیا آفت و بلا
برپا کی ہی پس رائے مناسب یہ ہی کہ پیادون اور تیراندازون کو بھیجدے اُس
شقی نے یہ سُنکر پیادون اور تیراندازون کو روانہ کیا اسطرف اصحابِ باوفا نے
وہ صبر اور ثابت قدمی اختیار کی اور مقاتلہ شدید کیا کہ لاشہاے کفار سے انبار
لگا دیے اور ابو مخنف وغیرہ نے یون روایت کی ہی کہ شمر لعین قریب خیمہ کا گئے
پہونچا اور خیمون کو اہل بیت کے نیزے مارتا تھا اور وہ ناری کہتا تھا کہ آگ
لاؤ کہ وہ شقی خیمون کو جلا دے آہ آہ مؤمنین تصور کیجیے کہ اُس تلاطم اور
ہنگامہ مین قلب پر اطفال خرد سالِ مظلوم کربلا کے کیا صدمہ گذرا ہوگا غرضکہ
یہ بیحیائی اُس ملعون کی دیکھکر اصحاب وفادار نے اُسپر حملہ کیا اور فرمایا کہ ای ستمگار
وای ہو تجھپر تو حرم رسول خداؐ کو جلائیگا اُس شقی نے جواب دیا کہ ہان یہ سُنکر
جناب سید الشہداؑ نے روے انور طرف آسمان کے بلند کیا اور درگاہ احدیت مین
عرض کی اَللّٰھُمَّ لَا یُعْجِزُکَ الشِّمْرُ اَنْ تُحْرِقَ جَسَدَہٗ فِی النَّارِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

خداوند اتو قادر ہی اِس بات پر کہ بدن کو شمر ملعون کے آتش جہنم مین جلاوے
بروز قیامت پس یہ دعاے بد سنکر وہ شقی غضبناک ہوا اور اپنے اہل لشکر سے
کہا کہ ایکبار ملکر اِنپر حملہ کرو یہانتک کہ یہ سب قتل ہون یہ سنکر وہ سب اشقیا
متفرق ہوے اور داہنے اور بائین سے اصحاب امام حسین ع پر تیر باران کیے
حَتّٰے صَارُوْا بَیْنَ طَرِیْحٍ وَجَرِیْحٍ وَذَبِیْحٍ یہانتک کہ اُن دینداروں مین سے
کسی کے بدن پر تیر لگا اور کوئی نیزہ سے زخمی ہوا اور کوئی شہید ہو گیا چنانچہ
بروایتے اسی حملہ مین پچاس اصحاب حضرت کے شہید ہوے پھر اب حضرات
غور کیجیے کہ بنابر روایت بہتّر نفر کے جب پچاس کم ہو گئے تو اب کسقدر باقی رہے
آہ اب بائیس بزرگوار لشکر مظلوم کربلا مین سالم باقی رہے اور اُنھین شمار علی اصغر کا
بھی ہی چنانچہ جب لڑائی شروع ہوئی اور عمر سعد نے پہلے تیر حضرت کی طرف
پھینکا تو ساتھ ہی اُسکے اُن اشقیا کے تیر برابر مثل باران کے چلے وَرَوَی
السَّیِّدُ ابْنُ طَاؤُسٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ ثُمَّ بَرَزَ جَوْنُ مَوْلٰی اَبِیْ ذَرٍّ وَکَانَ
عَبْدًا اَسْوَدَ اور سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے یون روایت کی ہی
کہ بعد شہادت چند اصحاب دیندار کے جَون غلام ابوذرِ غفاری خدمتِ
باسعادت جناب امام حسین ع مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ ای سید و آقاے
کونین فدوی امیدوار ہی کہ مجھے بھی اجازت میدان دیجیے کہ تا جان اپنی
آپکے قدم مبارک پر فدا و نثار کرون یہ سُنکر حضرت نے فرمایا کہ مین تجھے
اجازت دیتا ہون کہ جہان تیرا جی چاہے چلا جا اسلیے کہ تو ہمارے ہمراہ
واسطے بہبودی کے ہوا تھا اب مثل ہمارے مبتلا بہ بلا مت ہو یہ ارشاد سُنکر

اُس سعادتمند نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ یہ فدوی ابتک ایام سلامتی میں
کاسہاے نعمت آپکے چاٹ کر پرورش ہوا اب اس آفت و بلا اور روز
مصیبت مین آپکو چھوڑ کر چلا جاؤن یہ مجھ سے نہو گا یا ابن رسول اللہ قسم بخداے
عزوجل بو میری بری ہی اور حسب و نسب میرا ادنی ہی اور رنگ میرا سیاہ ہی
پس آپ نظر التفات مجھپر فرماوین کہ تا فائز جنت ہون اور بدبو میری بسبب سُدل
بہ خوشبو ہو اور حسب میرا شریف ہو اور سیاہی میری سفید ہو اے آقا قسم
بخدا مین آپسے جدا نہونگا جبتک کہ یہ خونِ سیاہ آپکے خون پاک و نورانی مین
مخلوط ہو اور مناقب مین منقول ہی کہ بس وہ دیندار رجز پڑھتا ہوا میدان
کارزار مین آیا اور بہت سے اشقیا کو فی النار کیا آخر کار اعدا نے گھیر کر اُس
دیندار کو شہید کیا بعد اُسکے امام حسینؑ اُس باوفا کی لاش کے قریب تشریف لاے
اور اُسکے لیے درگاہ الٰہی مین یون دعا کی اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھَہٗ وَطَیِّبْ
رِیْحَہٗ وَاحْشُرْہُ مَعَ الْاَئِمَّۃِ الْاَبْرَارِ وَعَرِّفْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بار الٰہا تو اپنی رحمت سے منھ اُسکا نورانی کر اور خوشبو کردے
بدن کو اُسکے اور ساتھ ائمہ معصومینؑ کے اُسکو محشور کر اور شناسائی کردے
درمیان اُسکے اور محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کے آہ آہ قربان جان ہماری
اُن لبہاے خشک اور پژمردہ پر کہ جنسے یہ دعا کی بس حق تعالیٰ نے فورًا
قبول فرمائی چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار سے روایت
کرتے ہین کہ جب بنی اسد واسطے دفن شہدا کے آئے اور سبکو دفن کیا تو اُس
جماعت نے بعد چندروز کے جون کو اسطرح پایا کہ بوے مُشک و عنبر آتی تھی

اور چہرہ اسکا نورانی تھا الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس بست و یکم

فی المناقب عن الحسین علیہ السلام انہ قال الناس عبید الدنیا والدین لعق علے السنتھم یحوطونہ مادرت معایشھم فاذا محصوا بالبلاء قل الدیانون مناقب مین جناب امام حسین علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا ان حضرت نے اسوقت جبکہ وارد زمین کربلا ہوے کہ اہل دنیا بندہ دنیا ہین اور دین انکا صرف زبانی ہی اسطرح سے کہ جیسے کوئی چیز زبان مین لگی ہی اور اس زبان کو انسان منھ مین اپنے پھیرے اور اسکا ذائقہ اٹھاے مگر حلق سے وہ چیز نہ اتری ہو اسطرح سے ہی دین انکا وہ بھی جبتک کہ معیشت انکی جاری ہی اور خلل انکی معاش مین نہین آیا ہی بس جب وقت ابتلاکے امتحان کیے جاتے ہین تو اہل دین کم رہجاتے ہین یعنے صرف زبان سے چاٹا ہی دین کو بطور چکھنے کے اور سیر ہوکر تناول نہین کیا ہی تو صرف زبانی ہی دین انکا اور وقت مبتلا ہونے کسی بلاکے دیندار کم رہجاتے ہین آپس حضرات مصداق اسکے وہ دیندار ہین وفاشعار اور جماعت قلیل ابرار ہین کہ جنھون نے جان اپنی روز عاشور امظلوم کربلا پر نثار کی فی مقتل ابی مخنف واللھوف والارشاد عن السید السجاد علیہ السلام انہ قال قد جمع ابی اولادہ واھالیہ واصحابہ وموالیہ عند قرب المساء فے اللیل العاشر مقتل ابو مخنف اور لہوف سید ابن طاوس رحمہ اللہ اور ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ مین جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا ان حضرت نے

کہ قریب شام شب عاشورا پدر بزرگوار میرے جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے
سب اولاد اور انصار و اعوان کو اپنے حضور مین طلب فرمایا فَدَنَوْتُ مِنْهُ
لِاَسْمَعَ مَا يَقُولُ لَهُمُ السَّيِّدُ الْجَلِيلُ وَاَنَا اِذْ ذَاكَ مَرِيضٌ عَلِيلٌ ہرچند کہ مین
اُس شب کو بہت ہی بیمار و علیل تھا لیکن مین نے بخیال اسکے کہ تا مین بھی معلوم
کرون کہ کیون اُن حضرت نے اسوقت اپنے رفقا و اصحاب کو جمع کیا ہے اور
سنون مین کہ حضرت اُن سب سے کیا فرماتے ہین لہذا مین نے اُفتان وخیزان
اپنے تئین خدمت بابرکت حضرت مین پہونچایا فَسَمِعْتُ اَبِي يَقُولُ لَهُمْ يَا اَهْلَ
الْوَفَاءِ اُثْنِي عَلَى اللهِ اَحْسَنَ الثَّنَاءِ وَاَحْمَدُهُ عَلَى السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ پس جب
سب اصحاب و اقربا حسب الارشاد جمع ہو چکے سُنا مین نے کہ میرے پدر عالی
مقدار نے اُن سب سے فرمایا کہ ای اہل وفا حمد و ثنا بجالاتا ہون مین پروردگار
عالم کی اور شکر بجالاتا ہون مین خدائے عزوجل کا ہر نفع و ضرر مین اَللّٰهُمَّ
اِنِّي اَحْمَدُكَ عَلَى اَنْ اَكْرَمْتَنَا بِالنُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ وَعَلَّمْتَنَا الْقُرْاٰنَ وَفَهَّمْتَنَا
الْاَدْيَانَ وَاَعْطَيْتَنَا عِلْمَ الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِينَ وَجَعَلْتَ لَنَا اَبْصَارًا وَ
اَسْمَاعًا وَاَفْئِدَةً فَاجْعَلْنَا مِنَ الشَّاكِرِينَ پس ای خداوند جلیل حمد کرتا ہون
تیری اور شکر بجالاتا ہون مین تیرا اس نعمت عظمی پر کہ اشرف و بزرگ کیا تونے
ہم اہل بیت رسول خدا کو تمام عالم سے بسبب اسکے کہ عطا فرمایا تونے ہمین نبوت
و رسالت کو اور کرامت کیا تونے ہمین علم قرآن مجید کا اور واقف کیا تونے
ہمکو ادیان سابقہ سے اور عطا فرمایا تونے ہمین علم اولین و آخرین کا اور بخشی تونے
ہمین چشم بینا اور گوش شنوا بحق اور قلب با معرفت بس امیدوار ہون تیرے

فضل و کرم سے کہ مجھے زمرہ شکر گذاروں میں محسوب کر اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ اَصْحَابًا اَوْفٰی مِنْ اَصْحَابِیْ وَلَا اَهْلَبَیْتٍ اَبَرَّ وَ اَوْصَلَ مِنْ اَهْلِبَیْتِیْ فَجَزَاکُمُ اللّٰهُ عَنِّیْ خَیْرَ الْجَزَاۗءِ وَاِنِّیْ لَا اَظُنُّ یَوْمًا لَنَا مِنْ هٰؤُلَاۗءِ لیکن بعد حمد خدا کے جو اصحاب و انصار و فا شعار و اقربائے متقی و پرہیزگار اور اہل بیت اخیار و ابرار پروردگار عالم نے مجھے عطا فرمائے ہیں مجھے یقین ہی کہ ایسے اصحاب باوفا اور اہل بیت باصلاح و اتقا کسی کو مرحمت نہیں فرمائے ہیں پس جناب اقدس الٰہی تم سب کو عوض اس مروّت و وفا کا کہ جو میرے ساتھ کرتے ہو جزائے خیر عطا فرمائے آگاہ ہو ای جماعت نیکوکار مجھے اب گمان اسکا نہیں ہی کہ میں ان اعدائے دین کے دست ظلم و ستم سے بچوں اور ایک دن بھی زندہ رہوں وَاِنِّیْ اَذِنْتُ لَکُمْ فَانْطَلِقُوْا جَمِیْعًا فِیْ حِلٍّ لَیْسَ عَلَیْکُمْ حَرَجٌ مِنِّیْ وَلَا ذِمَامٌ هٰذَا اللَّیْلُ قَدْ غَشِیَکُمْ فَاتَّخِذُوْهُ جَمَلًا پس میں تم سب عزیز و اقربا اور اصحاب باوفا کو برضا و رغبت اجازت دیتا ہوں اسکی کہ تم مجھے یہاں تنہا چھوڑ کر کسی سمت کو چلے جاؤ اور جلد اس پردہ شب میں جابجا متفرق ہو کر نکل جاؤ اور اپنے تئیں اس معرض ہلاکت سے بچاؤ کہ کوئی تکلیف و حرج تمپر نہیں ہی میری جانب سے اور میں تمسے آزردہ نہونگا وَقَالَ السَّیِّدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّهٗ قَالَ لَهُمْ وَلْیَاْخُذْ کُلُّ رَجُلٍ مِنْکُمْ بِیَدِ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِبَیْتِیْ وَتَفَرَّقُوْا فِیْ سَوَادِ هٰذَا اللَّیْلِ وَذَرُوْنِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یُرِیْدُوْنَ غَیْرِیْ اور سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے یوں نقل کیا ہی کہ اُن حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم اس پردہ شب میں کسی سمت کو چلے جاؤ بلکہ ہر ایک تم میں سے میرے مردان اہل بیت کا

ہاتھ پکڑ کر اس معرض بلا سے نکال لیجاؤ اور مجھے اس قوم اعدا میں چھوڑ جاؤ کہ ان
سبکو مقصود قتل مجھ مظلوم کا ہی اگر تم یہانسے قصد جانیکا کروگے تو کوئی تم سے متعرض
نہوگا یہ سنکر ہر ایک دلاور کا رنگ متغیر ہوا فقام الیہ اِخوتہ وابنائہ واصحابہ
فَتَقَدَّمَ منھم عشیرتہ واخوتہ وقالوا یا سیدنا لِمَ نفعل ذٰلک
لِنَبقیٰ بعدک لا ارانا اللّٰہ ذٰلک ابداً ابس بھائی اور بھانجے اور بھتیجے اور
بیٹے حضرت کے بڑھے اور سبنے عرض کی کہ ای امام کونین ای سردار مشرقین کیلیے
ہم ایسا کرین کہ حضرت کے قدم مبارک سے جدا ہوں خدا ہمیں یہ نہ دکھائے کہ ہم
زندہ رہین اور حضرت زندہ نہوں لا واللّٰہ ما نفعل ذٰلک ولٰکن نفدیک
بانفسنا وارواحنا ونقاتل بین یدیک وقبح اللّٰہ العیش بعدک قسم
بخدا یہ کبھی ہمسے نہوگا کہ ہم آپکو اس نرغہ کفار مین تنہا چھوڑ کر چلے جائین اور
جان اپنی حضرت سے عزیز کرین بلکہ ہم جان اپنی ان قدموں پر فدا کرینگے اور
روبرو حضرت کے ان اشقیا سے لڑکر مر جائینگے اور بدترین زندگی وحیات ہی
وہ حیات کہ آپسا امام کونین شہید ہوا اور ہم زندہ رہین حق سبحانہ تعالےٰ برکت
نہ دے ایسے جینے مین وبدا بھٰذا القول اخوہ عباس بن علی وتبعہ
الجماعۃ من اقربائہ علیہ السلام فتکلموا بمثلہ اور جسنے پہلے جماعت اقربا سے
اس جواب مین سبقت کی وہ برادر حق شناس حضرت کے جناب عباس بن
علی علیہما السلام تھے بس جو کچھ کہ اس فرزند حیدر کرار نے حضرت سے عرض کی
وہی سب بھائی اور بھتیجوں اور بیٹوں نے عرض کی فنظر الحسین علیہ
السلام الی بنی عقیل وقال لھم حسبکم من القتل بمسلم بن عقیل

فَاذْهَبُوْا اَنْتُمْ فَقَدْ اَذِنْتُ لَكُمْ پس یہ سنکر امام حسین علیہ السلام نے طرف اولاد عقیل کے دیکھا اور فرمایا کہ ای سعادتمند و تمہین کافی ہی قتل ہونا مسلم بن عقیل کا جو کہ حق محبت قرابت کا تھا وہ سب تمسے ادا ہوا اب تمہارے لیے مناسب ہی کہ تم کسی سمت کو اس دشت مصیبت و بلا سے نکلکر شب کو چلے جاؤ اور میرے ساتھ جان اپنی نہ دو کہ مین نے تمکو اجازت دی اور یہ امر موجب میری آزردگی کا نہین ہی فَقَالُوْا لَهٗ یَا سَیِّدَنَا فَمَا یَقُوْلُ النَّاسُ لَنَا وَمَاذَا نَقُوْلُ لَهُمْ اِذَا تَرَكْنَا شَیْخَنَا وَسَیِّدَنَا وَلَمْ نَرْمِ مَعَهٗ بِسَهْمٍ وَلَمْ نَطْعَنْ مَعَهٗ بِرُمْحٍ وَلَمْ نَضْرِبْ مَعَهٗ بِسَیْفٍ وَلَا نَدْرِیْ مَا صَنَعُوْا بِهٖ پس اولاد عقیل نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ سبحان اللہ اگر خدا نخواستہ ایسا امر ہمسے وقوع مین آئے اور رفاقت مین آپکی نہ ہم کوئی تیر لگائین اور نہ کوئی نیزہ مارین اور نہ تلوار سے کسی کو زخمی کرین اور نہ کچھ حال آپکا ہمین معلوم ہو کہ ہاتھ سے اعدائے دین کے آپ پر کیا گذرا پس باوصف ان سب امرون کے اگر ہم حضرت کو زغہ کفار مین تنہا چھوڑ کر چلے جائین تو ہم کیا جواب دینگے اس شخص کو کہ جو ہم سے پوچھے کہ کیا سبب ہی کہ تم اپنے آقائے نامدار فرزند رسول مختار کو مجمع اشقیا مین چھوڑ کے چلے آئے اور اپنی جان ایسے رئیس قوم ملکہ سید عالم سے عزیز رکھی وَاللّٰهِ نَفْدِیْکَ اَنْفُسَنَا وَاَرْوَاحَنَا وَنَمُوْتُ مَعَکَ قسم بخدائے عزوجل کہ ہم ہرگز ساتھ حضرت کا نہ چھوڑینگے جبتک کہ جان اپنی ان قدمون پر فدا نہ کرلینگے ثُمَّ قَامَ اِلَیْهِ اَعْوَانُهٗ وَاَنْصَارُهٗ جَمِیْعًا فَبَدَاَ بِالْقَوْلِ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَةَ وَهُوَ كَانَ مِنَ الصُّلَحَاءِ وَالْعُبَّادِ وَمِنَ الْاَصْفِیَاءِ وَالزُّهَّادِ حبیب اقربا

حضرت کے جواب عرض کر چکے اسوقت سب اصحاب وفاشعار و اعوان و انصار
دست بستہ ہوکر واسطے جواب کے کھڑے ہوے اور اُن سب مین سے جسنے کہ بسبقت
جواب مین کی وہ مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ تھے اور وہ بزرگوار اصحابِ کبار
فرزند رسول مختار سے تھے اور زمرۂ عباد و صلحا اور زہاد و اتقیا مین نامور تھے
فَقَالَ لَهٗ يَا سَيِّدِيْ اَنَحْنُ نُخَلِّيْ عَنْكَ وَبِمَ نَعْتَذِرُ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَدَاءِ حَقِّكَ
پس اُس باوفانے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ اور اے سید و آقا میرے اگر ہم آپکو
ایسی مصیبت و بلا مین مبتلا چھوڑکر آج چلے جائین تو کل جناب احدیت کو کیا
جواب دین اسکا کہ جب اُسکی جانب سے سوال کیا جاے کہ جو حقوق رسول خدا کے
تمھاری گردنون پر تھے آیا اُن حقوق کا یہی عوض تھا کہ تم اولاد امجاد کو اپنے نبی کی
ایسے وقت بیکسی و مصیبت مین تنہا چھوڑکر چلے گئے اور جان اپنی اُنسے عزیز کی
اور پاس اُنکی جان اور اپنے ایمان کا نہ کیا وَاللّٰهِ لَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ حَتّٰى اَطْعَنَهُمْ
بِرُمْحِيْ وَاَضْرِبَهُمْ بِسَيْفِيْ مَا ثَبَتَ قَائِمُهٗ بِيَدِيْ وَاُقَاتِلَهُمْ بِهٖ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ
مَعِيَ سِلَاحٌ لَقَذَفْتُهُمْ بِالْحِجَارَةِ اے سید میرے قسم بخدا کبھی اس غلام سے نہوگا
کہ مین معاذ اللہ حضرت کو چھوڑ کر چلا جاؤن بلکہ فدوی کو ہرگز راحت نہ ملیگی
جبتک کہ نیزہ میرا سینہاے کفار مین در نہ آئیگا اور تلوار آبدار سے ٹکڑے اِس
قوم بدکردار کے نہ کرلونگا اور جبتک کہ قبضۂ شمشیر میرے ہاتھ مین رہیگا قتل کفار سے
دست بردار نہونگا اور اگر قسم نیزہ و تلوار سے بوقت جنگ میرے پاس کچھ
نہ رہیگا تو پتھرونسے اِن اشقیا کو سنگسار کرونگا وَلَوْ عَلِمْتُ اَنِّيْ اُقْتَلُ ثُمَّ
اُحْيٰى ثُمَّ اُحْرَقُ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُذَرّٰى وَيُفْعَلُ بِيْ ذٰلِكَ سَبْعِيْنَ مَرَّةً

مَا فَارَقْتُكَ حَتّٰى اُقْتَلَ دُوْنَكَ اور اے فرزند رسول خدا اگر غلام کو یقین ہو
اسکا کہ مین حضرت کی رفاقت مین ہاتھ سے اِس قوم نابکار کے قتل کیا جاؤن
اور بعد اُسکے حق سبحانہ تعالی پھر مجھے زندہ کرے اور پھر یہ ملعون مجھے آگ مین جلاؤ
اور پھر حق سبحانہ تعالی مجھے زندہ کرے اور پھر یہ ستمگار مجھے جلا کر خاک میری
پریشان کرین اور اسی طرح ستر مرتبہ حضرت کی محبت مین قتل ہون جب بھی
قدمہاے اقدس سے جدا نہون اور فدا ہونا حضرت پر سے سعادت ابدی اپنی
سمجھون فَقَامَ اِلَيْهِ زُهَيْرُ بْنُ قَيْنِ الْبَجَلِيُّ وَقَالَ لَهٗ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهِ
لَوَدِدْتُ اَنِّيْ قُتِلْتُ ثُمَّ نُشِرْتُ ثُمَّ قُتِلْتُ حَتّٰى اُقْتَلَ هٰكَذَا اَلْفَ
مَرَّةٍ وَاَنَّ اللّٰهَ يَدْفَعُ بِذٰلِكَ الْقَتْلَ عَنْكَ وَعَنْ هٰؤُلَاءِ مِنْ اَهْلِ بَيْتِكَ
پس بعد مسلم بن عوسجہ کے زہیر بن قین بجلی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ
قسم بخداے عز و جل مین اس امر کو دوست رکھتا ہون کہ اگر رفاقت مین
حضرت کی مین قتل کیا جاؤن اور خاک میری برباد و پریشان کیجاوے اور
اور پھر زندہ ہون اور غلامی مین آپکی قتل کیا جاؤن یہانتک کہ ہزار مرتبہ
یہی معاملہ اس فدوی سے کیا جائے جب بھی مین سر اپنا قدمہاے اطہر سے
نہ اٹھاؤن اور ہرگز رفاقت سے آپکی دست بردار نہون لیکن حق سبحانہ تعالی
عوض مین اسکے حضرت سے اور حضرت کے اہل بیت سے اس بلا کو دفع کرے
اور آپکو قتل سے بچاے کہ صحت و بقا حضرت کی باعث صحت و بقاے عالم ہے
فَتَكَلَّمَ اَصْحَابُهٗ وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ بِمِثْلِهٖ فَقَالَ لَهُمُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
جَزَاكُمُ اللّٰهُ خَيْرًا فَاَصْبَحُوْا كُلُّهُمْ مُسْتَبْشِرِيْنَ مُطَائِبِيْنَ

وَتَوَجَّهُوا اِلَی الْقِتَالِ کَاَنَّهُمْ اِلَی الْعَرَائِسِ رَائِحُونَ پس مطابق قول مسلم بن
عوسجہ اور زہیر بن قین کے یہی سب اصحاب وفا شعار نے خدمت باسعادت
مظلوم کربلا مین عرض کیا چنانچہ امام حسین علیہ السلام نے یہ سنکر سب سے فرمایا
کہ جو حق رفاقت و دینداری تھا تمنے میرے ساتھ ادا کیا حق سبحانہ تعالی عوض
اسکا تمھین بہتر و نیک عطا فرمائے اور بنا بر روایت صاحب محرق القلوب کے
بعد اُسکے حضرت اور سب اصحاب و اقربا اُس جناب کے تمام شب مصروف
بعبادت و طاعت پروردگار عالم رہے یہانتک کہ سب سعادتمندون نے
صبح کی اسطرح سے کہ سبکے سب مسرور و بشاش تھے اور ایک دوسرے سے
مطائبہ و خوش طبعی کرتے تھے اور ہر ایک واسطے اپنی شہادت کے دوسرے پر
سبقت کرتے تھے اور اس اشتیاق سے مرنے جاتے تھے کہ جیسے کوئی خوش ہوکر
طرف عروس کے جاتا ہی وَفِي اللُّهُوفِ وَالْمَنَاقِبِ اَنَّهٗ بَعْدَ عُمَيْرِ ابْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ بَرَزَ مُسْلِمُ ابْنُ عَوْسَجَةَ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ مُرْتَجِزًا وَبَالَغَ عَلَی قِتَالِ
الْاَعْدَاءِ وَصَبَرَ عَلَی اَهْوَالِ الْبَلَاءِ حَتّٰی سَقَطَ اِلَی الْاَرْضِ وَبِهٖ رَمَقٌ
فَمَشٰی اِلَيْهِ الْحُسَيْنُ وَمَعَهٗ حَبِيبُ ابْنُ مُظَاهِرٍ چنانچہ لہوف اور مناقب
مین منقول ہی کہ بعد شہادت عمیر بن عبد اللہ علیہ الرحمہ کے مسلم بن عوسجہ علیہ الرحمہ
رجز پڑھتے ہوے میدان قتال مین تشریف لائے اور قتل اعدا مین بہت
کوشش کی اور ہر آفت و بلا پر تحمل و صبر کیا یعنے جب اُس مرد دیندار نے
فرزند رسول مختار سے رخصت جہاد لیکر مثل شیر غضبناک کے اُس لشکر روباہ پر
حملہ کیا اور جو کافر کہ گرد ا رمعرکۂ کارزار مین اُنسے مقابل ہوا اُسیوقت اُس نابکار

بضرب شمشیر آبدار فی النار کیا آخر کار اُس قوم ستم شعار نے اُن سعادتمند کو ہر طرف
گھیر لیا اور تیر اور نیزہ و شمشیر بدن اطہر پر اسقدر لگائے کہ گھوڑے سے زمین پر
گر پڑے اُسوقت ایک رمق حیات باقی تھی جب روح اقدس اُس شہید راہ
خدا کی لبون تک پہونچی آواز دی کہ یا حسین ادرکنی پس امام حسین علیہ السلام
یہ آواز سنکر لاش پر اُس دیندار کی آئے اور مفارقت پر مسلم بن عوسجہ کی کمال
متاسف ہوئے اور حضرت مع حبیب بن مظاہر کے بالین سر اُنکے پہونچے
دیکھا کہ وہ دیندار خاک و خون مین غلطان ہین اور بسبب تکلیف زخمہاے
کاری کے خاک پر تڑپ رہے ہین گویا منتظر زیارت حضرت کے ہین فقال
لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا مُسْلِمُ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ
مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا پس امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے مسلم
خدا رحمت اپنی نازل کرے بعد اسکے آیہ فمنہم من قضٰی نحبہ کی تلاوت فرمائی
وَدَنٰى مِنْهُ الْحَبِيْبُ وَقَالَ عَزَّ عَلَيَّ مَصْرَعُكَ يَا مُسْلِمُ اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ
لَهٗ قَوْلًا ضَعِيْفًا بَشَّرَكَ اللّٰهُ بِالْخَيْرِ ثُمَّ قَالَ لَهٗ حَبِيْبُ لَوْلَا اَنِّيْ اَعْلَمُ اَنِّيْ
فِي الْاَثَرِ لَاَحْبَبْتُ اَنْ تُوْصِيَ اِلَيَّ بِكُلِّ مَا اَهَمَّكَ پس یہ حال اُن سعادتمند کا
دیکھکر حبیب بن مظاہر قریب مسلم کے گئے اور کہا کہ دشوار ہے مجھپر شہید ہونا
تمہارا اور اے مسلم اب خوشخبری ہو تمکو بہشت اور نعماے بہشت کی اور مبارک ہو
تمکو ملاقات حور و غلمان جنت کی یہ سنکر اُس دیندار نے باواز ضعیف کہا کہ
خدا تمکو بھی بشارت نیک دے پس حبیب نے کہا کہ اے دوست باوفا اور
اے شہید راہ خدا بیقین جانو کہ مین بھی پیچھے تمہارے عنقریب تمسے آکر ملاقات

کرونگا اور مجھ مین اور تم مین مفارقت تھوڑی دیر کی ہی اور اگر مین یہ جانتا کہ بعد
تمھاری شہادت کے کچھ زندہ رہونگا تو مین ضرور تمسے کہتا کہ تم مجھے کچھ وصیت
ضروری کرو کہ تا مین بعد تمھارے اُسے بجالاؤن لیکن اب تمھین تکلیف
اسکی عبث و بیکار ہی اسلیے کہ اب وقت اِسکا باقی نہین ہی فَقَالَ لَہٗ مُسْلِمٌ
فَاِنِّی اُوْصِیْكَ بِھٰذَا وَ اَشَارَ اِلَی الْحُسَیْنِ ؑ فَقَاتِلْ دُوْنَہٗ حَتّٰی تَمُوْتَ فَقَالَ
لَہٗ حَبِیْبُ لَاُنْعِمَنَّكَ عَیْنًا ثُمَّ مَاتَ رَحِمَہُ اللّٰہُ بس جب مسلم بن عوسجہ
رضی اللہ عنہ نے یہ کلام حبیب بن مظاہر سے سُنا ہرچند کہ جان بلب تھے
لیکن بکمال ناتوانی اشارہ طرف امام حسین علیہ السلام کے کیا اور اتنا کہا کہ
ای حبیب وصیت ضروری میری تمسے سوا اسکے کچھ نہین ہی کہ جبتک تم زندہ
رہو فرزند رسول مختار اور نور چشم حیدر کرار کو قتل سے بچانا اور آپ عوض
اُس امام مظلوم کے تیر و نیزہ و شمشیر کھانا یہانتک کہ تم درجۂ شہادت پر فائز
ہوگے حبیب بن مظاہر نے کہا کہ بسر و چشم ایسا ہی عمل مین لاؤنگا بس اتنا ہی
کہکر مسلم طرف جنت کے انتقال کرگئے منقول ہی کہ انتقال کرتے ہی مسلم بن
عوسجہ کے امام حسین علیہ السلام لاش پر اُس جان نثار کی بہت روئے اور
مقتل شہدا مین اُس سعادتمند کو لٹا دیا اور مفارقت پر اُس وفا شعار کی متاسف
ہوے آہ مومنین کہان تھے یہ سب جان نثار اُسوقت جبکہ مظلوم کربلا
بسبب زخمہاے کاری کے ریگ صحرا پر ذوالجناح سے گرے اور اپنے خون مین
غلطان ہوے ہائے افسوس اُسوقت کوئی اصحاب و اقربا سے ایسا نہ تھا
کہ مقتل شہدا تک لاتا آہ آہ بلکہ شمر لعین نے بکمال بیرحمی طرف نشیب کے

کھینچا اور سر انور بارہ ضربت مین بدن اطہر سے جدا کیا اور نیزہ طویل پر بلند کیا
الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و دوم

فی محرق القلوب عن بہاء الدین محمد عن ابیہ انہ قال قد وجد فی عصرنا فی مسجد الکوفۃ درّ احمر اللون علیہ مکتوب ؎

یوم تزویج والدۃ السبطین	انا درّ من السماء نثرونی

محرق القلوب مین ملا مہدی نراقی علیہ الرحمہ نے بہاء الدین محمد سے اور انھون نے اپنے باپ سے نقل کیا ہی وہ کہتے ہین کہ ہمارے عصر مین مسجد کوفہ سے ایک موتی سرخ رنگ کسی نے پایا دیکھا ہم نے کہ اسپر یہ لکھا ہی کہ مین وہ موتی ہون کہ بروز عقد ام الحسنین مجھے آسمان سے نثار کیا تھا ؎

صبغتنی دماء نحر الحسین	کنت اصفی من اللجین بیاضا

بوقت نثار رنگ میرا صاف و نورانی تر تھا سفیدی نقرہ سے لیکن جب سے کہ حلق خشک امام حسین علیہ السلام کا تلوار آبدار سے جدا ہوا اور وہ حضرت شہید ہوے اور خون گلوے بریدہ اُس امام مظلوم سے جاری ہوا اُسوقت سے اُس سرخی خون حلق نے میرے جگر کو سرخ کر دیا اور اُسی غم مین آجتک خونی رنگ ہون بس حضرات مصیبت امام حسین علیہ السلام وہ مصیبت عظمیٰ ہی کہ غم و الم اُسکا ہر موجود سے ظاہر ہی اور اشک حسرت دیدہ ہر مخلوق سے جاری ہی بس نہ رونا اِس مصیبت مین بعید ہی اور کون ایسا شخص ہوگا کہ مصیبت اُس امام بیکس و مظلوم کی سُنے اور نہ روے چنانچہ خصائص

حبسنیہ مین منقول ہی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ دونون
فرزند میرے حسن اور حسین علیہما السلام ابو الائمت ہین پس جو مسلم اُنکے مصائب
سنکے محزون و مغموم ہو گا وہ عاق اور قاطع الرحم ہی فی مقتل ابی مخنف
انّہ لمّا اصبح عُمر بن سعدٍ عبّا اَصحابہ وخرج فیمن معہ نحو الحسین
علیہ السّلام مقتل ابو مخنف مین منقول ہی کہ جب صبح عاشورا طالع ہوئی
اُسوقت عمر بن سعد نے اپنی صفوف لشکر کو آراستہ و مرتب کیا اور خود مع
اپنے رفقا کے بقصد جنگ طرف امام حسین علیہ السلام کے بڑھا والعسکر قد
اجتمعت فی ستمأۃ الفٍ وعشرین الفٍ فارسٍ وراجلٍ اور تعداد
پیادہ و سوار لشکر کفار کی چھ لاکھ اور بیس ہزار تھی کہ یہ سب قتل فرزند رسول
مختار پر جمع تھے فجعل عمر ابن الحجاج علی المیمنۃ وشمر بن ذا الجوشن علی
المیسرۃ وعروۃ بن قیسٍ علی الخیلِ وعلی الرّجالۃ شبیث ابن ربعی
واعطی رایتہٗ دُریدٌ مولاہُ پس اُس ملعون نے صفوف لشکر آراستہ کر کے
میمنہ فوج پر عمر بن حجاج کو اور میسرہ پر شمر ذی الجوشن کو معین کیا اور سوارون پر
عروہ بن قیس کو اور پیادون پر شبیث بن ربعی کو مقرر کیا اور علم لشکر کا غلام
اپنے درید کو دیا قال محمّد بن ابیطالبِ لقد اصبح الحسین علیہ السّلام
فی ثلثین فارساً واثنین وثمانین راجلاً محمد بن ابیطالب مورخ نے
نقل کیا ہی کہ جب امام حسین علیہ السلام کو شب عاشورا طاعت باری مین
بسر ہوئی اور سفیدہ صبح نمودار ہوا بعد ادائے فریضہ صبح کے حضرت بھی متوجہ
طرف آراستگی اپنے لشکر قلیل کے ہوئے اور ہمگی لشکر اُن حضرت کا بیاسی پیادے

اور بتیس سوار میں منحصر تھا و فی الارشاد ان الحسین علیہ السلام اصبح فی
اثنین و ثلثین فارسا و اربعین راجلا اور ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ
میں یوں منقول ہے کہ لشکر امام حسین علیہ السلام بتیس سوار و چالیس پیادے
مراد ہے و فی اللہوف عن الباقر علیہ السلام انہ اصبح الحسین علیہ
السلام فی خمسۃ و اربعین فارسا و مائۃ راجل اور لہوف سید ابن طاؤس
علیہ الرحمہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب صبح عاشورا
طالع ہوئی اسوقت رکاب سعادت انتساب امام حسین فرزند رسول ثقلین میں
ہمگی پینتالیس سوار اور سو پیادہ اصحاب و اقربا سے حاضر تھے و فی الارشاد
وغیرہ فجعل الحسین علیہ السلام زہیر ابن قین رضی اللہ عنہ
علی میمنۃ اصحابہ و حبیب ابن مظاہر فی میسرتہم و علیا ابنہ
علی القلب و اعطی رایتہ اخاہ عباس ابن علی وجعلوا البیوت فی
ظہورہم پس جناب امام حسین علیہ السلام نے بھی اپنے لشکر قلیل میں میمنہ
و میسرہ قرار دیکر میمنہ لشکر پر زہیر بن قین رضی اللہ عنہ کو اور میسرہ لشکر پر
حبیب ابن مظاہر رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور قلب لشکر پر حضرت علی اکبر
شبیہ پیغمبر کو معین فرمایا اور علم لشکر کا اپنے بھائی جناب عباس بن علی کو عطا
کیا اور خیمہ گاہ کو پشت پر لیا و نادی یا معشر الاخوان قوموا الی الموت
الذی لا مہرب عنہ ولا محیص اور بعد ترتیب لشکر کے اپنے اصحاب کو
آواز دی کہ اے گروہ برادران ایمانی آمادہ و مستعد رہو مرگ پر کہ اس
امر ناگزیر سے کسی ذیحیات کو چارہ نہیں ہے فادخل الحرم والاطفال

اِلیٰ مَضَارِبِهِمْ وَاَوْقَدَ وَالْخَنْدَقَ قَصَبًا وَالْقَوْا فِيْهِ مَا فِي مَضَارِبِهِمْ مِنْ رِحَالٍ وَغَيْرِهٖ حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا انْتَضٰى سَيْفَهٗ اَلْقٰى غِلْفَهٗ فِي الْخَنْدَقِ بعد اسکے اُن حضرت نے اپنے اہل حرم و اطفال کو خیمون مین بٹھلایا اور خندق جو عقب مین خیمون کے کھودی تھی اُسے ہیمہ و کاہ سے بھر کر آگ دلوا دی اور حکم دیا کہ جو اسباب خیمون مین مثل بالان شتر وغیرہ ہو آگ مین ڈال دیا جائے چنانچہ حسب الحکم اُن حضرت کے وہ اسباب آگ مین ڈالدیا گیا یہانتک کہ جو شخص اعوان و انصار سے حضرت کے تلوار اپنی میان سے کھینچتا تھا تو میان اُسکا خندق مین ڈالدیتا تھا اور مقصود اس اشتعال آتش خندق سے یہ تھا کہ تا اعدای دین پشت خیمہ گاہ سے اسطرف آنیکا قصد نہ کرسکین اور جنگ و کارزار فرقہ اشرار سے باطمینان ایک ہی سمت سے واقع ہو فِي الْعَوَالِمِ وَاللُّهُوْفِ اَنَّهٗ تَقَدَّمَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى نَاقَتِهٖ وَقِيْلَ عَلٰى فَرَسِهٖ حَتّٰى وَقَفَ بِاِزَاءِ الْقَوْمِ فَجَعَلَ يَنْظُرُ اِلٰى صُفُوْفِهِمْ كَاَنَّهُمُ السَّيْلُ مِنْ كَثْرَةِ الرَّجَالَةِ وَالْخَيْلِ وَرَاٰى ابْنَ سَعْدٍ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي صَنَادِيْدِ الْكُوْفَةِ چنانچہ عوالم اور لہوف مین منقول ہی کہ اُسوقت جناب امام حسین علیہ السلام ذوالجناح یا ناقہ پر سوار ہوکے آگے بڑھکر سامنے لشکر کفار کے کھڑے ہوے اور صفوف فوج اعدا کی طرف نگاہ کی دیکھا کہ تمام صحراے کربلا کثرت پیادہ و سوار سے مملو ہی اور کثرت صفوف سے معلوم ہوتا ہی کہ گویا دریاے عظیم و عمیق متلاطم و موج زن ہی اور ملاحظہ فرمایا کہ خود عمر سعد لعین مجمع امرا و رؤسا کوفہ

وشام مین آگے لشکر کے کھڑا ہی فنادی الحسین علیہ السلام بأعلی صوتہ
یا اھل العراق جلکم تسمعون فاسمعوا قولی ولا تعجلوا حتی اعظکم
بما یحق لکم علی پس اسوقت جناب امام حسین علیہ السلام نے بآواز بلند
فرمایا کہ ای اہل عراق تم سب متوجہ ہو کر سنو کلام ہدایت میرا اور عجلت نہ کرو
طرف ضلالت وگمراہی کے تاکہ مین بطور وعظ ونصائح کے بیان کرون وہ کلام
کہ جسکا افہام تم سبکو مجھپر واجب ہی فقال الحمد للہ الذی خلق الدنیا
فجعلھا دار فناء وزوال متصرفۃ باھلھا حالاً بعد حال فالمغرور
من غرتہ والشقی من فتنتہ بعد اسکے خطبہ بلیغ وطویل ارشاد فرمایا کہ
ترجمہ اسکے بعض فقرات کا یہ ہی یعنے لائق حمد وثنا ہی وہ خداوند جلیل کہ جسنے
خلق کیا اس دنیا کو اور گردانا اُسے گھر فنا وزوال کا اور اُسے ایسا متصرف
کیا ساتھ تغیرات احوال اہل دنیا کے کہ کسی کو ایک حال پر نہین رکھتی ہی
فریب خوردہ ہی وہ شخص کہ جسکو دنیا نے فریب دیا اور شقی ہی وہ شخص کہ جسکو
اُسنے اپنا فریفتہ کیا فلا تغرنکم ھذہ الدنیا فانھا تقطع رجاء من رکن
الیھا وتخیب طمع من طمع فیھا پس مغرور مت ہو تم اور فریب دنیا مین
نہ آو اسلیے کہ یہ دنیاے ناپائدار وہ مکارہ ہی کہ قطع امید کرتی ہی اُس شخص کی
کہ جسنے اُسپر تکیہ کیا اور ناامید ہوتا ہی وہ شخص کہ جو اس بیوفا سے متوقع بخیر ہوا
واراکم قد اجتمعتم علی امر قد اسخطتم اللہ فیہ علیکم واعرض
بوجھہ الکریم عنکم واحل بکم نقمتہ وجنبکم رحمتہ ونعم الرب
ربنا وبئس العبید انتم اقررتم بالطاعۃ وامنتم بالرسول محمد ص

ثُمَّ اِنَّكُمْ زَحَفْتُمْ اِلٰى ذُرِّيَّتِهٖ وَعِتْرَتِهٖ تُرِيْدُوْنَ قَتْلَهُمْ اور ای اہل عراق
مین دیکھتا ہون کہ تم سب جمع ہوے ہوا یسے امر منکر و ناسزا پر کہ جسکے ارتکاب سے
تم خدا وند قہار کو غضب مین لائے ہو اور حق سبحانہ تعالی نے روے رحمت اپنا
تمھاری طرف سے پھیر لیا ہی اور نازل کیا تم پر بسبب اُس امر قبیح کے عذاب اپنا
اور باز رکھا تمکو اپنی رحمت سے پس کیا خوب پروردگار ہی ہمارا اور کیا بُرے بندے
ہو تم پس ظلم عظیم کیا تمنے کہ پہلے تو اقرار کیا توحدانیت خداے تعالی اور ایمان
لائے تم پر رسالت جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ کے اور بعد اُسکے مرتد
ہوگئے تم اور آمادہ و مستعد ہوے تم قتل پر اُن حضرت کی عترت و ذریت کے
پس جب حضرت نے اُس قوم بیحیا کو اپنے عناد پر مصر پایا تو اُسوقت فرمایا
لَقَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْكُمُ الشَّيْطَانُ فَاَنْسَاكُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ فَتَبًّا لَكُمْ
وَلِمَا تُرِيْدُوْنَ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ هٰؤُلَاۤءِ قَوْمٌ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ
فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ اے اہل عراق بتحقیق کہ شیطان ملعون تم سب پر ایسا
غالب ہوا ہی کہ ذکر خداے عزوجل تمھارے دلون سے بالکلیہ بھلا دیا پس
واے ہو تمپر اور تمھارے ارادۂ فاسدہ پر بدرستیکہ ہم سب مخلوق باری مملوک
ہین اُس مالک و مختار حقیقی کے اور طرف اُسی کے بازگشت ہی ہماری پس تم سب
وہ گروہ تابعین شیطان سے ہو کہ تم کافر و مرتد ہوگئے ہو بعد ایمان لانے کے
اور بہت بعید ہین راہ راست سے وہ لوگ کہ جو ظالم و جابر ہین فَقَالَ
عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ وَيْلَكُمْ كَلِّمُوْهُ فَاِنَّهُ ابْنُ اَبِيْهِ وَاللّٰهِ لَوْ وَقَفَ فِيْكُمْ
هٰكَذَا يَوْمًا جَدِيْدًا لَمَا انْقَطَعَ كَلَامُهُ وَلَمَا حُصِرَ فَكَلِّمُوْهُ

پس یہ سنکر سب شریر ساکت کھڑے رہگئے اور کسی کو اُنمین سے جرأت جواب کی نہوئی
اسی اثنا مین عمر سعد لعین نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ واے ہو تمپر اُن حضرت سے
ہمکلام ہو کیا تم واقف نہین ہو کہ امام حسین فرزند سید الفصحا علی مرتضیٰ ہین قسم بخدا یہ
وہ فصیح و بلیغ ہین کہ اگر کل تک اسیطرح تمھارے سامنے کسی مطلب کو بیان کرین
تو ہرگز کسی کی مجال نہین ہی کہ سلسلۂ کلام اُن حضرت کا قطع کرے اور اُنھین
بند کردے پس اُنھین جواب دو فَتَقَدَّمَ شِمْرُ الْمَلْعُوْنُ وَقَالَ يَا حُسَيْنُ مَا هٰذَا
الَّذِیْ تَقُوْلُ اَفْهِمْنَا حَتّٰى نَفْهَمَ پس شمر لعین حکم ابن سعد سنکر صفوف لشکر سے
نکلکر سامنے حضرت کے آیا اور بکمال بے ادبی کہا کہ یا حسین مطلب تمھارا اس
بیان سے کیا ہی ہمین سمجھائیے کہ تا ہم سمجھکے جواب اُسکا آپکو دین فَقَالَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ اَقُوْلُ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْنِیْ فَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ لَكُمْ قَتْلِیْ
وَلَا انْتِهَاكُ حُرْمَتِیْ فَاِنِّیْ ابْنُ بِنْتِ نَبِيِّكُمْ وَجَدَّتِیْ خَدِيْجَةُ زَوْجَةُ
نَبِيِّكُمْ پس حضرت نے فرمایا کہ ای شمر مین یہ کہتا ہون کہ خوف کرو تم غضب
خداوند قہار سے کہ وہ مالک ہی تمھارا اور میرے قتل سے باز رہو کہ قتل میرا
کسی طرح تمھین جائز نہین ہی اور ہتک حرمت میری تمھین ہرگز مناسب نہین ہی
اسواسطے کہ مین فرزند ہون جناب فاطمہ زہرا دختر جناب محمد مصطفی صلوات
اللہ علیہما کا اور جدۂ ماجدہ میری جناب خدیجہ کبری زوجہ رسول خدا ہین اور
بروایت صاحب قصیدۂ بردہ اسوقت گویا حضرت نے فرمایا ای گروہ
ناانصاف کیا تم نہین واقف ہو اس سے کہ مین نواسا ہون تمھارے پیغمبر کا
اور پدر عالی مقدار میرے جناب حیدر کرار کامل کنندۂ دین رسول مختار ہین

پس مجھے جواب دو اسکا کہ تم سب کسلیے آمادہ میرے قتل و آبرو ریزی پر ہوا آیا مین نے کسی سنت و شریعت نبوی کو بدل ڈالا ہی یا کسی طریقہ دینیہ کو مین نے تغیر دیا ہی کہ جسکے سبب سے تم اپنے گمان باطل مین مجھے واجب القتل جانتے ہو آیا مین نے کسی حرام چیز کو حلال جانا ہی یا معاذ اللہ مین نے حرام گردانا ہی اُس چیز کو کہ جو نزدیک خدا اور رسول کے حلال و مُباح تھی وَفِی الارشادِ فَقالَ اَوَلَمْ یَبلغکُم قَولُ نَبِیّکُم اَلحَسَنُ وَالحُسَینُ سَیّدا شَبابِ اَھلِ الجَنَّۃِ فَاِنْ صَدَّقتُمُونِی بِمَا اَقُولُ وَھُوَ الحَقُّ وَاللہِ مَا تَعَمَّدتُ کِذباً مُنذُ عَلِمتُ اَنَّ اللہَ یَمقُتُ عَلَیہِ اَھلَہٗ اور ارشاد مین منقول ہی کہ حضرت نے بعد اسکے فرمایا آیا تم تک یہ حدیث نبوی نہین پہونچی ہی کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہی کہ فرزند میرے حسنؑ و حسینؑ سردار ہین جوانان اہل جنت کے پس اگر تم سب اس قول مین مجھے سچا جانتے ہو تو تمنے تصدیق حق کی بخدائے عزوجل کہ جبسے مجھے یقین معلوم ہوا ہی کہ حق سبحانہ تعالےٰ غضبناک ہی اُس شخص پر کہ جو دروغ گو ہو مین نے کبھی قول دروغ زبان پر نہین جاری کیا ہی وَاِنْ کَذَّبتُمُونِی فَاِنَّ فِیکُم مَن لَو سَاَلتُمُوہُ عَنِّی لَاَخبَرَکُم اور اگر تم مجھے اِس قول مین صادق نہین جانتے ہو پس دریافت کرو تم اُن لوگون سے کہ جو تم مین ابھی موجود ہین اور جنہون نے سنا ہی اس حدیث کو خود زبان اقدس جناب رسول خدا سے پس اگر تم اُنسے سوال کروگے تو وہ تمکو آگاہ کردینگے اور مین اُنکے نام بتاتا ہون فَاسْئَلُوا جَابِرَ بنَ عَبدِ اللہِ الاَنصَارِی وَاَبَا سَعِید الخُدرِی وَزَیدَ بنَ اَرقَمَ وَاَنَسَ بنَ مَالِکٍ وَسَھلَ بنَ سَعدٍ

السَّاعِدِی یُخْبِرُکُمْ عَنْہُ پس تم تحقیق کرو اِسکی جابر بن عبد اللہ انصاری
اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم وانس بن مالک اور سہل بن سعد ساعدی سے
کہ آیا یہ حدیث صحیح ہی یا نہین پس ضرور یہ سب اشخاص خبر اِسکی تمکو دینگے اور
مصدق میرے قول کے ہونگے فَاِنَّھُمْ سَمِعُوْا ھٰذِہِ الْمَقَالَۃَ مِنْ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ لِیْ وَلِاَخِیْ اَمَا فِیْ ھٰذَا حَاجِزٌ لَّکُمْ عَنْ سَفْکِ
دَمِیْ اسلیے کہ ان سب اصحاب نے اپنے کانون سے اس حدیث کو میرے
اور میرے بھائی کے حق مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے مکرر سنا ہی
پس درصورتیکہ یہ حدیث صحیح ہی اور بلاریب مین بفرموده جناب مخبر صادق کے
سردار جوانانِ اہل جنت ہون تو نہایت تعجب وجائے تاسف ہی کہ یہ شرافت
وفضیلت میری تمھین مانع نہین ہوتی میری خون ریزی ناحق سے اور کسی طرح
میرے قتل سے باز نہین آتے ہو پس بروایتِ صاحب قصیدۂ دری جب
وہ اشقیا کلام معجز نظام اُس امام عالی مقام کا مدلل بدلائل قطعیہ سنکے ملزم ہوئے
ازراہ بغض وعناد کے کہنے جواب دیا کہ ای فرزند رسول مختار ہم سبکے نزدیک
شرافت آپکی حسباً اور نسباً مثل آفتاب نصف النہار ثابت وروشن ہی اور
بیان اُسکا ہمسے بیکار ہی اور ہرگز آپکو مفید نہین ہی اسلیے کہ ہم کسی طرح آپکے
قتل سے باز نہ رہینگے اور جس ذلت وخواری سے آپکے پدر بزرگوار حیدر کرار نے
ہمارے بزرگون کو جنگ احد اور بدر وحنین مین قتل کیا ہی اور آجتک وہ
آتش سوزان ہمارے سینون مین شعلہ ور ہی اُسی طرح آج ہم آپکو قتل کرینگے
اور اُس آگ کو آپکے قتل سے بجھائینگے افسوس ہزار افسوس وہ سنگدل اپنے

ظلم وستم سے باز نہ آئے آخر اُس امام مظلوم کو ہر طرف سے گھیر لیا اور راہ چارہ وتدبیر کی بند کردی آہ آہ اُن اشقیا نے پانی تک بند کر دیا جسکے سبب سے بچے شدت تشنگی سے فریاد العطش العطش کرتے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

مجلس بست وسوم

فِي الْكَافِي عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ اِذَا تَابَ الْعَبْدُ تَوْبَةً نَصُوْحًا اَحَبَّهُ اللّٰهُ فَسَتَرَ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ قِيْلَ كَيْفَ يَسْتُرُ عَلَيْهِ قَالَ يُنْسِيْ مَلَكَيْهِ مَا كَتَبَا عَلَيْهِ مِنَ الذُّنُوْبِ کافی مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے جسوقت بندۂ مومن اپنے گناہون سے توبہ خالص کرتا ہی اور نادم وپشیمان ہوتا ہی توحق سبحانہ تعالی اُسے دوست رکھتا ہی اور وہ ستار العیوب دنیا وآخرت مین اُسکی پردہ پوشی کرتا ہی کسی نے اصحاب مین سے عرض کیا کہ یابن رسول اللہ یہ ارشاد ہو کہ کیونکر حق سبحانہ تعالی اُسکے گناہونکو چھپاتا ہی حضرت نے فرمایا کہ محو کرتا ہی اُن گناہون کو کہ جو کرام الکاتبین نے اُس بندہ کے لکھے ہین خاطر سے اُن فرشتون کے یعنے وہ بھول جاتے ہین گناہ اُس بندہ کے وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ اور فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ توبہ کرنے والا اپنے گناہون سے مثل اُسکے ہی کہ جسپر کوئی گناہ نہین ہی اور یہ بھی وارد ہی کہ جبتک ایک سانس انسان کی باقی رہتی ہی اُسوقت تک دروازہ توبہ کا

گھلا رہتا ہی اور توبہ قبول ہوتی ہی بس جب روح جسم سے مفارقت کرتی ہی اسوقت
در توبہ بند ہوتا ہی سبحان اللہ کیا رحمت جناب باری کی نسبت اپنے بندون
ہی کہ دم آخر تک بھی توبہ قبول فرماتا ہی پس مصداق اسکے حرؓ دلاور ہین چنانچہ
منقول ہی کہ جب صبح عاشورا عمر سعد لعین مع لشکر اعدا آراستہ ہو کر آمادہ
و مستعد جنگ و پیکار ہوا یہ حال دیکھکر مظلوم کربلا حجت خدا نے سامنے انکے
راحلۂ بلند پر سوار ہو کر باواز بلند اتمام حجت فرمائی مگر اُن سنگ دلون کو
کچھ اثر نہوا اور اپنے عناد پر مصر رہے فِی اللُّهُوفِ وَغَیْرِہٖ اَنَّہٗ فَلَمَّا
رَأَی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّهُمْ مُصِرُّوْنَ عَلَی الْعِنَادِ رَجَعَ
اِلٰی مُعَسْکَرِہٖ وَنَادٰی یَا کِرَامُ هٰذِہٖ الْجَنَّةُ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ
الْحُوْرُ قَدْ تَزَیَّنَتْ لَکُمْ فَحَامُوْا عَنِ ابْنِ نَبِیِّکُمْ پس بنابر روایت
لہوف وغیرہ جب امام حسین علیہ السلام نے اُس قوم اشرار کو راہ راست پر
آتے نہ پایا اُسوقت طرف اپنے اصحاب کے متوجہ ہوے اور فرمایا کہ اے
سعادتمندو دروازہ ہاے جنت تمھارے لیے مفتوح ہین اور حوران بہشتی
زینت کیے ہوے تمھاری مشتاق ہین پس حمایت کرو فرزند رسول خدا کی
اور سعادت ابدی حاصل کرو فِی مَقْتَلِ اَبِیْ مِخْنَفٍ اَنَّہٗ کَانَ الْحُرُّ بْنُ
یَزِیْدَ الرِّیَاحِیُّ قَرِیْبًا مِنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا سَمِعَ نِدَآئَہٗ
اَقْبَلَ عَلٰی وَلَدِہٖ بُکَیْرٍ مقتل ابو مخنف مین منقول ہی کہ جب امام حسین
علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے واسطے جہاد کے راہ خدا مین ارشاد فرمایا
اور حر بن یزید ریاحی نے کہ اُسوقت قریب امام حسین علیہ السلام کے تھے

وہ ارشاد سنا معلوم کیا کہ اب بدون جہاد کے اُن حضرت کو چارہ نہین ہی اُسیوقت
قریب اپنے فرزند بکیر کے آئے وَقَالَ لَهٗ يَا بُنَيَّ لَا طَاقَةَ لِيْ عَلَى النَّارِ وَلَا
اُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ خَصْمِيْ مُحَمَّدٌ نِ الْمُخْتَارُ وَابْنُ عَمِّهٖ عَلِيُّ نِ الْكَرَّارُ اور کہا
کہ ای فرزند مجھ مین طاقت اسکی نہین ہی کہ آتش دوزخ پر تحمل کرسکون اور مجھ پر بہت
دشوار ہی یہ امر کہ فردائے قیامت کو جناب رسول مختار اور ابن عم اُنکے جناب
حیدر کرار جو شفیع امت گنہگار سامنے پروردگار کے ہونگے دشمن میرے ہون
فَقَالَ الْوَلَدُ يَا اَبَاهُ اِذْهَبْ بِنَا اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا خَيْرَ
وَاللهِ فِي الْبَقَاۤءِ بَعْدَهٗ پس یہ سُنکر پسر حر نے جواب دیا کہ ای پدر بزرگوار
جلد مجھے بھی لیچلیے خدمت بابرکت امام حسین علیہ السلام مین قسم بخدا کہ ہرگز لطف
زندگی نہین ہی بعد ایسے آقائے دارین کے یعنے حیف ہی اُس زندگی پر کہ ایسا
سردار کونین قتل ہو اور ہم غلام زندہ رہین ثُمَّ اَنَّهُمَا تَنَحَّيَا عَنْ عَسْكَرِ ابْنِ
سَعْدٍ كَاَنَّهُمَا يُرِيْدَانِ اَنْ يَحْمِلَا عَلٰى عَسْكَرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
ثُمَّ اَنَّهُمَا هَمَزَا فَرَسَيْهِمَا وَاَقْبَلَا نَحْوَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَجَعَلَا يُقَبِّلَانِ
اَقْدَامَهٗ پس دونون سعادتمند باہم مشورہ کرکے لشکر عمر سعد سے اسطرح
نکلے کہ سبکو گمان ہوا کہ یہ دونون بقصد جنگ اپنے لشکر سے جدا ہوے ہین
اور لشکر امام حسین علیہ السلام پر حملہ کرینگے پس دونون بزرگوار اپنے گھوڑے
بڑھاکر خدمت امام حسین علیہ السلام مین پہونچے اور قدم مبارک اُن حضرت
گر پڑے اور بوسے لیتے تھے فَقَالَ الْحُسَيْنُ مَنْ اَنْتَ قَالَ الْحُرُّ يَا ابْنَ
رَسُوْلِ اللهِ اَنَا الَّذِيْ مَنَعْتُكَ عَنِ الْمَسِيْرِ وَجَعْجَعْتُ بِكَ اِلٰى كَرْبَلَا

پس جناب امام حسین علیہ السلام نے یہ دیکھکر فرمایا کہ تم کون ہو اور مقصود تمہارا
کیا ہی حر نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ فدوی وہ عاصی ہی کہ جسنے آپکو اور
کسی سمت جانے نہ دیا تھا اور حضرت کو ہر طرف سے منع کرکے صحراے کربلا مین
پہونچایا وَاللهِ یَا سَیِّدِیْ مَا عَلِمْتُ اَنَّ الْقَوْمَ یَبْلُغُوْنَ فِیْكَ اِلٰی
هٰذَا الْمَبْلَغِ فَقَدْ جِئْتُ تَائِبًا مِمَّا کَانَ مِنِّیْ وَ اُرِیْدُ اَنْ اُوَاسِیَكَ بِنَفْسِیْ
وَ وُلْدِیْ فَهَلْ تَرٰی لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ اور ای سید و آقا میرے قسم بخدا کہ یہ فدوی
ایسا نہ جانتا تھا کہ جیسا یہ اشقیا آپ سے بظلم و ستم پیش آئے ہین اور مجھے ہرگز
گمان اسکا نہ تھا کہ فرزند رسول مختار پر وہ جور و جفا کرینگے کہ کوئی کافر بھی
کسی مسلمان پر وہ جور و ستم نہین کرتا ہی پس یہ بندہ معترف اپنے قصور پر
اور تائب قدم مبارک پر پڑا ہی اور چاہتا ہون کہ جان اپنی ان قدمون پر
مع فرزند کے نثار کرون آیا میری توبہ قبول ہی فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ
السَّلَامُ اِنْ تُبْتَ تَابَ اللهُ عَلَیْكَ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَآءِ وَقَالَ
اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ یَتُوْبُ اِلَیْكَ وَ اَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِیْمُ پس یہ سُنکر جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ ای حر اگر تو
توبہ کرتا ہی تو حق سبحانہ تعالے توبہ تیری قبول کریگا پس یہ فرماکر سر اطہر طرف
آسمان کے بلند کیا اور جناب احدیت مین عرض کی کہ ای خداوند غفار یہ بندہ
تیرا تائب ہی طرف تیرے امیدوار ہون کہ اپنے فضل و کرم سے توبہ اس
بندہ کی قبول کر اور گناہون سے اسکے درگذر کہ تو توّاب الرحیم ہے
فَقَالَ الْحُرُّ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ اُوْمُرْنِیْ حَتّٰی اُقْتَلَ بَیْنَ یَدَیْكَ مَعَ ابْنِیْ

فالمشہور انہ قال لہ الحسین علیہ السلام یا حر لا تعجل حتی نقتل اصحابی
وعشیرتی لانک ضیفی پس جب حر نے حضرت کو اپنے سے راضی پایا عرض کی
کہ یا ابن رسول اللہ اب غلام امیدوار ہی کہ مع غلام زادہ کے حضرت پر فدا ہو
پس مشہور ہی کہ اُس رحیم ابن رحیم نے فرمایا کہ ای حر اسقدر توقف کر کہ اصحاب
و رفقا اور عزیز و اقربا میرے شہید ہولین اسلیے کہ تو مہمان ہمارا ہی قال الحر
یا سیدی انی ارجوا ان افدی نفسی بین یدیک قبل اصحابک کما انت
خرجت علیک حر نے عرض کی کہ ای سید و آقا میرے یہ غلام آرزومند اسکا ہی
کہ جسطرح پہلے سب اعدا سے حضرت کا مین سدراہ ہوا تھا اور آپسے برسر مقابلہ
آیا تھا اب سب اصحاب سے پہلے آپ پر فدا ہون کہ تا حق سبحانہ تعالی مجھ سے
راضی و خوشنود ہو فقال الحسین علیہ السلام یا حر ابرز بارک اللہ
فیک فحمل علی القوم مع ولدہ ویقتلان منہم رجلا بعد رجل
وفارسا بعد فارس حتی قتلا خلقا کثیرۃ ومقتلۃ عظیمۃ پس جب
حضرت نے حر کو اپنی رخصت پر مصر پایا فرمایا کہ ای حر اجازت جہاد ہی تجھے جا
اور سعادت ابدی سے فائز ہو حق سبحانہ تعالے اس قصد نیک مین تیرے
برکت عطا فرمائے پس حر نے مع اپنے فرزند کے مثل شیر غضبناک اُس قوم
اشقیا پر حملہ کیا اور میمنہ و میسرہ لشکر سے جو پیادہ و سوار منہ پر تلوار کے
آتا تھا اُسے راہی نار کرتے تھے یہانتک کہ اُن دلیرون نے کشتہاے کفار
سیدان کارزار مین انبار لگا دیے فاتتہ کتیبۃ من عسکر ابن سعد
وحالوا بین الحر وولدہ وتکاثروا علے بکیر واختلفت علیہ

الرِّمَاحُ وَالقُوَّةُ حَدِيدًا عَلَى الرَّمْضَاءِ جب افسرانِ لشکرِ اعدا نے دیکھا کہ یہ دونون شیر دلیر تلوارین پکڑ کر جس صف پر جا پڑتے ہین ایک کو اُس صف مین زندہ نہین چھوڑتے ہین پس بعد مشورہ کے ایک جماعت اشقیا لشکر عمر سعد درمیان بکیر و حر کے حائل ہو گئی اور باپ کو بیٹے سے جدا کر دیا اور جسم بکیر پر اسقدر نیزے مارے اور تیر باران کیا کہ بسبب کثرت زخمہاے کاری کے وہ جری ضعیف ہو کر گھوڑے سے زمین گرم پر گر پڑا فَنَظَرَ عَلَيْهِ الحُرُّ فَنَظَرَهُ تَحْتَ سَنَابِكِ الخُيُولِ رَمِيلًا بِدِمَائِهِ فَقَالَ الحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى قَضَائِهِ وَبَلَائِهِ فَحَمَلَ عَلَى القَوْمِ وَهُوَ يَبْكِي عَلٰى وَلَدِهِ بُكَاءَ الثَّكَالٰى یہ دیکھکر حر نے اُن اشقیا پر حملہ کیا اور سبکو گرد سے بکیر کے مار کر ہٹا دیا یہانتک کہ لاش اُس سعادتمند کی پہونچے دیکھا کہ لاش اُس پارۂ جگر کی پامال سم اسپان آلودہ بخون ہے پس یہ حال دیکھکر کہا کہ شکر کرتا ہون مین اُس خداوند جلیل کا جسنے مجھے محبت فرزند رسول خدا مین مبتلا بمصائب و بلا کیا اور لاش اپنے فرزند کی چھوڑ کر پھر اُس قوم نابکار پر حملہ کیا اور حر مصیبت و جدائی بکیر برآوازِ بلند مثل زن پسر مردہ کے روتا جاتا تھا وَلَمْ يَزَلْ يُضَارِبُهُمْ حَتّٰى عَقَرُوا مُهْرَهُ فَوَقَعَ عَلَى الأَرْضِ فَطَعَنُوهُ بِالرِّمَاحِ وَضَرَبُوهُ بِالسُّيُوفِ فَنَادٰى السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ أَدْرِكْنِي پس حر جری سرگرم جہاد تھے کہ ناگاہ ایک شقی نے گھوڑے کو اُس دلیر کے پے کیا اور حر زمین پر گر پڑے پس گرتے ہی اُس سعادتمند کی اُن اشقیا نے نیزہ و شمشیر سے ایسا زخمی کیا کہ حر جان بلب ہوے اور آوازدی

کہ سلام آخری میرا ہو آپ پرای فرزند رسول خدا میری خبر لیجیے فَقَطَعُوا رَاْسَهٗ وَرَمَوْهُ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَامَ الْحُسَيْنُ حَزِيْنًا بَاكِيًا وَاَخَذَ رَاْسَهٗ وَجَعَلَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ بِمِنْدِيْلِهٖ وَيَقُوْلُ

پس اُن اشقیانے سر اُس دیندار کا تن سے جدا کیا اور طرف امام حسین علیہ السلام کے پھینکدیا جب حضرت نے سر حر کا زمین پر دیکھا آپ بنفس نفیس محزون و مغموم روتے ہوئے آگے بڑھے اور سر اُس نیک انجام کا زمین سے اُٹھا کر اُسکے عمامہ سے خون چہرہ نورانی حر سے پونچھتے جاتے تھے اور بحسرت طرف مُنھ حر کے دیکھکر فرماتے تھے اَلَا اَلَا اَسَدٌ مِنْ اُسُوْدِ اللّٰهِ يَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَوَاللّٰهِ مَا اَخْطَاَتْ اُمُّكَ حِيْنَ سَمَّتْكَ حُرًّا اِمْضِ اِلَى الْجِنَانِ فَاَنْتَ حُرٌّ مِنَ النِّيْرَانِ افسوس صد افسوس کہ ایک شیر شیران خدا سے جو حمایت کرتا تھا اولاد رسول خدا کی شہید ہوا ای حر قسم بخدائے عزوجل کہ ماں نے تیری کیا خوب کیا کہ نام تیرا حر رکھا اب تو بے تامل داخل جنت ہو کہ تو آتش دوزخ سے آزاد ہی آہ مومنین سنا آپ نے کہ حضرت نے سر حر کا اُٹھا کر خون پاک و صاف کیا اور اُسکی مفارقت پر گریہ و بکا کیا مگر افسوس ہزار افسوس حال مظلومی وبیکسی پر اُس جناب کے کہ اُنکا سر اقدس اُٹھانے والا کوئی نہ تھا بلکہ اعدا نے اُسیطرح خاک و خون آلودہ نوک نیزہ پر بلند کیا اور آواز قد قتل الحسین کی بلند کی ہاے افسوس اُسوقت فرزند بیمار اُن حضرت کے غش مین پڑے تھے اور سب اصحاب

واقربا بدن پارہ پارہ ریگ گرم کربلا پر خاک وخون مین آلودہ شہید ہوچکے تھے الا
لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس بست وچہارم

فِی البحارِ والامالی عنِ الصّادقِ علیہِ السّلامُ انّہٗ قالَ رحم اللہُ شیعتنا
انھم اوذوا فینا ولم نؤذوا فیھم شیعتنا منّا قد خلقوا من فاضل
اِنھم ہُمْ یتالمونَ مِنْ اعدائنا فی محبّتنا ولا نتالّم بِھِم بحار الانوار اور امالی مین
جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی فرمایا اُن حضرت نے کہ خدا رحمت
اپنی نازل کرے ہمارے شیعون پر بدرستیکہ شیعہ ہمارے تکلیف ورنج اُٹھاتے
ہین ہاتھ سے ہمارے اعدا کے بسبب ہماری محبت کے اور ہمین اپنے شیعون سے
کسی طرح کا رنج والم نہین ہونچتا ہی شیعتنا مِنّا قد خلقوا من فاضلِ
طینتنا وعجنوا بنورِ ولایتنا رضوا بنا ائمّۃ ورضینا بِھم شیعۃ یحزنھم
حزننا ویسرّھم سرورُنا شیعہ ہمارے اُس خاک پاک سے خلق کیے گئے
ہین جو بچ رہی تھی ہماری خلقت سے اور خمیر اُنکی خاک کا ہمارے نور ولایت سے
ہوا ہی پس شیعہ ہم ائمہ ہدیٰ کے امام ہونے پر راضی وخوشنود ہین اور ہم بھی
اُنکے شیعہ ہونے پر راضی ہین اور ہمارے شیعون کو ہمسے اسدرجہ محبت ہی
کہ ہمارے رنج والم سے مغموم ومحزون ہوتے ہین اور ہماری خوشی وسرور سے
خوش ومسرور ہوتے ہین ونحن نتالّم بتالمھم ونطّلع علے احوالِھم
فشیعتنا معنا لایفارقونا ولا نفارق منھم لانّ مرجع العبد الے
سیّدہٖ اور ہمین بھی اسقدر محبت ہی اپنے شیعون سے کہ اگر اُنکو کسی طرح کا
رنج ہوتا ہی تو اُنکے رنج والم سے ہمین بھی رنج ہوتا ہی اور ہم حالات رنج وسرور سے

اُنکے مطلع و آگاہ ہوتے ہین اور کوئی حال اُنکا ہمپر مخفی نہین ہی پس شیعہ ہمارے
ہمارے ساتھ ہین اور ہرگز ہمسے جدا نہونگے اور نہ ہم اُنسے جدا ہونگے اور وہ سب
کیونکر ہمسے جدا ہون اور سوا ہمارے کہان جائین کہ وہ بدل و جان غلام ہین
ہمارے اور رجوع ہر غلام کی طرف اُسکے آقا و مولا کے ہوتی ہی اَللّٰھُمَّ حَیِّ
شِیْعَتَنَا مِنَّا وَمُضَافِیْنَ اِلَیْنَا فَمَنْ ذَکَرَ مُصَابَنَا فَبَکٰی اَوْتَبَاکٰی اِسْتَحْیَ
اللّٰہُ اَنْ یُعَذِّبَہٗ بِالنَّارِ راوی کہتا ہی کہ جب حضرت ایسے کلمات شفقت کے
بہ نسبت اپنے شیعون کے فرما چکے تو بعد اُسکے دست حق پرست واسطے دعا کے
اُٹھائے اور درگاہ الٰہی مین یہ دعا کی کہ ای پروردگار عالم امیدوار ہون
تیرے فضل وکرم سے کہ تو ہمارا تحیہ پہونچا ہمارے شیعون کو اور اُنکو کہ جو
منسوب ہین ہماری طرف بعد اُسکے فرمایا کہ ایہا النّاس جو مومن یاد کرے
ہمارے مصائب کو اور ذکر کرے اُن جور و ستم کا جو ہاتھ سے اعداے دین کے
ہم اہلبیت طاہرین پر گذرے ہین پس وہ مومن روئے یا صورت ہی رونے
والے کی بنائے حق سبحانہ تعالےٰ کو حیا آئیگی اُس مومن پر عذاب کرتے ہوے
باتشِ دوزخ بس مومنین تصور کیجیے کہ کیسے غلامانِ حیدری او شیعیانِ
جعفری وہ بزرگوار تھے کہ جن دینداروں نے روز عاشورا معرکہ کربلا مین
جان اپنی امام حسینؑ پر فدا کی عجب سعادتمند تھے وہ سب دیندار کہ محبت
فرزند رسول مختارؐ مین بوقت جنگ وپیکار زار مطلق اُنکو خیال ہلاک ہونے
اپنے عیال و اطفال کا نہ تھا باوصف اسکے کہ تین شبانہ روز کے بھوکے
اور پیاسے تھے لیکن شکایت تشنگی و گرسنگی سے زبان کسیکی آشنا نہ تھی اور

ہر ایک جرار باشتیاقِ ملاقات پروردگار بڑھکر نیزہ و تیر اپنے سینہ پر لیتا تھا
اور ہر زخم شمشیر پر مطائبہ و خوش طبعی کرتا تھا سبحان اللہ کیا بہادر و جرار تھے
رفقا فرزند حیدر کرار کے کہ جب اُن دلیرون کو معرکہ کربلا مین کئی لاکھ پیادہ
و سوار سے مقابلہ آپڑا اپنے ہتھیار اپنے مثل زرہ اور خود و سپر زمین پر پھینکدیے
اور سینے اپنے بجائے سپر سامنے کر دیے اور مثل شیر غضبناک کے اُس قوم اعدا کے
ایک نے بعد دوسرے کے حملہ کیا اور ایک ایک دیندار نے بہت سے اشقیا کو
فی النار کیا غرضکہ انصار امام حسین علیہ السلام نے اُس روز وہ تلوار کی
کہ کسیکو مجال انکار نہین ہی اور تا قیامت یہ سانحہ عجیب یادگار رہیگا فِی
الْبِحَارِ وَغَیْرِہٖ اَنَّہٗ بَعْدَ قَتْلِ بُرَیْرِ بْنِ خُضَیْرِ الْھَمْدَانِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ
بَرَزَ وَھَبُ بْنُ عَبْدِ اللہِ الْکَلْبِیُّ وَکَانَتْ اُمُّہٗ وَزَوْجَتُہٗ مَعَہٗ
فِی الطَّفِّ چنانچہ بحار الانوار وغیرہ مین منقول ہی کہ جب بُریر بن خضیر
ہمدانی رضی اللہ عنہ اُس امام کونین پر فدا ہو چکے تو بعد اُنکے وہب بن
عبد اللہ کلبی کہ مان اور زوجہ اُس نوجوان کی بھی روز عاشورا کربلا مین
موجود تھین آمادۂ جہاد ہوے فَقَالَتْ لَہٗ اُمُّہٗ یَا فَلَذَۃَ کَبِدِیْ اَمَاتَرٰی
اِلَی ابْنِ سَیِّدَتِیْ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَآءِ صَلَوَاتُ اللہِ عَلَیْھَا فَاِنَّہٗ اَسِیْرٌ
بَیْنَ الْاَعْدَآءِ فَقُمْ وَانْصُرِ ابْنَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
پس جب اصحاب حضرت کے ایک بعد دوسرے کے اپنے آقا پر فدا ہونے
لگے اُسوقت مان نے وہب کی وہب سے کہا کہ ای پارۂ جگر ای نور نظر
آیا دیکھتا ہی تو کہ جگر گوشۂ فاطمہ زہرا آج مصیبتِ عظمیٰ مین مبتلا ہی اور ہر طرف سے

اعدائے دین نے محاصرہ کیا ہی اور راہ چارہ بند کر دی ہی پس ای فرزند آمادہ و مستعد ہو
اور نصرت و مدد کر فرزند رسول خدا کی فقام وھبٌ مسرعًا واستأذن
مِنَ الحُسَينِ عَلَيهِ السَّلَامُ فقالَ لَهُ الحُسَينُ اَيُّهَا الشَّابُّ كَيفَ
اٰذِنُ لكَ لعلّ اُمّكَ تكرہ ذٰلِكَ پس یہ سنتے ہی وہب آمادہ جہاد ہوا
اور امام حسین علیہ السلام سے رخصت جہاد طلب کی حضرت نے فرمایا کہ ای
نوجوان مین تجھے کیونکر اجازت مرگ دون شاید کہ ماں تیری اسپر راضی نہو اور
مفارقت تیری اُسے دشوار ہو قال وھبٌ یا سَیّدِی وَھِیَ تُحِبُّ قَتلِی
فِی نُصرَةِ ابنِ رَسُولِ اللّٰهِ وَاَمَرَتنِی بِهٖ فَاَذِنَ لَهٗ وہب نے عرض کی
کہ ای سید و آقا میرے ماں نے میری کہ وہ جان و دل سے کنیز ہی آپکی مجھے
واسطے اس سعادت ابدی کے ارشاد کیا اور فدا ہونا میرا حضرت پر باعث
اُسکی خوشنودی و رضا کا ہی یہ سنکر حضرت نے وہب کو اجازت جہاد دی
پس وہب میدانِ کارزار مین سامنے لشکر اعدا کے کھڑے ہوے اور چند
اشعار رجز مین پڑھے فَحَمَلَ عَلَيهِم كَاللَّيثِ المُغضَبِ عَلَى الشِّيَاهِ
وَهُم يَفِرُّونَ مِنهُ كَالمِعزٰى مِنَ الاَسَدِ حَتّٰى قَتَلَ مِنهُم جَمَاعَةً
كَثِيرَةً پس اُس نوجوان نے بعد رجز کے مثل شیر غضبناک اُس قوم سفاک پر
حملہ کیا اور ہیبت و جلالت سے اُس دلیر کی ایک بھی اُنمین سے سامنے
ہوکر نہ لڑا بلکہ وہ اعدا خوف سے اُس جری کے ایسا بھاگتے تھے کہ جیسے بکریان
خوف سے شیر کے بھاگتی ہین یہانتک کہ اُس دلیر نے ایک جماعت کثیرہ
کفار نابکار کو فی النار کیا فرجع اِلٰی اُمِّهٖ وَزَوجَتِهٖ وَقَالَ لِاُمِّهٖ یا اُمّاہ

اَرَضِیْتِ مِنِّی قَالَتْ لَا وَاللّٰہِ یَا وَھَبُ مَا رَضِیْتُ مِنْکَ اِذْ تُقْتَلُ بَیْنَ یَدَیْ
ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پس جب بعض اشقیا کو فی النار کیا اور بعضے رو بفرار ہوے اسوقت
وہ سعادتمند اپنی مان اور زوجہ کے پاس آیا اور کہا کہ ای امان جان آیا آپ مجھسے
راضی و خوشنود ہوئین یعنے مین مطابق حکم آپکے اُن اشقیا سے لڑا اور اکثر ونکو
واصل جہنم کیا مادر وہب نے جواب دیا کہ ای نور نظر مین ہرگز تجھ سے ابھی راضی
نہین ہون جبتک تجھے سامنے فرزند رسول مختار اور دلبند حیدر کرار کے شہید نہ دیکھ
لونگی فَقَالَتْ زَوْجَتُہٗ بِاللّٰہِ عَلَیْکَ لَا تُفْجِعْنِیْ فِیْ نَفْسِکَ فَقَالَتْ لَہٗ اُمُّہٗ
یَا بُنَیَّ لَا تَسْمَعْ مَقَالَھَا وَارْجِعْ اِلَی الْاَعْدَآءِ فَاِنَّکَ لَا تَنَالُ شَفَاعَۃَ مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اِلَّا بِرِضَائِیْ پس یہ سنکر پھر اُسیوقت وہب نے قصد
میدان قتال کا کیا اسی اثنا مین زوجۂ وہب نے کہا کہ قسم ہے تجھے خدا کی ای وہب
تو مرنے نہ جا اور مجھے اپنے ماتم مین نہ رُلا مادر وہب نے ساتھ ہی اسکے اپنے فرزند سے
کہا کہ ای پارۂ جگر ہرگز کلام اسکا نہ سُن کہ عورات ناقص العقل ہوتی ہین جلد لشکر
اعدا پر حملہ کر اور جان اپنی فرزند رسول خدا پر فدا کر قسم بخدا کہ ہرگز جناب رسول خدا
شافع روز جزا تیرے شفیع نہونگے جبتک کہ تو قتل ہو کر مجھے راضی و خوشنود نہ کریگا
فَحَمَلَ وَھَبٌ عَلَی الْقَوْمِ وَغَاصَ فِیْ بَحْرِ الْقِتَالِ حَتّٰی قَتَلَ مِنْھُمْ خَلْقًا
کَثِیْرًا فَقُطِعَ مَلْعُوْنٌ یَدَیْہِ فَلَمَّا رَاٰتَہٗ زَوْجَتُہٗ خَرَجَتْ مِنَ الْخِیَامِ
حَاسِرَۃَ الرَّاْسِ حَافِیَۃَ الْاَقْدَامِ وَاَقْبَلَتْ نَحْوَہٗ وَقَالَتْ نَفْسِیْ
لِنَفْسِکَ الْفِدَآءُ قَاتِلْ دُوْنَ الطَّیِّبِیْنَ پس وہ جری اُسیوقت میدان
کارزار مین آیا اور دریائے قتال مین غوطہ زن ہوا اور بہت سے اشقیا کو

تلوار آبدار سے راہی سقر کیا اور اسی طرح سے وہ شیر دلیر سرگرم جہاد تھا کہ ایک
ملعون نے کمین گاہ سے ایسی تلوار ہاتھو نپر وہب کے ماری کہ دونون ہاتھ اُس
دیندار کے کٹ کر گر پڑے جب زوجۂ وہب نے یہ حال اپنے شوہر کا دیکھا بیتابانہ
سروپا برہنہ خیمہ سے باہر نکل آئی اور اپنے تئین اپنے شوہر تک پہونچایا اور آواز
دی کہ ای وہب جان میری فدا ہو تمپر اب دیر نہ کرو جلد فرزند رسول خداؐ کی
نصرت و مدد کرکے جان اپنی اُن حضرت پر نثار کرو فَاَقْبَلَ اِلَیْهَا وَهَبٌ
لِیَرُدَّهَا اِلَی النِّسَاۗءِ فَاَخَذَتْ بِجَانِبِ ثَوْبِهٖ وَقَالَتْ لَنْ اَعُوْدَ دُوْنَ
نَمُوْتَ مَعَكَ پس جب وہب نے دیکھا کہ زوجہ اُنکی میدان مین نکل آئی
تاب نہ لا سکے چونکہ مقدمہ ناموس کا تھا قریب اُسکے آکر بہت سمجھایا کہ کسی طرح
خیمۂ اہل حرم مین پھر جائے لیکن زوجۂ وہب نے دامن اپنے شوہر کا پکڑ لیا اور
کہا کہ مین ہرگز اب خیمہ مین نہ جاؤنگی بلکہ تمھارے ساتھ فرزند فاطمہ زہراؑ پر
فدا ہونگی آہ آہ مومنین عجب مصیبت تھی روز عاشورا مظلوم کربلا پر کہ عورتین
بھی حال اُن حضرت کا نہ دیکھا جاتا تھا چاہتی تھین کہ جان اپنی فرزند رسول خداؐ پر
فدا کرین فَلَمَّا رَاَی الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ ذٰلِكَ نَادٰی یَا اَمَةَ اللّٰهِ
جُزِیْتُمْ مِنْ اَهْلِ الْبَیْتِ خَیْرًا فَارْجِعِیْ اِلَی الْخِبَاۗءِ فَلَمَّا سَمِعَتِ الضَّعِیْفَةُ
قَوْلَهٗ اِنْصَرَفَتْ پس جب امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ زوجۂ وہب
خیمہ مین نہین جاتی ہی آواز دی کہ ای کنیز خدا حق سبحانہ تعالے تمھین عوض اس
محبت و مروت کا کہ جو تمنے ہم اہل بیت رسول خدا کے ساتھ کی ہی جزاے خیر
عطا فرمائیگا اب مناسب ہی کہ طرف خیمہ گاہ کے پھر جا پس سنتے ہی ارشاد

اُن حضرت کا اُس سعیدہ نے دامن شوہر کا چھوڑ دیا اور داخل خیمہ حرم محترم
ہوئی فَبَیْنَا کَذٰلِکَ اِذْ حَمَلَ الْقَوْمُ عَلٰی وَهَبٍ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ وَمَکَانٍ
وَقَتَلُوْهُ بِالسُّیُوْفِ وَالسِّنَانِ فَلَمَّا رَاَتْ زَوْجَتُهٗ ذٰلِکَ اَقْبَلَتْ اِلَیْهِ
بَاکِیَةً نَادِبَةً پس اسی اثنا مین اُن اشقیا نے وہب کو ہر طرف سے گھیر کر تیر
و نیزہ و شمشیر سے قتل کیا جب زوجہ وہب نے اپنے شوہر کو شہید ہوتے دیکھا ہم
خیمہ سے نکل کر پیٹتی روتی ہوئی لاش شوہر پر پہونچی فَاَخَذَتْ رَاْسَهٗ فِیْ حِجْرِهَا
وَتَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَتَبْکِیْ وَتَنْظُرُ اِلٰی مُحَیَّاهُ فَلَمَّا رَاٰی الشِّمْرُ الْمَلْعُوْنُ
ذٰلِکَ قَالَ لِمَوْلًا لَهٗ اِضْرِبْهَا فَضَرَبَ عَمُوْدًا فَشَدَخَهَا وَقَتَلَهَا پس وہ
مؤمنہ زمین پر بیٹھ گئی اور بیتاب ہو کر سر وہب کا زمین سے اُٹھا کر اپنی آغوش مین
رکھا اور خون چہرۂ پرنور وہب سے پونچھتی جاتی تھی اور بحسرت و یاس مُنھ کو
اُس سعادتمند کے دیکھتی تھی اور روتی تھی کہ ناگاہ شمر ملعون نے اپنے غلام سے
کہا کہ کیا دیکھتا ہی تو جلد اس عورت کو قتل کر پس اُس ملعون نے بموجب حکم
اُس شقی کے ایسا گرز آہنی سر پر اُس ستم رسیدہ کے مارا کہ سر اُسکا شکستہ
ہوگیا اور اُسیوقت وہ مؤمنہ راہی جنت ہوئی منقول ہی کہ زوجہ وہب سے
پہلے کوئی عورت ہمراہیان مظلوم کربلا سے قتل نہوئی تھی فَقَطَعُوْا رَاْسَ وَهَبٍ
وَرَمَوْهُ اِلٰی عَسْکَرِ الْحُسَیْنِ فَاَخَذَتْ اُمُّهٗ رَاْسَهٗ وَتَنْظُرُ اِلٰی
وَجْهِهٖ وَتَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَیَّضَ وَجْهِیْ وَسَرَّ قَلْبِیْ بِشَهَادَتِکَ
پس سر اُس شہید راہ خدا کا اُن اشقیا نے کاٹ کر طرف لشکر امام حسین علیہ
السلام کے پھینکدیا پس مادر وہب نے سر اپنے فرزند کا اُٹھا کر اپنے سینہ

لگایا اور منھہ اُسکا دیکھکر کہا کہ ای نور نظر شکر کرتی ہون مین اُس خداوند جلیل کا کہ جسنے مجھے بسبب تیری شہادت کے سُرخرو اور مسرور کیا فَرَمَتْ رَاْسَ وَلَدِھَا اِلٰی عَسْکَرِ الْاَعْدَآءِ وَاَخَذَتْ عَمُوْدَ الْخَیْمَۃِ وَضَرَبَتْ قَاتِلَ وَلَدِھَا فَقَالَ لَھَا الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا اُمَّ وَھَبٍ اَنْتِ وَوَلَدُکِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ فَاصْبِرِیْ وَارْجِعِیْ فَرَجَعَتْ اِلَی الْخَیْمَۃِ بَاکِیَۃً ۔ بعد اُسکے مادرِ وہب نے سر اپنے فرزند کا طرف لشکر عمر سعد کے پھینکدیا شاید مطلب اس فعل کا یہ ہو کہ جو صدقہ راہ خدا مین تصدق کردیتے ہین اُسے پھر واپس نہین لیتے ہین بعد اُسکے عمود خیمہ کا لیکر لشکر اعدا پر حملہ کیا اور قاتل وہب کو قتل کیا پس امام حسین علیہ السلام نے کمال بیتابی مادر وہب کی دیکھکر فرمایا کہ ای ضعیفہ سعیدہ تو اور فرزند تیرا ساتھ جناب رسول خداؐ کے بروز حشر محشور ہونگے لیکن اب وقت صبر و شکر ہے تجھے لازم ہے کہ صبر کر اور خیمۂ اہل حرم مین پھر جا پس موافق ارشاد حضرت کے وہ سعادتمند روتی ہوئی داخل خیمۂ حرم محترم ہوئی آہ مومنین مادرِ وہب کو اُسوقت حضرت نے دلاسا دیکر طرف خیمہ گاہ کے پھیر اگر افسوس ہزار افسوس حال پر جناب زینب وام کلثوم کے کہ اُن ستم رسیدون کا بعدِ شہادت مظلوم کربلا کے کوئی دلاسا دینے والا نہ تھا بلکہ عوض دلاسے کے اعدا نے خیمون مین آگ لگا دی اور اسباب لوٹ لیا اور اسیر و مقید کرکے بلوائے عام مین بے پردہ کیا جیسا کہ معصومؑ فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَۃِ الْبَادِرَاتِ سلام ہو اُن مخدراتِ عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ

کی گئیں اور بظلم و ستم خیموں سے نکالی گئیں الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و پنجم

فی البحار وغیرہ عن الصادق علیہ السلام انہ قال یوم تقوم الساعۃ کانت الملائکۃ یاخذون رجلا لیس لہ عمل حسن ویسوقونہ الی جھنم بحار الانوار وغیرہ مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے جبکہ قیامت برپا ہوگی اور بہ نسبت ہر نیک و بد کے احکام پروردگار جاری ہونگے اُسوقت ایک شخص کو کہ اُسکے اعمال مین ایسے اعمال حسنہ نہونگے کہ نافع ہون سواے ایک عمل کے اور اُسے فرشتہاے عذاب گرفتار کرکے طرف دوزخ کے لیچلین گے فینادی منادٍ قفوا یا ملائکتی فان لہ امانۃ عندی فیعطی لہ درۃ بیضاء یضیٔ من نورھا المحشر پس اسی اثنا مین جانب پروردگار سے منادی ندا کریگا کہ ای ملائکہ ابھی توقف کرو کہ اس مرد گنہگار کی ہمارے پاس ایک امانت ہی پس ملائکہ بحکم خدا توقف کرینگے کہ ناگاہ اُس شخص کو ایک موتی بانور وضیا کہ جسکے فور نور سے تمام عرصۂ محشر روشن و منور ہوجائیگا عنایت ہوگا فیقول العبد المسیٔ الٰھی وسیدی ما اعلم بامانتی ولکن انت تعلم وانک انت علام الغیوب پس وہ بندۂ عاصی اُس موتی کو دیکھکر بکمال تعجب جناب احدیت مین عرض کریگا کہ ای خداوند کریم مجھے ہرگز علم نہین ہی اس اپنی امانت کا لیکن تو خوب واقف ہی اُس سے اور تو علام الغیوب ہی فیقول لہ یا عبدی ھذہ عبرۃ سالت علی خدک فی مصائب الحسین

عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاذْهَبْ بِهَا عِنْدَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْصِيَاءِ لِيُقَوِّمُوْا ثَمَنَهَا
پس جواب مین اُس مرد گنہگار کے جانب پروردگار سے یہ ارشاد ہوگا کہ اے
بندہ میرے یہ وُر بے بہا حقیقت مین ایک اشک ہی کہ ایک مرتبہ مصائب
امام حسین علیہ السلام مین تیری آنکھ سے نکلکر تیرے رخسارے پر جاری ہوا تھا
اب اس موتی کو سب انبیاء اور اوصیاء کے پاس لیجا اور ہر ایک سے
قیمت اسکی دریافت کر کہ کیا ہی فَيَحْضُرُ مَعَهَا عِنْدَ اٰدَمَ صَفْوَةِ اللهِ وَ
نُوْحٍ نَبِيِّ اللهِ وَاِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللهِ وَاِسْمٰعِيْلَ ذَبِيْحِ اللهِ وَمُوْسٰى
كَلِيْمِ اللهِ وَعِيْسٰى رُوْحِ اللهِ حَتّٰى عِنْدَ عَلِيٍّ وَلِيِّ اللهِ وَمُحَمَّدٍ حَبِيْبِ
اللهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَيَسْاَلُ عَنْهُمْ عَنْ ثَمَنِهَا پس حسب الارشاد جناب
احدیت کے وہ شخص پہلے خدمت بابرکت حضرت آدم صفی اللہ مین اور بعد
اُنکے خدمت جناب نوح اور حضرت ابراہیم و اسمٰعیل اور حضرت موسٰی اور
حضرت عیسٰی مین یہانتک کہ خدمت بابرکت جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب
اور جناب محمد مصطفے سید المرسلین علیہم السلام مین مع اُس موتی کے حاضر
ہوگا اور ہر ایک نبی و وصی سے پوچھیگا کہ قیمت اسکی بیان کیجیے کہ کیا ہے
فَيَتَحَيَّرُوْنَ فِيْ تَقْوِيْمِ ثَمَنِهَا حَتّٰى يَحْضُرُ مَعَهَا عِنْدَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَلَمَّا يَنْظُرُ اِلَيْهِ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُعَانِقُهٗ وَيُلَاطِفُهٗ كَالْاَبِ
الشَّفِيْقِ بِوَلَدِهٖ پس یہ حضرات بسبب نور و ضیا اُس در بے بہا کے
تعین و تقویم قیمت مین متحیر رہینگے اور ہر ایک نبی و وصی تقویم ثمن مین
اُس سے کچھ بیان نہ کر سکینگے مگر جناب رسول خدا اور علی مرتضے پہچان جاینگے

اُس موتی کو اور امام حسینؑ پر حوالہ تقویم ثمن فرمائینگے یہانتک کہ وہ مرد نیک
انجام خدمت باسعادت جناب امام حسین علیہ السلام مین مع اُس موتی کے
حاضر ہوگا پس دیکھتے ہی اُس شخص کے وہ جناب کھڑے ہو جائینگے اور اُس سے
معانقہ کرینگے اور اِس شفقت و رحمت سے پیش آئینگے کہ جسطرح پدر شفیق
اپنے فرزند سے بہ شفقت و مہربانی پیش آتا ہے ثُمَّ یَتَعَلَّقُ بِقَائِمَۃِ الْعَرْشِ
وَیَقُوْلُ اِلٰھِیْ وَسَیِّدِیْ لَیْسَ ثَمَنُ ھٰذِہِ الدُّرَّۃِ الْبَیْضَآءِ الَّتِیْ
ھِیَ عَبْرَۃٌ مِنْہُ فِیْ مُصِیْبَتِیْ اِلَّا نَجَاۃَ اَھْلِھَا مِنَ النَّارِ وَدُخُوْلَہٗ
فِی الْجَنَّۃِ مَعِیْ بعد اسکے وہ جناب قائمہ عرش الٰہی کا پکڑ کے جناب باری
عرض کرینگے کہ ای سید و مالک میرے قیمت اس موتی کی کہ فی الحقیقت یہ
اشک ہے جو جاری ہوا تھا اس مومن کی آنکھ سے مجھ مظلوم کی مصیبت میں
یہ ہے کہ نجات عطا کر تو اسکو آتش دوزخ سے اور داخل کر تو اسے اپنے
فضل و کرم سے بہشت مین میرے ساتھ فَیَاْتِیْ النِّدَآءُ مِنْ قِبَلِ اللّٰہِ
یَاحُسَیْنُ قَدْ غَفَرْتُ لَہٗ وَلِوَالِدَیْہِ بِحَقِّکَ وَاَدْخَلْنَاہُ مَعَکَ
فِیْ دَرَجَتِکَ پس یہ عرض اُن حضرت کی درگاہ الٰہی مین قبول ہوگی اور
ارشاد ہوگا کہ یا حسینؑ جو کچھ کہ تو نے قیمت اس موتی کی بیان کی مطابق
اُسکے ہمنے تمام گناہ اِس مرد گنہگار کے عفو فرمائے بلکہ اسے اور اسکے والدین کو
ہمنے بسبب تیرے حقوق کے بخشا اور ہم داخل کرینگے اسے بہشت مین
تیرے ساتھ تیرے درجہ مین اللہ اکبر مومنین جبکہ یہ درجات عالیہ ہون
واسطے اُس شخص کے کہ جسکی آنکھ سے ایک قطرہ اشک جاری ہوا ہو

مصیبت امام حسین علیہ السلام مین پس کیا قدر و منزلت ہوگی نزدیک خدا کے
اُن سعادتمندون کی کہ جنھون نے جان اپنی فرزند رسول مختار پر نثار کی
اور خون اپنے بدن کا محبت و نصرت مین اُنکی خاک پر بہایا اور سینون پر
اپنے نیزے کھائے اور بدن اُنکے تیرون سے مشبک ہوئے نصرت پارۂ جگر
حیدر کرار مین پس کافی ہے فضائل و مناقب مین اُن سعادتمندون کے
فرمانا جناب امام حسین علیہ السلام کا شب عاشورا کو کہ بدرستیکہ مین اپنے
اصحاب سے بہتر کسی نبی و وصی کے اصحاب کو نہین جانتا ہون تقوے
و صلاح اور مروت و وفا مین حضرات واقعی اصحاب و رفقاے
امام حسین علیہ السلام سے زیادہ باوفا اور جواد کسی کے اصحاب نہین ہوے
اور نہونگے اسلیے کہ اُن دیندارون نے روز عاشورا جان عزیز اپنی کہ اس سے
بہتر کوئی چیز عزیز نہین ہوتی ہے عزیز نہ کی بلکہ بکمال فرحت و سرور جان اپنی
قدم مبارک پر اپنے آقا کے فدا کی فِي مَقْتَلِ اَبِي مِخْنَفٍ وَغَيْرِهِ اَنَّهُ لَمَّا
تَلَاقَى الْعَسْكَرَانِ وَبَدَأَ الْقِتَالُ فِيمَا بَيْنَهُمَا وَيُقْتَلُ الْوَاحِدُ وَالْاِثْنَانِ
مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ ع بَعْدَ مَا يُقْتَلُ مِنْهُمْ جَمَاعَةٌ كَثِيرَةٌ فَغَضِبَ الشِّمْرُ
مِنْ ذَلِكَ چنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ مین منقول ہے کہ جب روز عاشورا
صفوف لشکر دونون طرف سے آراستہ ہوے اور جنگ و قتال باہم شروع
ہوئی اور اصحاب امام حسین علیہ السلام سے کہ شجاعت مین مثل اپنا نہ رکھتے تھے
جب اول ایک جماعت کثیرہ اعدا کو واصل جہنم کرتے تھے تب ایک یا دو دلیر
شہید ہوتے تھے اُسوقت یہ حال دیکھکر شمر ملعون غضبناک ہوا [illegible]

فِی عَسکَرِہٖ وَیلَکُم اِحمِلُوا عَلَیہِم مِن کُلِّ جَانِبٍ وَمَکَانٍ فَحَمَلَ القَومُ عَلٰی
عَسکَرِ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ دَفعَۃً وَاحِدَۃً وَیَرشُقُوھُم بِالنِّبَالِ وَ
یَطعَنُوھُم بِالسِّنَانِ پس اُسوقت شمر شقی نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ وائے ہو
تمپر اگر تم اسطرح جدا جدا ہو کر ان دلیرون سے لڑوگے تو کوئی تم مین سے
جیتا نہ بچیگا پس اب یہ ہی کہ ایک مرتبہ تم اس لشکر قلیل پر حملہ کرو اور ہر طرف سے
نیزے مارو اور تیر باران کرو پس اُس ملعون سے یہ سُنکر تمام لشکر اعدا نے
ایک مرتبہ لشکر امام حسین علیہ السلام پر حملہ کیا اور ہر طرف سے تیر باران کیا
اور نیزے لگائے فَصَارَ اَصحَابُ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ بَینَ طَرِیحٍ وَجَرِیحٍ
وَطَعِینٍ وَذَبِیحٍ حَتّٰی اِنتَصَفَ النَّہَارُ راوی کہتا ہی کہ اُس حملہ مین
اصحاب امام حسین علیہ السلام سے کسی کے بدن پر تیر لگا اور کوئی نیزے سے
زخمی ہوا اور کوئی شہید ہو گیا یہانتک کہ آفتاب قریب زوال پہونچا اور
وقت نماز ظہر کا داخل ہوا فَاَقبَلَ اِلَی الحُسَینِ مَن بَقِیَ مِن اَصحَابِہٖ وَقَالُوا
لَہٗ یَابنَ رَسُولِ اللّٰہِ نَحنُ مَقتُولُونَ لَا مَحَالَۃَ وَقَد حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ
وَھِیَ اٰخِرُ صَلٰوتِنَا مَعَکَ پس وہ دیندار کہ جو قتل سے بچ رہے تھے
خدمت مین حضرت امام حسینؑ کی حاضر ہوے اور عرض کی کہ یابن رسول اللہ
آج ہم سب جان نثار لا محالہ قتل ہونگے چونکہ وقت نماز ظہر کا داخل ہو چکا ہی
اگر یہ آخری نماز ہماری حضرت کے ساتھ ادا ہو تو عین سعادت ہی فَلَعَلَّنَا
نَلقَی اللّٰہَ تَعَالٰی عَلٰی اَدَاءِ الفَرِیضَۃِ مَعَکَ فَاَذَّنَ الحُسَینُ عَلَیہِ
السَّلَامُ بِنَفسِہٖ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الاَذَانِ اَقبَلَ اِلَی القَومِ وَنَادٰی

وَیْلَکَ یَا بْنَ سَعْدٍ اَنَسِیْتَ شَرَایِعَ الْاِسْلَامِ اَلَا تَقِفُ عَنِ الْحَرْبِ حَتّٰی نُصَلِّیَ وَتُصَلُّوْنَ وَنَعُوْدُ اِلَی الْحَرْبِ فَلَمْ یُجِبْہُ شَیْئًا فَنَادَی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِسْتَحْوَذَ عَلَیْہِ الشَّیْطَانُ پس ہم اُمیدوار ہین کہ بعدادائے نماز جماعت کے خدائے عزوجل سے ملاقات کرین یہ التماس سنکر خود جناب امام حسین علیہ السلام نے اذان کہی پس بعد فراغ اذان حضرت طرف قوم اعدا کے متوجہ ہوئے اور باواز بلند فرمایا کہ ای عمر سعد وائے ہو تجہپر آیا طریقون کو اسلام کے تونے بہلادیا کہ وقت نماز ظہر داخل ہوا ہی اور تو حرب وضرب سے توقف نہین کرتا ہی کہ تا ہم بھی نماز ادا کرلین اور تم لوگ بھی نماز پڑہلو اور بعد اُسکے پھر طرف جنگ وقتال کے رجوع کرین پس جب یہ سنکر اُس ملعون نے کچھ جواب نہ دیا تو یہ حال دیکھکر جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ شیطان ایسا اُس بے ایمان پر غالب و مسلط ہوا ہی کہ ذکر خدا کو بہلادیا فَنَادَی الْحُصَیْنُ بْنُ نُمَیْرٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ یَاحُسَیْنُ صَلِّ مَابَدَا لَکَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبَلُ صَلٰوتَکَ فَقَالَ لَہٗ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاہِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَکَانَ وَاقِفًا بَیْنَ یَدَیِ الْحُسَیْنِ ثَکَلَتْکَ اُمُّکَ وَکَیْفَ لَا یَقْبَلُ صَلٰوۃَ ابْنِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَتُقْبَلُ صَلٰوتُکَ یَا ابْنَ الْحَمَّارَۃِ پس یہ سُنکر حصین بن نمیر لعین نے بکمال بے ادبی آواز دی کہ یاحسین جسقدر چاہو نماز پڑہو مگر عبث تم عجلت نماز طلب کرتے ہو بتحقیق کہ تمہاری نماز نزدیک خدا کے مقبول نہین ہی حضرات چارون طرف سے زخم نیزہ وتیر اور ہتہر وشمشیر کیا کم تہے کہ اُسوقت حصین بن نمیر لعین نے ایسا کلمہ بے ادبانہ کہا مشہور ہی کہ

زخم تیر و سنان سے زخم طعنۂ زبان سخت تر ہوتا ہے پس یہ سُنکر قلب اقدس جناب
مظلوم کربلا پر کیا صدمہ گذرا ہوگا افسوس وہ ناز پروردۂ رسول خداؐ اور
جگر بند علی مرتضیٰ و فاطمۂ زہرا علیہم السلام روز عاشورا ایسے مصائب مین
مبتلا تھے کہ اشقیا کو ایسے کلمات کی جرأت ہوتی تھی غرضکہ راوی کہتا ہے
یہ کلام اُس ملعون کا سنکر حبیب بن مظاہر کہ حضرت کے سامنے کھڑے تھے
بیتاب ہوگئے اور فرمایا کہ ای حصین مان تیری تیرے ماتم مین بیٹھے کیونکر نماز
امام حسین فرزند پارۂ جگر رسول الثقلین کی نزدیک خدائے عزوجل کے
مقبول نہین ہی کیا نماز تجھ سے پسر زن فاجرۂ شرابخوار کی قبول ہوگی فغضب
الْمَلْعُوْنُ حِیْنَ ذِکْرِ اُمِّہٖ فَقَالَ یَا حَبِیْبُ اُبْرُزْ اِلَیَّ تَجِدُنِیْ قَاتِلَکَ
سَرِیْعًا فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِکَ حَبِیْبُ قَالَ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِنِّیْ اَرْجُوْ
اَنْ اُصَلِّیَ فِی الْجَنَّۃِ وَاَقْرَأُ جَدَّکَ وَاَبَاکَ وَاُمَّکَ وَاَخَاکَ مِنْکَ السَّلَامُ
پس ذکر اپنی مان کا سنکر اُس ملعون نے مثل مار سیاہ کے پیچ و تاب کھا کر
آواز دی کہ ای حبیب اگر بہادر ہو تو تم صف لشکر سے باہر نکلو اور مجھے
عنقریب قاتل اپنا جانو پس یہ سنکر وہ سعادتمند غضبناک ہوا اور خدمت
باسعادت حضرت مین عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ فدوی اب امیدوار ہی
کہ مجھے اجازتِ جہاد دیجیے کہ اب مین یہ نماز جنت مین پڑھون اور آپکے
جد امجد جناب رسول خداؐ اور آپکے پدر بزرگوار اور مادر عالی وقار اور برادر
نامدار کی خدمت مین آپکا سلام پہونچاؤنگا فَاَذِنَ لَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
فَحَمَلَ عَلَی الْحُصَیْنِ وَضَایَقَہٗ فِیْ مَجَالِہٖ وَضَرَبَہٗ عَلٰی اُمِّ رَاسِہٖ

وَقَطَعَ خَيْشُومَ حِصَانِهٖ وَاَرْدَاهُ اِلَى الْاَرْضِ پس جناب امام حسین علیہ
السلام نے حبیب بن مظاہر کو اجازت میدان دی پس جب وہ دیندار
رخصت جہاد حضرت سے حاصل کرچکا تو مثل شیر غضبناک کے حصین ابن
نمیر پر ایسا حملہ کیا کہ مجال و قدرت اُسیر تاب کی اور ایک ضربت اُسکے سر پر
لگائی کہ جس سے نتھنے اُسکے گھوڑے کے کٹ گئے اور ابن نمیر شریر کو گھوڑے سے
زمین پر گرا دیا وَهَمَّ اَنْ يَّاْخُذَ رَاْسَهٗ فَحَمَلَ اَصْحَابُهٗ عَلَيْهِ فَاسْتَنْقَذُوْهُ
مِنْهُ فَحَمَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْ بَنِىْ تَمِيْمٍ فَقَتَلَهٗ وَحَمَلَ عَلَيْهِمْ فَقَتَلَ مِنْهُمْ زُهَاءَ
مِاَةِ فَارِسٍ اور اُس دلیر نے چاہا کہ سر نجس اُسکا اُتار لین پس اسی اثنا مین
رفقائے حصین لعین نے حبیب بن مظاہر پر حملہ کیا اور حصین نمیر کو بچا لیگئے
بعد اُسکے حبیب بن مظاہر علیہ الرحمہ نے ایک شخص بنی تمیم پر حملہ کرکے ایسا نیزہ
مارا کہ وہ ملعون داخل دوزخ ہوا بعد اُسکے اُن اشقیا پر حملہ کیا اور قریب ستّر
سوار کے اُن اعدا سے واصل نار کیے وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ وَغَيْرُهٗ
ثُمَّ حَمَلَ عَلٰى عَسْكَرِ ابْنِ سَعْدٍ فَقَتَلَ مِنْهُمْ اِثْنَيْنِ وَسِتِّيْنَ رَجُلًا
فَرَجَعَ اِلٰى سَيِّدِهٖ وَوَدَّعَهٗ وَهُمَا يَبْكِيَانِ اور محمد بن ابیطالب وغیرہ
مؤرخین نے یون نقل کیا ہی کہ بعد اسکے حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ نے
تلوار پکڑ کر لشکر عمر سعد پر حملہ کیا اور اُسی حملہ مین باسٹھ اشقیا کو واصل جہنم کیا
اور میمنہ اور میسرہ پر لشکر اعدا کے حملہ کرکے اکثر اشقیا کو راہی سقر کیا اور
خدمت بابرکت امام حسین علیہ السلام مین پھر حاضر ہوے حضرت نے
حبیب بن مظاہر کو سینۂ اطہر سے لگایا اور دونون بزرگوار بہت روے

اور پھر حبیب بن مظاہر علیہ الرحمہ حضرت سے وداع ہو کر میدان قتال مین آئے
وَقَالَ اَبُو مِخْنَفٍ ثُمَّ حَمَلَ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ عَلَی الْاَعْدَآءِ وَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ
حَتّٰی قَتَلَ مِنْهُمْ خَمْسَةً وَّثَلٰثِیْنَ فَارِسًا وَتَکَاثَرُوْا عَلَیْهِ فَقَتَلُوْهُ رَحِمَهُ
اللّٰهُ بَیْنَ یَدَیِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اور ابو مخنف نے یون نقل کیا ہی
کہ پھر حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ لشکر اعدا پر حملہ آور ہوے اور مشغول جہاد رہے
یہانتک کہ اُس حالت ضعف و ناتوانی مین پینتیس سوار نابکار کو فی النار کیا
آخرکار اُن اشقیا نے ہجوم کیا اور اُس دیندار کو گھیر لیا اور سامنے امام حسین
علیہ السلام کے شہید کیا وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْطَالِبٍ قَتَلَهُ الْحُصَیْنُ بْنُ
نُمَیْرٍ وَعَلَّقَ رَاْسَهٗ فِیْ عُنُقِ فَرَسِهٖ وَقِیْلَ بَلْ قَتَلَهٗ رَجُلٌ یُقَالُ لَهٗ
بُدَیْلُ بْنُ صُرَیْمٍ وَاَخَذَ رَاْسَهٗ فَعَلَّقَهٗ فِیْ عُنُقِ فَرَسِهٖ فَلَمَّا دَخَلَ
مَکَّةَ رَاٰهُ ابْنُ حَبِیْبٍ وَهُوَ غُلَامٌ غَیْرُ مُرَاهِقٍ وَثَبَ اِلَیْهِ فَقَتَلَهٗ
وَاَخَذَ رَاْسَهٗ اور محمد بن ابیطالب نے نقل کیا ہی کہ حبیب بن مظاہر
علیہ الرحمہ کو حصین بن نمیر لعین نے شہید کیا اور سر انور اُس دیندار کا اپنے
گھوڑے کی گردن مین لٹکایا اور یہ بھی منقول ہی کہ اُس بزرگوار کو ایک ملعون نے
کہ نام اُسکا بدیل بن صریم تھا شہید کیا اور سر اقدس اُنکا کاٹ کر اپنے
گھوڑے کی گردن مین لٹکایا اور جب وہ لعین بعد معرکۂ کربلا کے داخل
مکۂ معظمہ ہوا تو فرزند حبیب بن مظاہر نے کہ نابالغ تھا دیکھکر اُسپر حملہ کیا
اور اُس لعین کو قتل کرکے سر انور اپنے باپ کا لیکر دفن کیا چنانچہ صاحب
محرق القلوب علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہی کہ سر انور اُنکا مکۂ معظمہ مین مدفون ہی

اور ابتک وہان مشہد حبیب مشہور ہی پس حضرات سنا آپ نے کہ فرزند حبیب نے
سر اپنے باپ کا لیکر دفن کیا اور اُنکے قاتل کو قتل کیا مگر افسوس ہی حال پر فرزند
مظلوم کربلا اسیر رنج و بلا کے کہ جب اُس بیکس نے قید شام سے رہائی پائی
تو یزید سے فرمایا کہ ای یزید سر اقدس میرے باپ کا مجھے دے کہ تا اُسے
کربلا مین بدن اطہر سے اُن حضرت کے ملحق کرون اور اگر یہ منظور نہو تو مین یہ
چاہتا ہون کہ تو سر انور میرے پدر مظلوم امام حسینؑ کا مجھے دے کہ تا زیارت سے
مشرف ہو کر اُن حضرت سے وداع و رخصت ہو لون فَقَالَ يَا عَلِيُّ
اَمَّا وَجْهُ اَبِيْكَ فَلَنْ تَرَاهُ اَبَدًا آہ مومنین یہ سنکر اُس سنگدل نے جواب
دیا کہ یا علی سر آپکے باپ کا آپکو ہرگز نہ ملیگا اور نہ دیدار اُسکا میسر ہوگا
ملا مہدی نراقی علیہ الرحمہ اس مقام پر یون لکھتے ہین کہ جسوقت یزید نے
یہ جواب دیا تو امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ ای یزید کیا تو گمان کرتا ہی
کہ سر انور میرے پدر مظلوم کا مجھ سے مخفی و پنہان ہی اور مین نہین دیکھ
سکتا ہون یا اُس سے کلام نہین کر سکتا ہون اور اُسوقت وہ سر انور
ایک حجرہ مین طشت طلا پر رومال دیبا سے ڈھکا ہوا تھا پس بیمار کربلا
اُس سر مقدس کی طرف متوجہ ہوے اور عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ناگاہ وہ رومال دیبا سر اقدس سے ایک کنارہ کی طرف
گرا اور سر انور سے آواز آئی عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا عَلِيُّ يَا وَلَدَاهُ پس بیمار
کربلا نے باواز بلند عرض کیا کہ ای پدر بزرگوار آپ تو راہی جنت ہوے
اور مین یتیم و ناچار ہو گیا نفرین خدا ہو اُسپر جسنے درمیان میرے اور آپکے

جدائی کردی ای بدر مظلوم اب مین مدینہ جاتا ہون اور وداع و رخصت ہوتا ہون یہ سلام آخری میرا ہو آپ پر یہ سنکر حاضرین دربار بشدت رونے لگے اور مشہور درمیان شیعۂ اثنا عشریہ کے یہ ہی کہ یزید نے وہ سر مقدس مع سرہائے شہدا بیمار کربلا کے سپرد کیا اور وہ جناب ان سرہائے مقدسہ کو کربلا مین لائے اور باعجاز بدنہائے انور سے ملحق کر دیا قَالَ اَبُو مِخْنَفٍ لَمَّا قُتِلَ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاہِرٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ بَانَ الْاِنْکِسَارُ عَلٰی وَجْہِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ ترجمہ ابو مخنف روایت کرتا ہے کہ جب حبیب بن مظاہر شہید ہوئے اسوقت چہرۂ انور پر امام حسین علیہ السلام کے شکستگی و بیکسی نمودار ہوئی وَھُوَ یَبْکِیْ وَیَسْتَرْجِعُ وَیَقُوْلُ رَحِمَکَ اللّٰہُ یَا حَبِیْبُ لَقَدْ کُنْتَ تَخْتِمُ الْقُرْاٰنَ فِیْ لَیْلَۃٍ وَاحِدَۃٍ اور اشک چشم انور سے حضرت کی مثل ابر بہار جاری تھے اور کلمۂ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ حق سبحانہ تعالے رحمت اپنی نازل کرے حبیب بن مظاہر پر کہ بڑے دیندار تھے مقام حسرت ہی شہادت پر ایسے عابد و زاہد اور متقی و پرہیزگار کے اور افسوس ہی مفارقت ایسے قاری و حافظ کے کہ جو ایک شب مین تمام قرآن ختم کرتا تھا فَلَمَّا سَمِعَتِ النِّسَآءُ اَنَّہٗ قُتِلَ بَکَیْنَ عَلَیْہِ بُکَآءً شَدِیْدًا کَمَا یَبْکِیْنَ عَلٰی اَقْرِبَآئِہِنَّ پس جبکہ خبر شہادت حبیب کی اہل حرم نے سنی سنتے ہی اس خبر کے تمام مخدرات عصمت و طہارت مین ایسا ماتم بپا ہوا او مصیبت حبیب مین ایسا روئین جیسا کہ عورات اپنے عزیز و اقربا کے ماتم مین روتی ہین

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس بست وششم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ
حق سبحانہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہی تحقیق کہ رستگاری پائی اُن ایماندارون نے
جو اپنی نمازون مین فروتنی کرنے والے ہین وَفِیْ جَامِعِ الْاَخْبَارِ عَنْ سَلْمَانَ
الْفَارِسِیِّ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ اِنَّ الرَّجُلَ
یُصَلِّیْ وَخَطَایَاهُ تُوْضَعُ عَلٰی رَاْسِهٖ فَکُلَّمَا یَسْجُدُ تَتَنَاثَرُ خَطَایَاهُ عَنْ
رَاْسِهٖ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَرَغَتِ الْخَطَایَا اور جامع الاخبار
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ و آلہ نے تحقیق جب مرد مسلم نماز پڑھتا ہی تو خطائین اُسکی اُسکے سر پر رکھی
جاتی ہین پس جب سجدہ کرتا ہی تو خطائین اُسکے سر سے پراگندہ ہوتی ہین پس
جسوقت اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہی تو خطائین اُسکی تمام ہوتی ہین یعنے گناہ محو
ہوجاتے ہین یہ مرتبہ نماز فرادی کا ہی اور نماز جماعت کا ثواب بے انتہا ہی
نانچہ زینت العباد و حجۃ الاسلام جناب شیخ مین منقول ہی کہ ایک نماز جماعت
قابل پچیس نماز فرادے کے ہوتی ہی بلکہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ اگر عدد
مومنین کا دس سے گذرے تو اُسکا ثواب سواے خدا و ند عالم کے اور کوئی
ین جانتا ہی جیسا کہ ابو سعید خدری نے روایت کی ہی کہ جناب رسول خدا نے
مایا بعد نماز ظہر کے جبرئیل امین مع ستر ہزار ملائکہ کے ہمارے پاس آئے اور
ن کی کہ یا رسول اللہ پروردگار عالم نے بعد تحفۂ سلام کے دو تحفے خاص
ے واسطے بھیجے ہین کہ انبیاے سلف سے کسیکے لیے یہ تحفے نہین بھیجے ہین یہ سنکر

حضرت نے فرمایا کہ ای جبرئیل وہ تحفے کیا ہین جبرئیل نے عرض کی وہ تین رکعت
نماز شفع و وتر اور نماز پنجگانہ با جماعت ہین حضرت نے فرمایا کہ ای جبرئیل کیا
ثواب ہی میری امت کو نماز جماعت مین جبرئیل نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم
اگر نماز جماعت مین دو شخص ہون تو حق سبحانہ تعالی واسطے ہر ایک شخص کے
بعوض ہر رکعت کے ایکسو پچاس نماز کا ثواب لکھتا ہی اور اگر تین شخص ہون
تو واسطے ہر ایک کے بعوض ہر رکعت کے چھ سو نماز کا ثواب لکھتا ہی اور جو
چار شخص ہون تو واسطے ہر ایک کے بعوض ہر رکعت کے ایک ہزار دو سو نماز کا
ثواب لکھتا ہی اور جو پانچ شخص ہون تو واسطے ہر ایک کے بعوض ہر رکعت کے
دو ہزار چار سو نماز کا ثواب لکھتا ہی اور اگر چھ شخص ہون تو واسطے ہر ایک
شخص کے بعوض ہر رکعت کے چار ہزار آٹھ سو نماز کا ثواب لکھتا ہی اور جو
سات شخص ہون تو واسطے ہر ایک کے بعوض ہر رکعت کے نو ہزار چھ سو
نماز کا ثواب لکھتا ہی اور اگر آٹھ شخص ہون تو واسطے ہر ایک کے بعوض ہر رکعت
انیس ہزار دو سو نماز کا ثواب لکھتا ہی اور اگر نو شخص ہون تو واسطے ہر ایک
شخص کے بعوض ہر رکعت کے چھتیس ۳۶ ہزار چار سو نماز کا ثواب لکھتا ہی اور اگر
دس شخص ہون تو واسطے ہر ایک شخص کے بعوض ہر رکعت کے بہتر ہزار
آٹھ سو نماز کا ثواب لکھتا ہی اور جو زیادہ ہون دس شخصون سے پس اگر تمام
دریا آسمان و زمین کے بجاے سیاہی ہون اور تمام درخت قلم ہون اور
تمام ملائکہ اور جن و انس کاتب ہون تو ممکن نہین ہی کہ اسکی ایک رکعت
ثواب لکھ سکین تعداد اسکے جبرئیل امین اسنے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم ایک

کہ مومن ساتھ امام کے پاوے بہتر ہی ساٹھ ہزار حج و عمرہ سے اور بہتر ہی ستر ہزار
مرتبہ دنیا و مافیہا سے اور جو رکعت کہ مومن ساتھ امام کے ادا کرے بہتر ہی ایک لاکھ
دینار سے کہ تصدق مساکین پر کرے اور جو سجدہ کہ مومن ساتھ امام کے کرے بہتر ہی
ایک لاکھ بندے آزاد کرنے سے اور اقل عدد کہ جماعت اُس سے حاصل ہوتی ہی
سواے نماز جمعہ کے دو نفر ہین ایک امام دوسرا ماموم اور نماز جمعہ مین پانچ
نفر ہین ایک امام چار ماموم پس حضرات تصور کیجیے کہ روز عاشورا بنا بر بعض
روایات کے روز جمعہ تھا بوقت نصف النہار بعد زوال آفتاب اصحاب و
انصار امام حسینؑ سے کُر بزرگوار باقی تھے اور کیونکر نماز بجماعت ادا کی ہوگی آیا
جمعہ کی نماز پڑھی ہوگی یا ظہر کی اور اگر ظہر پڑھی تو تمام پڑھی ہوگی یا قصر کیونکہ دوسری
محرم کو حضرت وارد کربلا ہوے اور دسوین کو شہید ہوے تو اس وجہ سے
نیت اقامت عشرہ کی نہ فرمائی ہوگی بہرحال حضرت کو دو رکعت نماز ظہر کی
پڑھنی تھی اُسکی بھی مہلت فرزند رسول کو نہ ملتی تھی حالانکہ اشقیاے کوفہ و شام
جنہوں نے انہیں مسلمان جانتے تھے اور حضرت کو مہمان بلایا تھا فِے المقتَلِ وَالبِحَارِ
اَنَّہٗ لَمَّا قُتِلَ حَبِیبُ بنُ مُظَاھِرٍ قَالَ الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ لِزُھَیرِ بنِ
قَینٍ وَسَعِیدِ بنِ عَبدِ اللّٰہِ رَحِمَھُمَا اللّٰہُ تَقَدَّمَا اَمَامِی حَتّٰے اُصَلِّے
الظُّھرَ چنانچہ مقتل ابو مخنف اور بحار مین منقول ہی کہ جب حبیب بن مظاہر
علیہ الرحمہ راہی جنت ہوے تو امام حسین علیہ السلام کو یقین ہوا کہ اعداے
لعین ہرگز مہلت ادا کرنے نماز کی نہ دینگے ناچار زہیر بن قین اور سعید بن عبد اللہ
سے فرمایا کہ تم دونوں سعادتمند آگے میرے کھڑے ہو جاؤ تا کہ مین نماز ظہر ادا

کرون فَتَقَدَّمَا اَمَامَهٗ فِیْ نَحْوٍ مِّنْ نِصْفِ اَصْحَابِهٖ حَتّٰی صَلّٰی بِهِمْ صَلوٰةَ الْخَوْ
فِ فَكُلَّمَا يَرْمُوْنَهٗ بِالنِّبَالِ وَالرِّمَاحِ يَسْتَقْبِلَانِ وَيَسْتَشْهِدُ فَانِ يَمِيْنًا
وَشِمَالًا پس یہ حکم سُنکر وہ دونون سعادتمند سامنے اُن حضرت کے سینہ
سپر ہوکر کھڑے ہوے اور حضرت نے وہ نماز بطور نماز خوف کے ادا کی کہ ایک
رکعت نصف اصحاب کے ساتھ پڑھی اور دوسری رکعت نصف دوم کے
ساتھ ادا فرمائی اور جو نیزہ و تیر اُس قوم شریر سے طرف حضرت کے آتا تھا
تو یہ دونون جان نثار اُسے مشتاقانہ اپنے سینون پر روک لیتے تھے
اور کسی طرف سے وہ تیر حضرت پر نہ آنے دیتے تھے حضرات یہ مقام حسرت ہے
کہ اہل کوفہ نے ہزارون خط بھیجکر اُس امام مبین اور رکن دین کو طلب کیا
اور لکھا یا ابن رسول اللہ صلعم ہمارا کوئی امام اور پیشوا سوا آپکے نہین ہی آہ کیا
انقلاب ہی کہ امام کو طلب کیا تھا کہ تا اُنسے ہدایت پائین اور نماز بجماعت
ادا کرین مگر افسوس وہی اشقیا روز عاشور العوض اقتدا کے تیر باران
کرتے تھے یہانتک کہ نماز ظہر کی بھی مہلت اُس امام اتقیا پارہ جگر رسول خدا
نہ دی وَقَالَ ابْنُ نَمَا رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّهٗ صَلّٰی سَيِّدُنَا الْحُسَيْنُ وَاَصْحَابُ
هٗ فُرَادٰی بِالْاِيْمَاءِ چنانچہ ابن نما علیہ الرحمہ نے یون نقل کیا ہی کہ جناب امام
حسین علیہ السلام اور اُنکے اصحاب باوفا نے تلوارون مین سجدہ خالق کیا
اور وہ نماز فرادی ایما و اشارہ سے ادا کی وَفِی اللُّهُوْفِ فَصَلّٰی الْحُسَيْنُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ اَصْحَابِهٖ صَلوٰةَ الْخَوْفِ اور لہوف مین یون
نقل کیا ہی کہ امام حسین علیہ السلام نے پہلے ساتھ نصف اصحاب کے او

اسیطرح بعد اُنکے ساتھ نصف دوم اصحاب کے جو مشغول بجہاد تھے وہ نماز بطور نماز خوف کے ادا فرمائی فَلَمَّا فَرَغَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ سَقَطَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَى الْاَرْضِ یعنی جب امام حسین علیہ السلام نماز ظہر سے فارغ ہوچکے اُسیوقت سعید بن عبداللہ رحمہ اللہ بسبب کثرت زخمہاے کاری کے زمین پر گر پڑے وَهُوَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ لَعْنَ عَادٍ وَثَمُودَ اَللّٰهُمَّ اَبْلِغْ نَبِيَّكَ السَّلَامَ عَنِّي وَاَبْلِغْهُ مَا لَقِيتُ مِنَ اَلَمِ الْجِرَاحِ فَاِنِّي اَرَدْتُ بِذٰلِكَ نُصْرَةَ ذُرِّيَّةِ نَبِيِّكَ ثُمَّ مَاتَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اور اُسوقت جناب احدیت مین یہ دعا کی کہ بارالہا امیدوار ہون تجھسے کہ نفرین کر تو اس قوم جفا کار پر ایسی نفرین کہ جو تونے قوم عاد و ثمود پر کی ہی خداوندا تو اپنے فضل وکرم سے سلام میرا خدمت جناب رسالت مآب مین پہونچا اور مطلع کر اُن حضرت کو اس اذیت وتکلیف سے کہ جو مجھپر بسبب زخمہاے کاری کے نصرت و مدد مین اولاد رسول خدا کے گذری ہی پس اُس سعادتمند نے اتنا کہا اور راہی جنت ہوے فَوُجِدَ فِيهِ ثَلٰثَةَ عَشَرَ سَهْمًا سِوٰى مَا بِهِ مِنْ ضَرْبِ السُّيُوفِ وَطَعْنِ الرِّمَاحِ پس دیکھا کہ بدن پر اُس جان نثار کے تیرہ[۱۳] تیر ستم سواے زخم نیزہ و شمشیر کے لگے ہین وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي طَالِبٍ وَاَبُو مِخْنَفٍ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ زُهَيْرُ بْنُ قَيْنٍ مِنْ سَيِّدِهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَتَجَزَّاُ اور محمد بن ابیطالب اور ابومخنف نے یون نقل کیا ہی کہ ہر چند زہیر بن قین بھی

بسبب زخمہاے کاری کے مجروح تھے باوجود اسکے حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں
عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ امیدوار ہون کہ مجھے اذن جہاد دیجیے کہ تا ان کافرون سے
مقاتلہ کرکے راہی جنت ہوں پس حضرت نے اجازت دی اور وہ مقابل لشکر
اعدا ہوے اور رجز مین چند اشعار پڑھے فَحَمَلَ عَلَى الْقَوْمِ وَقَتَلَ مِنْهُمْ
عِشْرِيْنَ رَجُلًا وَخَشِيَ اَنْ تَفُوْتَهُ الصَّلٰوةُ فَرَجَعَ وَقَالَ اِنِّيْ خَشِيْتُ
اَنْ تَفُوْتَنِيَ الصَّلٰوةُ مَعَكَ فَصَلِّ بِنَا فَصَلّٰى پس بعد رجز کے اُس مرد
دیندار نے اُس قوم ستم شعار پر حملہ کیا اور بیس مرد اشرار کو قتل کیا اور اُس دیندار کو
خوف فوت ہونے نماز کا ہوا پس خدمت مین حضرت کی حاضر ہوکر عرض کی
کہ یا ابن رسول اللہ مجھے خوف فوت ہونے نماز کا ہوا امیدوار ہون کہ یہ نماز
آخری آپ ہمین پڑھائین پس حضرت نے مع اصحاب کے نماز پڑھی فَلَمَّا
فَرَغَ الْحُسَيْنُ مِنَ الصَّلٰوةِ حَرَّضَهُمْ عَلَى الْقِتَالِ پس جب امام حسین
علیہ السلام نماز سے فارغ ہوے تو اپنے اصحاب باوفا کو ترغیب و تحریص جہاد
و قتال پر فرمائی وَقَالَ يَا كِرَامُ هٰذِهِ الْجَنَّةُ قَدْ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَاتَّصَلَتْ
اَنْهَارُهَا وَاَيْنَعَتْ ثِمَارُهَا وَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالشُّهَدَآءُ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَتَوَقَّعُوْنَ قُدُوْمَكُمْ وَيَتَبَاشَرُوْنَ بِكُمْ اور اُسوقت حضرت نے
اپنے بقیہ اصحاب سے فرمایا کہ ای بزرگوارو دیکھو دروازہاے جنت کھل گئے
ہین اور نہرین اُسکی نمایان ہین اور میوے اُسکے پختہ اور تیار ہین اور یہ جناب
رسول خدا اور تمامی شہدا جو راہ خدا مین شہید ہوے ہین منتظر تمہارے ہین
اور تمہارے آنیکی باہم خوشی کر رہے ہین فَحَامُوْا عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ وَدِيْنِ نَبِيِّهٖ

وَذُبُّوا عَنْ حَرَمِ رَسُولِ اللّٰهِ وَحَرَمِ ذُرِّيَّتِهٖ پس ای دیندارو حمایت کرو دین خدا
اور دین رسول کی اور دفع کرو اعدا کو حرم رسول خدا اور اُنکی ذریت کے حرم سے
ثُمَّ صَاحَ بِنِسَآئِهٖ اُخْرُجْنَ فَخَرَجْنَ وَيَبْكِيْنَ وَيَصْرُخْنَ وَيَقُلْنَ يَا جَمَاعَةَ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَيَا حُمَاةَ دِيْنِ اللّٰهِ حَامُوْا عَنِ ابْنِ بِنْتِ نَبِيِّكُمْ وَذُرِّيَّتِهٖ
بعد اسکے حضرت نے اپنے اہل حرم آواز دی کہ باہر خیمہ کے نکل آؤ پس سنتے ہی
آواز کے سب مخدرات عصمت وطہارت باحال پریشان گریان و نالان میتابانہ
خیمگاہ سے باہر نکل آئین اور اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ای جماعت
مومنین ای حامیان دین خدا نصرت وحمایت کرو فرزند رسول خدا اور اُنکی
ذریت کی ثُمَّ صَاحَ الْحُسَيْنُ يَا اُمَّةَ التَّنْزِيْلِ وَيَا حَفَظَةَ الْقُرْاٰنِ حَامُوْا
عَنْ هٰؤُلَآءِ الْحَرِيْمِ وَلَا تَغْفُلُوْا عَنْهُمْ پس جب اہل حرم در خیمہ سے باہر آئے
اُسوقت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا
کہ ای پیروان دین ای حافظان قرآن مبین حمایت کرو اس ذریت رسول خدا کی
اور کسی طرح اُنکی نصرت وحمایت مین کوتاہی نہ کرو آہ مومنین تصور کیجیے کہ وہ
کیا وقت تھا اُن ستم رسیدون پر کہ حضرت نے اُنکی حمایت کے لیے اپنے اصحاب سے
تاکید فرمائی فَلَمَّا سَمِعُوْا كَلَامَ الْحُسَيْنِ بَكَوْا بُكَآءً شَدِيْدًا فَقَالُوْا يَا ابْنَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ نُفُوْسُنَا دُوْنَ نَفْسِكَ الْفِدَا وَاللّٰهِ لَا يَصِلُ اَحَدٌ مِّنَّا اِلَيْكَ
وَاِلَيْهِنَّ سُوْءٌ حَتّٰى نَشْرَبَ كَأْسَ الْمَوْتِ فَرُدُّوْهُنَّ اِلٰى مَضَارِبِهِنَّ
پس جب یہ ارشاد امام حسین علیہ السلام کا اُن دینداروں نے سنا بشدت روئے
اور سب اصحاب نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ جان ہماری فدا و نثار ہو

آپ پر قسم بخدا آجکے روز شہادت مین ہم مین سے کوئی جان نثار ایسا باقی نہ رہیگا
جو کہ آپکی نصرت اوران مخدرات عصمت کی حمایت مین جام شہادت سے
سیراب ہنو اور ہماری زندگی تک کوئی دشمن خدا اس ذریت طاہرۂ رسول خدا کو
آسیب و گزند نہین پہونچا سکتا ہی پس بروایت بحرالمصائب اُن بزرگوارون نے
بکمال ادب والتجا سمجھا کر اہل حرم کو طرف خیمگاہ کے پھیر دیا مگر حضرات
افسوس کہان تھے یہ دیندار اُسوقت کہ جب بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے
اشقیائے کوفہ و شام بے تحاشا خیمگاہ مین در آئے اور اسباب لوٹ لیا اور
اُن بیکسون کی چادرین تک چھین لین اور خیمون مین آگ لگا دی افسوس
اُسوقت تلاطم مین کوئی حمایت کرنے والا نہ تھا کہ دختران رسول خداؐ کی
پاسداری کرتا فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَصْحَابِهِ جَزَاكُمُ اللّٰهُ عَنَّا
خَيْرَ الْجَزَاءِ فَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ وَالْقُدُومِ عَلٰى جَدِّي مُحَمَّدٍ نِ الْمُصْطَفٰى
وَأَبِي عَلِيٍّ نِ الْمُرْتَضٰى وَأُمِّي فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَأَخِي حَسَنِ الْمُجْتَبٰى وَجَعْفَرَ
الطَّيَّارِ وَالشُّهَدَاءِ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا مَعَ جَدِّي وَأَبِي وَكُلُّهُمْ مُشْتَاقُوْنَ
اِلَيْكُمْ غرضکہ جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب باوفا سے فرمایا کہ
حق سبحانہ تعالے ہماری طرف سے تمکو جزائے خیر عطا کرے اور فرمایا کہ بشارت ہو
تمھین جنت مین حضوری جدامجد میرے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کی اور
پدر بزرگوار میرے علی مرتضیٰؑ اور مادر گرامی میری فاطمہ زہراؑ اور برادر نامدار
میرے حسن مجتبیٰؑ اور عم نامدار میرے جعفر طیار علیہم السلام کی اور خدمت مین
اُن شہدائے راہ خدا کی کہ جو سامنے میرے جدامجد اور پدر بزرگوار کے شہید ہوئے

ہین اور وہ سب تمہارے منتظر اور مشتاق ہین وقال محمد بن ابیطالب فلما سمع
زہیر برز الی القوم وہو یرتجز وحمل الیہم وقتل منہم مائۃ وعشرین
رجلا فشد علیہ کثیر بن عبد اللہ الشعبی ومہاجر بن اوس
التمیمی فقتلاہ رحمہ اللہ اور محمد بن ابیطالب مورخ نے نقل کیا ہی
کہ جب یہ کلام حضرت کا زہیر بن قین علیہ الرحمہ نے سُنا تو رجز پڑھتے ہوے
طرف قوم اعدا کے آے اور اُن اشقیا پر حملہ آور ہو کر ایک سو بیس نابکار کو
فی النار کیا آخر کار اُن اشقیاے اُس دیندار کو گھیر لیا اور کثیر بن عبد اللہ شعبی
اور مہاجر بن اوس تمیمی نے اُس سعادتمند کو شہید کیا فقال الحسین علیہ
السلام حین صرع زہیر لا یبعدک اللہ یا زہیر ولعن اللہ قاتلک
لعن الذین مسخوا قردۃ وخنازیر پس اُسوقت جناب امام حسین علیہ
السلام مفارقت پر اُس باوفا کی متاسف ہوے اور فرمایا کہ ای زہیر خدا تمکو
اپنی رحمت سے جدا نہ کرے اور نفرین کرے اُن اشقیا پر کہ جنھون نے تجھ سے
دیندار کو ناحق قتل کیا اور دور کرے اُن اشقیا کو اپنی رحمت سے مثل اُن کفار
جو بسبب نافرمانی خداوند قہار کے بصورت بیمون وخنزیر کے مسخ کیے گئے ہین۔
پس حضرات کیا مرتبہ پایا ہی درگاہ خدا مین انصار مظلوم کربلا نے کہ معصوم
اُنپر سلام کرتے ہین السلام علی زہیر بن القین البجلی القائل للحسین
علیہ السلام وقد اذن لہ فی الانصراف لا واللہ لا یکون ذلک
ابدا اترک ابن رسول اللہ صلعم اسیرا فی ید الاعداء وانجو انا لا ارانی
اللہ ذلک الیوم سلام ہو زہیر بن قین بجلی پر کہ خدمت بابرکت مین اپنے آقا

امام حسین علیہ السلام کی عرض کرتے تھے جب اُن حضرت نے اُس دیندار کو اجازت
واپس جانیکی دی تھی کہ یا ابن رسول اللہ قسم بخدا یہ کبھی نہو گا آیا مین ترک رفاقت
فرزند رسول کی کرون اس حال مین کہ وہ دست ظلم اعدا مین بمنزلہ قید کے
ہو رہے ہین اور مین جان اپنی بچا کے چلا جاؤن خدا مجھے وہ دن نہ دکھائے
کیون مومنین کیا وفا کی اُس دیندار نے فرزند رسول مختار سے یہانتک
کہ درجۂ شہادت پر فائز ہوے اور جان اپنی اپنے آقا پر فدا کی اور حضرت
اُنکی مفارقت پر روتے تھے اور اپنی بیکسی پر متاسف تھے ؎

فریاد از غریبی و بے یاری حسین ؑ		و ز نالہاے دمبدم و زاری حسین ؑ

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و ہفتم

فِی العَوالِمِ وَالبِحارِ عَنِ البَاقِرِ عَلَیہِ السَّلامُ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ اللہَ تَعَالیٰ یَبعَثُ
شِیعَتَنَا یَومَ القِیٰمَۃِ مِن قُبُورِھِم مَعَ مَا کَانَ عَلَیھِم مِنَ الذُّنُوبِ
وَالعُیُوبِ وَکَانَت وُجُوھُھُم کَالقَمَرِ لَیلَۃَ البَدرِ عوالم اور بحار الانوار
مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی فرمایا اُن حضرت نے کہ حق
سبحانہ تعالے بروز قیامت ہمارے شیعون کو مبعوث کریگا اُنکی قبرون سے
درانحالیکہ منہ اُنکے مثل ماہ کامل کے درخشان ہونگے ہر چند کہ اُنسے گناہ اور
لغزشین ہوئی ہون وَقُلُوبُھُم مُطمَئِنَّۃٌ وَعَورَتُھُم مَستُورَۃٌ وَالنَّاسُ
فِی الفَزَعِ وَھُم اٰمِنُونَ قَائِلُونَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللہِ
عَلِیٌّ وَلِیُّ اللہِ اور محشور ہونگے وہ سب اسطرح پر کہ قلب اُنکے ہول

قیامت سے مطمئن ہونگے اور عورتین اُنکے مستور و پوشیدہ ہونگے حالانکہ خلائق
ہول قیامت سے خائف و ترسان ہوگی لیکن شیعہ ہمارے باغُسل و اطمینان
لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علیؑ ولی اللہ گویان وارد عرصہ محشر ہونگے
وَلِبَاسُهُمْ اَبْيَضُ وَعَلٰى رُؤُسِهِمْ تِيجَانُ السَّلْطَنَةِ وَهُمْ رَاكِبُوْنَ
عَلٰى نُوْقِ الْجَنَّةِ كَانَتْ اَشْعَارُهَا مِنَ الذَّهَبِ النَّاصِعِ وَرِقَابُهَا
مِنَ الْيَاقُوْتِ الْاَحْمَرِ اور فرمایا اُن حضرت نے کہ اُسوقت لباس
اُنکے نورانی و سفید ہونگے اور سرون پر سبکے تاج سلطنت رکھے ہونگے اور
سب ناقہاے جنت پر سوار ہونگے کہ یال جنکی طلاے خالص سے اور گردنین
جنکی یاقوت سرخ کی ہونگی وَيَقُوْلُ مِرَارًا كَثِيْرَةً اَحِبَّ مَنْ يُحِبُّ
اٰلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاِنْ كَانَ عَاصِيًا وَعَادِ مَنْ عَادٰى
عِتْرَتَهٗ وَاِنْ كَانَ صَائِمًا بِالنَّهَارِ وَقَائِمًا بِاللَّيْلِ اور جناب امام محمد
باقر علیہ السلام اکثر فرماتے تھے کہ دوست رکھو اور محبت کرو اُس شخص سے
کہ جو دوست رکھے ذریت جناب محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ کو اگرچہ وہ
شخص عاصی ہو اور دشمنی رکھو اُس شخص سے کہ جو عداوت رکھے اولاد
رسول خداؐ سے اگرچہ وہ صائم النہار اور قائم اللیل ہو پس حضرات
تامل فرمائین کہ جب ایسے درجات عالیہ ہون اُن لوگون کے کہ جو محبت
رکھتے ہون محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ سے ہرچند کہ وہ سب گنہگار ہون
پس کس قدر درجات عالیہ ہونگے اُن سعادتمندون کے کہ جنھون نے
جان اپنی روز عاشورا فدا کی فرزند رسول خداؐ پر اور بکمال محبت نصرت مین

اُن حضرت کی اپنے بدنون پر نیزے کھائے اور تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے ہوے اور جبتک کہ زندہ رہے اُن حضرت کو زخم تیر و نیزہ و شمشیر سے بچایا کیے قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیطَالِبٍ وَجَاءَ عَابِسُ الشَّاکِرِیُّ وَمَعَهٗ شَوْذَبٌ مَوْلٰی شَاکِرٍ فَقَالَ یَا شَوْذَبُ مَا فِیْ نَفْسِكَ اَنْ تَصْنَعَ مَا اَصْنَعُ اُقَاتِلُ حَتّٰی اُقْتَلَ چنانچہ محمد بن ابیطالب مورخ نے نقل کیا ہی کہ جب روز عاشورا اصحاب جناب امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ اعداے دین آمادہ قتل اُن حضرت کے ہین سب مستعد و آمادہ ہوے اپنی شہادت پر اور ایک بعد دوسرے کے میدان کارزار مین صدہا کفار کو قتل کرکے راہی جنت ہونے لگا یہانتک کہ عابس شاکری رحمہ اللہ آمادہ و مستعد شہادت ہوے اور اپنے غلام سے کہ نام اُسکا شوذب تھا کہا کہ اے شوذب کیا قصد ہی تیرا آیا تو وہ امر اختیار کریگا کہ جس امر کو مین اختیار کرتا ہون یعنے قصد میرا یہ ہی کہ مین اس قوم نابکار سے جہاد کرکے فرزند رسول خدا پر فدا ہون قَالَ شَوْذَبٌ ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ فَتَقَدَّمَ بَیْنَ یَدَیْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ حَتّٰی یَحْتَسِبَكَ کَمَا احْتَسَبَ غَیْرَكَ فَاِنَّ هٰذَا یَوْمٌ یَنْبَغِیْ لَنَا اَنْ نَطْلُبَ فِیْهِ الْاَجْرَ بِکُلِّ مَا نَقْدِرُ عَلَیْهِ فَاِنَّهٗ لَا عَمَلَ بَعْدَ الْیَوْمِ وَاِنَّمَا هُوَ الْحِسَابُ پس شوذب نے اپنے آقا عابس سے عرض کیا کہ یہ قصد آپکا نہایت بہتر ہی آپ خدمت بابرکت جناب امام حسین علیہ السلام مین حاضر ہوکر رخصت جہاد حاصل کرین تاکہ وہ جناب مثل اپنے رفقا کے آپکو بھی اجازت جہاد دین اور

تمہد امین محسوب فرمائین اسلیے کہ آج بمقتضاے عقل وفہم وہ دن ہی کہ جسطرح
ممکن ہو ہمین تحصیل اجر وثواب کرین اور بعد آپکے پھر کبھی ایسا موقع ومحل
میسر نہ آئیگا کہ کوئی عمل خیر بہتر اِس سے کرین فَتَقَدَّمَ عَابِسُ فَسَلَّمَ عَلَی
الْحُسَیْنِ وَقَالَ یَا سَیِّدِی اَمَا وَاللّٰہِ لَا اَمْسٰی عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ
قَرِیْبٌ وَلَا بَعِیْدٌ اَعَزُّ عَلَیَّ وَلَا اَحَبُّ مِنْکَ پس عابس رحمہ اللہ
خدمت بابرکت امام حسین علیہ السلام مین حاضر ہوے اور بعد تسلیم کے
عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ قسم بخدا کہ کوئی چیز عالم مین برروے زمین قریب
ہو یا بعید ہو مجھے زیادہ آپ سے محبوب اور عزیز نہین ہی وَلَوْ قَدَرْتُ عَلٰی
اَنْ اَدْفَعَ عَنْکَ الضَّیْمَ وَالْقَتْلَ بِشَیْءٍ اَعَزَّ عَلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَدَمِیْ
لَفَعَلْتُ فَاُرِیْدُ اَنْ اُقْتَلَ بَیْنَ یَدَیْکَ فَعَلَیْکَ مِنِّی السَّلَامُ
یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ اور اگر مین قادر ہوتا اس بات پر کہ دفع کرتا آپ سے اس
ظلم وقتل کو ساتھ ایسی چیز کے کہ وہ مجھے زیادہ عزیز ہوتی اپنی جان سے تو مین
دریغ نہ کرتا یعنے اگر کوئی چیز عالم مین مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہوتی اور
مین جانتا کہ عوض اسکے آپ پر سے یہ بلاے عظیم قتل کی دفع ہو جائیگی تو مین ہرگز
اُسے حضرت سے عزیز نہ کرتا لیکن لاچار ہون کہ کوئی چیز عزیز تر جان سے نہین
رکھتا ہون اب چاہتا ہون کہ اُسے حضرت پر نثار کرون اور اب یا ابا عبد اللہ
سلام آخری میرا قبول ہو ثُمَّ مَضٰی بِالسَّیْفِ نَحْوَهُمْ قَالَ رَبِیْعُ بْنُ تَمِیْمٍ
فَلَمَّا رَاَیْتُہٗ مُقْبِلًا عَرَفْتُہٗ وَقَدْ کُنْتُ شَاهَدْتُہٗ فِی الْمَغَازِیْ وَکَانَ
اَشْجَعَ النَّاسِ پس جب عابس رحمہ اللہ اجازت جہاد لیچکے تلوار کھینچکر میدان

کارزار مین آئے چنانچہ ربیع بن تمیم کہتا ہی کہ جب اُس دلیر کو مین نے میدان مین
آتے دیکھا تو پہچانا اور مین نے اکثر معارکِ جہاد مین اُنھین لڑتے دیکھا تھا اور
وہ مثل و نظیر اپنا شجاعت و بہادری مین نہ رکھتا تھا فقلتُ اَیُّھَا النَّاسُ
ھٰذَا اَسَدُ الْاُسُوْدِ ھٰذَا ابْنُ شَبِیْبٍ لَایَخْرُجَنَّ اِلَیْہِ اَحَدٌ
مِنْکُمْ فَاَخَذَ یُنَادِیْ اَلَارَجُلٌ اَلَارَجُلٌ بس عابس کو دیکھکر مین نے اپنے
لشکر کو آواز دی کہ ایہا الناس یہ شیر ہی شیران عرب سے اور نام اس بہادر کا
عابس بن شبیب ہی اور یہ دلیری و شجاعت مین مشہور ہی خبردار اگر کوئی شخص
تم مین سے یکہ و تنہا مقابل اس جرار کے ہو گا تو ہاتھ سے اِسکے قتل ہو گا یہ سنکر
سب اعدا ساکت کھڑے رہگئے ہر چند کہ عابس رضی اللہ عنہ پکارا کیے کہ کوئی
تم مین ایسا مرد دلیر ہی کہ سامنے میرے آئے اور مجھ سے مقاتلہ کرے مگر کوئی
اُنمین سے نہ نکلا! فَنَادٰی ابْنُ سَعْدٍ اُرْضَخُوْہُ بِالْحِجَارَۃِ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ
وَّمَکَانٍ فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِکَ اَلْقٰی دِرْعَہٗ وَمِغْفَرَہٗ ثُمَّ شَدَّ عَلَیْھِمْ
پس یہ دیکھکر ابن سعد نے اپنے لشکر کو آواز دی اور کہا کہ اگر کوئی تم سے مقابل
اس شیر کے نہین ہو سکتا ہی تو سب ہر طرف سے ملکر اس بہادر کو پتھرون سے
سنگسار کرو کہ اِس سے بہتر کوئی تدبیر اسکے قتل کی نہین ہی جب عابس
رضی اللہ عنہ نے یہ سُنا زرہ اپنے بدن سے اور خود اپنے سر سے اُتار کر
زمین پر پھینکدیا اور مثل شیر غضبناک اُس قوم اعدا پر حملہ کیا قَالَ رَبِیْعُ
بْنُ تَمِیْمٍ فَوَاللّٰہِ لَقَدْ رَاَیْتُہٗ یَطْرُدُ اَکْثَرَ مِنْ مِائَتَیْنِ فَحَمَلُوْا عَلَیْہِ مِنْ
کُلِّ جَانِبٍ وَّمَکَانٍ فَقَتَلُوْہُ رَحِمَہُ اللّٰہُ ربیع بن تمیم کہتا ہی کہ جب

اُس جری نے لشکرِ اعدا پر حملہ کیا قسم بخدا دیکھتا تھا میں کہ دو دو سو سے زیادہ
نام آوران لشکرِ اعدا کو گراتے تھے اور باقی ماندہ سامنے سے عابس کے اسطرح
بدحواس ہو کر بھاگتے تھے کہ جیسے خوف سے شیر کے بکریاں بھاگتی ہیں آخرکار
سب اشقیا اُس دیندار پر ہر طرف سے ایک مرتبہ ٹوٹ پڑے اور قتل کیا
فَرَاَیْتُ رَاْسَهٗ فِیْ اَیْدِیْ رِجَالٍ ذَوِیْ عِدَّةٍ هٰذَا یَقُوْلُ اَنَا قَتَلْتُهٗ
وَالْاٰخَرُ یَقُوْلُ کَذٰلِكَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ لَا تَخْتَصِمُوْا هٰذَا لَمْ یَقْتُلْهُ
اِنْسَانٌ وَاحِدٌ حَتّٰی فَرَّقَ بَیْنَهُمْ بِهٰذَا الْقَوْلِ ربیع کہتا ہے دیکھا
میں نے کہ سرِ انور عابس کا بہت سے سرداران لشکر لیے ہوئے ہیں اور
ہر شخص اُنمیں سے دوسرے سے کہتا ہے کہ میں نے عابس سے شجاع کو قتل
کیا ہے پس عمر سعد ملعون نے یہ سنکر کہا کہ تم عبث لڑتے ہو کسی ایک
شخص کی تم میں سے مجال اسکی نہ تھی کہ عابس سے بہادر کو قتل کرتا اور سر
اُسکا تن سے جدا کرتا بلکہ سبنے ملکر اسے قتل کیا ہے یہانتک کہ اسی کلام سے
عمر سعد نے اُن اشقیا میں فیصلہ کر دیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس بست و ہشتم

فِی الْکَافِیْ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِیَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَیْمَانَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ
کُنْتُ عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِذْ دَخَلَ عَلَیْهِ اَبُوْ بَصِیْرٍ
وَقَدْ خَفَرَهُ النَّفَسُ کافی میں ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے
سہل بن زیاد سے اُسنے محمد بن سلمان سے اور اُسنے اپنے باپ سے روایت
کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں خدمت باسعادت جناب صادق علیہ السلام میں

حاضر تھا کہ ناگاہ ابوبصیر اُن حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور ایک
آہ سرد کھینچی فَلَمَّا اَخَذَ مَجْلِسَہٗ قَالَ لَہٗ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ
مَا ھٰذَا النَّفَسُ الْعَالِیُ پس جبکہ ابوبصیر قریب حضرت کے آئے تو جناب
صادق علیہ السلام نے اُنسے فرمایا کہ ای ابومحمد یہ آہ سرد کیسی ہی فَقَالَ جُعِلْتُ
فِدَاکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ کَبُرَ سِنِّیْ وَدَقَّ عَظْمِیْ وَقَرُبَ اَجَلِیْ مَعَ
اَنِّیْ لَسْتُ اَدْرِیْ مَا اَرِدُ عَلَیْہِ مِنْ اَمْرِ اٰخِرَتِیْ پس ابوبصیر نے
عرض کی کہ فدا ہون مین آپ پر یا ابن رسول اللہ سن میرا زیادہ ہوا اور
اعضا میرے ضعیف و سُست ہوے اور اجل میری قریب پہونچی باوجود
اسکے مین نہین جانتا ہون کہ آخرت مین مجھپر کیا گذری گی فَقَالَ اَبُو
عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ وَاِنَّکَ لَتَقُوْلُ ھٰذَا قَالَ جُعِلْتُ
فِدَاکَ وَکَیْفَ لَا اَقُوْلُ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ اَمَا عَلِمْتَ
اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُکْرِمُ الشَّابَّ مِنْکُمْ وَیَسْتَحْیِیْ مِنَ الْکُھُوْلِ پس فرمایا
جناب صادق علیہ السلام نے کہ ای ابومحمد تعجب ہی کہ تمسا شخص یہ کہے
ابوبصیر نے عرض کی کہ فدا ہون مین آپ پر کیونکر نہ کہون مین پس حضرت نے
فرمایا کہ ای ابومحمد آیا تم نہین جانتے ہو کہ حق سبحانہ تعالے اکرام کریگا تم
شیعون کے جوانون کو اور حیا کریگا اُنسے جو تم مین سے مُسن ہین قَالَ
قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ فَکَیْفَ یُکْرِمُ الشَّابَّ وَیَسْتَحْیِیْ مِنَ الْکُھُوْلِ
فَقَالَ یُکْرِمُ اللّٰہُ الشَّابَّ مِنْکُمْ اَنْ یُعَذِّبَھُمْ وَیَسْتَحْیِیْ مِنَ الْکُھُوْلِ
اَنْ یُّحَاسِبَھُمْ اوی کہتا ہی کہ ابوبصیر نے عرض کی کہ فدا ہون مین

آپ پر کیونکر اکرام کریگا جوانون کو اور حیا کریگا کھول و شیوخ سے پس حضرت نے فرمایا کہ خداوند عالم اکرام کریگا جوانون کو تمھارے اس امر سے کہ انکو عذاب کرے یعنے انکو عذاب نہ کریگا اور حیا کریگا شیوخ سے کہ اُنسے حساب لے یعنے اُنسے بروز قیامت حساب نہ لیگا قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَاِنَّا قَدْ نُبِزْنَا بِنَبْزٍ اِنْكَسَرَتْ لَهٗ ظُهُوْرُنَا وَمَاتَتْ لَهٗ اَفْئِدَتُنَا وَاسْتَحَلَّتْ لَهُ الْوُلَاةُ دِمَائَنَا فِيْ حَدِيْثٍ رَوَاهُ لَهُمْ فُقَهَاۤؤُهُمْ راوی کہتا ہی کہ ابوبصیر نے عرض کی فدا ہون مین آپ پر لقب ہمارا ایسا برا قرار دیا گیا ہی کہ جسکو سنکے پشت ہماری شکستہ ہوئی جاتی ہی اور دل ہمارے مردہ ہوے جاتے ہین اور حلال سمجھ لیا ہی اُنکے حکام نے ہماری خون ریزی کو بوجہ اس حدیث مخترعہ کے کہ جو اُنکے فقہائے روایت کی ہی جسکا مآل یہ ہی کہ جو شیخین اور خلفاسے عداوت رکھے اور اُنکو برا کہے اُسکا مال و خون حلال ہی قَالَ فَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلرَّافِضَةُ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَا بَلْ وَاللهِ مَا هُمْ سَمُّوْكُمْ وَلٰكِنَّ اللهَ سَمَّاكُمْ بِهٖ راوی کہتا ہی کہ پس فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے یہی نہ کہ تمکو رافضہ کرکے خطاب کرتے ہین اور لقب تمھارا رافضی قرار دیا ہی عرض کی مین نے کہ ہان ای مولا اور آقا میرے حضرت نے فرمایا قسم بخدا اُنھون نے یہ لقب تمھارا قرار نہین دیا ہی بلکہ خداوند عالم نے یہ لقب تمھارا قرار دیا ہی فَقَالَ اَمَا عَلِمْتَ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اَنَّ سَبْعِيْنَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ رَفَضُوْا فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهٗ لَمَّا اسْتَبَانَ لَهُمْ ضَلَالُهُمْ فَلَحِقُوْا بِمُوْسٰى وَلَمَّا اسْتَبَانَ لَهُمْ هُدَاهُ فَسُمُّوْا فِيْ عَسْكَرِ مُوْسٰى الرَّافِضَةَ پس

فرمایا حضرت نے آیا نہیں جانتا ہی تو ای ابو محمد کہ ستر آدمیون نے بنی اسرائیل سے
ترک کیا تھا فرعون اور اسکی قوم کو جسوقت کہ ثابت ہو گیا اُنکے نزدیک گمراہ
ہونا اُنکا پس ملحق ہوے وہ لوگ حضرت موسیٰؑ سے جبکہ ظاہر ہوئی اُنپر ہدایت
اُس جناب کی پس نام رکھا اُن سعادتمندون کا لشکر فرعون نے رافضی
لانّہم رفضوا فرعون وکانوا اشدّ اھل ذلک العسکر عبادۃ
واشدّھم حبًّا لموسیٰ وھارون وذرّیتھما اسلیے کہ ترک کیا انھون نے
اطاعت فرعون کو اور وہ لوگ بڑے عابد تھے اور بہت محبت رکھتے تھے
حضرت موسیٰؑ اور ہرون اور اُنکی ذریت سے فاوحی اللہ عزّ وجلّ
الیٰ موسیٰ ان اثبت لھم ھذا الاسم فی التوریۃ فانی قد سمّیتھم
بہ ونحلتھم ایّاہ پس وحی کی حق سبحانہ تعالےٰ نے طرف حضرت موسیٰؑ کے
کہ یہی نام اُنکا توریت مین لکھدو کہ ہمنے اُنکا یہی نام رکھا اور یہی لقب اُنکو
عطا کیا ہی فاثبت موسیٰ علیہ السلام لھم ثمّ ادّخر اللہ عزّ وجلّ
لکم ھذا الاسم حتّیٰ نحلکموہ پس لکھدیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
توریت مین یہ لقب اُنکا اور وہی خطاب تمھارے لیے حق سبحانہ تعالیٰ نے
ذخیرہ کر رکھا تھا یہانتک کہ یہ لقب تمکو عطا فرمایا یا ابا محمد رفضوا الخیر
ورفضتم الشرّ افترق الناس کلّ فرقۃ وتشعّبوا کلّ شعبۃ
فانشعبتم مع اھل بیت نبیّکم وذھبتم حیث ذھبوا واخترتم
من اختار اللہ لکم واردتم من اراد اللہ ای ابو محمد مخالفین نے
خیر کو ترک کیا اور تم شیعہ نے شر کو ترک کیا جدا ہوے لوگ فرقہ فرقہ اور

الگ ہوئے شعبہ شعبہ پس تم اہل بیت نبی کے ساتھ ہوے اور اُنکے پیرو ہوگئے اور
تمنے اختیار کیا اُس شخص کو جسکو حق سبحانہ تعالی نے تمہارے لیے اختیار کیا تھا
اور تمنے اُن لوگون کو چاہا جنکو خدا نے تمہارے لیے چاہا یعنے جو امام و حجت
خدا نے نصیب کیے اُنکو تمنے اپنا امام مانا فَاَبْشِرُوْا ثُمَّ اَبْشِرُوْا فَاَنْتُمْ وَاللّٰہِ
الْمَرْحُوْمُوْنَ الْمُتَقَبَّلُ مِنْ مُحْسِنِكُمْ وَالْمُتَجَاوَزُ عَنْ مُسِيْئِكُمْ پس بشارت
تمکو کہ قسم بخدا تم مرحوم ہو اور حق سبحانہ تعالے قبول فرماتا ہی تمہارے نیکو کارونسے
اعمال خیر کو اور درگذر فرماتا ہی تمہارے گناہگارونسے وَمَنْ لَمْ يَأْتِ اللّٰہَ
عَزَّوَجَلَّ بِمَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَمْ يَتَقَبَّلْ مِنْهُ حَسَنَةً وَلَمْ يَتَجَاوَزْ
لَهٗ عَنْ سَيِّئَةٍ اور جو شخص نہ آویگا پیش خداے عزوجل ساتھ اُس عقیدے
کے جسپر تم قائم ہو تو حق سبحانہ تعالے قبول نہ فرمائیگا کسی نیکی کو اُسنے اور اُسکے
گناہون سے درگذر نہ فرمائیگا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَلْ سَرَرْتُكَ بِذٰلِكَ
قُلْتُ لَهٗ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ زِدْنِيْ پس حضرت نے فرمایا کہ ای
ابو بصیر آیا خوش ہوے تم اِس سے ابو بصیر نے عرض کی کہ فدا ہون مان
باپ میرے آپ پر یا ابن رسول اللہ کچھ اور اسپر زیادہ فرمایئے فَقَالَ
يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَمَلَائِكَتَهٗ يُسْقِطُوْنَ الذُّنُوْبَ
عَنْ ظُهُوْرِ شِيْعَتِنَا كَمَا تُسْقِطُ الرِّيْحُ الْاَوْرَاقَ مِنْ شَجَرَةٍ اَوَانَ
سُقُوْطِهَا چونکہ یہ روایت طولانی ہی آخر مضمون اُسکا یہ ہی کہ حضرت نے
رفتار فرمایا ای ابو محمد بدرستیکہ حق سبحانہ تعالے اور فرشتے اُسکے گناہونکو
ہمارے شیعون کے اُنکی پشتون سے اسطرح گراتے ہین کہ جسطرح جھڑ جاتا

وجنت کو دوستو خزان مین گراتی ہے وذالک قول اللہ تعالی والملائکۃ یسبحون
بحمد ربک ویستغفرون لمن فی الارض فاستغفارھم واللہ لکم
دون ھذا العالم اور فرمایا حضرت نے کہ ای ابو بصیر یہ جو کچھ ہمنے تمسے
کہا دلیل اسپر قول خدا یتعالے ہے کہ قرآن مجید مین فرماتا ہی والملائکۃ یسبحون
بحمد ربک ویستغفرون لمن فی الارض فرشتے تسبیح خدا کیا کرتے ہین کہ وہ
رب اُنکا ہے اور طلب مغفرت کیا کرتے ہین پروردگار غفار سے واسطے
اہل زمین کے ای ابو بصیر قسم بخدائے عزوجل کہ مراد حق سبحانہ تعالے کی
اہل زمین سے وہی لوگ ہین کہ جو شیعہ ہین ہم اہل بیت نبوت کے نہ اور
مخلوقات پس حضرات شیعیان حیدر کرار اور دوستداران ائمہ اطہار
واقعی وہ دیندار وابرار تھے کہ جنھون نے جان عزیز اپنی فرزند رسول مختار
روز عاشورا فدا و نثار کی اور بکمال محبت ونصرت مین اپنے آقا و مولا
جناب امام حسین علیہ السلام کے تیر و نیزہ اور شمشیر کھائے اور جبتک زندہ
رہے اُن حضرت کو شر اعدا سے بچا یا کیے اور کیا دیندار تھے حر دلاور
باوجودیکہ ملازم یزید اور ابن زیاد اکفر اور سردار تھے ہزار سوار کے باوجود
اسکے بہوت نار ظلمت کفر اور رفاقت ابن سعد بد کار سے نکلکر خدمت فی
حیدر کرار مین آئے اور بعد شرف زیارت اور حصول اجازت کے میدان
کارزار مین مع فرزند کے جان اپنی نثار کی بعد اُنکے وہب بن عبد اللہ
اور مسلم بن عوسجہ اور حبیب بن مظاہر اور سعید بن عبد اللہ اور زہیر بن
اور جون غلام ابو ذر غفاری اور عبد الرحمان بن عبد اللہ اور حجاج بن

سوڈن اُن حضرت کے اور باقی اصحاب باوفا ایک بعد دوسرے کے درجہ
شہادت پر فائز ہوئے فِي الْبِحَارِ اَنَّهٗ بَرَزَ مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو وَكَانَ شَرِيفًا كَثِيرَ الصَّلٰوةِ چنانچہ بحار الانوار وغیرہ میں
منقول ہی کہ اُسوقت ایک مرد دیندار قائم اللیل وصائم النہار اصحاب سے
حضرت امام حسینؑ کے حسباً ونسباً شریف تھا اور نام اُنکا سُوید بن عمر تھا رخصت
جہاد لیکر میدان کارزار میں تشریف لائے فَقَاتَلَ قِتَالَ الْاَسَدِ الْبَاسِلِ
وَبَالَغَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْخَطْبِ النَّازِلِ حَتّٰى سَقَطَ عَلَى الْاَرْضِ وَقَدْ
اُثْخِنَ بِالْجِرَاحِ وَلَيْسَ بِهٖ حِرَاكٌ پس اُس سعادتمند نے مثل شیر کے
لشکر اعدا پر حملہ کیا اور بضرب شمشیر آبدار بہت سے کفار واصل جہنم کیے
پس اُن اشقیا نے ہرطرف سے گھیر کر ایسا زخمی کیا کہ سُوید رحمہ اللہ ضعیف
وناتوان ہوکر زمین پر گر پڑے ہر چند کہ رمق حیات سے باقی تھی لیکن بسبب
نہونے حس وحرکت کے اعداے دین کو یقین ہوا کہ شہید ہو گئے اسلیے
کوئی ملعون درپے قتل اُنکے نہوا فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى سَمِعَهُمْ يَقُولُوْنَ
قُتِلَ الْحُسَيْنُ ؑ فَتَحَامَلَ وَاَخْرَجَ مِنْ خُفِّهٖ سِكِّيْنًا وَجَعَلَ يُقَاتِلُهُمْ
حَتّٰى قُتِلَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اور وہ سعادتمند دیر تک بیہوش زمین پر پڑا رہا
جب غش سے افاقہ ہوا ناگاہ سُنا اُس دیندار نے کہ صدا قُتِلَ الْحُسَيْنُ ؑ کی
لشکر اعدا سے بلند ہی سنتے ہی اس آواز کے وہ سعادتمند شہادت امام
حسین علیہ السلام پر بہت رویا اور بقیہ حیات اپنی اُس بزرگوار کو بہت ہی
ناگوار ہوئی ہر چند کہ جوش محبت ودینداری سے چاہا کہ اُس قوم جفاکار پر

حملہ کرین لیکن مطلق طاقت جنگ و قتال کی اپنے مین نہ پائی پس بکمال جرأت و دلیری اپنے تئین درست کر کے چھری موزے سے نکال کر بعضے اشقیا کو اُسی سے قتل کیا اور آپ بھی ہاتھ سے اُن ظالمون کے شہید ہوے فِی المَقتَلِ وَغَیرِہٖ فَتَقَدَّمَ مِن اَصحَابِہٖ جَابِرُ بنُ عُروَۃَ الغِفَارِیُّ وَکَانَ شَیخاً کَبِیراً قَدِ احدَودَبَ ظَهرُهٗ وَسَقَطَ حَوَاجِبُهٗ عَلٰی عَینَیہِ مقتل ابو مخنف وغیرہ مین منقول ہی کہ بعد شہادت بعضے اصحاب حضرت کے جابر بن عروہ غفاری میدان قتال مین تشریف لائے اور وہ کبیر السن اور کثیر الصلوٰۃ تھے کہ پشت مبارک اُنکی بسبب کثرت رکوع و سجود کے قیام و قعود کے مثل محراب عبادت کے خمیدہ ہو گئی تھی اور دونون ابروے ہلالی اُنکے بسبب پیرانہ سالی کے دونون آنکھون پر ایسے جھک گئے تھے کہ دیکھنا کسی چیز کا اُنکو دشوار تھا شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَاٰلِهٖ یَومَ بَدرٍ وَحُنَینٍ وَکَانَ المَشهُورُ بَدرِیّاً اور معارک جہاد بدر و حنین مین وہ بزرگوار ہمراہ رکاب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ کے شریک رہے تھے اور مشہور بدری تھے فَشَدَّ وَسَطَهٗ بِالعِمَامَۃِ وَعَصَبَ حَاجِبَیهِ وَرَفَعَهُمَا عَن عَینَیهِ فَنَظَرَ اِلَیهِ الحُسَینُ عَلَیهِ السَّلَامُ وَاَعجَبَ اَمرُهٗ وَقَالَ لَهٗ رَحِمَكَ اللّٰهُ جَعَلَكَ اللّٰهُ مِن جِوَارِهٖ فِی الجَنَّۃِ وَاَذِنَ لَهٗ پس وہ دیندار فرزند رسول مختار کو نرغۂ اعدا مین مبتلا دیکھکر کمال متاسف ہوا اور اسیوقت کمر خمیدہ اپنی عمامہ سے مستحکم باندھی اور رومال باندھکر دونون ابروانی آنکھون سے اوپر اُٹھا کر

خدمت مین حضرت کی عرض کی کہ یابن رسول اللہ یہ غلام قدیم آپکا اور آپکے
جد امجد رسول خدا کا بھی امیدوار رخصت جہاد ہی پس جب امام حسین علیہ
السلام نے اُس سعادتمند کو باین کبرسن و پیری مثل نوجوانون کے
آمادۂ جہاد دیکھا نہایت متعجب ہوے اور فرمایا کہ ای شیخ خدا رحمت اپنی
نازل کرے اور تمھین جنت مین ہمارے رفقا سے گردانے یہ فرماکر اُنکو رخصت
جہاد دی فَحَمَلَ عَلَیْھِمْ وَقَتَلَ مِنْھُمْ سِتِّیْنَ فَارِسًا وَقِیْلَ خَمْسَۃَ عَشَرَ
رَجُلًا حَتّٰی اُسْتُشْھِدَ اَمَامَ سَیِّدِہٖ پس بعد حصول رخصت جہاد
رجز پڑھتے ہوے اور دلیرانہ مثل شیر لشکر اعدا پر حملہ کیا اور ساٹھ سوار نابکار
اور بروایتے پندرہ پیادہ قتل کیے آخر کار سامنے اپنے آقا امام حسین علیہ
السلام کے شہید ہوے فَخَرَجَ غُلَامٌ تُرْکِیٌّ کَانَ لِلْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
وَکَانَ قَارِیًا لِلْقُرْاٰنِ فَاسْتَاْذَنَ مِنْ سَیِّدِہِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
فَبَرَزَ اِلَی الْقِتَالِ وَھُوَ یَرْتَجِزُ پس جب اصحاب سعادت شہادت سے
فائز ہوچکے اُسی اثنا مین ایک غلام ترکی غلامانِ امام حسین علیہ السلام سے
کہ قاری قرآن اور عابد تھا خدمت باسعادت حضرت مین واسطے رخصت کے
حاضر ہوکر عرض کی کہ ای آقا اور مولا میرے اب یہ جور و جفا اِس قوم اعدا کی
اِس غلام سے نہین دیکھے جاتے ہین حیف ہی اس زندگی پر کہ آپسا آقا اِس
مصیبت مین مبتلا ہو اور مین غلام آپکا زندہ رہون اور جان اپنی حضرت پر
فدا نہ کرون پس یہ کہکے وہ سعید ازلی میدانِ کارزار مین مقابل لشکر اعدا کے
رجز شجاعت آمیز پڑھنے لگا فَحَمَلَ عَلَیْھِمْ وَقَتَلَ کَثِیْرًا مِنَ الشُّجْعَانِ وَاَبَادَ

مَنْ بَارَاهُ مِنَ الْكُهُوْلِ وَالشُّبَّانِ پس بعد رجز کے مثل شیر غضبناک اُن
اشقیا پر حملہ کیا اور بہت سے اعدا کو کہ شجاع و بہادر اُس فوج مین مشہور تھے
واصل جہنم کیا اور جو پیر و جوان اُس فرقۂ بے ایمان سے سامنے اُس جری کے
آیا اُسکو راہی دوزخ کیا فَشَدُّوْا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَمَكَانٍ فِيْ ضَرْبٍ
بِالنِّبَالِ وَالسِّنَانِ حَتّٰى سَقَطَ عَلَى الْاَرْضِ وَنَادٰى يَا سَيِّدِيْ اَدْرِكْنِيْ
پس یہ دیکھکر اُن اشقیانے چار طرف سے حملہ کیا اور اُس دیندار کو تیر و نیزہ
و شمشیر سے ایسا زخمی کیا کہ وہ سعید ازلی گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور
آواز دی کہ ای آقا میرے میری مدد کو پہونچیے کہ مجھے ان اشقیانے قتل کیا
فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نِدَائَهٗ اَقْبَلَ اِلَيْهِ فَوَجَدَهٗ مُرَمَّلًا
بِدَمِهٖ فَاَخَذَ رَاْسَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهٗ عَلٰى خَدِّهٖ وَبَكٰى پس
جب امام حسین علیہ السلام نے آواز اُس شہید راہ خدا کی سنی اُسیوقت طرف
قتلگاہ کے روانہ ہوئے اور جب لاش پر اُس باوفا کی پہونچے دیکھا کہ وہ
سعادتمند اپنے خون مین لوٹ رہا ہی یہ دیکھکر بالین سر اُسکے بیٹھ گئے اور سر
اُس نیک انجام کا زمین سے اُٹھا کر بکمال شفقت اپنی آغوش مبارک مین
رکھ لیا اور محبت و شفقت سے مُنہ اپنا مُنہ پر اُسکے رکھدیا اور جدائی پر اُسکی
بہت روئے فَفَتَحَ عَيْنَيْهِ وَوَجَدَ رَاْسَهٗ فِيْ حِجْرِ سَيِّدِهٖ فَتَبَسَّمَ
وَمَاتَ فَبَكَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَوَضَعَهٗ بَيْنَ الْقَتْلٰى پس
جناب سید الشہدا کی یہ بندہ نوازی دیکھکر اُسیوقت اُسنے غش سے آنکھین
کھولدین اور رتبہ اپنا ایسا عالی دیکھکر متبسم ہوا اور طرف جنت کے انتقال

کر گیا پس مفارقت پر اُس وفا شعار کی حضرت بہت روئے اور لاش اُسکی
لاشہاے شہدا مین رکھدی حضرات سُنی آپنے غلام نوازی اپنے آقا کی
مگر افسوس ہزار افسوس کہ جب وقت عصر روز عاشورا وہ حضرت بسبب
شدت زخمہاے کاری کے ذوالجناح سے زمین پر مُنھ کے بھل گرے اور داہنا
رخسارہ خاک آلودہ ہوا گویا دیر تک سجدۂ باری مین مشغول تھے افسوس
اُسوقت کوئی ایسا نہ تھا کہ سر اقدس اُس مظلوم کا اُٹھا کر اپنی آغوش مین
رکھتا اور خاک رخسارۂ اطہر سے صاف کرتا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہین
اَلسَّلَامُ عَلَى الْخَدِّ التَّرِيْبِ اَلسَّلَامُ عَلَى الشَّيْبِ الْخَضِيْبِ سلام ہو
اُس رخسارۂ اطہر پر جو خاک آلودہ ہوا اور سلام ہو اُس ریش سفید واقدس پر
جو خون بدن سے خضاب ہوئی اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

مجلس بست و نہم

فِي الْاَنْوَارِ الْهِدَايَةِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ ذُكِرَ
الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَخَرَجَ مِنْ عَيْنَيْهِ دَمْعٌ وَلَوْ بِقَدْرِ جَنَاحِ الذُّبَابِ
كَانَ ثَوَابُهٗ عَلَى اللهِ وَلَمْ يَرْضَ لَهٗ بِدُوْنِ الْجَنَّةِ انوار الہدایہ مین
جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا اُن حضرت نے کہ جو مؤمن
ذکر کرے یا سُنے مصیبت امام حسین علیہ السلام کو اور اس مصیبت عظمی مین
آنکھ سے اُس مؤمن کی اشک نکلے اگرچہ وہ اشک برابر پر مگس کے ہو تو ثواب
اُسکا خدا پر ہے اور حق سبحانہ تعالے بدون داخل کرنے اُس مؤمن کے
بہشت مین راضی و خوشنود نہوگا سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے اشک مؤمن کا

پس حضرات تصور کیجیے اُن مصائب کا کہ جو روز عاشورا معرکہ کربلا مین فرزند
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ پر ہاتھ سے کوفیان پر دغا اور شامیان بیحیا کے
گذرے ہین تاکہ عوض اُسکے حق سبحانہ تعالےٰ آپسے راضی وخوشنود ہوا
بروز قیامت داخل بہشت کرے فِی البِحَارِ وَغَیرِہٖ اَنَّہٗ لَمَّا رَاٰی اَصْحَابُ
الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ سَیِّدَھُمْ مُحَاطًا بِھِمْ بَیْنَ الْاَعْدَاءِ فَھَمُّوْا
عَلٰی نُصْرَتِہٖ وَاسْتَاْذَنُوْا مِنْہُ لِلْقِتَالِ چنانچہ بحار الانوار وغیرہ مین
منقول ہی کہ جب فرزند رسول خدا روز عاشورا زمرۂ اعدا مین مبتلا ہوگئے
اور جان نثاران امام حسین علیہ السلام نے اپنے آقائے عالی وقار کو اس
مصیبت عظمیٰ مین گرفتار دیکھا سبکو زندگی اپنی تلخ ہوئی اور آمادہ اور مستعد
بجنگ وجہاد ہوئے اور نصرت ویاری اُن حضرت کی اپنے اوپر واجب
جان کر طالب رخصت ہوئے وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْطَالِبٍ وَکَانَ یَاْتِیْ
وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ عِنْدَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَیَقُوْلُ السَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللہِ فَیُجِیْبُہُ الْحُسَیْنُ وَیَقُوْلُ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ
وَنَحْنُ خَلْفَکَ ثُمَّ یَقْرَاُ فَمِنْھُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ یَنْتَظِرُ حَتّٰی
قُتِلُوْا عَنْ اٰخِرِھِمْ رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْھِمْ اور محمد بن ابو طالب مورخ نے
یون نقل کیا ہی کہ اُن بزرگوار ان سے ایک بعد دوسرے کے واسطے
رخصت کے خدمت مین امام حسین علیہ السلام کی حاضر ہو کر عرض کرتا تھا
کہ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللہِ پس حضرت جواب سلام مین فرماتے تھے
وَعَلَیْکَ السَّلَامُ اور رخصت جہاد دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم آگے جلو

اور ہم بھی پیچھے تمہارے آتے ہین اور آیۂ وافی ہدایۂ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ کی تلاوت فرماتے تھے کہ حاصل معنے اُسکا یہ ہی کہ جنکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا اور اجل اُنکی آپہونچی پس اُن سعادتمندون نے راہ اپنی لی اور بہت سے شخص ایسے ہین کہ ابھی منتظر مرگ کے ہین فَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا اَجْمَعِيْنَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ فَقَامَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى قَدَمَيْهِ وَنَظَرَ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَلَمْ يَرَ اَحَدًا فَبَكٰى بُكَآءً شَدِيْدًا فَنَادٰى وَامُحَمَّدَاهُ وَاجَدَّاهُ وَاعَلِيَّاهُ وَاحَسَنَاهُ وَاحَمْزَتَاهُ وَاجَعْفَرَاهُ پس جب تمام اصحاب ورفقا امام حسین علیہ السلام کے قوم اعدا سے جہاد کرکے راہی جنت ہوے اور حضرت نے چپ وراست نگاہ کی اور کسی کو اُن اعوان وانصار سے باقی نہ پایا اُسوقت امام حسین علیہ السلام آپ پیادہ پالا اشہائے شہدا کی طرف متوجہ ہوے اور اُن ہیرونکو خوابگاہ شہادت مین سوتا دیکھکر چشم انور مین اشک بھر لائے اور بکمال حسرت و یاس بآواز بلند فرمانے لگے وَاجَدَّاهُ وَامُحَمَّدَاهُ وَاعَلِيَّاهُ وَاحَسَنَاهُ وَاحَمْزَتَاهُ وَاجَعْفَرَاهُ افسوس کہ اسوقت کوئی ایسا ناصر ومددگار نہین ہی کہ اس تنہائی وبیکسی مین ہماری نصرت ومدد کرے ثُمَّ نَادٰى يَا قَوْمُ اَمَا مِنْ مُجِيْرٍ يُجِيْرُنَا اَمَا مِنْ مُعِيْنٍ يُعِيْنُنَا اَمَا مِنْ طَالِبِ الْجَنَّةِ يَنْصُرُنَا اَمَا مِنْ خَآئِفٍ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ فَيَذُبُّ عَنَّا فَبَكٰى بُكَآءً شَدِيْدًا وَهُوَ يَقُوْلُ بعد اسکے بآواز بلند فرمایا کہ ای قوم اعدا آیا ہی کوئی پناہ دینے والا ہمین پناہ دے آیا ہی کوئی مدد کرنے والا کہ ہماری مدد کرے آیا ہی کوئی طالب جنت کہ ہماری نصرت کرے آیا ہی کوئی خداترس کہ عذاب خدا سے

ڈرے اور اس بلا کو ہمسے دور کرے پس بشدت رو کر فرماتے تھے اَیْنَ الْکِرَامُ
الْبَرَرَۃُ اَیْنَ التُّقَاۃُ الْخِیَرَۃُ اَیْنَ الَّذِیْ اَوْجَبَ حَقَّنَا عَلَیْہِ السَّلَامُ
اَیْنَ الْوَصِیَّۃُ فِیْنَا مِنَ الرَّسُوْلِ خَیْرِ الْاَنَامِ ثُمَّ اسْتَعْبَرَ وَبَکٰی
بُکَآءً شَدِیْدًا ہائے کہاں گئے وہ بزرگوار نیکوکار اور متقی و پرہیزگار
کہ جو ہم اہل بیت رسول مختارؐ کے ناصر و مددگار تھے اور کہاں ہیں وہ دیندار
کہ جنہوں واجب کیا ہی اسلام نے حق ہمارا اور کہاں ہیں وہ لوگ امین و دیانتدار
کہ جو عمل کریں وصیت رسول خداؐ پر کہ جو اُن حضرت نے اپنی اُمّت سے
ہمارے بارہ میں کی تھی یہ فرما کر حضرت بشدت روئے فَلَمَّا سَمِعْنَ النِّسَآءُ
نِدَائَہٗ صَرَخْنَ مِنْ دَاخِلِ الْخِبَآءِ صَرْخَۃً وَّاحِدَۃً وَّارْتَجَّتِ الْاَرْضُ
بِصُرَاخِہِنَّ وَبَکَتِ الْاَطْفَالُ فِیْ حُجُوْرِہِنَّ وَبَکَتِ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ
بِبُکَآئِہِنَّ پس جب آواز گریہ و بکا امام حسین علیہ السلام کی اہل حرم نے
سُنی تو سب مخدرات عصمت ایسی ایک دفعہ روئیں اور فریاد کرنے لگیں
کہ شور ماتم سے اُنکے زمین کربلا کانپنے لگی اور اطفال خُردسال گودمیں
اپنی ماؤں کے بلکنے لگے اور اُنکے رونے سے زمین و آسمان رونے لگے
قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ وَغَیْرُہٗ لَمَّا رَاٰی عَشِیْرَتَہٗ وَاَقْرِبَآئَہٗ ھٰکَذَا اِجْتَمَعُوْا
یُوَدِّعُ بَعْضُہُمْ بَعْضًا وَھُمْ وُلْدُ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَوُلْدُ
جَعْفَرٍ وَوُلْدُ مُسْلِمٍ وَوُلْدُ عَقِیْلٍ وَوُلْدُہٗ وَوُلْدُ الْحَسَنِ
عَلَیْہِمُ السَّلَامُ مقتل ابو مخنف اور بحار میں منقول ہی کہ جب سب اصحاب
باوفا اُن حضرت کے درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے اور عزیز و اقربائے

امام حسین علیہ السلام نے یہ حال دیکھا مجتمع ہو کر جوانانِ ہاشمی اولاد و اقربا
اُن حضرت کے کہ سترہ بنی ہاشم تھے بعضے اُنمیں سے علوی اور بعضے جعفری
اور بعضے عقیلی اور بعضے حسنی اور بعضے حسینی تھے مستعد اپنی شہادت پر ہوئے
اور ہر ایک نے دوسرے کو وداع و رخصت کیا فَاَوَّلُ مَنْ بَرَزَ مِنْ
اَهْلِبَيْتِهٖ وَوَقَفَ بِاِزَاۗءِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَبْدُ اللهِ بْنُ
مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلِ بْنِ اَبِيطَالِبٍ وَاُمُّهٗ رُقَيَّةُ بِنْتُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيطَالِبٍ
عَلَيْهِ السَّلَامُ پس باتفاق مورخین منقول ہے کہ جو اول اقربائے اُن حضرت کے
آمادہ جہاد ہوئے اور امام حسین علیہ السلام سے طالب رخصت ہوئے
وہ نوجوان عبداللہ فرزند مسلم بن عقیل بن ابیطالب کے تھے اور والدہ
اُس سعادتمند کی رقیہ خاتون دختر جناب امیرالمومنین علی بن ابیطالب
علیہ السلام تھیں پس مظلوم کربلا اسوجہ سے اُس نوجوان کے چچا بھی تھے
اور ماموں بھی تھے فَقَالَ لِخَالِهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا سَيِّدِيْ
هَلْ مِنْ رُخْصَةٍ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا بُنَيَّ عَقِيْلٍ
حَسْبُكُمْ مِنَ الْقَتْلِ قَتْلُ اَبِيْكُمْ مُسْلِمٍ پس اُس نوجوان نے خدمت
بابرکت میں اپنے ماموں جناب امام حسین علیہ السلام کے عرض کی کہ ائی
سید کونین فدوی امیدوار رخصت ہی حضرت نے طرف عبداللہ کے
دیکھکر فرمایا کہ اے فرزند تم کیوں آمادہ شہادت و قتل ہو تم سبکے لیے
قتل ہونا باپ تمہارے مسلم کا کافی ہی فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللهِ رَحِمَهُ اللهُ
يَا عَمِّ فَبِاَيِّ وَجْهٍ نَلْقَى اللهَ وَرَسُوْلَهٗ اِذَا نَحْنُ تَرَكْنَا الْجِهَادَ

بَیْنَ یَدَیْكَ پس عبداللہ نے عرض کی کہ ای عم نامدار جس صورت مین آپسا سردار زغم
کفار مین مبتلا ہو اور ہم زندہ ہون اور جان اپنی آپ پر فدا و نثار نہ کرین تو ہم
کیا منھ لیکے ملاقات کرینگے خدا و رسول سے اور کیا جواب دینگے ہم خدا ے
عزوجل کو اگر جان اپنی آج حضرت سے عزیز کرین ثُمَّ اَنَّہٗ بَرَزَ وَحَمَلَ عَلَے
الْقَوْمِ حَمْلَۃَ اللَّیْثِ الْمُغْضَبِ فَقَاتَلَ حَتّٰی قَتَلَ مِنْھُمْ ثَمَانِیَۃً وَتِسْعِیْنَ
رَجُلًا فِیْ ثَلٰثَۃِ حَمَلَاتٍ ثُمَّ قَتَلَہٗ عُمَرُ بْنُ صُبَیْحِ الصَّیْدَاوِیُّ وَاَسَدُ بْنُ
مَالِكٍ لَعَنَھُمَا اللہُ پس اُس جری نے رخصت جہاد حاصل کرکے مقابل
لشکر کفار رجز مین چند اشعار پڑھے اور بعد اسکے مثل شیر غضبناک لشکر اعدا پر
حملہ کیا اور تین حملون مین اٹھانوے سوار ستم شعار فی النار کیے یہانتک کہ
عمر بن صبیح صیداوی اور اسد بن مالک نے اُس دلیر کو شہید کیا فَاَقْبَلَ اِلَیْہِ
الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُوَ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَبَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا
وَقَالَ قَتَلَ اللہُ قَاتِلَ اٰلِ عَقِیْلٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
جب امام حسین علیہ السلام نے اُس سعادتمند کو زمین پر گرتے دیکھا بیتابانہ
طرف قتلگاہ کے روانہ ہوے دیکھا کہ وہ نوجوان طرف جنت کے راہی
ہوا اور لاش اُس شہید راہ خدا کی خاک پر پڑی ہے یہ دیکھکر حضرت بہت
روئے اور فرمایا کہ خدا قتل کرے اُن اشقیا کو کہ جن بیرحمون نے اولاد
عقیل کو قتل کیا اور کلمہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ زبان اقدس پر جاری کیا
فَبَرَزَ عَوْنُ بْنُ عَبْدِ اللہِ بْنِ جَعْفَرٍ نَحْوَ الْقَوْمِ فَحَمَلَ عَلَیْھِمْ وَلَمْ یَزَلْ
یُقَاتِلُ حَتّٰی قَتَلَ مِنْھُمْ مِائَۃً وَخَمْسِیْنَ فَارِسًا فَاسْتُشْھِدَ اَمَامَ

الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلام ۔ پس بعد شہادت عبد اللہ بن مسلم کے عون بن عبد اللہ بن جعفر رخصت جہاد لیکر مقابل لشکر اعدا ہوے اور ایک سو پچاس سوار اُس قوم بدکردار سے واصل جہنم کیے یہانتک کہ وہ نوجوان بھی سامنے اپنے ماموں امام حسین ؑ کے شہید ہوا پس اسی طرح محمد بن جعفر اور جوانان بنی ہاشم اور اولاد امیر المومنین علیہ السلام حضرت پر ایک بعد دوسرے کے فدا ہوے اور مظلوم کربلا ہر ایک شہید راہ خدا کی لاش اُٹھا لاتے تھے اور گریہ وبکا کرتے تھے آہ مومنین سُنا آپنے کہ حضرت سب کی لاشین اُٹھا لاتے تھے افسوس اُسوقت یہ سب جوانان بنی ہاشم کہان تھے کہ جب خود مظلوم کربلا ذوالجناح سے ناتوان اور زخمی ہو کر زمین پر منھ کے بل تشریف لائے اور رخسارۂ انور خاک آلودہ ہوا اور بدن اطہر خاک و خون مین غلطان ریگستان گرم پر پڑا تھا اور ایسا کوئی نہ تھا کہ مقتل سے اُٹھا کر خیمگاہ مین لاتا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی الخَدِّ التَّرِیبِ اَلسَّلَامُ عَلَی الشَّیبِ الخَضِیبِ سلام ہو اُس رخسارۂ انور پر کہ جو خاک آلودہ ہوا اور سلام ہو اُس ریش مقدس و سفید پر کہ جو خون بدن سے خضاب ہوئی الا لَعنَۃُ اللہِ عَلَی القَومِ الظّٰلِمِینَ

مجلس سی ام

فِی البِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیہِ السَّلَامُ اَنَّہُ قَالَ لِکُلِّ شَیءٍ ثَوَابٌ اِلَّا الدَّمعَۃَ فِینَا ۔ بحار الانوار مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا اُن حضرت نے کہ ہر عمل خیر کے لیے خداوند عالم نے ثواب

معین و مقرر کیا ہی مگر گریہ و زاری کرنا ہم اہل بیتِ رسالتؑ کی مصیبت پر
بس اسکے ثواب کی کچھ حد مقرر نہین ہی یعنے بیحد و حساب خدا تعالےٰ نے
ثواب اسکے لیے معین و مقرر فرمایا ہی سبحان اللہ کیا مرتبہ ہی ماتمداران
اور گریہ کنندگانِ اہل بیت رسالت کا بس تصور کیجیے کہ کیا وقتِ مصیبت تھا
روز عاشورا مظلوم کربلا پر کہ معصوم فرماتے ہین لَا یَوْمَ کَیَوْمِكَ یَا اَبَا
عَبْدِ اللّٰہِ ای ابو عبد اللہ الحسینؑ کوئی دن مصیبت مین آپکے روز شہادت سے
برابری نہین کر سکتا ہی آہ آہ جب روز عاشورا تمام اصحاب باوفا جناب
سید الشہداؑ کے درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے یہانتک کہ اقربائے اُن حضرت نے
جوانان بنی ہاشم مثل عبد اللہ بن مسلم اور عون بن عبد اللہ بن جعفر اور محمد
بن جعفر طیار اور سب بھائی جناب عباسؑ کے مع محمد بن عباس کے شہید
ہوئے اور نوبت اولاد امام حسنؑ کی آئی فِی الْمَقْتَلِ وَالْبِحَارِ ثُمَّ خَرَجَ بَرَزَ
قَاسِمُ بْنُ الْحَسَنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَهُوَ صَغِیْرٌ لَمْ یَبْلُغِ الْحُلُمَ وَ وَجْهُهٗ
کَالْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ چنانچہ مقتل ابو مخنف و بحار الانوار مین منقول ہی کہ بعد
اسکے جناب قاسم فرزند امام حسن علیہ السلام عازم جہاد ہوئے اور وہ
شاہزادہ والا تبار حدِ بلوغ کو بھی نہ پہونچے تھے اور چہرۂ انور اُنکا مانند
ماہ کامل کے تابان و درخشان تھا فَوَقَفَ بِاِزَاءِ عَمِّہِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ
السَّلَامُ وَ قَالَ یَا عَمِّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ هَا اَنَا بَیْنَ یَدَیْكَ فَاْمُرْنِیْ بِاَمْرِكَ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ بس وہ سامنے اپنے چچا امام حسین علیہ السلام کے کھڑے
ہوئے اور عرض کی کہ ای عم نامدار خدا آپ پر رحمت اپنی نازل کرے یہ جان نثار

حاضری مجھے بھی اجازت جہاد دیجیے فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا بْنَ الْاَخِ اَنْتَ عَلَامَةٌ مِنْ اَخِی الْحَسَنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاُرِیْدُ اَنْ تَبْقٰی لِیْ لِاَتَسَلّٰی بِكَ وَقَالَ یَا وَلَدِیْ اَتَمْشِیْ بِرِجْلِكَ اِلَی الْمَوْتِ پس جناب امام حسین علیہ السلام نے بنگاہ حسرت دیکھکر فرمایا کہ ای فرزند برادر تو نشانی ہی میرے برادر مسموم امام حسن علیہ السلام کی اور مین چاہتا ہون کہ تو باقی رہے کہ تا تیرے سبب سے مجھے تسلّی اور تسکین ہو اور فرمایا کہ ای فرزند کیا تو اپنے پانُونسے طرف موت کے جاتا ہی فَقَالَ الْقَاسِمُ وَكَیْفَ یَا عَمِّ وَاَنْتَ بَیْنَ الْاَعْدَآءِ وَحِیْدًا فَرِیْدًا لَمْ تَجِدْ نَاصِرًا وَلَا مُعِیْنًا جناب قاسم نے عرض کیا کہ ای چچا جان کیونکر مین آمادہ شہادت نہون کہ آپ اسیر وار یکہ و تنہا اعداے ستم شعار مین بے معین و مددگار مبتلا ہو وروی ابو مخنف عن حمید ابن مسلم اِنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَعْدَ قَتْلِ اَصْحَابِهٖ جَعَلَ یُنَادِیْ وَاغُرْبَتَاهُ وَاقِلَّةَ نَاصِرَاهُ اَمَا مِنْ مُعِیْنٍ یُعِیْنُنَا اَمَا مِنْ نَاصِرٍ یَنْصُرُنَا اَمَا مِنْ ذَآبٍّ یَذُبُّ عَنَّا اور ابو مخنف نے حمید بن مسلم سے یون روایت کی ہی کہ امام حسین علیہ السلام نے بعد شہادت تمام اصحاب و انصار کے فریاد و استغاثہ کیا اور فرماتے تھے کہ افسوس کیا عالم مسافرت ہی اور کیا کمی انصار کی ہی آیا کوئی اعانت کرنیوالا ہی کہ ہماری اعانت کرے آیا کوئی نصرت کرنیوالا ہی کہ ہماری نصرت و مدد کرے آیا کوئی دفع کرنیوالا ہی کہ شر اعدا کو ہمسے دور کرے فَخَرَجَ اِلَیْهِ غُلَامَانِ كَاَنَّهُمَا قَمَرَانِ اَحَدُهُمَا اَحْمَدُ وَالْاٰخَرُ الْقَاسِمُ بْنُ الْحَسَنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَهُمَا یَقُوْلَانِ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ مُرْنَا بِاَمْرِكَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ فَقَالَ لَهُمَا

حَامِيًا عَنْ حَرَمِ جَدِّكُمَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ص پس یہ آواز استغاثہ سنکے دو شاہزادے
مثل آفتاب و ماہتاب کے خیمہ سے برآمد ہوے ایک احمد دوسرے قاسم ع
فرزندان امام حسن علیہ السلام اور وہ دونون سرو بوستان رسالت اور
گوہر صدف ولایت اپنے چچا مظلوم کی خدمت مین عرض کرنے لگے کہ اے عم
بزرگوار ہماری طرف متوجہ ہوجیے ہم دونون جان نثار حاضر ہین جو حکم ہو
بجا لائین خدا آپ پر رحمت اپنی نازل کرے حضرت نے فرمایا کہ اے فرزندو
حمایت کرو اپنے جد بزرگوار رسول خدا کے حرم اور اہل بیت کی دروی الشیخ
نَجْمُ الدِّيْنِ وَغَيْرُهٗ اَنَّهٗ سَارَ الْقَاسِمُ نَحْوَ الْاَعْدَآءِ وَهُوَ اَسَدُ الْهَيْجَاءِ
وَاَتٰى فِي الْمَعْرَكَةِ فَحَمَلَ عَلَى الْقَوْمِ حَمْلَةً مُنْكَرَةً وَقَتَلَ مِنْهُمْ مَقْتَلَةً
عَظِيْمَةً چنانچہ شیخ نجم الدین وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اُسوقت جناب
قاسم حضرت امام حسین ع سے رخصت ہوکر مانند شیر غضبناک کے معرکہ قتال مین
تشریف لائے اور لشکر اعدا پر ایسا حملہ کیا کہ لاشہاے اہل کوفہ و شام سے
انبار لگا دیے اور بڑے بڑے نامی پہلوانون کو فی النار کیا فَحَاصَرُوْهُ
مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَمَكَانٍ وَجَرَحُوْهُ بِالسُّيُوْفِ وَالسِّهَامِ وَالسِّنَانِ
فَخَرَّ عَنْ ظَهْرِ جَوَادِهٖ عَلَى الْاَرْضِ پس یہ دیکھکر اُن اشقیا نے حضرت
قاسم کو ہر طرف سے گھیر لیا اور تیر و نیزہ و شمشیر سے ایسا زخمی کیا کہ بسبب
ناتوانی کے مرکب سے بروے زمین آئے فَقَرُبَ مِنْهُ شَيْبَةُ بْنُ سَعْدٍ
الشَّامِيُّ لَعَنَهُ اللّٰهُ فَطَعَنَهٗ بِرُمْحٍ فَنَادٰى يَا عَمَّاهُ اَدْرِكْنِيْ اٰهْ اٰهْ پس
اسی اثنا مین شیبہ بن سعد شامی لعین نے قریب آکر ایک نیزہ پشت اقدس

مارا کہ سینۂ اطہر سے باہر نکلا اور اُسکے صدمہ سے وہ شاہزادہ تڑپنے لگا اور اُسی
حالت کرب مین آواز دی کہ ای چچا جان میری خبر لیجیے کہ ان اشقیانے مجھے
قتل کیا فاقبل الیہ الحسین علیہ السلام مسرعا وقتل من کان حولہ
ثم وثب علی شیبۃ بن سعد فقتلہ وحمل القاسم علی صدرہ وجاء
بہ الی الخیمۃ پس یہ آواز سنکر امام حسین علیہ السلام فوراً اُس شہید راہ خدا
کیطرف روانہ ہوئے اور جو اشقیا کہ گرد اُنکے تھے اُنکو قتل کیا اور شیبہ بن سعد پر
حملہ کرکے اُسکو بھی فی النار کیا اور لاش قاسم کی اپنے سینۂ اطہر سے لگا کر خیمہ گاہ
کیطرف لائے اور لاشہاے بنی ہاشم مین رکھدی اور آپ اُس نور نظر کے سرہانے
بیٹھکر رویا کیے اُسوقت شور گریہ و بکاے اہل بیت رسالت سے گویا قیامت
بپا ہوئی کہ ناگاہ لشکر اعدا سے آواز ہل من مبارز کی بلند ہوئی وفی اکسیر
العبادات ثم برز احمد بن الحسن علیہ السلام ولہ من العمر ستۃ
عشر سنۃ وھو یرتجز قال ثم حمل علی القوم فقاتل حتی قتل منھم
ثمانین رجلا او یزید دون اور اکسیر العبادات مین منقول ہی کہ یہ سنکر
شاہزادہ احمد بن امام حسن علیہ السلام میدان کارزار مین تشریف لائے اور
سن شریف اُنکا سولہ برس کا تھا اور وہ رجز پڑھتے جاتے تھے راوی کہتا ہی
بعد اسکے اُس شاہزادہ نے اُس قوم اعدا پر حملہ کیا یہانتک کہ اُن اشقیا سے
اُسی اشرار یا زیادہ کو فی النار کیا فرجع الی الحسین علیہ السلام وقد
غارت عیناہ فی ام راسہ وھو ینادی یا عماہ ھل من شربۃ
اتقوی بھا علی اعداء اللہ واعداء رسولہ پس وہ شاہزادہ صدمۂ تشنگی

امام حسین علیہ السلام کی حاضر ہوا اور اُسوقت حال اُنکا یہ تھا کہ شدت تشنگی سے
دونون آنکھین کاسۂ سر مین درآئین تھین اور فریاد کرتے تھے کہ ای چچا جان آیا
تھوڑا پانی ہو سکتا ہی تاکہ مجھے قوت ہو جائے جہاد کی دشمنانِ خدا و رسولؐ پر
فَقَالَ لَهٗ یَا ابْنَ اَخِیْ اِصْبِرْ قَلِیْلًا تَلْقٰی جَدَّكَ مُحَمَّدَ نِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یَسْقِیْكَ شَرْبَةً لَا ظَمَأَ بَعْدَهَا پس حضرت نے اُس نوجوان سے
فرمایا کہ ای فرزند برادر تھوڑا صبر کر عنقریب تو ملاقات کریگا اپنے جدّ امجد
رسول خداؐ سے اور وہ جناب تجھے ایسا سیراب کرینگے کہ بعد اُسکے تو کبھی
پیاسا نہو گا فَرَجَعَ وَهُوَ یَرْتَجِزُ ثُمَّ حَمَلَ عَلَی الْقَوْمِ فَقَتَلَ مِنْهُمْ جَمَاعَةً وَ اَلْحَقَهٗ
اللّٰہُ بِاَخِیْہِ اِلَی الْجَنَّةِ پس وہ نوجوان پھر میدان قتال کیطرف آئے اور رجز
پڑھتے ہوئے اُس قوم اعدا پر حملہ کیا اور ایک جماعت کثیرہ کو قتل کیا آہ آہ
یہ دیکھکر اعدا نے اُس جوان کو محاصرہ کیا اور تیر و نیزہ و شمشیر سے زخمی کیا
یہانتک کہ وہ شاہزادہ اُس شدت تشنگی مین شربت شہادت سے سیراب ہوا
اور حق تعالےٰ نے اُنکو بہشت مین اُنکے بھائی قاسم بن امام حسنؑ سے ملحق کیا پس
امام حسین علیہ السلام اُنکی لاش خیمہ گاہ کیطرف لائے اُسوقت کے حال میں
یون لکھا ہی فِی الْمَنَاقِبِ وَغَیْرِہٖ ثُمَّ بَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا حَتّٰی خَرَجْنَ النِّسَاءُ
مِنْ صِغَارِهِنَّ فَرَاَیْتُ مِنْهُنَّ جَارِیَةً حَاسِرَةَ الرَّاْسِ نَاشِرَةَ الشَّعْرِ
تَبْكِیْ وَتَقُوْلُ چنانچہ مناقب وغیرہ مین منقول ہی کہ بعد اُسکے حضرت
شہادت و مفارقت پر یتیمان برادر مسموم کی بشدت روئے یہانتک کہ اہل بیت
اُن حضرت کے بیتاب ہو کر خیمون سے نکل آئے راوی کہتا ہی کہ دیکھا مین نے

آئین سے ایک صاحبزادی کو کہ گریان و نالان با سر عریان مو پریشان در خیمہ پر
آئی اور بحسرت و یاس یہ کہتی تھی یا بن امی قتل اللہ قوماً قتلوک
فجائت وانکبت علیہ فسئلت عنھا فقالوا ھذہ اخت القاسم
ای بھائی میرے ای ماں جائے میرے خداوند قہار قتل کرے اُس قوم اشرار کو
جسنے تجھ سے ماہِ انور کو تشنہ لب قتل کیا اور مجھ یتیمہ کو بے برادر کر دیا پس بیتاب
ہوکے آئین اور منھ کے بھل ایک لاش پر گر پڑین اور اُس سے لپٹ کر بین
جگر خراش کرتی تھین اور زار زار روتی تھین پس مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ
ستم دیدہ کون ہی اُنھون نے کہا کہ یہ خواہر ہی قاسم بن امام حسن علیہ السلام کی
پس جناب امام حسین علیہ السلام نے اُس مظلومہ اور سب مخدرات عصمت کو
تسلی و دلاسا دیکر طرف خیمہ گاہ کے پھیر دیا مگر افسوس ہزار افسوس حالِ
بیکسی پر خواہران امام حسینؑ کے کہ بعد شہادت اُن حضرت کے کوئی اُنکا
دلاسا دینے والا نہ تھا بلکہ اعدانے بکمال عداوت مقنع و چادرین چھین لین
اور خیمون مین آگ لگائی علاوہ اسکے یہ ظلم و ستم تھا کہ شمر لعین تازیانے مارتا تھا
آہ آہ اُسوقت وہ ستم دیدہ مدینہ کیطرف متوجہ ہو کر فریاد کرتی تھین کہ
ای نانا رسول خدا فریاد ہی کہ یہ ظالم ہمپر کیا کیا ظلم و ستم کرتا ہی اور آپکے فرزند کے
غم والم اور ماتم مین رونے سے بھی منع کرتا ہی ہائے افسوس اعدا نے
بکمال عداوت اُن بیکسون کو بے پردہ کیا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہین السلام
علی النسوۃ البارزات سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ
کی گئین اور خیمون سے بظلم و ستم نکالی گئین تلفح وجوھھم حر الھاجرات

آہ چہرے اور رخسارے اُنکے حرارت و تیزی آفتاب سے جلتے تھے الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس سی و یکم

فِی الْمُنْتَخَبِ اَنَّہٗ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّے اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ اَحَبَّ اللہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا وَ اَبْغَضَ اللہُ مَنْ اَبْغَضَ حُسَیْنًا منتخب مین منقول ہی کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ حسینؑ میرا مجھ سے ہی اور مین حسینؑ سے ہون دوست رکھتا ہی خدا اُس شخص کو کہ جو دوست رکھے میرے فرزند حسینؑ کو اور دشمن رکھتا ہی خدا اُس شخص کو کہ جو دشمن رکھے میرے نور عین حسینؑ کو وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا مِنْ بَاکٍ یَبْکِیْ عَلَے الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلَّا وَصَلَ فَاطِمَۃَ وَاَسْعَدَھَا وَوَصَلَ رَسُوْلَ اللہِ وَاَدّٰی حَقَّنَا اَھْلَ الْبَیْتِ اور فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ جو مؤمن روئے مصیبت پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی مگر یہ حسن سلوک اور نیکی یعنے رونا اُس مؤمن کا فرزند فاطمہ زہرا علیہا السلام پر درحقیقت اُن معصومہ کے ساتھ نیکی ہی اور جناب رسول خداصلعم کے ساتھ مراعات کرنا اُنکے حقوق کا ہی اور اُس مؤمن نے گویا حق ہم اہل بیت رسالت کا ادا کیا بس حضرات گریہ و بکا کیجیے اُس مظلوم پر کہ جسکا رونے والا اس دنیا مین نہ ماں ہی اور نہ باپ ہی اور تصور فرمائیے اُن مصائب کا جو روز عاشورا مظلوم کربلا پر گذرے ہین آہ آہ کیسے کیسے عزیز و اقربا اُن حضرت کے سامنے

اُنکے تشنہ لب شہید ہوے فِی المُنتخَب وَ مُحرِقِ القُلُوب وَغیرِهِما اِنَّ القاسِمَ
قالَ لِلحُسَینِ عَلَیهِ السَّلامُ یا عَمِّ لِیَ الاِجازَةُ لِاَمضِیَ اِلیٰ هٰؤُلاءِ
الکَفَرَةِ فَقالَ لَهُ الحُسَینُ یا بنَ الاَخِ اَنتَ عَلامَةٌ مِن اَخِی وَاُرِیدُ
اَن تَبقیٰ لِی لِاَتَسَلّیٰ بِکَ وَلَم یُعطِهِ الاِجازَةَ لِلبَرازِ فَجَلَسَ مَهمُوماً
مَغمُوماً باکِیَ العَینِ حَزِینَ القَلبِ وَاَجازَ الحُسَینُ اِخوَتَهُ لِلبَرازِ
وَلَم یُجِزهُ فَجَلَسَ القاسِمُ مُتَاَلِّماً واضِعاً راسَهُ عَلیٰ رُکبَتَیهِ چنانچہ
منتخب اور محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہی کہ شاہزادہ والاتبار
حضرت قاسم نے خدمت بابرکت جناب امام حسین علیہ السلام میں
عرض کی کہ ای عم نامدار اس جان نثار کو اجازت ہی کہ تا اس فرقہ
کفار کیطرف جاکر جہاد کروں یہ سنکر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ
ای فرزند برادر تو نشانی ہی میرے بھائی مسموم کی اور میں یہ چاہتا ہون
کہ تو باقی رہے کہ تا تیرے سبب سے مجھے تسلی و تسکین ہو اور حضرت نے
اُس نور نظر کو اجازت جہاد نہ دی پس وہ شاہزادہ ناچار محزون و مغموم
روتے ہوے بادل حزین ایک سمت کو علیحدہ بیٹھے اور امام حسین علیہ
السلام نے اُس دلبند کے اور بھائیون کو اجازت جہاد دی اور اُس
شاہزادہ کو اجازت نہ دی پس اس حال سے جناب قاسم رنجیدہ سر انور
ابناز انوہاے اطہر پر رکھکر بحسرت و یاس اسی فکر میں بیٹھے فَذَکَرَ
اَنَّ اَباهُ الحَسَنَ عَلَیهِ السَّلامُ قَد رَبَطَ لَهُ عَوذَةً فِی کَتِفِهِ الاَیمَنِ
وَاَوصیٰ لَهُ یا وَلَدِی اِذا اَصابَکَ الهَمُّ فَعَلَیکَ بِحَلِّ العَوذَةِ

وَقرَاءَتِهَا وَفَهْمِ مَعْنَاهَا وَاعْمَلْ بِكُلِّ مَا تَرَاهُ مَكْتُوبًا فِيهَا پس یاد
آگئی وصیت اپنے پدر بزرگوار امام حسن علیہ السلام کی کہ اُن حضرت نے
بوقتِ رحلت ایک تعویذ داہنے بازو پر باندھا تھا اور وصیت فرمائی تھی
کہ ای فرزند جب کبھی تجھے کوئی رنج وغم اور مصیبت عظمیٰ درپیش ہو تو
تجھے لازم ہی کہ اُسوقت اس تعویذ کو اپنے بازو سے کھولکر پڑھنا اور اُسکا
مطلب خوب سمجھنا اور جو کچھ کہ تو اُسمین لکھا ہوا پاوے اُسپر عمل کرنا فقالَ
الْقَاسِمُ لِنَفْسِهِ مَضَى سِنُونَ عَلَيَّ وَلَمْ يُصِبْنِي مِثْلُ هٰذَا الْأَلَمِ فَحَلَّ
الْعُوذَةَ وَفَضَّهَا وَنَظَرَ إِلَى كِتَابَتِهَا وَإِذَا فِيهَا يَا وَلَدِي قَاسِمُ
أُوصِيكَ أَنَّكَ إِذَا رَأَيْتَ عَمَّكَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي طَفِّ
كَرْبَلَا وَقَدْ أَحَاطَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ فَلَا تَتْرُكِ الْبِرَازَ وَالْجِهَادَ لِأَعْدَاءِ
اللّٰهِ وَأَعْدَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ وَلَا تَبْخَلْ عَلَيْهِ بِرُوحِكَ وَكُلَّمَا نَهَاكَ
عَنِ الْبِرَازِ فَعَاوِدْهُ لِيَأْذَنَ فِي الْبِرَازِ لِتَحُوضَ فِي السَّعَادَةِ الْأَبَدِيَّةِ
پس حضرت قاسم نے اپنے دلمین کہا کہ کئی سال گذرے کہ کوئی مصیبت
آجتک مجھپر مثل اس رنج والم کے لاحق نہین ہوئی ہی پس یہ تصور کرکے
اُس تعویذ کو اپنے بازو سے کھولکر پڑھا دیکھا کہ اُسمین لکھا ہی ای فرزند
ای قاسم مین تمھین وصیت کرتا ہون بتحقیق کہ جب دیکھے تو اپنے عم نامدار
امام حسین علیہ السلام کو روز عاشورا زمین کربلا مین بے معین و مددگار
نرغۂ اعدا مین مبتلا و گرفتار ہین پس ای فرزند اُسوقت قتال و جہاد
دشمنانِ خدا و رسول سے ترک نہ کرنا اور جان اپنی اپنے چچا پر فدا و نثار

کرنا اور ہر چند وہ مظلوم قتل ہونے سے منع کرین تو تم مکرر عرض کرنا اور طالب رخصت
ہونا یہانتک کہ تمھین اجازت جہاد و قتال ملے تاکہ تو سعادت ابدیہ کو فائز ہو
فَقَامَ الْقَاسِمُ فِی سَاعَتِهٖ وَاَتیٰ اِلیٰ عَمِّهٖ وَعَرَضَ مَا کُتِبَ فِیْهَا اَبُوْہُ
فَلَمَّا قَرَأَهَا الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ ذَکَرَ اَخَاهُ الْحَسَنَ ع وَبَکیٰ بُکَاءً
شَدِیْدًا پس اُس تعویذ کو پڑھکر حضرت قاسم اُسیوقت کھڑے ہوکر اپنے
چچا کی خدمت مین مع وصیّت نامہ کے حاضر ہوئے اور جو کچھ کہ اُسمین اُنکے
پدر بزرگوار نے تحریر فرمایا تھا عرض کیا پس جب جناب امام حسین علیہ السلام نے
اُس وصیت نامہ کو پڑھا تو اپنے برادر مسموم امام حسن علیہ السلام کو یاد کرکے
بشدت روئے وَنَادیٰ بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ وَتَنَفَّسَ الصُّعَدَاءَ وَقَالَ لَهٗ
یَا وَلَدِیْ هٰذِهِ الْوَصِیَّةُ لَکَ مِنْ اَبِیْکَ وَعِنْدِیْ وَصِیَّةٌ اُخْرٰی
مِنْهُ لَکَ وَلَابُدَّ مِنْ اِنْفَاذِهَا فَمَسَکَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلیٰ
یَدِی الْقَاسِمِ وَاَدْخَلَهُ الْخَیْمَةَ وَطَلَبَ عَوْنًا وَعَبَّاسًا اور صدا واویلاہ
واثبوراہ کی بلند کی اور ایک آہ سرد کھینچی اور جناب قاسم سے فرمایا کہ
ای فرزند یہ وصیت تمھارے پدر بزرگوار نے تمکو فرمائی ہی اور مجھسے جو وصیت
تمھارے بارہمین فرمائی ضرور ہی کہ مین اُسے آج عمل مین لاؤن یہ فرماکر
امام حسین علیہ السلام نے ہاتھ قاسم کا پکڑکے خیمہ حرم محترم مین تشریف لائے
اور اپنے برادر حق شناس جناب عباس اور عون کو طلب فرمایا وَقَالَ
لِاُمِّ الْقَاسِمِ اَلَیْسَ لِلْقَاسِمِ ثِیَابٌ جُدُدٌ قَالَتْ لَا فَقَالَ لِاُخْتِهٖ زَیْنَبَ
اِیْتِیْنِیْ بِالصُّنْدُوْقِ فَاَتَتْهُ بِهٖ وَوَضَعَ بَیْنَ یَدَیْهِ فَفَتَحَهٗ وَاَخْرَجَ مِنْهُ دِرْعَ

قَبَاءَ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَلْبَسَهُ الْقَاسِمَ وَلَفَّ عِمَامَتَهُ عَلٰى رَاسِهٖ
پس حضرت نے مادر قاسم سے فرمایا کہ آیا قاسم کا کچھ نیا لباس ہی مادر قاسم نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ کچھ نہین ہی یہ سُنکر حضرت نے اپنی بہن زینب خاتون سے فرمایا کہ ای بہن صندوق پوشاک کا لاؤ پس حسب الارشاد صندوق حاضر کر کے سامنے حضرت کے رکھا پس حضرت نے اُس صندوق کو کھولکر قبا امام حسن علیہ السلام کی نکالی اور اپنے دست مبارک سے جناب قاسم کو پہنائی اور عمامہ اپنے برادر مسموم کا سر پر اُس نور نظر کے باندھا فَمَسَكَ بِيَدِ ابْنَتِهِ اللَّتِي كَانَتْ مُسَمَّاةً لِلْقَاسِمِ فَعَقَدَ لَهُ عَلَيْهَا وَاَخَذَ بِيَدِ الْبِنْتِ وَوَضَعَهَا بِيَدِ الْقَاسِمِ وَخَرَجَ عَنْهُمَا فَعَادَ الْقَاسِمُ يَنْظُرُ ابْنَةَ عَمِّهٖ وَيَبْكِيْ اِلٰى اَنْ سَمِعَ الْاَعْدَاءَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ پس بنابر روایت صاحب مجالس مفجعہ علیہ الرحمہ حضرت نے اپنی اُس صاحبزادی کا ہاتھ جو سابق سے منسوب بشاہزادہ قاسم تھین اپنے ہاتھ مین لیا اور اُس فرزند برادر سے عقد صحیح پڑھا اور ہاتھ اُس صاحبزادی کا ہاتھ مین جناب قاسم کے دیا گویا امانت اُنکے سپرد کر کے باہر تشریف لائے آہ مومنین منجملہ شدائد دنیا کے بیٹی کا ہوتا بھی ہی کہ ایسے وقتِ مصیبت مین انفاذ وصیت حضرت نے فرمائی یہ بھی ایک مصیبت مصائب مظلوم کربلا سے ہی شاید یہ بھی وجہ ہو کہ حضرت جانتے تھے اسلیے امت مخدرات عصمت کو بیوہ و اسیر کر کے دربار یزید شرابخوار مین لیجائینگے اور یہ وختر بمصلحت بیوہ نہین شامل ہو تا یہ مصیبت بھی باقی نرہے آہ آہ خاتمہ مصائب کا مظلوم کربلا پر ہو آنو ضکہ

جناب قاسم بعد اسکے بحسرت و یاس اپنی بنت عم کیطرف دیکھتے تھے اور بشدت
روتے جاتے تھے یا ناگاہ کہ لشکر اعداسے آواز ہل من مبارز کی سُنی فرمی بید
زَوجَتِہٖ وَ اَرَادَ القَاسِمُ اَن یَّخرُجَ مِنَ الخَیمَۃِ فَجَذَبَت ذَیلَہٗ وَمَانَعَتہُ
عَنِ الخُرُوجِ فَقَالَ لَھَا القَاسِمُ خَلِّی ذَیلِی فَاِنَّ عِرسَنَا اَخَّرنَاہُ اِلَی الاٰخِرَۃِ
پس جناب قاسم نے یہ آواز سنکر اپنی زوجہ سے ہاتھ چھڑایا اور ارادہ خیمہ سے
باہر آنیکا کیا پس اُس صاحبزادی نے دامن بسبب شرم و حیا کے پکڑ لیا گویا
میدان قتال مین جانے سے منع کیا جناب قاسم نے فرمایا کہ ای بنت عم دامن
میرا چھوڑ دو اور تحصیل سعادت ابدی سے مانع نہو کہ محل تاخیر کا نہین ہی
اور اب عروسی ہماری آخرت پر رہی فَبَکَت وَقَالَت اَنتَ تَقُولُ ھٰذَا
فَبِاَیِّ عَلَامَۃٍ اَعرِفُکَ یَومَ القِیٰمَۃِ فَقَطَعَ القَاسِمُ کُمَّہٗ وَاَعطَاہُ بِھَا
وَقَالَ اَعرِفِینِی بِھٰذَا یَومَ القِیٰمَۃِ فَانفَجَعَ اَھلُ البَیتِ بِالبُکَآءِ لِفِعلِ
القَاسِمِ وَبَکَوا بُکَآءً شَدِیدًا وَنَادَوا بِالوَیلِ وَالثُّبُورِ پس یہ سنکر
وہ صاحبزادی بشدت روئین اور آہستہ اتنا کہا تم کہتے ہو کہ عروسی ہماری
اب آخرت پر رہی اور آمادہ شہادت ہو کر جاتے ہو تو پھر کس علامت سے
روز قیامت کو تمھین پہچانونگی یہ سُنکر جناب قاسم نے آستین اپنی قطع
کر دی اور فرمایا کہ اس نشانی سے مجھے عرصہ محشر مین پہچان لینا پس یہ حال
حضرت قاسم کا دیکھکر سب اہلبیت رسالت بشدت رونے لگے اور صدا
واویلاہ واثبوراہ کی بلند ہوئی وَقِیلَ فَمَسَکَ یَدَہٗ وَضَرَبَھَا عَلٰی
رُدنِہٖ وَقَطَعَھَا وَقَالَ اَعرِفِینِی بِھٰذَا الرُّدنِ المَقطُوعَۃِ اور ایک

روایت مین یون وارد ہوا ہی کہ آستین اپنی شانہ سے پارہ کرکے کہا کہ اِس علامت سے بروز قیامت پہچان لینا فخرج القاسم واستاذن من عمہ فبکے الحسین علیہ السلام وضمہ الی صدرہ ثم البسہ ثیابہ بصورۃ الکفن پس جناب قاسم خیمہ سے برآمد ہوکر اپنے عم نامدار سے طالب رخصت ہوے جناب امام حسین علیہ السلام نے اُس نور نظر کو روتے ہوے اپنے سینۂ اطہر سے لگایا بعد اُسکے اُس فرزند کو لباس بصورت کفن پہنایا یعنے گریبان پیراہن کو قطع کیا اور عمامہ سرانور پر اُس پارۂ جگر کے بطور عمامۂ میت کے باندھا اور دونون گوشہ اُسکے سینۂ اقدس پر اُس شاہزادے لٹکائے کیون مومنین جب حضرت نے وہ علامت ملاحظہ فرمائی ہوگی تو شاید یہی وجہ ہو کہ تین علامت ونشان واسطے شناخت کے کردیے گریبان چاک کیا اور تحت الحنک باندھا اور رداکو بصورت کفن کے پہنایا وشد سیفہ بوسطہ ورکبہ علے العقاب فنظر الیہ نظرۃ آئس منہ وقال استودعک اللہ اور حضرت نے اُس فرزند دلبند کی کمر پر ایک تلوار باندھی اور اسپ عقاب پر سوار کیا اور از سرتاپا طرف اُس ماہ لقا کے بحسرت ویاس دیکھا اور فرمایا کہ ای فرزند مین نے تمھین خداے عزوجل کے سپرد کیا فوقف القاسم بازاء القوم وتوجہ الی عمر بن سعد لعنہ اللہ وقال لہ یابن سعد اما تخاف اللہ اما تراقب اللہ یا اعمی القلب اما تراعی رسول اللہ پس جناب قاسم رخصت جہاد حاصل کرکے مسلح ہوکر میدان کارزار مین سامنے لشکر

کفار کے کھڑے ہوے اور عمر سعد کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ای عمر سعد خداوند
قہار سے نہین ڈرتا ہی اور اُسکے عذاب کا خوف نہین رکھتا ہی ای کور باطن کیا
جناب رسول خدا کے حقوق کی بھی رعایت نہین کرتا ہی فقال عمر بن سعد
اما کفاکم التجبر اما تطیعون یزید فقال القاسم لاجزاك الله
خیرا تدعی الاسلام وال رسول الله عطشا ناظما نا قد اسودت
الدنیا باعینهم پس یہ سنکر عمر سعد نے جواب دیا کہ آیا تمھین ابھی تک تجبر
وتکبر نے کفایت نہین کی یعنے اُس شقی نے کہا اسی تابر نے تم بنی ہاشم کو اس
حال کو پہونچایا اور پھر باز نہین آتے ہو یہ کلام بے ادبانہ سنکر جناب قاسم نے
فرمایا کہ ای ملعون خداے عزوجل تجھے بعوض اس کلام کے سزاے بد دے
کہ تو دعواے اسلام کرتا ہی اور اولاد جناب رسول خدا پیاسی ہی اور
شدت تشنگی سے دنیا انکی نظرون مین سیاہ وتاریک ہورہی ہی وفی
بحر المصائب قال له یا ابن سعد تمنع من ذلك الماء المباح اولاد
الرسول وعترة البتول ایها الملعون ما تقول للرسول المصطفی
اذا سألك لم ظلمتنی فی ذریتی اور بحر المصائب مین یون منقول ہی
کہ حضرت قاسم نے فرمایا کہ ای ابن سعد تو منع کرتا ہی اس آب مباح سے
اولاد رسول خدا اور ذریت بتول عذرا کو کہ وہ شدت تشنگی سے ہلاک
ہوتے ہین پس ای ملعون کیا جواب دیگا تو جناب رسالت مآب کو جب
وہ حضرت بروز قیامت تجھ سے پوچھین گے کہ ای بحیا کسلیے میری ذریت پر
ناحق ظلم کیا فسکت الملعون ولم یرد جوابا وقال لاصحابه یا قوم

اَتَعلَمُونَ مَن ھٰذَا الصَّبِیُّ قَالُوا لَا پس یہ سنکر وہ لعین ساکت رہا اور کچھ جواب نہ دیا اور اپنے رفقا کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ ای قوم تم جانتے ہو کہ یہ لڑکا کون ہی اُن اشقیا نے جواب دیا کہ ہم نہین جانتے ہین قَالَ لَھُم عُمَرُ بنُ سَعدٍ ھٰذَا قَاسِمُ بنُ الحَسَنِ بنِ عَلِیٍّ ع وَلَہٗ شَجَاعَۃٌ مِّن اٰبَائِہٖ فَلَا تُبَارِزُوہُ وَاحِدًا وَّاحِدًا بَل اِحمِلُوا عَلَیہِ جَمِیعًا دَفعَۃً وَّاحِدَۃً پس عمر سعد نے اُن اشقیا سے کہا کہ یہ قاسم بن حسن بن علی علیہما السلام ہین اور فصاحت و شجاعت مین مثل اپنے آبا و اجداد کے ہین خبردار ایک ایک شخص تم مین سے اس شیر دلاور سے مقابل ہونا بلکہ ایک دفعہ اس جری پر حملہ کرو فَنَادَی القَاسِمُ ھَل مِن مُّبَارِزٍ یَّاتِینِی فِی مَیدَانِ القِتَالِ وَھُوَ یَرتَجِزُ بِھٰذَا المَقَالِ پس یہ شقاوت اُن اشقیا کی دیکھکر جناب قاسم نے آواز دی کہ آیا کوئی شخص تم مین ایسا ہی کہ ہمارے مقابل میدان قتال مین آئے اور اُسوقت وہ دلیر و جرار یہ رجز پڑھتا تھا ع

اِن تُنکِرُونِی فَاَنَا ابنُ الحَسَنِ ع	سِبطُ النَّبِیِّ المُصطَفٰی المُؤتَمَنِ
ھٰذَا حُسَینٌ کَالاَسِیرِ المُرتَھَنِ	بَینَ اُنَاسٍ لَّا سُقُوا صَوبَ المُزُنِ

ای اشقیاے کوفہ و شام جو تم مین سے میرے نام و نسب سے واقف ہی وہ واقف ہی اور جو نہین جانتا ہی وہ اب جانے کہ مین ہون قاسم بن امام حسن علیہ السلام جو نواسے تھے جناب رسول خداؐ کے اور یہ عم نامدار میرے امام حسین علیہ السلام کہ جنکو تم اشقیا نے مانند اسیرونکے بیکس و ناچار کر رکھا ہی مع اطفال خرد سال تشنہ لب ہین اور تمنے اُن حضرت کے

پانی بند کردیا حق سبحانہ تعالےٰ عوض اس ظلم و ستم کے تم سبکو اپنے ابر رحمت سے
سیراب نہ کرے پس عمر سعد لعین نے یہ سنکر اپنے افسران لشکر کو آواز دی
کہ کوئی تم مین ایسا نہین ہی کہ اس طفل ہاشمی کا سر کاٹ کرے آوے فَخَرَجَ
مِنْھُمْ رَجُلٌ یُعَدُّ بِاَلْفِ فَارِسٍ فَقَتَلَہُ الْقَاسِمُ وَکَانَ لَہٗ اَرْبَعَۃُ
اَوْلَادٍ پس یہ سنکر ایک بیجیا اُن اشقیا سے کہ اہل کوفہ اُسکو برابر ہزار سوار کے
جانتے تھے سامنے شاہزادہ قاسم کے آیا اور آتے ہی ایک تلوار اُس دلیر پر
لگائی اور جناب قاسم نے وہ ضربت اُس بدبخت کی سپر پر روک کر تلوار ایسی
اس صفائی سے لگائی کہ سر اُس خیرہ سر کا مثل خیار تر زمین پر گر پڑا اور وہ
ملعون داخل جہنم ہوا اور اُس ملعون کے چار بیٹے اُس معرکہ مین حاضر تھے
فَخَرَجُوْا اِلَی الْمُبَارَزَۃِ الْقَاسِمِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ فَجَعَلَھُمْ مَقْتُوْلِیْنَ
پس یہ حال دیکھکر چارون شقی غضبناک ہوکر آمادہ کارزار ہوے اور ایک
بعد دوسرے کے جناب قاسم پر حملہ آور ہوے آخر کار ہاتھ سے اُس شاہزادہ
والا تبار کے چارون شقی فی النار ہوے ثُمَّ ضَرَبَ الْقَاسِمُ فَرَسَہٗ بِسَوْطٍ
وَعَادَ یَقْتُلُ بِالْفُرْسَانِ اِلٰی اَنْ ضَعُفَتْ قُوَّتُہٗ فَھَمَّ بِالرُّجُوْعِ اِلَی
الْخَیْمَۃِ وَاِذَا بِاَزْرَقِ الشَّامِیِّ قَدْ قَطَعَ عَلَیْہِ الطَّرِیْقَ وَعَارَضَہٗ
بعد اسکے جناب قاسم نے سمند تیز رفتار کو میدان کارزار مین جولان دیکر اسکو
ایک تازیانہ لگایا اور رجوع کیا قتل سواران اشقیا کی طرف اور بکثرت اعدا کو
قتل کیا یہانتک کہ ناتوان ہوگئے پس اُس شاہزادہ نے قصد رجوع کا طرف
خیمگاہ کے کیا کہ یکایک ایک پہلوان نامی کہ نام اُس ملعون کا ازرق شامی تھا

سدِ راہ ہوا اور وہ مغرور بقصد جنگ و کارزار مقابل شاہزادۂ والاتبار ہوا
فَلَمَّا رَاٰہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِسْتَعْبَرَ وَدَعٰی عَلَیْہِ وَدَعٰی
لِنُصْرَۃِ ابْنِ اَخِیْہِ پس جب جناب امام حسین علیہ السلام نے اُس ملعون کو
مقابل اُس فرزند کے دیکھا اشک چشم انور میں بھر لائے اور اُس شقی کے لیے
بد دعا کی اور جناب باری میں واسطے نصرت اپنے فرزند برادر کے دست
بدعا ہوئے فَلَمَّا اَرَادَ الْمَلْعُوْنُ اَنْ یَضْرِبَ فَضَرَبَہُ الْقَاسِمُ سَیْفَہٗ
عَلٰی اُمِّ رَاْسِہٖ وَقَتَلَہٗ پس جب اُس ملعون نے گھوڑا بڑھا کر چاہا کہ سرِ انور پر
اُس شاہزادہ کے تلوار لگائے یہ دیکھکر جناب قاسم نے اپنی سیف آبدار
سر پر اُس نابکار کے اس صفائی سے ماری کہ وہ بانیٔ فتنہ و شر زمین پر گر کر
واصل سقر ہوا وَسَارَ الْقَاسِمُ اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ یَا عَمَّاہُ
اَلْعَطَشُ الْعَطَشُ اَدْرِکْنِیْ بِشَرْبَۃٍ مِّنَ الْمَآءِ فَصَبَّرَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ
السَّلَامُ وَاَعْطَاہُ خَاتَمَہٗ وَقَالَ حُطَّہٗ فِیْ فَمِکَ وَمُصَّہٗ بعد اِسکے
شاہزادہ قاسم خدمت مین امام حسین علیہ السلام کی حاضر ہوئے اور عرض کیا
کہ اے عم بزرگوار شدت تشنگی مجھے ہلاک کرتی ہے آیا تھوڑا سا پانی ہو سکتا ہے
امام حسین علیہ السلام نے یہ سنکر امر بصبر فرمایا اور اپنی انگشتری عطا کی
اور فرمایا کہ اس انگوٹھی کو منہ مین اپنے رکھو اور چوسو کہ تا تسکین ہو قَالَ
الْقَاسِمُ فَلَمَّا وَضَعْتُہٗ فِیْ فَمِیْ کَاَنَّہٗ عَیْنُ مَآءٍ فَارْتَوَیْتُ وَانْقَلَبْتُ
اِلَی الْمَیْدَانِ جناب قاسم فرماتے ہین کہ جب مین نے وہ انگشتری اپنے
منہ مین رکھی تو باعجاز حضرت کے گویا ایک چشمۂ آب شیرین انگشتری سے

جاری ہوا یہانتک کہ مین سیراب ہوا اور میدان قتال کیطرف آیا راوی کہتا ہے
کہ اِس حملہ مین اُس شیر دلیر نے ساٹھ شقی بروایتے دو سو نفر کو فی النار کیا
قَالَ حُمَیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثُمَّ جَعَلَ هِمَّتَهُ عَلٰی حَامِلِ لِوَاءِ عَسْکَرِ الْاَعْدَاءِ حمید
بن مسلم کہتا ہی کہ بعد اُسکے اُس شیر دلاور نے علمدار لشکر اعدا پر حملہ کیا اور چاہا کہ
اُسے قتل کرین فَاَحَاطُوْا مِنْ کُلِّ جَانِبٍ وَ مَکَانٍ وَ رَمَوْهُ بِالسِّهَامِ وَطَعَنُوْهُ
بِالرِّمَاحِ وَالسِّنَانِ حَتّٰی وَقَعَ الْوَلَدُ عَلَی الْاَرْضِ وَنَادٰی یَا عَمَّاهُ اَدْرِکْنِیْ
پس اُن اشقیا نے ہر طرف سے اُس شاہزادہ کو گھیر لیا اور تیر و نیزہ اور شمشیر سے
زخمی کیا یہانتک کہ مجروح ہو کر وہ شاہزادہ مرکب سے زمین پر گرا اُسوقت
آواز دی کہ اے عم نامدار میری خبر لیجیے کہ اِن اشقیا نے مجھے قتل کیا ہی فَجَاءَ الْحُسَیْنُ
عَلَیْهِ السَّلَامُ بِالسَّیْفِ کَالصَّقْرِ الْمُنْقَضِّ فَتَخَلَّلَ الصُّفُوْفَ فَضَرَبَ عُمَرَ وَ
قَاتِلَهٗ وَحَمَلَتْ خَیْلُ اَهْلِ الْکُوْفَةِ لِیَسْتَنْقِذُوْهُ مِنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ
السَّلَامُ فَجَرَحَتْهُ الْخُیُوْلُ بِحَوَافِرِهَا پس یہ سنکر جناب امام حسین علیہ
السلام تلوار علم کیے ہوے مانند شیر غضبناک کے اُن اشقیا پر حملہ آور ہوے
اور صفوف لشکر کو پریشان کر کے عمر بن سعد ازدی قاتل جناب قاسمؑ کو
ایسی ایک ضرب لگائی کہ وہ شقی گرا اُسوقت ایک جماعت اہل کوفہ نے
حملہ کر کے چاہا کہ عمر کو حضرت سے بچالین اسی ارادہ سے گھوڑے اپنے
دوڑائے آہ مومنین اُسوقت سے اُن سواروں کے بدن انور حضرت
قاسمؑ کا زخمی اور پامال سم اسپان ہوا اور سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے
اس مقام پر یوں روایت کی ہی کہ وہ لاش جو اُسوقت پامال ہوئی قاتل

حضرت قاسم یعنے عمر بن سعد از دی لعین کی تھی فَلَمَّا انْجَلَتِ الْغَبَرَةُ وَجَدَ
الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ يَفْحَصُ بِرِجْلَيْهِ التُّرَابَ پس جب امام حسین
علیہ السلام نے اُن اشقیا کو وہان سے ہٹا دیا اور گرد و غبار فرو ہوگیا دیکھا
کہ بدن انور اُس پارۂ جگر کا زمین گرم پر پڑا ہی اور حالت کرب و تکلیف مین
ایڑیان زمین پر رگڑتا ہی فَبَكٰى بُكَاءً شَدِيْدًا وَقَالَ يَا بُنَيَّ قَتَلَ اللهُ قَوْمًا
قَتَلُوْكَ يَعِزُّ وَاللهِ عَلٰى عَمِّكَ اَنْ تَدْعُوْهُ فَلَا يُجِيْبُكَ پس حضرت
صورت اُس شہید راہ خدا کی بنگاہ حسرت دیکھتے تھے اور بشدت روتے تھے
اور فرماتے تھے کہ خدا قتل کرے اُن اشقیا کو کہ جنھون تجھ سے ماہ انور کو
ناحق قتل کیا ای نور نظر قسم بخدا بہت دشوار ہی تیرے چچا پر کہ تو واسطے نصرت کے
پکارے اور ہم سے مدد تیری نہو سکے فَبَيْنَا كَذٰلِكَ اِذَا مَاتَ الْقَاسِمُ فَحَمَلَهُ
الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى صَدْرِهٖ وَاَقْبَلَ اِلَى الْخَيْمَةِ پس امام حسین
علیہ السلام ابھی سرہانے حضرت قاسمؑ کے رو رہے تھے کہ وہ شاہزادہ
دنیا سے رحلت کر گیا آہ مومنین اُسوقت تابوت تو نہ تھا پھر مظلوم کربلا نے
کیا کیا منقول ہی کہ لاش حضرت قاسمؑ کی اپنے سینۂ اطہر سے لگا کر طرف
خیمہ گاہ کے روانہ ہوئے قَالَ حُمَيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رِجْلَيِ
الْغُلَامِ يَخُطَّانِ عَلَى الْاَرْضِ فَجَاءَ بِهٖ حَتّٰى اَلْقَاهُ بَيْنَ الْقَتْلٰى مِنْ
اَهْلِ بَيْتِهٖ حمید بن مسلم کہتا ہی کہ اُسوقت دیکھا مین نے کہ امام حسین علیہ
السلام ایسے مضطر تھے کہ لاش اُس فرزند کی سنبھل نہ سکتی تھی اور پاؤن
قاسم کے زمین پر لٹکتے جاتے تھے یہانتک کہ اُسی طرح لاش اُس شہید راہ

خدائی لاشہاے شہداے اہل بیت مین رکھدی اور آپ مظلوم کربلا بشدت روئے
آہ مومنین اسوقت لاش اُس شاہزادہ کی دیکھکر اہل حرم کا کیا حال ہوا ہوگا
راوی کہتا ہی کہ اُسوقت مادر قاسم اور عروس اُس شاہزادہ کی اور تمام
اہل حرم زار زار روئے کہ اُنکے شور گریہ وبکا سے گویا قیامت بپا تھی الا
لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس سی و دوم

فی الامالی والخصال ان علی بن الحسین علیہما السلام نظر الے
عبید اللہ بن عباس بن علی بن ابیطالب علیہ السلام واستعبر
امالی اور خصال اور اقبال مین منقول ہی کہ ایک مرتبہ جناب امام زین العابدینؑ
علیہ السلام نے طرف عبید اللہ بن عباس بن علی بن ابیطالب علیہ السلام کے
بحسرت نگاہ کی اور اشک چشمہاے انور مین بھر لائے وقال ما من یوم
اشد علے رسول اللہ صمن یوم احد قتل فیہ الحمزۃ بن عبد المطلب
اسد اللہ واسد رسولہ اور فرمایا کہ جناب رسالتمآبؐ پر کوئی دن
مصیبت کا سخت تر جنگ احد سے نہین گذرا کہ اُسدن اسد اللہ اور اسد رسول
جناب حمزہ بن عبد المطلب ہاتھ سے اعداے دین کے شہید ہوے وبعدہ
یوم موتہ قتل فیہ ابن عمہ جعفر بن ابیطالبؑ اور بعد اُس روز کے
جناب رسول خداؐ پر وہ روز سخت گذرا کہ جس روز ابن عم اُن حضرت کے
جناب جعفر بن ابیطالبؑ شہید ہوے ثم قال ولا یوم کیوم الحسین علیہ
السلام اذ دلف الیہ ثلثون الف رجل یزعمون انہم من ہذہ

الاُمّۃِ کُلٌّ یتقرّبُ اِلی اللہِ بِدَمِہٖ بعد اسکے فرمایا کہ بہ سخت ترین ایام مصائب جناب رسول الثقلین پر وہ روز تھا کہ جس روز تیس ہزار اشقیا نے میرے پدر مظلوم جناب امام حسین علیہ السلام کو محاصرہ کیا اور وہ اعدا اپنے تئین بزعم باطل اُمّت رسول خدا سے جانتے تھے اور ہر ایک لعین قتل کرنا اُن حضرت کا باعث ثواب اور قرب و منزلت اپنا خدا سے جانتا تھا وَھُوَ بِاللہِ یُذَکِّرُھُم فَلَا یَتَّعِظُوْنَ حَتّٰی قَتَلُوْہُ بَغْیًا وَظُلْمًا وَعُدْوَانًا حالانکہ وہ جناب ہر ایک بجہال کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے اور عذاب خدا و ند قہار سے ڈراتے تھے مگر کوئی سنگدل راہ راست پر نہ آیا یہانتک کہ اُس امام مظلوم کو بظلم و ستم اور عناد شہید کیا ثُمَّ قَالَ رَحِمَ اللہُ الْعَبَّاسَ فَلَقَدْ اٰثَرَ وَاَبْلٰی وَفَدٰی بِنَفْسِہٖ اَخَاہُ حَتّٰی قُطِعَتْ یَدَاہُ پھر فرمایا حضرت نے کہ حق سبحانہ تعالی رحمت اپنی نازل کرے میرے چچا عباس بن علی علیہ السلام پر کہ اُن حضرت نے روز عاشورا جان اپنی اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام پر فدا کی اور جبتک زندہ رہے نصرت و مدد اور حفاظت و حمایت اُن حضرت کی کرتے رہے یہانتک کہ اُس علمدار کے ہاتھ اشقیا نے قطع کیے فَاَبْدَلَہُ اللہُ تَعَالٰی بِھِمَا جَنَاحَیْنِ یَطِیْرُ بِھِمَا مَعَ الْمَلٰٓئِکَۃِ فِی الْجَنَّۃِ کَمَا جَعَلَ لِجَعْفَرِ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ پس حق سبحانہ تعالے نے حضرت عباسؑ کو عوض دستہاے بریدہ کے دو شہپر عطا فرمائے کہ وہ حضرت اُن شہپرون سے ہمراہ ملائکہ کے جنت مین پرواز کرتے ہین جسطرح سے خداوند عالم نے حضرت جعفر طیار کو دو شہپر عنایت فرمائے ہین وَاِنَّ لِلْعَبَّاسِ عِنْدَ اللہِ تَعَالٰے

مَنْزِلَةً يَغْبِطُهُ بِهَا جَمِيعُ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور نزدیک خداوند عالم کے
واسطے حضرت عباسؑ کے وہ قدر و منزلت ہی کہ اُن درجات عالیہ کو تمام
شہدا بروز قیامت دیکھکر غبطہ کرینگے پس حضرات جو وفاداری اور جان
نثاری کہ روز عاشورا حضرت عباسؑ نے اپنے برادر مظلوم امام حسین علیہ
السلام سے کی ہی وہ مروت و وفا کسی بھائی نے اپنے بھائی سے اور کسی غلام نے
اپنے آقا سے کم کی ہوگی یہانتک کہ نصرت و مدد مین اُن حضرت کی شانے
اپنے کٹوائے اور جان عزیز فرزند رسول خداؐ پر باوجود تشنہ لبی کے
فدا کی فِي الْبِحَارِ وَغَيْرِهِ اَنَّهُ لَمَّا رَأَى الْعَبَّاسُ وَحْدَتَهُ اَتٰى اَخَاهُ
فَحَمَلَ الرَّايَةَ وَقَالَ لِاَخِيْهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا اَخِيْ هَلْ مِنْ رُخْصَةٍ
چنانچہ بحار الانوار وغیرہ مین منقول ہی کہ جب اصحاب و اقربا مظلوم کربلا کے
درجۂ شہادت پر فائز ہوچکے اور حضرت عباسؑ نے تنہائی اور بیکسی اپنے
بھائی کی مشاہدہ کی اور مشتاق لقاے پروردگار ہوکر خدمت مین اپنے
برادر مظلوم کی حاضر ہوے پس اُس علمدار نے علم دوش مبارک پر رکھا
اور اپنے برادر نامدار امام حسین علیہ السلام سے عرض کی کہ ای برادر مظلوم
میرے آیا مجھے رخصت جہاد ہی فَبَكَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بُكَاءً شَدِيْدًا
حَتّٰى ابْتَلَّتْ لِحْيَتُهُ بِالدُّمُوْعِ وَقَالَ يَا اَخِيْ كُنْتَ الْعَلَامَةَ مِنْ عَسْكَرِيْ
وَمَجْمَعَ عَدَدِنَا پس یہ سنکر امام حسین بشدت روئے یہانتک کہ ریش اطہر
اشکون سے تر ہوئی اور فرمایا ای عباس تم علامت و نشان میرے لشکر کے
ہو یعنے ابتو علمدار لشکر اور لشکر تمہین ہو فَاِذَا اَنْتَ غَدَوْتَ اِلَى الْجِهَادِ

يُؤُلُ جُمُعُنَا اِلَى الشَّتَاتِ وَعِمَارَتُنَا تَنْبَعِثُ اِلَى الْخَرَابِ بس ای عباس اگر تم واسطے جہاد کے جاؤگے اور قتل ہوگے تو اب جماعت ہماری بالکل پریشان اور عمارت وآبادی ہماری ویران وبرباد ہوجاویگی فَقَالَ الْعَبَّاسُ فِدَاكَ رُوحِي يَا سَيِّدِي قَدْ ضَاقَ صَدْرِي مِنْ حَيٰوةِ الدُّنْيَا فَاُرِيْدُ اَنْ اٰخُذَ الثَّارَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْمُنَافِقِيْنَ یہ سنکر حضرت عباسؑ نے عرض کیا کہ ای سید وآقا میرے جان میری فدا ہو آپ پر اب اس ظلم وستم اعدا سے مین دلتنگ ہون اور حیات دنیا شاق ہی چاہتا ہون کہ ان منافقین سے عوض خون ناحق ریختہ اپنے اقربا کا لون فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا غَدَوْتَ اِلَى الْجِهَادِ فَاطْلُبْ لِهٰؤُلَاءِ الْاَطْفَالِ قَلِيْلًا مِنَ الْمَاءِ پس امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ ای عباس اگر یہی تمھاری خوشی ہی کہ واسطے جہاد کے جاؤ پس تھوڑا سا پانی واسطے ان اطفال کے طلب کرو کہ یہ شدت تشنگی سے ہلاک ہورہے ہین قَالَ فَلَمَّا اَجَازَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخَاهُ الْعَبَّاسَ لِلْبِرَازِ بَرَزَ كَالْجَبَلِ الْعَظِيْمِ وَقَلْبُهُ كَالطَّوْدِ الْجَسِيْمِ راوی کہتا ہی کہ جب امام حسین علیہ السلام نے اپنے برادر حق شناس حضرت عباسؑ کو اجازت جہاد وقتال دی تو وہ شیر دلاور میدان کارزار مین تشریف لائے اسطرح سے کہ استقلال مین مثل کوہ عظیم اور قلب اقدس مانند جبل بزرگ کے مطمئن تھا لِاَنَّهُ كَانَ فَارِسًا هُمَامًا وَبَطَلًا ضِرْغَامًا وَكَانَ جَسُوْرًا عَلَى الطَّعْنِ وَالضَّرْبِ فِي مَيْدَانِ الْكِفَاحِ اسلیے کہ وہ جناب بڑے

شجاع اور بہادر اور جری و دلاور تھے اور آداب حرب و ضرب میدان کارزار سے بخوبی واقف تھے قَالَ الرَّاوِی فَھَمَزَ جَوَادَہٗ نَحْوَ الْقَوْمِ حَتّٰی تَوَسَّطَ الْمَیْدَانَ فَوَقَفَ وَقَالَ یَا ابْنَ سَعْدٍ ھٰذَا الْحُسَیْنُ بْنُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِنَّکُمْ قَتَلْتُمْ اَصْحَابَہٗ وَاِخْوَتَہٗ وَبَنِیْ عَمِّہٖ وَبَقِیَ فَرِیْدًا وَحِیْدًا مَعَ اَوْلَادِہٖ وَعِیَالِہٖ وَھُمْ عِطَاشٌ قَدْ اَحْرَقَ الظَّمَاءُ قُلُوْبَھُمْ راوی کہتا ہی کہ بس اپنے سمند صبا رفتار کو جولان طرف لشکر اشرار کے کیا یہانتک کہ وسط میدانِ کارزار مین سامنے اعدا کے کھڑے ہوے اور فرمایا کہ ای ابن سعد یہ سید و آقا ہمارے امام حسین علیہ السلام فرزند فاطمۂ زہرا بنت رسول خدا ہین اور تم اشقیا نے سب اصحاب و اقربا بھائی اور بھتیجے اور بھانجے اُن حضرت کے قتل کیے اب تنہا مع اولاد و عیال کے رہے ہین اور وہ سب شدت تشنگی سے ہلاک ہوے جاتے ہین اور دل اُنکے نایابی آب سے سوختہ ہو رہے ہین فَاسْقُوْھُمْ شَرْبَۃً مِّنَ الْمَاءِ لِاَنَّ اَطْفَالَہٗ وَعِیَالَہٗ وَصَلُوْا اِلَی الْھَلَاکِ پس ای اہل کوفہ و شام اُنمین تھوڑا پانی پلا دو واسواسطے کہ اولاد و اطفال خرد سال اور عیال اُن حضرت کے شدت تشنگی سے قریب ہلاکت ہین وَھُوَ مَعَ ذٰلِکَ یَقُوْلُ دَعُوْنِیْ اَخْرُجُ اِلٰی طَرَفِ الرُّوْمِ اَوِ الْھِنْدِ وَاُخَلِّیْ لَکُمُ الْحِجَازَ وَاَشْرُطُ لَکُمْ اَنَّ غَدًا فِی الْقِیٰمَۃِ لَا اُخَاصِمُکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ حَتّٰی یَفْعَلَ اللّٰہُ بِکُمْ مَا یُرِیْدُ اور وہ جناب باوجود اسکے فرماتے ہین کہ مجھے چھوڑ دو تا کہ ملک روم یا ہند کیطرف چلا جاؤن اور ملک حجاز و عراق کو تمھارے لیے خالی کر دون اور عہد و پیمان اور شرط کرتا ہون کہ فردا سے

قیامت کو نزدیک پروردگار کے مخاصمت نہ کرونگا تاکہ خدا تمھارے بارے مین
خود جو کچھ چاہے حکم کرے فلما اوصل العباس الیھم الکلام عن اخیہ فمنھم
من سکت ولم یرد جوابا و منھم من جلس یبکی پس جب حضرت عباس نے
پیام اپنے برادر مظلوم کا ان اشقیا سے بیان کیا بعضے انمین سے ساکت ہوے
اور کچھ جواب نہ دیا اور بعضے انمین سے بیٹھ گئے اور رونے لگے فخرج الشمر
و شبث بن ربعی لعنھما اللہ فجاء الی العباس و قالا قل لاخیک
لو کان کل وجہ الارض ماء وھو تحت ایدینا ما اسقیناکم منہ
قطرۃ الا ان تدخلوا فی بیعۃ یزید پس شمر لعین اور شیث بن ربعی ملعون
صف لشکر اعدا سے آگے بڑھکے حضرت عباس کیطرف آئے اور ان اشقیا نے
کہا کہ اے عباس ہماری طرف سے اپنے بھائی سے کہو کہ اگر تمامی روے زمین
پانی ہو اور وہ ہمارے اختیار و تصرف مین ہو تو بھی ہم ایک قطرہ اسمین سے
آپکو نہ پلائینگے جبتک کہ آپ سب بیعت یزید بن معاویہ کی اختیار نہ کرینگے
فتبسم العباس و مضی الی اخیہ الحسین علیہ السلام و عرض
علیہ ما قالوا فطأطأ راسہ الی الارض و بکی حتی بل ازیاقہ
پس یہ کلام بیہودہ ان اشقیا کا سنکر حضرت عباس متبسم ہوے اور تعمیل حکم
حضرت کا کیا اور خدمت مین اپنے برادر نامدار امام حسین علیہ السلام کی
واپس آئے اور جو کچھ ان اشقیا نے جواب مین کہا تھا وہ سب حضرت سے
عرض کیا یہ سنکر حضرت رونے لگے یہانتک کہ گریبان اشکون سے تر ہوا
فسمع الحسین علیہ السلام اصوات الاطفال وھو ینادون

اَلعَطشُ العَطش پس اُسی اثنا مین حضرت امام حسین علیہ السلام نے آواز اطفال خُردسال کی سُنی کہ وہ خیمہ مین شدتِ تشنگی سے شورِ العطش العطش کا کر رہے تھے فلمّا سمع العبّاس ذٰلِکَ رمیٰ بطرفہ اِلَی السّمآءِ وقال اِلٰھی وسیّدی اُرِیدُ اَن اَعتَدَّ بِعُدّتی واملأ لِھٰؤلاءِ الاطفالِ قِربۃً مِنَ المآءِ پس یہ آواز سنکر حضرت عباسؑ بیتاب ہوے اور گوشۂ چشم سے طرف آسمان کے نگاہ کی اور درگاہ احدیت مین عرض کی کہ اے معبود و مالک میرے مین چاہتا ہون کہ ایک مشکیزۂ آب اِن اطفال تشنہ لب کے لیے بھرلاؤن فرکب فرسہٗ واخذ رُمحہٗ والقِربۃَ فی کتفِہٖ وقصدَ الفُراتَ پس وہ سقاے اہل بیت اپنے گھوڑے پر سوار ہوے اور نیزہ دست مبارک مین لیا اور مشکیزہ دوش اطہر پر رکھا اور روانۂ فرات ہوے وَفِی اِکسیرِ العِبادات انّہٗ لمّا نادی الحُسینُ علیہِ السّلامُ اَمَا مِن ذابٍّ یذبُّ عَن حَرَمِ رسولِ اللہ خرجَ اِلیہِ اخوہُ العبّاسؑ اور اکسیر العبادات وغیرہ مین یون منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے بنابر اتمام حجت کے آواز استغاثہ بلند کرکے فرمایا کہ آیا ہے کوئی دفع کرنےوالا کہ اس آفت وبلا کو حرم رسول خدا سے دور کرے یہ فقرہ سنکر حضرت عباسؑ خدمت بابرکت مین اپنے برادر مظلوم کی حاضر ہوے وقبّل بین عینیہ وودّعہٗ وسار حتّٰی اتی اِلَی الشّریعۃِ واِذا دونھا عشرۃُ اٰلافِ فارسٍ مُدّرعۃ فلو یھولوہُ فصاحت بہِ الرّجالُ مِن جانبٍ ومکانٍ مَن انتَ یا غُلام اور پیشانی انور کے بوسے دیے

اور وداع ورخصت ہوکر طرف فرات کے روانہ ہوے یہانتک کہ نہر پر
پہونچے وہان دس ہزار سوار اور بنابر روایت بحار کے چار ہزار سوار نابکار
زرہ پوش لب دریا اُترے ہوے تھے کچھ اُنکو اُس دلاور کے آنیسے پروا
نہوئی آہ یہ خیال کیا کہ ایک تنِ تنہا کیا کریگا پس اُن اشقیا نے ہرجانب
اور ہرجگہ سے باآواز بلند کہا کہ ای جوانِ دلیر تم کون ہو فَقَالَ اَنَا عَبَّاسُ
بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيطَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَنَا عَطْشَانٌ وَاَهْلُ بَيْتِ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ يُرَادُوْنَ مِنَ الْمَآءِ وَهُوَ مُبَاحٌ لِلْكِلَابِ وَالْخَنَازِيْرِ
وَنَحْنُ مِنْهُ مَحْرُوْمُوْنَ وَاِلَيْهِ بِالْحَسْرَةِ نَاظِرُوْنَ پس یہ سنکر حضرتِ
عباس ع نے فرمایا کہ مین عباس بن علیؑ بن ابیطالب علیہ السلام ہون
اور پیاسا ہون اور اہل بیت جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ تشنہ لب
ہین اور تم ہمکو منع کرتے ہو اس پانی سے حالانکہ یہ پانی سگ وخوک پر
مباح ہی اور اہل بیت رسول اُس پانی سے محروم ہین اور بحسرت ویاس
اُسکی طرف نگران ہین فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ الْحَجَّاجِ يَعِزُّ عَلَيَّ يَا ابْنَ الْاُخْتِ
مَا نَزَلَ بِكَ مِنَ الْعَطَشِ وَلَوْ عَلِمْتُ لَاَرْسَلْتُ اِلَيْكَ الْمَآءَ دُوْنَكَ
وَالْفُرَاتَ پس عمر بن حجاج نے جواب دیا کہ ای بھلنجے میرے بہت دشوار ہی
مجھپر یہ جو تمپر شدت تشنگی سے گذرا ہی اگر مین جانتا کہ تمکو اذیت وتکلیف
پیاس کی اسقدر پہونچی تو ضرور تمھارے لیے پانی بھیجتا اب یہ نہر فرات
حاضر وجاری ہی جسقدر چاہو سیراب ہو آہ مومنین عمر بن حجاج نے
قرابتِ مادر جناب عباس ع کا یہ لحاظ وپاس کیا مگر مظلوم کربلا کے بارہمین

قرابت جناب رسول خداؐ اور علی مرتضےٰ اور فاطمہ زہرا علیہم السلام کا مطلق خیال نہ کیا اور اُنکی اولاد و اطفال خُرد سال کو ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور نہ مہمان بلانے کی رعایت کی فَسَارَ الْعَبَّاسُ حَتّٰی نَزَلَ الْفُرَاتَ وَجَعَلَ يَمْلَأُ الْقِرْبَةَ فَبَلَغَ خَبَرُهٗ اِلٰی عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ عَلَيَّ بِرَاسِ عُمَرَ بْنِ الْحَجَّاجِ حَيْثُ يُقَوِّيْ اَعْدَائَنَا غرضکہ یہ سُنکر حضرت عباسؑ آگے بڑھے یہانتک کہ داخل نہر فرات ہوے اور مشکیزہ بھرنے لگے پس یہ خبر ابن سعد لعین کو پہونچی اُسنے حکم دیا کہ سر عمر بن حجاج کا کاٹکر میرے پاس لے آؤ کہ وہ ہمارے دشمنون کو قوی کرتا ہی فَبَعَثَ اِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَاتَعْجَلْ عَلَيَّ اِنَّمَا عَمِلْتُ ذٰلِكَ لِاَحْتَالَ عَلٰی قَتْلِهٖ وَنَهَضَ عَلَيْهِ الرِّجَالُ وَقَالَ دُوْنَكُمْ وَالْعَبَّاسَ فَقَدْ حَصَلَ بِاَيْدِيْكُمْ پس عمر بن حجاج نے یہ سُنکر عمر بن سعد کو کہلا بھیجا کہ تم مجھپر غضبناک نہو اور اس امر مین جلدی نہ کرو کہ یہ حیلہ کیا ہی مین نے واسطے قتل کرنے اس دلیر کے بعد اسکے عمر بن حجاج نے اپنے ہمراہیون کو ترغیب و تحریص کی کہ عباس کو ہر طرف سے محاصرہ کرکے قتل کرو اور اسوقت کو غنیمت جانو کہ تمھارے ہاتھ آگئے ہین فَلَمَّا رَاٰهُمُ الْعَبَّاسُ وَقَدْ تَسَارَعُوْا اِلَيْهِ وَهُوَ مُكِبٌّ عَلَی الْمَآءِ وَهَمَّ اَنْ يَّشْرَبَ پس جب حضرت عباسؑ نے یہ بیبائی اُن اشقیا کی مشاہدہ فرمائی کہ وہ اعدا جلدی کرتے ہین اور آمادہ قتل ہین حالانکہ وہ جناب سر اقدس طرف پانی کے جھکائے ہوے چاہتے تھے کہ کچھ پئین فَذَكَرَ عَطَشَ اَخِيْهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمْ يَشْرَبْ وَحَطَّ الْقِرْبَةَ عَلٰی عَاتِقِهٖ وَاسْتَقْبَلَ

الْقَوْمَ يَضْرِبُهُمْ بِسَيْفِهِ وَكَاَنَّهُ النَّارُ فِي الْاَقْطَارِ وَهُوَ يَرْتَجِزُ پس ساتھ ہی
اسکے پیاس اپنے برادر مظلوم امام حسین علیہ السلام اور اُنکے اطفال کی یاد آگئی
قربان وفاداری حضرت عباسؑ پر کہ بمجرد اسکے دست اقدس سے پانی پھینکدیا
اور لب خشک اپنے تر نہ کیے اور مشکیزہ دوش مبارک پر رکھا اور لشکر اعدا کے
مقابل ہوکر تلوار آبدار سے قتل کرنا شروع کیا اسطرح سے کہ گویا ہر چہار
جانب سے آگ شعلہ ور ہوئی تھی اور رجز شجاعت آمیز پڑھتے تھے اور اشقیا کو
قتل کرتے ہوے خیمگاہ کی طرف چلے جاتے تھے وَلَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُ حَتّٰى قَتَلَ
مِنْهُمْ جَمَاعَةً كَثِيْرَةً مِنَ الْاَبْطَالِ وَالشُّجْعَانِ وَاَفْنَاهُمْ بِالْحُسَامِ وَالسِّنَانِ
پس اُس فرزند شیر خدا اور اسد امام حسین علیہ السلام نے ایک جماعت کثیرہ کو
قتل کیا اور اپنی شمشیر آبدار اور سنان شرربار سے بڑے نام آور ان لشکر اور
پہلوانان متکبر و مغرور کو واصل سقر کیا چنانچہ بنا بر روایت بحار کے اسی منافق کو
اُسوقت قتل کیا فَدَخَلَ الْعَبَّاسُ اِلٰى خَيْمَةِ الْحَرَمِ بِالسِّقَاۤءِ الَّذِيْ مَعَهٗ
فَتَوَاسَوْا بِهِ الْاَطْفَالُ وَلَمْ يَرْوَوْا لِاَنَّهٗ مَا بَقِيَ فِيْهِ اِلَّا مِقْدَارُ اَرْبَعَةِ
اَوَاقِ مَاۤءٍ لِمَا وَقَعَ فِيْهِ مِنَ السِّهَامِ پس اُسوقت جناب عباسؑ وہ
مشکیزہ لیکر مرکب سے اُترکے داخل خیمہ اہل حرم ہوے اور بچون نے وہ
پانی باہم تقسیم کرلیا مگر سیراب نہوے کیونکہ اُس مشکیزہ پر تیر لگے تھے اور
پانی بہگیا تھا صرف چار وقیہ پانی باقی رہگیا تھا کہ وہ چند تولے ہوتے ہین
آہ مومنین اِس جان فشانی سے روز عاشورا اتنا پانی اُن تشنہ لبون تک
پہونچا مگر ہزار افسوس کہ لب بھی اُن پیاسون کے تر نہوے ہونگے

وَبَقِیَ الْعَبَّاسُ مُتَفَکِّراً فِیْ حَالِھِمْ وَمَا ھُمْ فِیْہِ اِذْ سَمِعَ اَخَاہُ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ
السَّلَامُ وَھُوَ یَصْرُخُ بِالْاَعْدَآءِ فَاَسْرَعَ اِلَیْہِ فَوَجَدَ الْخَیْلَ قَدْ اَحَاطَتْ
بِہٖ وَغَشِیَتْہُ الرِّمَاحُ کَاٰجَامِ الْقَصَبِ اور جناب عباسؑ تشنگی اور غربت
اطفال و اہل حرم سے متفکر تھے کہ یکایک آواز استغاثہ اپنے برادر مظلوم امام
حسین علیہ السلام کی سنی کہ وہ جناب درمیان لشکر اعدا کے فریاد کر رہے ہیں۔
یہ سُنکر حضرت عباسؑ بسرعت تمام خیمہ سے برآمد ہوئے اور سوار ہو کر طرف
حضرت کے روانہ ہوئے اُسوقت دیکھا کہ اعدائے دین نے اُس امام
مُبین کو گھیر لیا ہی کہ نیزہ و سنان گرد حضرت کے مثل نیستان کے معلوم
ہوتے تھے اور اسطرح ہر طرف سے محاصرہ کیا تھا کہ وہ مظلوم دکھائی
نہ دیتے تھے فَاَخَذَ الْعَبَّاسُ رَایَۃَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَجَعَلَ یُنَادِیْ
یَا اَعْدَآءَ اللّٰہِ لَئِنْ قُتِلْنَا فَلَقَدْ قَتَلْنَا مِنْکُمْ اَضْعَافَنَا وَلَمْ یَزَلْ یَحْمِلُ مَعَ اَخِیْہِ
وَیُجَدِّلُ الْفُرْسَانَ حَتّٰی حَالُوْا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
پس یہ حال دیکھکر جناب عباسؑ نے علم امام حسین علیہ السلام کا اپنے دست
مبارک میں لیا اور آواز دی کہ اے دشمنانِ خدا و رسول اگرچہ ہم قتل ہو گئے
مگر تم میں سے بھی ہمنے بہت سے قتل کیے ہیں دیکھو استقلال و ثبات قدم ہمارا
کہ باوجود تمہاری کثرت کے کچھ ہمکو خوف و ہراس نہیں ہی پس دونوں
بزرگوار باہم لشکر اعدا پر حملہ کرتے تھے اور بڑے بڑے نامی سواروں کو
قتل کرتے تھے اور لاشہائے کفار سے انبار لگا دیے اور جناب عباسؑ اشقیا
قتل کرتے ہوئے حضرت سے کسیقدر دور نکل گئے یہانتک کہ ایک جماعت کثیر

درمیان مین حائل ہوگئی اور حضرت عباسؑ کو امام حسین علیہ السلام سے
جدا کیا فَبَیْنَمَا کَذٰلِکَ اَتَاہُ مُحَارِبُ بْنُ جُبَیْرٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ فَضَرَبَہٗ عَلٰی
یَمِیْنِہٖ فَقَطَعَھَا وَقِیْلَ نَوْفَلُ الْاَزْرَقُ فَلَمْ یُبَالِ بِھَا وَلَمْ یَرْجِعْ عَنْ
قِتَالِھِمْ وَحَمَلَ الرَّایَۃَ بِشِمَالِہٖ پس اسی اثنا مین محارب بن جبیر لعین کہ
کمینگاہ مین پوشیدہ تھا موقع پا کر طرف حضرت عباسؑ کے آیا افسوس
ہزار افسوس اُس ملعون نے ایک تلوار دستِ راست پر لگائی کہ
وہ ہاتھ قطع ہوا اور بنابر روایت بحارالانوار وہ ہاتھ فرزند یداللہ کا
نوفل ازرق لعین نے قطع کیا پس جناب عباسؑ نے کچھ پروا نکی اور نہ
اُنسے منھ پھیرا بلکہ علم بائین شانہ پر رکھا اور اسیطرح سے مشغول جہاد وقتال
اعدا رہے وَقَالَ لِاَخِیْہِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا اَخِیْ اِنَّ الْاٰجَالَ
بِیَدِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَقَدْ تَقَارَبَتْ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
اور اپنے برادر مظلوم امام حسین علیہ السلام کیطرف مخاطب ہوکر عرض کی
کہ اے بھائی اجل ہر شخص کی قبضۂ قدرت مین خداے عزّ وجل کے ہی اور آثار
معلوم ہوتا ہی کہ اب اجل میری قریب ہی پس آپ پر سلام آخری میرا ہو
ثُمَّ حَمَلَ عَلَیْھِمْ حَتّٰی قَتَلَ مِنْھُمْ عِدَّۃَ رِجَالٍ وَقُطِعَتْ شِمَالُہٗ مِنَ الزَّنْدِ
وَکَانَ الْقَاطِعُ لَھَا نَوْفَلُ الْاَزْرَقُ فَاَخَذَ الرَّایَۃَ بِاَسْنَانِہٖ وَقِیْلَ
بِسَاعِدَیْہِ وَضَمَّھَا اِلٰی صَدْرِہٖ بعد اسکے اسیطرح اُن اعدا پر حملہ آور
ہوے اور ایک جماعت کو واصل جہنم کیا مگر افسوس ہزار افسوس کہ نوفل
ازرق شقی نے کمینگاہ سے نکلکر دست چپ بھی اُن حضرت کا بند دست سے

قطع کیا پس اُس علمدار نے مطلق اُسکا خیال نہ کیا اور علم دندانہاے انور سے
روکے رہے اور بنابر دوسری روایت کے اُس علم کو دونوں کٹے ہوے
بازوؤنسے روکے ہوے سینۂ اطہر سے لگاے رہے وَحَمَلَ وَیَقُولُ هٰکَذَا
اُحَامِیْ حَرَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَعِنْدَهَا اَحَاطَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ فَجَدَلُوْهُ
صَرِیْعًا وَقِیْلَ جَاءَ سَهْمٌ فَاَصَابَ صَدْرَهٗ فَانْقَلَبَ عَنْ فَرَسِهٖ
وَصَاحَ اِلٰی اَخِیْهِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَقَالَ اَدْرِکْنِیْ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ
فَلَمَّا رَاٰهُ صَرِیْعًا فَبَکٰی وَحَمَلَهٗ اِلَی الْخَیْمَةِ اور اُن اشقیا پر حملہ کیا اُسوقت
فرماتے تھے گو اعدا نے ہاتھ میرے قطع کیے مگر اسی طرح سے حرم رسول خداؐ
اور عترت طاہرہ فاطمۂ زہرا علیہما السلام کی نصرت وحمایت کرونگا آہ
آہ اعداے دین نے یہ حالت اُن حضرت کی غنیمت جانکر ہر طرف سے
گھیر لیا اور چارون طرف سے تیر و نیزہ و شمشیر لگانے لگے اور چار ہزار
تیراندازون نے دور سے تیرباران کیا یہانتک کہ زخمی کرکے زمین پر گرادیا
اور بروایتے ایک تیر قلب اقدس پر ایسا لگا کہ زین سے گھوڑے کے
منقلب ہوے اُسوقت اپنے بھائی کو آواز دی کہ یا ابا عبد اللہ الحسینؑ
میری خبر لیجیے کہ اِن اعدا نے مجھے قتل کیا ہی پس حضرت اُس شہید راہ خدا کو
خاک وخون میں غلطان دیکھکر بشدت روئے اور مقتل سے خیمگاہ کیطرف
اُٹھا لیگئے وَفِیْ رِوَایَةٍ فَضَرَبَهٗ حُکَیْمُ بْنُ طُفَیْلٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ مِنْ وَرَاءِ
نَخْلَةٍ بِعَمُوْدٍ مِنْ حَدِیْدٍ عَلٰی رَاْسِهِ الشَّرِیْفِ فَسَقَطَ مُخُّ رَاْسِهٖ
عَلٰی کَتِفَیْهِ اور ملا آقا دربندی نے بروایتے یون نقل کیا ہی کہ حکیم بن

طفیل لعین نے کہ درخت خرما کے عقب میں پوشیدہ تھا موقع پا کر ایک
گرز آہنی اس زور سے سر اقدس حضرت عباسؑ پر مارا کہ سر انور شق ہوا
آہ آہ اب کس زبان سے بیان کروں کہ اس ضربت شدید سے مغز سر کا
کیا حال ہوا وَهُوَ يُنَادِي وَا اَخَاهُ وَا حُسَيْنَاهُ وَا اَبَتَاهُ وَا عَلِيَّاهُ
اُس وقت حضرت عباسؑ آواز ضعیف فرماتے تھے کہ ای برادر مظلوم ای حسینؑ
اور ای پدر بزرگوار یا علی فریاد ہی فَلَمَّا اَتَاهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَكَى
وَقَالَ وَا اَخَاهُ وَا عَبَّاسَاهُ اَلْاٰنَ اِنْكَسَرَ ظَهْرِي وَقَلَّتْ حِيلَتِي
پس یہ آواز سنکر امام حسین علیہ السلام فوراً قریب حضرت عباسؑ کے پہونچے
اور ذوالجناح سے اُتر کے سر اطہر اپنے بھائی کا آغوش میں لیا اور بشدت
روئے اور فرمایا ای بھائی عباسؑ اب تمھارے مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی
اور راہ چارہ و تدبیر بند ہو گئی ثُمَّ قَالَ جَزَاكَ اللهُ عَنِّي خَيْرَ الْجَزَاءِ
يَا اَخِي يَا اَبَا الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ ثُمَّ اَنْشَاءَ يَقُولُ بعد اُسکے فرمایا ای
بھائی ای ابو الفضل العباس خدائے تعالے ہماری جانب سے تمام جزائے
خیر عطا کرے کہ تمنے خوب وفاداری کی میری اس مصیبت و بلا میں
بعد اسکے حضرت نے ماتم برادر میں یہ اشعار انشا فرمائے اور زار زار
روتے ہوے کہتے تھے ؎

اَخِي يَا نُورَ عَيْنِي يَا شَقِيقِي	فَلِي قَدْ كُنْتَ كَالرُّكْنِ الْوَثِيقِ

ای بھائی میرے ای نور چشم میرے ای پارہ جگر میرے تم میرے لیے ایک
رکن رکین اور پشت پناہ مستحکم تھے ؎

اَیَا بْنَ اَبِی نَصَرْتَ اَخَاکَ حَتّٰی ــــ سَقَاکَ اللہُ کَاسًا مِنْ رَحِیْقٍ

ای بھائی تمنے نصرت و مدد کی میری یہانتک کہ تمکو خدانے جام شیرین و خوشگوار بہشت سے سیراب کیا ؏

اَیَا قَمَرًا مُنِیْرًا کُنْتَ عَوْنِیْ ــــ عَلٰی کُلِّ النَّوَائِبِ فِی الْمَضِیْقِ

آہ آہ اُسوقت بیکسی اور تنہائی مین اُس ماہ بنی ہاشم کیطرف متوجہ ہو کر حضرت فرماتے تھے کہ ای ماہ منیر تمتو ہر مصیبت و شدت اور تنگی مین میرے معین و مددگار تھے اب مین تنہا بے ناصر و مددگار رہگیا ؏

فَبَعْدَکَ لَا تَطِیْبُ لَنَا حَیٰوۃٌ ــــ سَنَجْمَعُ فِی الْغَدَاۃِ عَلَی الْحَقِیْقِ

پس بعد تمھارے کچھ لطف زندگی ہمارا باقی نہین ہی اور قریب ہی کہ بروز قیامت پھر ہم دونون بالضرور ایک جا ہونگے ؏

اَلَا لِلّٰہِ شَکْوَائِیْ وَصَبْرِیْ ــــ وَمَا اَلْقَاہُ مِنْ ظَمَاءٍ وَّضِیْقٍ

پس بعد اِسکے حضرت متوجہ طرف اعدا کے ہوے اور فرمایا کہ آگاہ ہو ای قوم جفا کار کہ تمھارے اِس ظلم و ستم کا شکوہ خدا سے ہی اور وہی خوب واقف ہی کہ مین کسقدر تشنگی اور ضیق اور تنگی پر صبر کر رہا ہون اَلَا لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ؏

مجلس سی و سوم

قَالَ الْحَسَّانُ شَاعِرِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ حسان بن ثابت انصاری شاعر کہ عہد کرامت عہد مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ کے تھا اور مداح اُن حضرت اور اُنکے اہل بیت کا تھا کہتا ہی نظم اُنکے اشعار ہے یہ

جَبْرِیْلُ نَادیٰ مُعْلِنًا وَالنَّقْعُ لَیْسَ بِمُنْجَلِیْ
وَالْمُسْلِمُوْنَ قَدْ اَحْدَقُوْا حَوْلَ النَّبِیِّ الْمُرْسَلِ
هٰذَا النِّدَاءُ لِمَنْ لَهُ الزَّهْرَاءُ رُتْبَةُ مَنْزِلِ
لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارِ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیْ

ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ اس مقام پر نقل کرتے ہیں کہ جب جنگ احد میں حضرت حمزہؓ کے دونوں دست اقدس قطع ہوے اور وہ جناب درجہ شہادت پر فائز ہو چکے تو لشکر اسلام نے فرار کیا اور کوئی شخص ہمراہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے نرہا سواے جناب امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام اور ابودجانہ سماک بن حرثؓ کے اور اعداے دین جناب رسول خدا کیطرف بشدت حملہ کرتے تھے اور جناب امیر علیہ السلام بضرب شمشیر اس قوم شریر کو قتل کرتے تھے اور مار کر ہٹا دیتے تھے یہانتک کہ اُن حضرتؑ کی تلوار ٹوٹ گئی فَدَفَعَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ سَیْفَهٗ ذَاالْفَقَارِ پس یہ دیکھکر جناب رسول خدا نے اپنی ذوالفقار آبدار کہ جسکا طول سات وجب اور عرض ایک وجب تھا جناب حیدر کرار غیر فرار کو عنایت فرمائی اور خود اُحد کے ایک گوشہ کیطرف تشریف فرما ہو کر کھڑے رہے کہ تا جنگ وپیکار اُس معرکہ کارزار میں ایک جانب کو واقع ہو اور اسداللہ الغالب جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام نے اُس میدان قتال مین اسقدر اشقیا کو قتل کیا کہ لاشہاے کفار سے انبار لگا دیئے یہانتک کہ خود بھی وہ جناب مجروح ہوے چنانچہ ستر زخم چہرۂ انور اور سر اطہر اور بدن اقدس اور پاہاے

مبارک پر لگے قَالَ فَقَالَ جِبْرَئِیْلُ اِنَّ ھٰذِہٖ لَھِیَ الْمُوَاسَاۃُ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ فَقَالَ اِنَّہٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ چنانچہ راوی کہتا ہی کہ جبرئیل نے
عرض کی یا رسول اللہؐ دیکھیے یہ مواسات اور حق برادری ہی کہ جو جناب علی
بن ابیطالبؑ آپکے ساتھ ادا کر رہے ہیں پس حضرت نے فرمایا کہ علی مجھ سے
ہین اور مین علیؑ سے ہون یعنے ہم اور علیؑ ایک ہی ہین۔ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ
السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صؐ اِلٰی جِبْرَئِیْلَ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
عَلٰی کُرْسِیٍّ مِّنْ ذَھَبٍ وَّھُوَ یَقُوْلُ اور جناب صادق علیہ السلام سے
منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جناب رسول خداؐ نے بروز جنگ اُحد
طرف جبرئیلؑ کے ملاحظہ کیا کہ درمیان آسمان و زمین کے ایک کرسی طلائی پر
بیٹھے ہین اور کہ رہے ہین ع لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارِ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ ؎
تب جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے حسّان کو طلب فرمایا اور
حکم دیا کہ اس مضمون کو نظم کرو چنانچہ اشعار مذکور برجستہ زبانِ حسان پر
جاری ہوے جنکا ترجمہ یہ ہی کہ جبرئیل امین نے ظاہر بظاہر ندا دی اُسوقت
کہ گرد و غبار معرکۂ کارزار کا فرو ہوا تھا اور سب اہل اسلام بعد اس فتح
نمایان کے حاضر خدمتِ باسعادت جناب رسول خدا ہو چکے تھے اور گرد
اُن حضرت کے جمع تھے تو اسوقت جبرئیلؑ نے درمیان آسمان و زمین کے
ندا دی کہ یہ ندا واسطے اُس شخص کے ہی کہ جسکے گھر کی مالک جناب سیدہ
فاطمہ زہراؑ ہین اور نہین ہی کوئی تلوار عالم مین مثل ذوالفقار کے اور نہین ہی کوئی
جوان شجاع و بہادر اور دلیر و جری مثل علی بن ابیطالب علیہ السلام

اسد خدا اور اسد رسولؐ کے پس حضرات جسطرح جناب حیدر صفدر علی بن ابیطالب علیہ السلام نے اپنے بھائی جناب رسول الثقلینؐ کی نصرت و مدد اور جانفشانی کی اِسیطرح اُنکے فرزند دلبند عباسؑ دلاور نے روز عاشورا وقت مصیبت اور شدت تشنگی مین اپنے بھائی سید مظلوم امام حسین علیہ السلام کی نصرت و مدد اور جان نثاری کی فِے مَقتَلِ اَبِی مِخنَفٍ وَغَیرِہٖ اَنَّہٗ لَمَّا اشتَدَّ العَطَشُ بِالحُسَینِ وَاَولَادِہٖ وَاَصحَابِہٖ فَشَکَوا ذٰلِکَ اِلَے الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ فَدَعیٰ بِاَخِیہِ العَبَّاسِ چنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ مین منقول ہی کہ جب شدت تشنگی نے امام حسین علیہ السلام اور اُنحضرت کے اہل حرم اور اولاد و اصحاب باوفا پر غلبہ کیا اُسوقت سبنے شکایت پیاس کی خدمت مین جناب امام حسین علیہ السلام کے عرض کی یہ سُنکر حضرت نے اپنے برادر حق شناس جناب عباسؑ کو طلب کیا وَقَالَ اجمَعْ اَہلَ بَیتِکَ وَاحفِر بِئرًا فَفَعَلُوا ذٰلِکَ فَلَم یَجِدُوا مَاءً فَطَمُّوھَا فَکَظَّہُمُ العَطَشُ اور فرمایا کہ ای عباسؑ اہل بیت ہاشمیہ کو جمع کرکے ایک کنوان کھود حسب الارشاد حضرت کے جناب عباسؑ اور جوانانِ ہاشمی نے ایک چاہ کھودا مگر پانی نہ نکلا لاچار اُس چاہ کو خاک سے پاٹ دیا اور دمبدم اہل حرم اور بچون پر شدت تشنگی بڑہتی گئی فَقَالَ الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ لِلعَبَّاسِ یَا اَخِی اِمضِ اِلَے الفُرَاتِ وَاٰتِنَا شَربَۃً مِنَ المَآءِ فَقَالَ لَہُ العَبَّاسُ سَمعًا وَطَاعَۃً پس جناب امام حسین علیہ السلام نے حضرت عباسؑ سے فرمایا کہ ای بھائی تم نہر فرات کیطرف جاؤ اور ان پیاسون کے لیے

تھوڑا پانی لے آؤ پس حضرت عباسؑ نے عرض کیا کہ بسر و چشم مین نہر فرات پر جاتا ہون فَضَمَّ اِلَیْهِ رِجَالاً فَسَارَ الْعَبَّاسُ وَالرِّجَالُ مَعَهٗ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَشِمَالِهٖ حَتّٰی اَشْرَفُوْا عَلَی الْفُرَاتِ وَفِیْ اَطْرَافِهٖ اَصْحَابُ ابْنِ زِیَادٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ
پس امام حسین علیہ السلام نے چند پیادہ اپنے انصار سے ہمراہ علمدار کے کیے اور حضرت عباسؑ طرف نہر کے روانہ ہوے اور وہ سب انصار چپ و راست اُس سقاے اہل بیت کے تھے یہانتک کہ کنارہ نہر پر پہونچے دیکھا کہ ایک جماعتِ کثیرہ لشکر ابن زیاد بیدین سے ہر طرف کو نہر کے گھیرے ہوے ہی فَقَالُوْا مَنْ اَنْتُمْ قَالُوْا نَحْنُ اَصْحَابُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالُوْا مَا تَصْنَعُوْنَ هٰهُنَا قَالُوْا کَظَّنَا الْعَطَشُ وَاَشَدُّ الْاَشْیَآءِ عَلَیْنَا عَطَشُ الْحُسَیْنِ وَاَطْفَالِهٖ اُن موکلانِ فرات نے پوچھا کہ تم کون ہو اِن دینداروں نے جواب دیا کہ ہم اصحاب امام حسین علیہ السلام کے ہین اُن اشقیا نے کہا کہ تم کسواسطے یہان آئے ہو ان سعادتمندون نے فرمایا کہ ہمکو پیاس نے بے طاقت کیا ہی اور سخت ترین مصیبت و بلا ہمپر تشنگی امام حسین علیہ السلام اور اولاد و اہل حرم اُن حضرت کی ہی فَلَمَّا سَمِعُوْا کَلَامَهُمْ حَمَلُوْا عَلَیْهِمْ حَمْلَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَقَاتَلَهُمُ الْعَبَّاسُ هُوَ وَاَصْحَابُهٗ فَقَتَلَ مِنْهُمْ رِجَالاً وَهُوَ یَرْتَجِزُ پس یہ کلام اُن سعادتمندونکا سنکر ایکبارگی اُن اشقیا نے اُن بزرگوارون پر حملہ کیا اور جناب عباسؑ نے بھی مع اپنے اصحاب کے اُن اعدا پر حملۂ شدید کیا اور ایک جماعت کثیرہ کو اُس قوم شریر کی راہی سقر کیا اور وہ ماہ بنی ہاشم رجز پڑھتے جاتے تھے

اور نام آوران لشکر کفار کو فی النار کرتے تھے وَحَمَلَ عَلَی الْقَوْمِ وَکَشَفَهُمْ
عَنِ الْمَشْرَعَةِ وَنَزَلَ وَمَعَهُ الْقِرْبَةُ وَمَلَأَهَا وَمَدَّ يَدَهُ لِيَشْرَبَ
فَذَكَرَ عَطَشَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور اُس فرزند اسد اللہ اور
اسد حسین نے اُس قوم اعدا پر ایسا حملہ کیا کہ موکلان نہر فرات متفرق و پریشان
ہوگئے اور کنارہ دریا کا اُنسے خالی کر لیا اور داخل فرات ہوئے اور مرکب سے
اُترکے مشکیزہ بھر لیا اور بعد اُسکے ایک چلو پانی اُٹھا کر چاہا کہ پئیں اُسوقت
تشنگی امام حسین علیہ السلام اور اطفال اُن حضرت کی یاد آگئی فَقَالَ وَاللهِ
لَا ذُقْتُ الْمَاءَ وَسَيِّدِي الْحُسَيْنُ عَطْشَانٌ ثُمَّ رَمَى الْمَاءَ مِنْ
يَدِهِ وَخَرَجَ وَالْقِرْبَةُ عَلٰى ظَهْرِهِ پس فرمایا کہ قسم بخدائے عزوجل
مین پانی سے لب تر نہ کرونگا کہ سید و آقا میرے امام حسین علیہ السلام تشنہ لب
ہوں اور مین پانی پیوں یہ امر وفاداری سے بعید ہے یہ کہکر پانی ہاتھ سے
پھینکدیا اور نہر سے باہر تشریف لائے اور مشکیزہ اُٹھاکر دوش مبارک پر
رکھا ملا آقا دربندی اس مقام پر لکھتے ہین کہ اُس فرزند حیدر صفدر نے
گویا قدرت و قبضہ اپنا اعدا کو دکھا دیا کیونکہ ارادہ پانی پینے کا اُس یاوفا سے
بعید ہی ثُمَّ صَعِدَ مِنَ الْمَشْرَعَةِ فَأَخَذَهُ النَّبْلُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ
وَمَكَانٍ وَهُوَ يُقَاتِلُ وَالْقِرْبَةُ عَلٰى كَتِفِهِ حَتّٰى صَارَ دِرْعُهُ كَالْقُنْفُذِ
بعد اُسکے حضرت عباس کنارہ نہر پر تشریف لائے یہ دیکھکر قوم اعدا نے
ہر چہار طرف سے تیر باران کیا پس اُس فرزند حیدر کرار نے اُس قوم اشرار کو
قتل کرنا شروع کیا حالانکہ مشکیزہ آب دوش مبارک پر تھا اور کثرت

تیر دنسے زرہ بدن اطہر بر مانند بدن ساہی کے ہو گئی تھی حضرات کیونکر یہ حال ہوتا کہ بنا بر روایت صاحب بحار الانوار چار ہزار اشرار کفار موکل فرات تھے اور بر روایت ملا آقا دربندی دس ہزار شقی تھے فَحَمَلَ عَلَيْهِ اِبْرَصُ بْنُ شَيْبَانَ فَضَرَبَهٗ عَلٰی يَمِيْنِهٖ فَطَارَتْ مَعَ السَّيْفِ فَاَخَذَ السَّيْفَ بِشِمَالِهٖ فَحَمَلَ عَلَى الْقَوْمِ فَقَتَلَ مِنْهُمْ رِجَالًا كَثِيْرًا وَنَكَّسَ اَبْطَالًا وَالْقِرْبَةُ عَلٰى ظَهْرِهٖ پس ابرص بن شیبان لعین نے اُن حضرت پر حملہ کر کے اِس زور سے ایک تلوار دستِ راست پر لگائی کہ ہاتھ اُس فرزند ید اللہ کا مع تلوار کے جدا ہوا حضرت عباسؑ نے دست چپ سے تلوار اُٹھا کر اُن اعدا پر حملہ کر کے ایک جماعت کثیرہ کو فی النار کیا اور بڑے بڑے پہلوانون کو گرا دیا اور مشکیزہ دوش مبارک پر بحفاظت لیے رہے فَلَمَّا نَظَرَ ابْنُ سَعْدٍ اِلٰى ذٰلِكَ قَالَ يَا وَيْلَكُمْ اُرْشُقُوا الْقِرْبَةَ بِالنَّبْلِ فَوَاللّٰهِ اِنْ شَرِبَ الْحُسَيْنُ الْمَاءَ اَفْنَاكُمْ عَنْ اٰخِرِكُمْ اَمَا هُوَ الْفَارِسُ بْنُ الْفَارِسِ وَالْبَطَلُ الْمُدَاعِسُ پس یہ قتال و جدال اُن حضرت کا دیکھکر عمر سعد لعین نے اپنے اہل لشکر کو آواز دی اور کہا کہ وائے ہو تم پر جلد اس مشکیزہ پر آب کو سر ترف سے تیر لگاؤ قسم بخدا اگر یہ پانی امام حسین علیہ السلام تک پہونچا اور وہ حضرت سیراب ہوئے تو تم سبکو قتل کرینگے اور ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے آیا تم نہیں جانتے ہو کہ وہ جناب شجاع و بہادر فرزند ہین شجاع و بہادر حیدر صفدر کے اور نیزہ بازی مین دلاور بے مثل ہین قَالَ فَحَمَلُوْا عَلَى الْعَبَّاسِ حَمْلَةً مُنْكَرَةً فَقَتَلَ مِنْهُمْ مِائَةً وَثَمَانِيْنَ فَارِسًا فَضَرَبَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

یَزِیدَ الشَّیبَانِیُّ لَعَنَهُ اللّٰهُ عَلٰی شِمَالِهٖ فَطَارَتْ مَعَ سَیفِهٖ فَاَتَکَبَّ عَلَی السَّیفِ بِیَقِیَّهٖ راوی کہتا ہے کہ یہ سُنکر ایکبارگی تمامی لشکر نے حملہ شدید کیا اور حضرت عباسؑ بھی اُن اعدائے دین پر مثل شیر غضبناک حملہ آور ہوے اور کشتون کے پشتے انبار کردیے پس اس حملہ مین ایک سوا ستی ۱۸۰ نام آوران کفار سے واصلِ نار کیے مگر افسوس ہزار افسوس اُسی حال مین عبداللہ بن یزید شیبانی ملعون نے ایک تلوار دست چپ پر لگائی کہ وہ ہاتھ مع تلوار کے جدا ہوا پس وہ جناب بکمال دلاوری طرف تلوار کے جھکے اور وہ تلوار کسیکو لینے نہ دیتے تھے وَحَمَلَ عَلَی الْقَومِ وَیَدَاهُ تَنضَحَانِ دَمًا فَحَمَلُوا عَلَیهِ جَمِیعًا فَقَاتَلَهُم قِتَالًا شَدِیدًا فَضَرَبَهٗ رَجُلٌ مِنهُم بِعَمُودٍ حَدِیدٍ فَفَلَقَ هَامَتَهٗ وَانصَرَعَ عَفِیرًا عَلَی الْاَرضِ یَتَخَوَّزُ بِدَمِهٖ اور اسیطرح سے رجز پڑھتے ہوے اُن اشقیا پر حملہ کیا اور دستہاے بُریدہ سے خون ٹپک رہا تھا پس اُن اشقیا نے ایکبارگی حملہ کیا حضرت عباسؑ نے اِس حملہ مین بھی بہت سے کفار کو قتل کیا آہ آہ اِسی اثنا مین ایک ملعون نے کہ نام اُسکا حکیم بن طُفیل تھا گرز آہنی مارا کہ سر اقدس شق ہوگیا اور مُنہ کے بل ریگ گرم کربلا پر گرے گویا سجدہ خالق بجالائے اور خاک و خون مین لوٹتے تھے وَهُوَ یُنَادِی یَا اَبَا عَبدِ اللّٰهِ عَلَیکَ مِنِّی السَّلَامُ فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَینُ عَلَیهِ السَّلَامُ نِدَائَهٗ قَالَ وَااَخَاهُ وَاعَبَّاسَاهُ وَامُهجَةَ قَلبَاهُ اور اُس حال مین باواز بلند پکارے کہ یا ابا عبداللہ میرا سلام آخری پہونچے کہ مین اب رخصت ہوتا ہون پس یہ آواز سنکر امام حسین علیہ السلام نے ایک آہ سرد

کھینچی اور فرمایا ہاے ای بھائی میرے ای عباسؑ ای راحتِ دل میرے افسوس
اب بعد تمھارے مین بیکس و تنہا رہگیا ثُمَّ حَمَلَ عَلَى الْقَوْمِ فَكَشَفَهُمْ مِنْهُ وَنَزَلَ
اِلَيْهِ وَحَمَلَ عَلىٰ ظَهْرِ جَوَادِهٖ وَاَقْبَلَ بِهٖ اِلَى الْخَيْمَةِ وَطَرَحَهٗ فِيْهَا وَبَكٰى
بُكَآءً شَدِيْدًا حَتّٰى بَكٰى جَمِيْعُ مَنْ كَانَ حَاضِرًا وَقَالَ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا
مِنْ اَخٍ لَقَدْ جَاهَدْتَ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ بعد اسکے حضرت نے اُس قوم
اشقیا پر حملہ کیا اور اپنے بھائی کے گرد سے متفرق کر دیا آہ آہ اُس عالم تنہائی و بیکسی
اور ناتوانی مین ذوالجناح سے اُتر کے اپنے بھائی کو اُسکی پشت پر رکھا اور طرف
خیمگاہ کے روانہ ہوے اور وہان اُتار کے مفارقت پر اُنکی بشدت روئے
یہانتک کہ سب اہل حرم اور بچّے اس مصیبتِ عظمیٰ مین زار زار روئے اُسوقت
حضرت نے فرمایا کہ ای بھائی عباس حق سبحانہ تعالیٰ تمھین ایسی جزاے خیر عطا کرے
کہ کسی کو ایسی جزا نہ دی ہو کہ تمنے راہ خدا مین وہ کوشش و جانفشانی کی کہ جو
کوشش و جانفشانی کا تھا وَقِيْلَ ثُمَّ انْحَنٰى عَلَيْهِ لِيَحْمِلَهٗ فَفَتَحَ الْعَبَّاسُ عَيْنَيْهِ
فَرَاٰى اَخَاهُ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُرِيْدُ اَنْ يَحْمِلَهٗ فَقَالَ لَهٗ اِلٰى اَيْنَ
تُرِيْدُ بِيْ يَا اَخِيْ فَقَالَ اِلَى الْخَيْمَةِ اور ملا آقا دربندی نے یون لکھا ہی کہ جب
امام حسین علیہ السلام اپنے بھائی کے اُٹھانے کے لیے جھکے تو ناگاہ حضرت عباسؑ نے
چشمہاے انور غش سے کھولین دیکھا اپنے برادرِ مظلوم کو کہ ارادہ اُٹھانیکا ہی
حضرت عباس نے باوازِ ضعیف عرض کی کہ ای بھائی آپ مجھے کہان لیجائیگا
حضرت نے فرمایا کہ طرف خیمہ کے لیجاؤنگا فَقَالَ يَا اَخِيْ بِحَقِّ جَدِّكَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ عَلَيْكَ اَنْ لَا تَحْمِلَنِيْ دَعْنِيْ فِيْ مَكَانِيْ هٰذَا فَقَالَ لِمَاذَا فَقَالَ لِاَنِّيْ

مستحیٖ من ابنتك سكينة وقد وعدتها بالماء ولم اتها به فمات ينكر
حضرت عباسؑ نے عرض کی کہ اے بھائی قسم ہے آپکو اپنے جد امجد جناب رسول خداؐ کی
کہ آپ مجھے یہاں سے نہ اٹھائیں بلکہ اسی جگہ رہنے دیں حضرت نے فرمایا کہ
کیا سبب ہے جناب عباسؑ نے عرض کی کہ مجھے آپکی بیٹی سکینہ سے حیا آتی ہے کہ
میں نے اُنسے وعدہ پانی کا کیا تھا افسوس اُن تک پانی پہونچانا ممکن نہوا
یہ کہکر طائر روح نے طرف ریاض جنان کے پرواز کیا فوضعه في مكانه
ورجع الى الخيمة وهو يكفكف دموعه بكمه فلما رآه مقبلا اتت
اليه سكينة ولزمت عنان جواده وقالت يا ابتاه هل لك علم
بعمي العباس اراه ابطأ پس حضرت نے اُس شہید راہ خدا کو اسی جگہ رہنے
دیا اور خیمہ کیطرف متوجہ ہوے اور مفارقت پر اپنے بھائی کی بشدت روتے
جاتے تھے اور آستین سے آنسو اپنے پونچھتے جاتے تھے پس جب اہل حرم نے
دیکھا کہ حضرت خیمگاہ کیطرف تشریف لاتے ہیں تو سکینہ خاتون سامنے
آئیں اور عنان ذوالجناح پکڑکے عرض کی کہ اے پدر مظلوم آیا آپکو میرے چچا
عباسؑ کی کچھ خبر ہے کہ کیوں وہ جناب دیر سے یہاں نہیں آئے ہیں کیا چچا
مشغول کارزار ہیں وقد اوعدني بالماء وليس له عادة ان يخلف
وعده فهل شرب ماء او بل غليله ونسي ما ورآءه ام هو يجاهد
الاعداء آہ چچا جان مجھسے وعدہ پانی کا فرما گئے تھے اور خُلف وعدہ کی انکی
عادت نہ تھی آیا خود وہ حضرت سیراب ہوے اور ہم تشنہ لبوں کو فراموش
کیا اعداے دین سے مشغول جہاد ہیں فعندها بكى الحسين عليه السلام

وقال یا بنتاہ اِنَّ عَمَّکِ العَبَّاس قُتِلَ وَبَلَغَت رُوحُہٗ اِلَی الجِنَانِ پس یہ سنکر امام حسین علیہ السلام بشدت روئے اور فرمایا کہ ای پارۂ جگر چچا تیرے عباسؑ بھی شہید ہوئے اور روح اُنکی راہی جنت ہوئی فَلَمَّا سَمِعَت زَینَبُ صَرَخَت وَنَادَت وَااَخَاہُ وَاعَبَّاسَاہُ وَاقِلَّۃَ نَاصِرَاہُ فَجَعَلنَ النِّسَآءُ یَبکِینَ وَیَندُبنَ عَلَیہِ وَبَکَی الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَام پس جب یہ کلام جناب زینب نے سنا آواز دردناک و حزین نالہ و فریاد اور گریہ و زاری کرنے لگین اور فرماتی تھین وَااَخَاہُ وَاعَبَّاسَاہُ وَاقِلَّتَ نَاصِرَاہُ آہ آہ پس تمام مخدرات عصمت نے نوحہ و بکا اور گریہ و زاری کی مفارقت حضرت عباسؑ پر اور ماتم کیا اور بشدت روئین اور امام حسین علیہ السلام بھی بشدت روئے اور ماتم و غم مین اپنے بھائی کے نوحہ کرتے تھے چنانچہ شاعر بزبان حال اُن حضرت کے کہتا ہی ؎

اَحَقُّ النَّاسِ اَن یُبکٰی عَلَیہِ	فَتًی اَبکَی الحُسَینَ بِکَربَلَاءٖ

سزاوارترینِ مردم یہ ہی کہ گریہ و بکا کیا جائے اُس جوان رعنا پر کہ جسکے قتل ہونے نے کربلا مین امام حسینؑ سے صابر کو رلایا ؎

اَخُوہُ وَابنُ وَالِدِہٖ عَلِیٍّ	اَبُو الفَضلِ المُضَرَّجُ بِالدِّمَاءِ

وہ جوان ماہ بنی ہاشم بھائی اُس مظلوم کے اور فرزند علی ابن ابیطالب کے ابوالفضل العباسؑ ہین جو آلودہ بخون ہوے ہین ؎

وَمَن وَاسَاہُ لَا یَثنِیہِ شَیءٌ	وَجَادَ لَہٗ عَلٰی ظَمَاٍ بِمَاءٖ

اور وہ جوان وہ دلاور ہی کہ وفاداری اور جانفشانی کی اپنے برادر مظلوم کی اور کسی چیز نے اُنکو جان نثاری سے نہ پھیرا اور اُنکی وفاداری مین شدت

تشنگی مین جان اپنی فدا کی اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

مجلس سی و چہارم

فِي الْبِحَارِ وَغَيْرِهِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا مِنْ عَبْدٍ يُحْشَرُ اِلَّا وَعَيْنَاهُ بَاكِيَةٌ اِلَّا الْبَاكِيْنَ عَلٰى جَدِّيَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهُ يُحْشَرُ وَعَيْنَاهُ قَرِيْرَةٌ وَالسُّرُوْرُ عَلٰى وَجْهِهٖ بحار الانوار وغیرہ مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی فرمایا ان حضرت نے کہ ہر شخص بروز قیامت ہول قیامت سے گریان ہوگا مگر وہ مومن کہ جو دار دنیا مین رویا ہوگا مصیبت پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی پس وہ مومن باروے درخشان مسرور اور با دیدۂ خندان محشور ہوگا وَالْخَلْقُ فِي الْفَزَعِ وَهُمْ اٰمِنُوْنَ وَهُمْ حُدَّاثُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَحْتَ الْعَرْشِ وَالنَّاسُ يُعْرَضُوْنَ اور تمام اہل محشر ہول قیامت سے خائف و ترسان اور معرض حساب مین مبتلا ہونگے مگر رونے والے مظلوم کربلا کے زیر سایۂ عرش الٰہی خدمت بابرکت جناب امام حسین علیہ السلام مین سعادت حضوری سے بہرہ یاب ہونگے فَيُقَالُ لَهُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَخْتَارُوْنَ مَجْلِسَهٗ وَحَدِيْثَهٗ وَالْحُوْرُ تُرْسِلُ اِلَيْهِمْ نَحْنُ مُشْتَاقُوْنَ وَقَدِ اشْتَاقَكُمْ مَعَنَا الْوِلْدَانُ الْمُخَلَّدُوْنَ فَمَا يَرْفَعُوْنَ رُؤُسَهُمْ پس اس حالت سرور مین ایک جانب ملائکہ رحمت انسے کہینگے کہ ای عزاداران مظلوم کربلا خوشخبری ہو تمھین بہشت و نعماے بہشت کی چلو اب داخل جنت ہو اور ایک طرف قاصد حوران بہشتی کے انکو پیام دینگے کہ حور و غلمان جنت مین تمہارے منتظر و مشتاق ہین

لیکن محبان امام حسین علیہ السلام ایسے محوِ زیارت اُن حضرت کے ہونگے کہ اُن
ملائکہ کو کچھ جواب نہ دینگے اور نہ اُس قاصد کیطرف سر اپنا اُٹھا کے دیکھینگے بلکہ
زیارت و دیدار اور کلام سننا اپنے آقاے نامدار کا افضل بہشت و نعماے
بہشت سے سمجھینگے پس حضرات گریہ وبکا کیجیے مصائب پر امام حسین علیہ السلام کے
خصوصاً اُس مصیبتِ عظمیٰ پر کہ جسمین مظلوم کربلا نے فرمایا اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَہْرِیْ
وَقَلَّتْ حِیْلَتِیْ وَاَضِیْعَتَاہُ بَعْدَکَ یَا اَخِیْ اب کمر ہماری ٹوٹ گئی اور راہ
چارہ مسدود ہوگئی ای بھائی افسوس کہ بعد تمھارے اب سراسر بربادی
وتباہی ہی فی اکسیر العبادات اِنَّ الْاَعْدَاۗءَ الْکُفَّارَ کَانُوْا مَا دَامَ الْعَبَّاسُ
حَیًّا فِیْ خَوْفٍ وَّاضْطِرَابٍ وَّدَہْشَۃٍ وَّوَحْشَۃٍ بِحَیْثُ کَادَتْ اَنْ
تُفَارِقَ ھُوْ اَدَّ اَحُھُوْ چنانچہ اکسیر العبادات مین منقول ہی کہ جبتک جناب
عباسؑ زندہ تھے دشمن حضرت کے کہ وہ سب دشمن خدا تھے ایسے خوف اور
دہشت و وحشت اور اضطراب مین تھے کہ قریب تھا جان اُنکی نکل جاوے
وَکَانُوْا یَظُنُّوْنَ اَنْ تَکُوْنَ الْغَلَبَۃُ مِنْ جَانِبِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَوْ
کَانَتْ تِلْکَ الْغَلَبَۃُ لَہٗ بَعْدَ شَہَادَۃِ جَمِیْعِ الْاَصْحَابِ وَالْعِتْرَۃِ الْہَاشِمِیَّۃِ
اور وہ اعدا گمان کرتے تھے کہ غلبہ اور فتح و ظفر امام حسین علیہ السلام کی جانب
ہوگی گو یہ غلبہ بعد شہادت تمام اصحاب و اقرباے اُن حضرت کے ہو لَاَنَّ
ہَیْبَۃَ الْعَبَّاسِ وَسَطْوَتَہٗ قَدْ اَظْلَمَتْ قُلُوْبَھُمْ وَاَحْرَقَتْھَا وَاَعْمَتْ
عُیُوْنَھُمْ لِاَنَّ الْعَبَّاسَ قَدْ قَتَلَ مِنَ الْاَعْدَاۗءِ جَمَاعَۃً کَثِیْرَۃً اسلیے کہ
جناب عباسؑ کی سطوت اور ہیبت نے اُنکے دِلون کو تاریک کر رکھا تھا اور

دل اُنکے جل رہے تھے اور تیر دستی نے اُس جناب کی اُنکی آنکھوں کو اندھا کر رکھا تھا اسواسطے کہ حضرت عباسؑ نے بروز عاشورا اکثر اشقیا کو قتل کیا وَفِيهِ اِنَّ بَعضَ اَوغَادِ الطَّغَامِ لَمَّا قَالَ فِي مَجلِسِ يَزِيدَ لَعَنَهُ اللهُ اِنَّ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عم جَاءَ فِي نَفَرٍ مِنْ اَصحَابِهِ وَعِترَتِهِ فَهَجَمنَا عَلَيهِم وَكَانَ يَلُوذُ بَعضُهُم بِالبَعضِ فَلَم تَمضِ سَاعَةً اِلَّا قَتَلنَاهُم عَن آخِرِهِم اور اُسی کتاب میں منقول ہے کہ ایک ملعون نے اُن اشقیائے ستم شعار سے کہ لشکر ابن زیاد لعین میں تھا دربار یزید ملعون میں بفخر و مباہات اُس لعین سے کہا کہ امام حسین علیہ السلام مع ایک جماعت قلیل اصحاب و اقربا کے وارد زمین کربلا ہوئے پس ہمنے بروز عاشورا ایک حملہ اُنپر کیا اور وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے چھپتے تھے پس ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ہمنے اُنکو قتل کیا فَلَمَّا سَمِعَت زَينَبُ الكُبرىٰ قَالَت ثَكِلَتكَ الثَّوَاكِلُ اَيُّهَا الكَذَّابُ اِنَّ سَيفَ اَخِي الحُسَينِ عَلَيهِ السَّلَامُ لَم يَترُك فِي الكُوفَةِ بَيتًا اِلَّا وَفِيهِ بَاكٍ وَبَاكِيَةٌ وَنَائِحٌ وَنَائِحَةٌ پس جب یہ کلام بیہودہ اُس ملعون کا جناب زینب نے سنا فرمایا ای بیحیا رو ئیں تجھپر رونے والیاں اور وہ تیرے ماتم میں بیٹھیں بڑا کاذب ہے تو تحقیق کہ میرے بھائی امام حسینؑ کی تلوار نے اسقدر اشقیا قتل کیے کہ کوئی گھر کوفہ کا نہیں چھوڑا کہ جس سے آواز مرد و زن کے نوحہ و بکا کی بلند نہوئی ہو وَفِي المَقتَلِ فَلَمَّا صُرِعَ العَبَّاسُ عَفِيرًا عَلَى الاَرضِ يَتَخَوَّزُ بِدَمِهِ وَهُوَ يُنَادِي يَا اَبَا عَبدِ اللهِ عَلَيكَ مِنِّي السَّلَامُ ع مضمون اسکا مقتل ابو مخنف وغیرہ میں منقول ہے کہ جب حضرت عباسؑ بسبب زخمہائے کاری کے خاک گرم پر گر پڑے اور

اپنے خون مین آلودہ وغلطان ہوے اُسوقت آواز دی کہ یا اباعبداللہ میرا
سلام آخری ہو تجھے کہ اب مین رخصت ہوتا ہون فلمّا سمع الحسین علیہ
السلام ندائہٗ قال وا اخاہُ وا عباساہُ وا مہجۃ قلباہُ ثم حمل علی
القوم فکشفھم منہ ونزل الیہ وحمل علی ظہر جوادہٖ واقبل بہ
الی الخیمۃ وطرحہٗ فیھا وبکی بکاءً شدیدًا ثم جعل یقول ولعلہٗ
مقولٌ من لسان حالہ پس جب یہ آواز امام حسین علیہ السلام نے سنی فرمایا
ای بھائی ای عباس ای راحت دل میرے افسوس تم قتل ہوے اور مین تنہا
رہگیا بعد اسکے حضرت نے اُس قوم اشقیا پر حملہ کیا اور اپنے بھائی عباسؑ کے
گرد سے متفرق و پریشان کر دیا اور ذوالجناح سے اُترکے اپنے بھائی کو اُنکی
پشت پر رکھا اور طرف خیمگاہ کے روانہ ہوے اور وہان اُس خیمہ مین رکھدیا
کہ جہان لاشہاے بنی ہاشم تھے بعد اسکے ماتم حضرت عباسؑ مین نوحہ وبکا کیا
چنانچہ شاعر بزبان حال حضرت کے کہتا ہے

لھفی علی العباس لما ان حنی	نحو الفرات بقلبہ الحرّان

افسوس ہے مفارقت پر عباسؑ کی جو محبت سے میری اور میرے اطفال کی
محزون ومغموم مشکیزہ لیکر طرف نہر فرات کے واسطے پانی کے گئے

واراد شرب الماء قال لنفسہ	واحسرتا للسید الظمآن

افسوس ہے جدائی پر ایسے وفادار کی کہ جب نہر سے پانی مشکیزہ مین بھر لیا
اور ایک چلو مین پانی لیکر چاہا کہ پئین اُسوقت اپنے نفس سے خطاب کرکے
کہا کہ ای نفس عباس تو پانی پئے اور سید مظلوم تشنہ لب رہے

عافَ الشَّرابَ مِنَ الفُراتِ وَ لَم يَنَل	وَجداً الوَجدِ اَخِيهِ وَالاِخوانِ

پس یہ تصور کرکے وہ پانی ہاتھ سے پھینکدیا اور ایک قطرہ پانی کا نہ پیا اور تشنگی اپنے برادر مظلوم اور سب بھائیون کی یاد کی کہ ہاے افسوس کیسے کیسے نوجوان شہید ہوے اور دنیا سے پیاسے گیے ؎

یا اَفضَلَ الشُّهَداءِ یَا بنَ المُرتَضیٰ	صَلّی عَلَیکَ اللّٰہُ کُلَّ اَوانِ

ای افضل شہداے راہ خدا ای فرزند علی مرتضی حق سبحانہ تعالے ہر آن تمپر رحمت اپنی نازل کرے ؎

وَاللّٰہِ تِلکَ مُصِیبَۃٌ لَم اَنسَہَا	اِلَّا اِذَا اُدرِجتُ فِی الاَکفَانِ

قسم بخداے عزوجل ای عباس مفارقت تمہاری وہ مصیبت عظمی ہے کہ جبتک مین زندہ ہون ہرگز نہ بھولونگا مگر اسوقت کہ مین بھی شہید ہون الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و پنجم

فِی الاَمَالِی عَنِ الصَّادِقِ عَلَیہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ کُلُّ الجَزَعِ وَالبُکَاءِ مَکرُوہٌ سِوَی الجَزَعِ وَالبُکَاءِ عَلَی الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ امالی مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا ان حضرت نے کہ رونا آواز بلند کسی مصیبت مین اور بیتاب ہونا ہر بلا و رنج مین مکروہ ہے مگر نوحہ و بکا کرنا ماتم مین جناب امام حسین علیہ السلام کے کہ وہ باعث خوشنودی خدا اور موجب حسنات ہے اور بیتاب ہونا مصیبت جناب سید الشہدا علیہ السلام کا کفارہ سیئات کا ہے ؎ فِی البِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ

قَالَ الْحُسَیْنُ ع اَنَا قَتِیْلُ الْعَبْرَۃِ مَا ذُکِرْتُ عِنْدَ مُؤْمِنٍ اِلَّا بَکٰی وَاغْتَمَّ قَلْبُہٗ لِمُصَابِی اور بحار الانوار مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا مظلوم کربلا امام حسین علیہ السلام نے کہ مین وہ کشتۂ گریہ وبکا ہون کہ نہ لیا جائیگا نام ہمارا آگے کسی مؤمن کے مگر یہ کہ آنکھ سے اُسکی آنسو میری مصیبت پر جاری ہونگے اور دل اُس مؤمن کا میرے مصائب پر ضرور مغموم ومحزون ہوگا مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہین یا شاید مراد حضرت کی یہ ہو کہ مین وہ کشتۂ گریہ وزاری ہون کہ رُلا رُلا کر قتل کیا جاونگا پس مؤمنین نوحہ وبکا کیجیے اس امام مظلوم پر کہ جو انواع واقسام کے رنج والم اصحاب باوفا اور عزیز واقربا کے قلب اقدس پر اُٹھا کر شہید ہوے ہر چند کہ اُن حضرت کو مفارقت ہر ایک کی اپنے اقربا واصحاب سے نہایت شاق ودشوار تھی اور وہ حضرت شہادت پر ہر ایک رفیق کی بہت روئے لیکن دو مصیبتین اِن مصائب سے حضرت پر بہت سخت گذرین کہ یہ کلمات فرمائے ایک اُنمین سے شہادت ہی اُنکے برادر وفا شعار جناب عباس علمدار کی کہ حضرت نے لاش پر بحسرت ویاس فرمایا اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَہْرِیْ ہے اب مرنے سے عباسؑ کے کمر ہماری ٹوٹ گئی اور دوسری مصیبت عظیم ترین مصائب شہادت ہی اُنکے فرزند نوجوان جناب علی اکبر شبیہ پیغمبر کی کہ مرنے سے اُس نور نظر کے قوت قلب وجگر اُن حضرت کی کم ہوئی اور روکر فرماتے تھے یَا بُنَیَّ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَا ای فرزند اب بعد تیرے خاک ہی اس دنیا اور زندگی دنیا پر واقعی عجب روز مصیبت تھا عاشورا کہ معصومؑ فرماتے ہین لَا یَوْمَ کَیَوْمِکَ

یا اَبا عَبدِ اللہِ ای ابو عبد اللہ الحسینؑ آپکے روز مصیبت سے سخت تر کوئی روز نہین گذرا ہی یعنے آپکے روز مصیبت سے کوئی دن برابری نہین کر سکتا ہی فِی المَقتَلِ وَالاِرشَادِ اَنَّہٗ لَمَّا قُتِلَ عَبَّاسُ بنُ عَلِیٍّؑ تَدَافعَتِ الرِّجَالُ عَلَی الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ چنانچہ ارشاد شیخ مفید اور مقتل ابو مخنف وغیرہ مین منقول ہی کہ جب حضرت عباسؑ درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے اُسوقت اعدائے دین نے امام حسین علیہ السلام پر شدت کی اور ہر طرف سے گھیر لیا فَعِندَ ذٰلِکَ بَرَزَ عَلِیُّ بنُ الحُسَینِؑ مِن دَاخِلِ الخِبَاءِ وَزَینَبُ وَسُکَینَۃُ وَرُقَیَّۃُ وَاُمُّ کُلثُومٍ مُتَعَلِّقَاتٌ بِہٖ یس اُسوقت جناب علی اکبر بیتابانہ خیمۂ اہل حرم سے برآمد ہوے اور جناب زینبؑ اور ام کلثومؑ اور رقیہ اور سکینہ اُنکے دامن سے لپٹی ہوئی در خیمہ تک آئین وَھُوَ یَجذِبُ نَفسَہٗ مِنھُنَّ وَھُنَّ فِی نَوحٍ وَعَوِیلٍ فَجَذَبَ نَفسَہٗ مِنھُنَّ وَاَتٰی اِلٰی اَبِیہِ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ وَاستَاذَنَ مِنہُ ہر چند جناب علی اکبر دامن اپنا اُنسے چھڑاتے تھے لیکن وہ سب ستم دیدہ فریاد اور نوحہ و بکا کرتی تھین اور دامن جناب علی اکبرؑ کا نہ چھوڑتی تھین آخر کار اُس شاہزادۂ والاتبار نے بدشواری دامن اپنا اہل بیتِ اطہار سے چھڑایا اور خدمت مین اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی حاضر ہوکر رخصت جہاد طلب کی وَفِی المَنَاقِبِ وَغَیرِہٖ اَنَّہٗ لَمَّا تَقَدَّمَ عَلِیُّ بنُ الحُسَینِ عَلَیہِمَا السَّلَامُ نَظَرَ اِلَیہِ الحُسَینُؑ وَرَفَعَ سَبَابَتَہٗ نَحوَ السَّمَاءِ اور مناقب وغیرہ مین یون منقول ہی کہ جب جنابِ علی اکبرؑ

آمادہ جہاد ہو کر سامنے اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کے حاضر ہوے
اُسوقت حضرت نے بحسرت طرف اپنے نور نظر کے نگاہ کی اور اشک چشم انور
مین بھر لائے اور انگشت شہادت طرف آسمان کے بلند کی وقال اللّٰھُمَّ
اشْھَدْ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَقَدْ بَرَزَ اِلَیْھِمْ غُلَامٌ اَشْبَہُ النَّاسِ
خَلْقًا وَّخُلْقًا وَّمَنْطِقًا بِرَسُوْلِکَ اور جناب اقدس الٰہی مین عرض کی
کہ ای پروردگار عالم تجھے گواہ کرتا ہون اسکا کہ اس قوم ستم شعار نے میرے
اصحاب و اقربا کو ناحق تشنہ لب قتل کیا اور اب طرف اُنکے جاتا ہی وہ
پارۂ جگر میرا جو مشابہ ہی تیرے نبیؐ سے صورت و سیرت اور طرز گفتار مین
اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا اِذَا اشْتَقْنَا اِلٰی نَبِیِّکَ نَظَرْنَا اِلٰی وَجْھِہٖ فَامْنَعْھُمْ
بَرَکَاتِ الْاَرْضِ وَفَرِّقْھُمْ تَفْرِیْقًا وَّاجْعَلْھُمْ طَرَائِقَ قِدَدًا
وَّلَا تُرْضِ الْوُلَاۃَ اَبَدًا فَاِنَّھُمْ دَعَوْنَا لِیَنْصُرُوْنَا ثُمَّ عَدَوْا عَلَیْنَا
یُقَاتِلُوْنَنَا ای خلاق عالم جب مین مشتاق زیارت تیرے رسول کا ہوتا تھا
تو صورت علی اکبر کو دیکھتا تھا افسوس کہ اب زیارت سے تیرے
نبی کی ہم محروم ہوے خدا وندا میری بیکسی و تنہائی پر نظر کرکے اِس قوم
بدکردار کو اپنی رحمت سے دور رکھ اور برکات اپنی ان اشقیا پر نازل
نکر او جمعیت انکی متفرق و پریشان کر اور رائین انکی مختلف کر اور
اِنکے حاکمون کو پسند نکر کہ اس قوم جفا کار نے مجھے بمکر و دغا اسطرف
طلب کیا اور مجھ سے مقابل ہو کر اصحاب و اقربا میرے ناحق قتل کیے
ثُمَّ صَاحَ الْحُسَیْنُ بِعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ مَالَکَ قَطَعَ اللّٰہُ رَحِمَکَ کَمَا قَطَعْتَ

فَفَعَلَ ذٰلِکَ مِرَارًا وَاَھْلُ الْکُوفَۃِ یَتَّقُوْنَ قَتْلَہٗ پس وہ شیر دلاور مکرر
یہ رجز پڑھتے تھے اور اہل کوفہ اُنکے قتل کرنیسے پرہیز کرتے تھے شاید یہ خیال
گذرتا ہو کہ تصویر رسول کو کیونکر اپنے ہاتھ سے مٹائین وَفِی مَقْتَلِ اَبِیْ مِخْنَفٍ
وَغَیْرِہٖ اَنَّہٗ حَمَلَ عَلَی الْقَوْمِ وَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّٰی قَتَلَ مِنْھُمْ ثَلٰثَمِائَۃٍ
وَخَمْسِیْنَ فَارِسًا اور مقتل ابو مخنف وغیرہ مین یون منقول ہی کہ بعد
رجز کے جناب علی اکبرؑ نے مِنْ مُبَارِزْ فرمایا کیے لیکن خوف سے اُس شیر دلیر کے
کسیکو جرأت سامنے آنیکی نہوئی اور مکر و فریب دور سے تیر لگانے لگے پس اُس
شاہزادہ نے تلوار پکڑ کر مثل شیر غضبناک اُن اعدا پر حملہ کیا اور تین سو پچاس
سوار بضرب شمشیر آبدار راہی سقر کیے فَلَمَّا کَظَّہُ الْعَطَشُ وَاَصَابَتْہُ جِرَاحَاتٌ
کَثِیْرَۃٌ رَجَعَ اِلٰی اَبِیْہِ وَغَارَتْ فِیْ اُمِّ رَاْسِہٖ عَیْنَاہُ وَتَقَلَّصَتْ شَفَتَاہُ
پس بوجہ حرب و ضرب شدید اور بسبب کثرت زخمون اور شدت تشنگی کے
چشمہاے انور مین اُس شاہزادہ کے حلقے پڑ گئے تھے اور لبہاے انور بسبب
نایابی آب کے مثل برگ گل کے پژمردہ اور خشک ہو گئے تھے اُسوقت بعد
قتل پہلوانانِ نامی کے اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوے وَقَالَ
یَا اَبَتَاہُ الْعَطَشُ قَدْ قَتَلَنِیْ وَثِقْلُ الْحَدِیْدِ اَجْھَدَنِیْ فَھَلْ اِلٰی
شَرْبَۃٍ مِّنَ الْمَآءِ سَبِیْلٌ اَتَقَوّٰی بِھَا عَلَی الْاَعْدَآءِ اور عرض کی کہ
ای پدر بزرگوار پیاس مجھے مارے ڈالتی ہی اور سنگینیٔ سلاح حرب بسبب
ضعف و ناتوانی کے مجھے تعب مین لاتی ہی آیا ممکن ہی کہ تھوڑا سا پانی مجھے
عنایت ہو کہ اُس سے طاقت و قوت ہو اور فی الجملہ تسکین میری ہو کہ تا

اعدا کو دفع کرون فلما سمع الحسین ذٰلک بکٰی وقال لہ یا ولدی یا قرۃ عینی واللہ یعز علی ان تدعونی فلا اجیبک پس جب امام حسین علیہ السلام نے یہ سنا اور یہ حال اپنے نور نظر کا شدتِ تشنگی سے مشاہدہ کیا حضرات چونکہ کریم کو حیا آتی ہی اسلیے سر اقدس جھکا کر بکمال حسرت و یاس رو کر فرمایا کہ قسم بخدا ای نور نظر ای پارۂ جگر بہت دشوار ہی مجھپر کہ تو اس شدت تشنگی مین مجھسے پانی طلب کرے اور مین نہ دیسکون فہات لسانک فی فمی فاخذ لسانہ فی فیہ فمصہ پس حضرت نے فرمایا کہ ای فرزند زبان خشک اپنی میرے منھ مین دے کہ شاید تیری پیاس کو کچھ تسکین ہو پس جناب علی اکبر نے حسب الارشاد زبان اپنی اُس شدت تشنگی مین دہن اطہر امام حسین علیہ السلام مین دی حضرت نے اُسے دہن اقدس مین اپنے لیکر چوسا حضرات اس دار دنیا مین مظلوم کربلا نے بروز ولادت زبان اقدس اپنے جد امجد سید البشر کی چوسی اور روز شہادت زبان اطہر اپنے پارۂ جگر شبیہ پیغمبر علی اکبر کی چوسی مگر فرق کیا تھا وہان سیر ہوے تھے اور یہان روز عاشور البیت با بی آب اور شدت حرارت آفتاب اور کثرت رنج و الم اور زخمہاے نیزہ و تیر و شمشیر سے دمبدم تشنگی زائد ہوتی تھی آہ مومنین دہن خشک مظلوم کربلا میں یسکے لیے اتنے سبب تشنگی کے جمع ہون رطوبت کہان تھی چنانچہ بحر المصائب میں لکھا ہی کہ جناب علی اکبر نے زبان اپنی دہن اقدس امام حسین علیہ السلام سے نکال لی اور عرض کیا کہ ای بابا آپکا منھ تو میرے منھ سے زیادہ خشک ہی دفع الیہ خاتمہ وقال یا بنی خذ ھذا الخاتم وامسکہ فی فیک

وَارْجِعْ اِلَی قِتَالِ اَعْدَائِکَ فَاِنِّیْ اَرْجُوْاَنْ تَسْقِیَکَ جَدُّکَ بِکَاسٍ لَا تَظْمَأُ بَعْدَہٗ اَبَدًا اَعْرِضْہُ امام حسین علیہ السلام نے انگشتری اپنی اُس نور نظر کو عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ ای علی اکبر اس انگشتری کو اپنے منھ میں رکھ اور اس قوم شریر پر حملہ کر مجھے یقین ہی کہ ابکی مرتبہ تم زندہ ہمسے نہ ملوگے اور ہاتھ سے اپنے جد امجد کے آب سرد و خوشگوار سے ایسے سیراب ہوگے کہ پھر کبھی پیاسے نہوگے فَرَجَعَ اِلَی الْقِتَالِ ثُمَّ حَمَلَ عَلَیْہِمْ فَقَلَبَ الْمَیْمَنَۃَ عَلَی الْمَیْسَرَۃِ وَقَتَلَ خَمْسَمِائَۃِ فَارِسٍ حَتّٰی ضَرَبَ الْمَلْعُوْنُ عَلٰی مَفْرَقِ رَاْسِہٖ فَخَرَّ عَنْ جَوَادِہٖ عَلَی الْاَرْضِ وَصَارَ جَالِسًا پس جناب علی اکبر وہ انگشتر اپنے دہن اطہر مین رکھکر اُن اعدا پر حملہ آور ہوے اور اس مرتبہ اس جرأت و دلاوری سے ایسی تلوار کی کہ میمنہ اور میسرہ لشکر اعدا کو درہم و برہم کرکے پانچ سو سوار فی النار کیے آہ آہ اسی اثنا مین مرہ بن منقذ لعین نے سر اطہر علی اکبر پر تلوار ماری کہ اُس صدمہ سے وہ شبیہ پیغمبر گھوڑے سے غش کھا کر زمین پر گر پڑے اور جب غش سے کچھ افاقہ ہوا اُسوقت وہ شیر دلاور بمقتضاے شجاعت سنبھلکر زمین پر درست ہو کر بیٹھ گئے وَفِی التَّوْقِیْعِ عَنْ صَاحِبِ الْاَمْرِ ضَرْبَۃً عَلٰی مَفْرَقِ رَاْسِہٖ ضَرْبَۃً صَرَعَتْہُ اور توقیع جناب صاحب الامر علیہ السلام سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ مرہ لعین نے سر انور جناب علی اکبر پر ایسی ضربت لگائی کہ صدمہ سے اُسکے گھوڑے سے زمین پر گر پڑے وَھُوَ یُنَادِیْ یَا اَبَاہُ عَلَیْکَ مِنِّی السَّلَامُ ھٰذَا جَدِّیْ مُحَمَّدُنِ الْمُصْطَفٰی وَھٰذَا جَدِّیْ عَلِیُّنِ الْمُرْتَضٰی وَھٰذَا عَمِّیْ حَسَنُ الْمُجْتَبٰی

وَھٰذِہٖ جَدَّتِیْ فَاطِمَۃُ الزَّھْرَاءُ وَھٰذِہٖ جَدَّتِیْ خَدِیْجَۃُ الْکُبْرٰی وَھُمْ اِلَیْکَ مُشْتَاقُوْنَ چنانچہ بحر المصائب مین منقول ہی کہ اسوقت جناب علی اکبرؑ نے آواز دی کہ ای پدر نامدار یہ سلام آخری میرا قبول ہو کہ مین اب رخصت ہوتا ہون اور یہ جدامجد میرے جناب محمد مصطفےٰ اور جد بزرگوار میرے جناب علی مرتضےٰ اور عم نامدار میرے جناب حسن مجتبیٰ اور جدہ ماجدہ میری جناب فاطمہ زہرا اور جناب خدیجہ کبریٰ علیہم السلام ہین اور یہ سب حضرات آپکے مشتاق و منتظر ہین وَفِی الْبِحَارِ قَالَ رَافِعًا صَوْتَہٗ یَا اَبَتَاہُ ھٰذَا جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَدْ سَقَانِیْ بِکَاْسِہِ الْاَوْفٰی شَرْبَۃً لَا اَظْمَاُ بَعْدَھَا اَبَدًا اور بحار الانوار مین یون منقول ہی کہ اُسوقت جناب علی اکبرؑ نے باواز بلند عرض کیا کہ ای پدر بزرگوار یہ جدامجد میرے جناب رسول خدا ہین اور مجھے ایسے ایک جام آب خوشگوار سے سیراب کیا کہ اب کبھی مین پیاسا نہو گا وَھُوَ یَقُوْلُ الْعَجَلَ الْعَجَلَ یَا حُسَیْنُ فَاِنَّ لَکَ کَاْسًا مَذْخُوْرَۃً حَتّٰی تَشْرَبَھَا السَّاعَۃَ اور وہ جناب فرماتے ہین کہ ای حسین جلدی آؤ کہ تمھارے لیے بھی ایک جام آب سرد و شیرین کا یہان مہیا ہی تاکہ تم بھی سیراب ہو فَاَقْبَلَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَفَرَّقَ الْقَوْمَ عَنْہُ وَصَاحَ بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ فَتَصَارَخْنَ النِّسَآءُ فَقَالَ لَھُنَّ الْحُسَیْنُ اُسْکُتْنَ فَاِنَّ الْبُکَآءَ اَمَامَکُنَّ تب امام حسین علیہ السلام طرف اپنے پارہ جگر کے متوجہ ہوے اور لشکر اعدا کو متفرق کر دیا اور باواز بلند ایک نعرہ مارا کہ سننے سے اُس آواز کے سب اہل بیت رسالت باواز بلند فریاد کرنے لگے یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ خاموش رہو اور صبر کرو کہ اب وقت تمھارے رونے کا آتا ہی آہ

مومنین تصور کیجیے کہ اُسوقت جوان فرزند کا یہ حال دیکھکر مظلوم کربلا کا کیا حال ہوا ہوگا آہ آہ جب امام حسین علیہ السلام نے آواز علی اکبر کی سُنی بیتاب ہوگئے اور وا علیاہ کہا اور گریان ونالان پاس اُس نور نظر کے پہونچے دیکھا کہ وہ جوان رعنا بخاک وخون آلودہ ریگ گرم صحرا پر تڑپ رہا ہی وَاَخَذَ رَاْسَ وَلَدِہٖ وَوَضَعَہٗ فِیْ حِجْرِہٖ وَیَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْھِہٖ وَقَالَ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَا غرضکہ یہ حال دیکھکر بالین سر اُس ماہ انور کے زمین پر بیٹھکر سر اُس پارہ جگر کا اپنی آغوش مین اُٹھالیا اور بکمال حسرت ویاس صورت علی اکبر کی دیکھتے تھے اور خون چہرہ انور اُس نور نظر سے پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ ای فرزند دلبند جبکہ تجھ سا نوجوان سامنے ہمارے اِس بیکسی سے شہید ہوجائے تو اب کیا لطف زندگی باقی ہی ای نور نظر اب بعد تیرے خاک ہی اس دنیا اور زندگی دنیا پر وَاَھْمَلَتْ عَیْنَاہُ مِنَ الدُّمُوْعِ ثُمَّ یَقُوْلُ یَا بُنَیَّ قَدِ اسْتَرَحْتَ مِنْ کَرْبِ الدُّنْیَا وَھَمِّھَا وَبَقِیَ اَبُوْکَ وَحِیْدًا فَرِیْدًا بَیْنَ الْاَعْدَاۗءِ حمید بن سلم کہتا ہی کہ اسوقت حضرت کی چشمہاے انور سے اشک جاری ہوے اور روکر فرماتے تھے کہ ای فرزند تمنے تو اس رنج والم دنیا سے راحت پائی اور طرف جنت کے رحلت کی لیکن افسوس ہی کہ تمھارا باپ یکہ وتنہا زغۂ اعدا اور اس مصیبت وبلا مین مبتلا رہا قَتَلَ اللّٰہُ قَوْمًا قَتَلُوْکَ مَا اَشَدَّ جُرْاَتَھُمْ عَلَی اللّٰہِ وَعَلٰی اِنْتِھَاکِ حُرْمَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ای علی اکبر خدا قتل کرے اُس قوم ستم شعار کو جسنے تجھسے جوان رعنا کو قتل کیا اور کمال بیحیا ہین وہ ملعون کہ جن اشقیا نے تیرے قتل پر جرأت کی اور مطلق خوف خدا اور رعایت حرمت محمد مصطفی

صلے اللہ علیہ وآلہ نہ کی بعد اُسکے حضرت نے لاش اُس فرزند کی لاشہاے شہداے
اہل بیت مین اُٹھا کے رکھدی اور محرق القلوب مین علامہ نراقی علیہ الرحمہ یون
روایت کرتے ہین کہ جب امام حسین علیہ السلام اپنے فرزند علی اکبر کو میدان سے
اُٹھا کر درخیمہ پر پہونچے تو اُسوقت ایک رمق جان باقی تھی بس حضرت نے
صیحہ کیا اور آواز دی کہ ای بہن زینب اور ای ام کلثوم ای شہربانو ای فاطمہ
ای سکینہ آؤ اور اِس شہید راہ خدا کا دیدار آخری کر لو کہ یہ جان بلب ہی اور تمسے
رخصت ہوتا ہی کیون مومنین اُسوقت اہل بیت کا کیا حال ہوا ہوگا آہ یہ سنکر
وہ مخدرات عصمت گریان و نالان مو پریشان واویلاہ واعلیاہ کہتی ہوئین
درخیمہ پر آئین تو کیا دیکھا آہ دیکھا کہ وہ جوان رعنا خاک و خون آلودہ زخمون سے
چور چور اپنے خونِ بدن سے رنگین ہوگیا ہی اور حضرت سر علی اکبر کا آغوش مین
لیے ہوے زار زار رو رہے ہین اُسوقت گرد اُس شاہزادہ کے اہل حرم نے
حلقہ کیا اور زار زار رونے لگے اور نوحہ و بین جگر خراشی کرنے لگے اور اپنے
رخسارون پر طمانچے مارنے لگے اور شور گریہ و بکا کا بلند ہوا بس حضرت نے سبکو
تسلی و دلاسا دیکر لاش اُس شبیہ پیغمبر کی لاشہاے اقربا مین رکھدی اور آواز
ہل مِن مُبارِز کی سنکر میدان کارزار مین تشریف لائے اور مشغول جہاد ہوے
ب حضرات مقام تصور ہی کہ جب خود وہ جناب زخمی ہو کر ذوالجناح سے
مین گرم کربلا پر گر پڑے تو آیا کوئی خیمہ تک لانے والا باقی تھا جو میدان سے
ٹھا کر درخیمہ تک لاتا اور آواز دیتا کہ ای اہل بیت رسالت آؤ اور اپنے سید
ظلوم کا دیدار آخری کر لو کہ یہ جان بلب ہین اور اہل حرم کو تسلی و دلاسا دیتا

آہ آہ شمر لعین حضرت کو اُس حالتِ تکلیف مین طرف نشیب کے لیگیا اب
کس زبان سے بیان کرون کہ اُس بیرحم نے بارہ ضربت مین سرِ اقدس بدن اطہر سے
جدا کیا اور نیزۂ طویل پر بلند کیا اور اہل حرم کو عوض تسلّی و دلاسا کے وہ ظالم
تازیانے مارتے تھے اور اسباب لوٹ لیا اور خیمون مین آگ لگائی اور بلوائے
عام مین بے پردہ کیا چنانچہ معصوم فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَۃِ الْبَارِزَاتِ
سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور خیمون سے
بظلم و ستم نکالی گئین اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ

مجلس سی و ششم

فِی الْبِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ ذُکِرْنَا اَوْ ذُکِرْنَا
عِنْدَہٗ فَخَرَجَ مِنْ عَیْنَیْہِ دَمْعٌ وَلَوْ مِثْلَ جَنَاحِ الْبَعُوْضَۃِ غَفَرَ اللّٰہُ
ذُنُوْبَہٗ وَلَوْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ بحار الانوار مین منقول ہی فرمایا
جناب صادق علیہ السلام نے کہ جو مومن ذکر کرے یا سنے اُن مصائب کو
جو ہم اہل بیت رسالت پر گذرے ہین اور آنکھون سے اُسکی آنسو نکلے اگرچہ برابر
پر پشہ کے ہو تو خداوند غفار تمام گناہ اُسکے بخشتا ہی اگرچہ گناہ اُسکے مثل
کفِ دریا کے ہون حضرات کیونکر یہ مرتبہ نہو گریہ کنندگان اور ماتمداران
خاندان رسالت کا اور تصوّر کیجیے کہ مظلوم کربلا نے کیسے کیسے مصائب
اُٹھائے ہین اور کیا سخت ترین ایام مصیبت تھا روز عاشورا اُن حضرت
کے سامنے اُس مظلوم کے کیسے کیسے عزیز و اقربا تشنہ لب قتل ہوے اور
خاک و خون مین آلودہ ہوے آہ آہ جب جناب علی اکبر ہمشکل پیغمبر

زخمہائے کاری کے گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اور آواز دی ای پدر بزرگوار
میری خبر لیجیے تو یہ سنکر حضرت بیتابانہ لاش علی اکبر پر پہونچے اور رو کر فرماتے
کہ ای فرزند بعد تمھارے خاک ہی اس دنیا اور زندگی دنیا پر اُسوقت
اہل بیت رسالت پر عجب قیامت تھی اور ہر ایک معظمہ زار زار روتی تھی قَالَ
اَبُو مُخْنَفٍ عَنْ عَمَّارَةَ بْنِ رَاقِدٍ فَبَيْنَا كَذٰلِكَ اِذْ رَاَيْتُ كَرِيْمَةً قَدْ خَرَجَتْ
مِنْ فُسْطَاطِ الْحُسَيْنِ بَاكِيَةً حَزِيْنَةً كَاَنَّهَا الْبَدْرُ الطَّالِعُ فِي
كَبِدِ السَّمَآءِ تَعْثُرُ اَذْيَالُهَا وَهِيَ تُنَادِيْ وَا قُرَّةَ عَيْنَاهُ وَا وَلَدَاهُ
وَا مُهْجَةَ قَلْبَاهُ يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ عَمْيَاءَ وَانْكَبَّتْ عَلَيْهِ چنانچہ
ابو مخنف نے عمارہ بن راقد سے روایت کی ہی وہ کہتا ہی کہ اسی اثنا مین دیکھا
مین نے ایک خاتون معظمہ جیسے ماہتاب قوس سما پر طالع ہوتا ہی اسطرح خیمہ
امام حسینؑ سے باہر نکلین کہ پاہاے مبارک مین گوشہ چادر اُلجھتے جاتے تھے
اور گریان و نالان باحال پریشان ہاے علی اکبر ہاے نور نظر ہاے پارہ جگر
ہاے ای راحت دل میرے کہتی ہوئین لاش علی اکبر پر پہونچین پس دیکھتے ہی
صورت علی اکبر کی وہ معظمہ لاش علی اکبر سے لپٹ گئین اور بشدت روتی تھین
آہ مومنین کیا تاثیر تھی اُس آواز دردناک کی کہ جانور تک وہ بین جگر خراش
سنکر روتے تھے اور وہ معظمہ فرماتی تھین کہ ای فرزند کاش آجکے دن مین
نابینا ہوتی کہ یہ حال تمھارا نہ دیکھتی پس جب حال اُس مخدومہ کا مظلوم
کربلانے کمال ہی متغیر پایا اُسوقت میدان قتال سے باواز بلند فرمایا
کہ ای بہن اب رضاے خدا پر راضی رہو اور صبر کرو کہ حق سبحانہ تعالے

صابرین کو دوست رکھتا ہی وَقِیلَ فَجَاءَ بِهَا الحُسَینُ عَلَیهِ السَّلَامُ فَستَرَ
وَجهَهَا بِعَبَائِهِ حَتّے اَدخَلَهَا الخَیمَةَ اور منقول ہی کہ اُس معظمہ کو دیکھکر
امام حسین علیہ السلام تشریف لائے اور اپنی عبا سے پردہ کیا اور تسلی و تشفی
لاش علی اکبر سے جدا کرکے خیمہ میں پہونچایا اللہ اکبر مومنین یہ خیال تھا حضرت کو
پردہ داری زینب کا مگر افسوس ہزار افسوس کہان تھے امام حسینؑ اُسوقت
کہ جب اشقیا نے خیمہ اہل حرم لوٹ لیا اور جناب زینبؑ و امّ کلثوم کی چادرین
چھین لین اور وہ مخدرات با حال زار خیمون سے بظلم و ستم اعدا باہر آئین آہ
اُسوقت اُنکی کوئی پردہ داری اور دلداری کرنے والا نہ تھا بلکہ عوض دلجوئی کے
اعدا نے قید کیا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہین وَصُفِّدُ وَلِفِی الحَدِیدِ
ای جد مظلوم اہل بیت آپکے زنجیر ہاے آہنی مین جکڑے گئے فَسَأَلتُ لِکُوفِیٍّ
مَن هٰذِهِ اَتَعرِفُهَا قَالَ نَعَم هٰذِهِ زَینَبُ بِنتُ اَمِیرِ المُؤمِنِینَ
غرضکہ راوی کہتا ہی اُسوقت مین نے ایک شخص کوفی سے پوچھا کہ آیا تم
اس معظمہ کو جانتے ہو جو مضطربانہ عصمت سرا سے مقتل تک آئین اور اُنے
لاش علی اکبر پر اپنے تئین گرا دیا اور بکمال کرب و رقت قلب رو رہی ہین
یہ مخدومہ کون ہین اُس کوفی نے مجھے جواب دیا ہان جانتا ہون مین کہ یہ
معظمہ بہن امام حسین علیہ السلام کی زینب خاتون دختر امیر المومنینؑ ہین
وَفِی بِحَارِ الاَنوَارِ اَنَّهُ اِذ خَرَجَ صَبِیٌّ خَلفَ النِّسَاءِ وَفِی اُذُنَیهِ
دُرَّتَانِ وَهُوَ مَذعُورٌ فَجَعَلَ یَنظُرُ یَمِینًا وَشِمَالًا وَالقُرطَانِ
یَتَذَبذَبَانِ اور بحار الانوار مین یون منقول ہی کہ جب شبیہ پیغمبر جناب

علی اکبر شہید ہوے اور سب مخدرات عصمت وطہارت اِس مصیبت عظمی مین
بیتاب ہوکر خیمہ سے نکل آئین اُسوقت پیچھے پیچھے اُنکے ایک شاہزادہ کم سن
کہ کانون مین اُسکے دو گوشوارے مروارید کے مانند ستارون کے روشن تھے
خیمہ اہل حرم سے باہر نکل آیا اور بمقتضاے صغر سنی کے ہول معرکہ قتال
وجدال سے ایسا خائف و ترسان تھا کہ بدن نازنین اُسکا کانپتا تھا
اور دونون گوشوارے کانون کے ہلتے جاتے تھے اور ہر طرف خوف سے
نگران تھا فَحَمَلَ عَلَیۡہِ ھَانِیُ بۡنُ بُعَیۡثٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ فَقَتَلَہٗ آہ آہ
جب نظر ہانی بن بعیث کی اُس بچے پر پڑی تو وہ لعین لشکر عمر بن سعد سے
باہر نکلا اور قریب اُس شاہزادہ کے آکر پس پشت سے تلوار ماری کہ وہ بچہ
بیگناہ زمین پر گر پڑا اُسیوقت راہی جنت ہوا فَصَارَتۡ شَھۡرُبَانُوۡیَہ
تَنۡظُرُ اِلَیۡہِ وَلَا تَتَکَلَّمُ کَالۡمَدۡھُوۡشَۃِ پس جناب شہربانو دیکھتے ہی اِس
ظلم وستم کے سکتہ کے عالم مین حیران کھڑی رہگئین اور دیر تک کچھ کلام
نکرسکین ایسی دہشت وحیرت اِس واقعہ سے لاحق ہوئی تھی آہ مومنین
یہ حال تو اُن مخدومہ کا تھا مگر افسوس ہی حال پر جناب لیلٰی مادر گرامی جناب
علی اکبر شبیہ پیغمبر کے کہ اُس معظمہ کا اُسوقت کیا حال ہوا ہوگا جبکہ اپنے
پارۂ جگر جوان رعنا کو زخمون سے چور چور خاک وخون مین غلطان دیکھا ہوگا
غرضکہ سید الصابرین امام حسین نے اِن سب مصائب کو باعث رضاے
خدا جانکر صبر کیا اور سب مخدرات عصمت وطہارت کو امر بصبر وشکر فرمایا
اور اُن بیکسون کو سمجھا کر طرف خیمہ گاہ کے پھیر دیا اور آپ آمادۂ شہادت ہوکر

میدان قتال مین واپس آئے اسوقت تمام خیمہ گاہ آواز نوحہ و بکا اور وا مظلوماہ کی بلند ہوئی الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین ٭

مجلس سی و ہفتم

فی البحار عن الصادق علیہ السلام انہ قال بکت الجن والانس و الوحوش والطیور علے الحسین علیہ السلام حتے ذرفت دموعھا

بحار الانوار مین منقول ہی فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ مصیبت امام حسین علیہ السلام کی وہ مصیبت عظمی ہی کہ مصیبت پر اُس امام مظلوم کی تمام جن وانس اور وحش وطیور روئے یہانتک کہ آنکھون سے جانوران وحشی کے اشک جاری ہوئے پس مومنین جب جانورون کے اشک اس مصیبت مین جاری ہون تو انسان کو خاصکر ہم شیعون کو چاہیے کہ تمام عمر گریہ وبکا اور نوحہ و عزا کرین اُس مظلوم کے مصائب پر کہ یہ وسیلہ اعظم ہی نجات آخرت کا اور ذاکر کا کام صرف یاد دلانا ہی کسی مصیبت کا جو ظلم وستم اعداسے اُس مظلوم پر گذری ہی فے المنتخب وغیرہ انہ لما ال امر الحسین علیہ السلام الی القتال ولم یبق احد من اعوانہ الا النساء والاطفال نظر الی اثنین وسبعین رجلا من انصارہ المصرعین والاضاحی علے الرمال چنانچہ منتخب اور مقتل ابو مخنف مین منقول ہی کہ جب روز عاشورا مآل کار جناب امام حسین ع کا سوائے جنگ و کارزار کے کچھ نہ ٹھہرا اور سب اعوان و انصار اُن حضرت کے درجہ شہادت پر فائز ہوکر راہی جنت ہوچکے اور کوئی شخص اولاد و اقربا سے بجز عورات اور چند اطفال خردسال کے

باقی نرہا اُسوقت اُس جناب نے بنگاہ حسرت و یاس طرف لاشہاے انصار اور اقرباے کہ بہتر بزرگوار تھے ملاحظہ کیا دیکھا کہ عجب صورت و شمائل کے نوجوانِ ذیشان مانند جناب عباسؑ دلاور اور عون و محمد اور شاہزادہ قاسم و علی اکبر اور سب بھائی او رتیجے اور بھانجے مثل گوسفندان قربانی بخاک و خون غلطان ریگستانِ گرم پر پڑے ہین اور مثل شیرون کے خوابگاہِ شہادت مین سوتے ہین فبکٰے بُکَاءً شَدِیدًا وَنَادٰی وَاوَحْدَتَاہُ وَاغُرْبَتَاہُ وَاقِلَّۃَ نَاصِرَاہُ فَاقْبَلَ لِوَدَاعِ اَھْلِہٖ اِلَی الْخِیَامِ اُسوقت مظلوم کربلا اپنی تنہائی پر کمال متاسف ہوے اور مفارقت پر اُن سب انصار و فاشعار کی بہت روے اور فرمایا افسوس صد افسوس کہ ہم یکہ و تنہا اس مجمع اعدا مین رہگئے اور اس غربت و بیکسی مین کیسے کیسے دوست و جان نثار اور کیسے کیسے رفیق قدیم اور وفا شعار آج ہمسے جدا ہوگئے پس بعد اس گریہ و بکا کے متوجہ طرف خیمہ گاہ کے ہوے تاکہ اہل حرم سے وداع ہوکر میدان کارزار مین تشریف لائین فَقَامَ عَلٰی بَابِ الْفُسْطَاطِ وَنَادٰی یَا اُخْتِی زَیْنَبُ وَیَا اُخْتِی اُمَّ کُلْثُومٍ وَیَا سُکَیْنَۃُ وَیَا رَبَابُ عَلَیْکُنَّ مِنِّی السَّلَامُ وَخَلِیفَتِی عَلَیْکُمُ اللّٰہُ پس دروازہ خیمہ پر کھڑے ہوکے آواز دی کہ ای بہن میری زینب و ام کلثوم اور ای سکینہ اور ای رباب تم سبکو سلام آخری میرا پہونچے کہ اب مین رخصت ہوتا ہون اور تمکو خدا کے سپرد کرتا ہون کہ وہ حافظ و نگہبان تمہارا ہی فَخَرَجْنَ النِّسَاءُ مِنَ الْخِیَمِ وَرِاکِبَاتٍ حَاسِرَاتٍ نَاشِرَاتِ الشُّعُورِ وَتَعَلَّقْنَ بِہٖ دِ بِعِجَافِ فَرَسِہٖ پس یہ سنتے ہی سب مخدرات عصمت بیتابانہ سر برہنہ پریشان

سربرہنہ روتی بیٹھی درخیمہ پر آئین دیکھا کہ حضرت آمادہ شہادت یکہ و تنہا
کھڑے رو رہے ہین بس دیکھتے ہی اِس حال سے کوئی معظمہ دامن حضرت سے
اور کوئی مخدومہ سُمون سے ذوالجناح کے لپٹ گئی اور کوئی روتے روتے
زمین پر بیتاب ہوکر گر پڑی فَاَقْبَلَ الْحُسَیْنُ عَ اِلیٰ اُخْتِہٖ زَیْنَبَ الْکُبْریٰ
وَقَالَ لَهَا یَا اُخْتَاهُ اِنِّیْ بَارِزٌ اِلیٰ هٰؤُلَاۗءِ الْکُفَّارِ وَعَلَیْ هٰذَا الطِّفْلِ
الرَّضِیْعِ فَاِنَّهٗ اَرَاهُ عَطْشَانًا پس اُسوقت امام حسین علیہ السلام نے جناب
زینب سے فرمایا کہ ای بہن تمام اعوان و انصار ہمارے راہی جنت ہوے
اب کوئی ایسا غمگسار باقی نہین ہی کہ ہماری نصرت کرے بس اب مین شہادت
آمادہ ہون اور تمسے رخصت ہوکر مرنے جاتا ہون لیکن حال علی اصغر شیرخوار کا
مجھے بسبب پیاس کے متغیر معلوم ہوتا ہی لہذا مجھے ضروری کہ مین تحصیل آب کی
کوئی تدبیر کرون فَبَکَتْ زَیْنَبُ وَقَالَتْ لَهٗ یَا اَخِیْ رُوْحِیْ لَکَ الْفِدَاۗ
کَیْفَ لَا وَهُوَ مُنْذُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ لَمْ یَذُقْ قَطْرَةً مِّنَ الْمَاۗءِ وَجَفَّ لَبَنُ
اُمِّهٖ مِنَ الظَّمَاۗءِ پس یہ کلام سنکر جناب زینب بہت روئین اور عرض کی
کہ فدا ہو جان بہن کی آپ پر کیونکہ حال علی اصغر کا متغیر نہو کہ تین شبانہ روز
متصل گذر چکے ہین کہ ایک قطرہ پانی کا لبہاے نازنین اس شیرخوار تک
نہین پہونچا ہی اور نہ کوئی قطرہ دودھ کا اسے میسر آیا ہی کہ اُس سے صورت
اسکی زندگی کی ہوتی اور خود مان اس بچہ کی رباب نایابی آب سے جان
بلب ہی اور دودھ اسکا ختم ہوگیا ہی فَبَکَی الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ
وَحَمَلَهٗ بَیْنَ یَدَیْهِ عَلیٰ قَرَبُوْسِ سَرْجِهٖ وَکَانَ یُحِبُّهٗ حُبًّا شَدِیْدًا

فجعل یقبلہ وھو مشغوف بہٖ وعیناہ تہملان دموعاً علیٰ ما اصابہ

پس امام حسین علیہ السلام نے اُس شیرخوار کو زینب خاتون کی آغوش سے لیکر اپنے آگے قربوس ذوالجناح پر بٹھالیا اور بسبب کمال محبت بحسرت و یاس صورت اُس ماہ طلعت کی دیکھتے تھے اور تشنہ لبی پر اُس شیرخوار کی روتے تھے اور اُسے پیار کرتے جاتے تھے ثم انہ قصد القوم ووضع الطفل علیٰ یدیہ ورفعہ بحیث یُریٰ بیاض ابطیہ پس حضرت سامنے صفوف لشکر اعدا کے کھڑے ہوئے اور اُس طفل صغیر کو ہاتھوں پر رکھکر اسقدر بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل اقدس نمایان تھی ونادیٰ برفیع صوتہ ھٰکذا اور اسوقت بآواز بلند واسطے اتمام حجت کے فرمایا چنانچہ شاعر بزبان حال اُن حضرت کے کہتا ہے

یا ساکنی شامٍ ویا اھل کوفۃٍ فھل ھٰکذا اوصیٰ النبی المکرمُ
ءاشربتموا ماء الفرات خیولکم واولادطٰہٰ للصلوٰۃ تیمموا

ای اہل کوفہ و شام آیا جناب رسالت مآب ص نے اپنی امت سے یہی وصیت کی تھی کہ میری اولاد سے بدعنا وعناد پیش آنا اور اُنکو بظلم و ستم قتل کرنا مقام حیرت ہی کہ راکب و مرکب تمہارے نہر جاری سے سیراب ہوں اور پانی پیتا جانوران درندہ تک کو تمہیں گوارا ہو اور اولاد جناب رسول خدا کو ایک قطرہ پانی کا نہ ملے اور اُنپر اسقدر ممانعت پانی کی ہو کہ وہ نایابی آب سے بجاے وضو کے تیمم خاک سے کرین ع

یموت عطاشاً اھل بیت محمدٍ ویشرب ھٰذا الماء ترکٌ ودیلمٌ

ثلث لیالٍ قد مضین علی الولا		وَاَیّامِہا وَالمَا علینا مُحَرَّمُ

ہاے ای قوم اعدا کیا قیامت ہی کہ کفار ترک و دیلم تک کو تمہاری اجازت ہی
کہ وہ جسقدر چاہین نہر فرات سے سیراب ہون مگر کیا غضب ہی کہ اطفال
خرد سال تک اہل بیت رسول خدا کے ایک جرعہ پانی کا نہ پائین گو شدت
تشنگی سے جان بلب ہون ای قوم ناانصاف تین شبانہ روز ہمیں گذر چکے ہین
کہ تمنے ہمپر پانی حرام کر دیا ہی حالانکہ ہم اہل بیت رسالت اور معدن نبوت
ہین یا قوم قد قتلتم بنی ابی و ولدی و شیعتی و انصاری و ترکتمونی
وحیداً فریداً ظمآنا و لم یبق معی الا ہذا الطفل و ہو عطشان
من ثلثۃ ایام آہ مومنین جان ہماری قربان ہو اُن لبہاے خشک پر کہ
جنسے فرماتے تھے کہ ای قوم ناانصاف واے ہو تمپر کہ تمنے بھائی اور فرزند
اور اعوان و انصار شیعہ میرے آج سب قتل کیے اور مجھے ایسا بے یار و مددگار
کر دیا ہی کہ کوئی انیس و غمگسار میرا باقی نہین ہی سوا اس شیرخوار کے کہ یہ بھی
شدت تشنگی سے جان بلب ہی تین شبانہ روز متصل اسپر بھی گذر چکے ہین کہ ایک
قطرہ پانی کا اسکے لبون تک نہین پہونچا ہی فاسقوہ جرعۃ من الماء فبینا
ہو یخاطبہم اذ رماہ ملعون بسہم مسموم فوقع فی حلق الطفل
فذبحہ من الاذن الی الاذن کما ہو فی المقتل ای قوم بھیا اگر تمہارے
زعم باطل مین مین واجب القتل ہون لیکن یہ بچہ شیرخوار محض بیگناہ ہی اسپر
رحم کرو اور اسکو ایک جرعہ پانی کا دو کہ یہ شدت تشنگی سے ہلاک ہوتا ہی مقتل
ابو مخنف مین منقول ہی کہ جناب سید الشہداء ابھی اُس قوم اشقیا پر اتمام حجت

فرما رہے تھے کہ ایک بیرحم نے کہ نام اُسکا حرملہ تھا ایک تیر مسموم طرف حضرت کے
مارا کہ وہ تیر ستم حلقِ نازنین علی اصغر کو ایک کان سے دوسرے کان تک
زخمی کر کے نکل گیا وَفِی رِوَایَةٍ اِنَّ ذٰلِکَ السَّہْمَ وَقَدْ اَصَابَ خَاصِرَۃَ
الطِّفْلِ فَانْقَلَبَ عَلٰی یَدَیِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَصَاحَ وَقَالَ
وَاوَلَدَاہُ وَاقُرَّۃَ عَیْنَاہُ وَھُوَ یَنْظُرُ اِلٰی وَجْہِ اَبِیْہِ وَتَبَسَّمَ وَمَاتَ
اور بروایتے وہ تیر جفا پہلوے شیر خوار پر اس زور سے آکر لگا کہ وہ شاہزادہ
ہاتھون پر امام حسین علیہ السلام کے تڑپنے لگا اُسوقت حضرت نے باواز بلند
فرمایا کہ ہاے ای نور نظر ہاے ای پارہ جگر افسوس ہی کہ تجھ سے ماہ انور کو
قتل کیا اور ایک قطرہ پانی کا نہ دیا پس اُس طفل شیر خوار نے نگاہ یاس
طرف صورت اپنے پدر بزرگوار کے دیکھا اور متبسم ہو کر رحلت کر گیا فَبَکَی
الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بُکَاءً شَدِیْدًا فَجَعَلَ یَتَلَقَّی الدَّمَ بِکَفِّہٖ وَ
یَرْمِیْہِ اِلَی الْھَوَاءِ وَیَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الشَّاھِدُ عَلَیَّ وَعَلَیْھِمْ فَاِنَّھُمْ
قَدْ قَتَلُوْا اَشْبَہَ الْخَلْقِ بِرَسُوْلِکَ فَلَمْ یَسْقُطْ عَنْ ذٰلِکَ الدَّمِ قَطْرَۃٌ
عَلَی الْاَرْضِ پس امام حسین علیہ السلام مفارقت پر علی اصغر کی بہت روئے
اور خون زخم گلوے اُس شیر خوار سے چلو بھر کر طرف آسمان کے پھینکا اور جناب
احدیت مین عرض کی کہ ای پروردگار عادل و عالم تو خوب واقف ہے
حال سے میرے اور ان اعداے دین کے کہ ان بیرحمون نے کیسے کیسے
ظلم و ستم مجھ مظلوم پر کیے ہین یہانتک کہ قتل کیا اِن اشقیا نے اِس طفل شیر خوار کو
جو ہمصورت تھا تیرے رسول صلعم کا اور لہوف مین امام محمد باقر علیہ السلام سے

منقول ہی کہ اُس خون سے ایک قطرہ تک زمین پر نہ گرا تو رجع الی الخیمہ
ونا ولہ بامہ وقال لہا یا رباب اصبری علی البلاء واشکری
اِلٰہ الارض والسماء فانہ لا یظما بعد ذلک ابداً پس مظلوم کربلا
مقتل سے طرف خیمہ حرم محترم کے تشریف لائے اور لاش اُس شیر خوار کی
مادر ستمدیدہ کو اُسکی دیدی اور فرمایا کہ ای رباب صبر کرو اِس مصیبت عظمی پر
جو تمپر نازل ہوئی ہی اور شکر کرو اُس پروردگار کا کہ جو خالق آسمان و زمین ہی
اور یہ امر باعث رضاے خدا ہی اور علی اصغر اب ایسے آب خوشگوار سے
سیراب ہوا ہی کہ پھر کبھی پیاسا نہو گا فجعلت تقبلہ وتمسح الدم عن
وجھہ ونحرہ ؎

تبکی وتلطم وجہہا وخدودہا	وعیونہا تجری دما وتقطر
وغدت تمرغ خدہا بدمائہ	وتقول واحزناہ مثلک ینحر

پس جناب رباب لاش اُس پارۂ جگر کی اپنی آغوش مین لیکر بہت روئین
اور بکمال حسرت صورت اُسکی دیکھتی تھین اور خون منہ اور حلق نازنین
علی اصغر سے پونچھتی جاتی تھین اور منہ اپنا منہ پر اُس نور نظر کے رکھکر یہ بین
جگر خراش کرتی تھین کہ ہاے ای پارۂ جگر ہاے ای نور نظر ہاے ای راحت
دل میرے افسوس ہی کہ کسی بیرحم نے تجھ سے شیرخوار پر رحم نہ کیا اور تجھ سے
بیگناہ اور ہمشکل رسول خدا کو تیر ستم سے نحر کیا آہ مومنین شاید اُس
مظلومہ کی یہ غرض ہو کہ شتر کے بچہ کو بھی اس سن مین نحر نہین کرتے ہین
نہ کہ تجھ سے شیرخوار کو اعدا نے نحر کیا اور وہ مخدومہ خون گلوے شیرخوار سے

لیکر اپنے منھ پر ملتی تھین اور پیار کرتی جاتی تھین اور کہتی تھین کہ ای علی اصغرؑ مجھے
یہ نہ معلوم تھا کہ دودھ تمھارا بیکان تیر ستم سے بڑھایا جائیگا فَلَمَّا تَغَیَّرَتْ حَالُهَا
اَخَذَهُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْ حِجْرِهَا وَجَآءَ بِهٖ فِی الْمَقْتَلِ وَوَضَعَهٗ
فِی الْقَتْلٰی مَعَ اَهْلِبَیْتِهٖ کَمَا رَوَاهُ ابْنُ نَمَا رَحِمَهُ اللّٰهُ پس جب امام حسینؑ نے
حال مادر علی اصغرؑ کا نہایت متغیر پایا تو اُس نور چشم کو آغوش سے اُس معظمہ کی
لیلیا اور اُس مظلومہ کو گریان و نالان چھوڑ کر قتلگاہ مین تشریف لائے اور لاش
اُس بچے کی لاشہائے شہدائے اہلبیت مین رکھدی جیسا کہ ابن نما رحمہ اللہ نے
نقل کیا ہی وَفِی الْاِحْتِجَاجِ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ نَزَلَ عَنْ فَرَسِهٖ وَحَفَرَ لَهٗ
بِجَفْنِ سَیْفِهٖ وَرَمَّلَهٗ بِدَمِهٖ وَصَلّٰی عَلَیْهِ وَدَفَنَهٗ بِیَدِهٖ وَبَکٰی عَلَیْهِ
بُکَآءً شَدِیْدًا اور احتجاج طبرسی مین یون منقول ہی کہ جناب امام حسینؑ
لاش علی اصغرؑ کو آغوش مین لیکر مقتل شہدا مین تشریف لائے اور ذوالجناح سے
اُترکر نوک شمشیر سے ایک چھوٹی سی قبر کھودی اور خون حلق نازنین علی اصغرؑ سے
لیکر تمام بدن پر اُس بچے کے بجائے کفن کے ملا اور نماز جنازہ پڑھی اور اپنے
ہاتھ سے اُس ماہ انور کو خاک مین چھپا دیا پس بعد دفن کے قبر پر اُسکی روتے تھے
اور گویا فرماتے تھے ؎

وَاللّٰهِ مَالِیْ اَنِیْسٌ بَعْدَ فُرْقَتِکُمْ	اِلَّا الْبُکَآءُ وَقَرْعُ السِّنِّ مِنْ نَدَمٖ

ای فرزند میرے قسم خدا کی بعد تمہاری شہادت کے اب کوئی مونس و غمگسار
ہمارا باقی نہین ہی کہ جس سے اِس مصیبت عظمیٰ مین تسکین مجھ مظلوم کی ہو بس
ای نور چشم ای علی اصغرؑ جبتک کہ ہم جیتے ہین تیری مفارقت مین رویا کرینگے اور

دست تاسف ملا کرینگے جبتک کہ تجھ سے نہ ملینگے پس حضرت بکمال حسرت قبر علی اصغر پر گریہ و بکا کیا کیے اور بعد اسکے خود آمادۂ شہادت ہوے الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس سی و ہشتم

قال اللہ تعالی فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ اس آیۂ وافی ہدایہ کی تفسیر مین یون لکھا ہی فی البحار وغیرہ انہ لما رای آدم اسماء النبی والائمۃ علیہم السلام علی ساق العرش ذکرھا وسریہ چنانچہ بحار الانوار وغیرہ مین منقول ہی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اسم مبارک جناب رسالت مآبؐ اور اسماے مقدسہ حضرات ائمہ ہدی علیہم السلام کے ساق عرش پر لکھے دیکھے تو اسوقت ان اسماے مقدسہ کو پڑھا اور ہر اسم اقدس کو دیکھکر کمال خوش و مسرور ہوے فلما ذکر الحسین علیہ السلام بکی وقال لجبرائیل یا اخی مالی بذکر الخامس منہم تسیل عبرتی ویخشع قلبی ویزید غمی وھمی جب اسم اقدس امام حسینؑ کا زبان مبارک جاری کیا بہت روئے اور جبرئیل امین سے کہ ہمراہ ان حضرت کے تھے فرمایا کہ ای جبرئیل کیا سبب ہی اسکا کہ جناب محمد مصطفےؐ اور علی مرتضے اور فاطمہ زہرا اور حسن مجتبی علیہم السلام تک مین نے ان اسماے مقدسہ کو پڑھا اور ہر ایک نام کے پڑھنے سے مجھے سرور و خوشی کمال حاصل ہوئی اور دل میرا بشاش ہوا لیکن جب نام خامس آل عبا کا مین نے زبان پر لیا تو بے اختیار میرے آنسو حسرت جاری ہوے اور دل میرا درد مین آیا اور رنج و الم مجھپر طاری ہی قال لہ

جَبرَائِیلُ یَا اٰدَمُ وَلَدُكَ هٰذَا یُصَابُ مُصِیبَةً تَصغُرُ عِندَهَا المَصَائِبُ جبرئیل امین نے عرض کی کہ یا نبی اللہ سبب اسکا یہ ہی کہ یہ فرزند آپکا ایسی مصیبت مین مبتلا ہوگا کہ مصائب تمام عالم کے سامنے انکی مصیبت کے پست و حقیر ہونگے فَقَالَ لَهٗ اٰدَمُ یَا جَبرَائِیلُ وَمَا هِیَ قَالَ جَبرَائِیلُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ یُقتَلُ هٰذَا عَطشَانًا غَرِیبًا وَحِیدًا اِلَّا نَاصِرَ لَهٗ وَلَا مُعِینَ یہ سنکر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ ای اخی جبرئیل بیان کر و مجھسے کہ وہ ایسی مصیبت کہ حسین یہ فرزند میرا مبتلا ہوگا وہ کیا مصیبت ہی جبرئیل نے عرض کی کہ یا نبی اللہ یہ فرزند آپکا آوارہ وطن گرفتار رنج و محن عالم مسافرت مین تشنہ لب بے یار و مددگار صحرائے کربلا مین قتل کیا جائیگا وَهُوَ یَستَغِیثُ فَلَا یُغَاثُ وَلَو تَرَاهُ یَا اٰدَمُ وَهُوَ یَقُولُ وَاعَطشَاهُ وَاقِلَّةَ نَاصِرَاهُ حَتّٰی یَحُولَ العَطشُ بَینَهٗ وَبَینَ السَّمَآءِ كَالدُّخَانِ فَلَم یُجِبهُ اَحَدٌ اِلَّا بِالسُّیُوفِ وَشُربِ الحُتُوفِ فَیُذبَحُ كَذَبحِ الشَّاةِ مِنَ القَفَا اور وہ مظلوم اس حالت تنہائی مین اپنی امت سے اپنے نانا کی واسطے نصرت و مدد کے پکاریگا اور فریاد کریگا لیکن کوئی اس قوم جفا کار سے انکی مدد نہ کریگا اور کوئی انکی فریاد کو نہ پہونچیگا اور ای آدم اگر آپ اس مظلوم کو دیکھتے کہ اس حالت تشنگی مین فریاد کرتے ہونگے کہ واعطشاہ واقلۃ ناصراہ یہانتک کہ پیاس مثل دخان کے درمیان اس تشنہ لب اور آسمان کے حائل ہو جائیگی یعنے زمانہ نظر مین بوجہ تشنگی کے تیرہ و تاریک ہوگا پس کوئی شقی اشقیاے امت سے اس مظلوم کو جواب نہ دیگا مگر یہ کہ ہر طرف سے اس فرزند پیغمبر آخر الزمان پر تیر و نیزہ و شمشیر لگائینگے اور اسے مثل گوسفند

قربانی تشنہ لب بس گردن سے ذبح کرینگے وَيُنْهَبُ رَحْلُهُ وَتُسْلَبُ نِسْوَانُهُ
وَيُشْهَرُ رَاسُهُ وَمَعَهُ اَهْلُهُ وَاَطْفَالُهُ فَبَكٰى اٰدَمُ بُكَاءَ الثَّكْلٰى وَمَعَهُ
جِبْرَئِيْلُ يَبْكِيْ اور بعد شہادت کے اشقیا خیمۂ اُن حضرت کو جلائینگے اور اسباب
اس مظلوم کا لوٹ لینگے اور اُنکے اہل حرم سے مقنع و چادرین چھین لینگے اور
سر اطہر اُس شہید راہ خدا کا نیزہ پر رکھکر پھرائینگے اور عورات و اطفال
خُرد سال کو اُنکے مثل بندیانِ ترک و روم کے اسیر و مقید کرینگے پس یہ سُنکر
حضرت آدمؑ باواز بلند اس کرب سے رونے لگے کہ جس بیتابی سے وہ عورت
ستم رسیدہ روتی ہی کہ جسکا جوان فرزند مرجاتا ہی اور اسی طرح ساتھ
اُن حضرت کے حضرت جبرئیلؑ مصائب امام حسین علیہ السلام پر روے
پس مومنین آپ بھی گریہ و بُکا کیجیے مصیبت پر اُس مظلوم کی جو روز عاشورا
انواع و اقسام کے مصائب مین مبتلا رہے جسکی مصیبت سنکے انبیا اور ملائکہ
روئے ہین اور جس مظلوم کے سامنے سب بھائی اور بھتیجے اور بھانجے اور بیٹے
مانند گوسفندان قربانی ذبح ہوے اور اُنکا رنج والم اور مصیبت و غم اپنے
قلب انور پر اُٹھا کر شہید ہوے کیونکہ ذاکر کا کام صرف یاد دلانا ہی کسی
مصیبت کا کہ جو اعداے دین کے ہاتھ سے اُس مظلوم پر گذری ہی آہ آہ
وہ داغ آخری کہ جسکے بعد وہ حضرت دنیا سے رحلت کر گئے وہ داغ
شہادت عبد اللہ شیر خوار ہی کہ بیان سے اس مصیبت عظمے کے دل بیتاب
ہو جاتا ہی فِي الْمُنْتَخَبِ وَغَيْرِهِ اَنَّهُ لَمَّا قُتِلَ اَعْوَانُ الْحُسَيْنِ وَاَنْصَارُهُ
وَعَشِيْرَتُهُ نَدَ افَعَتِ الرِّجَالُ عَلَيْهِ فَهَمَّ بِنَفْسِهِ اِلَى الْقِتَالِ

وَاَرَادَاَنْ یَبْرُزَ اِلَی الْمُبَارَزَۃِ فِیْ مَیْدَانِ النِّزَالِ چنانچہ منتخب وغیرہ مین منقول ہی کہ جب اعوان وانصار اور اقربا امام حسین علیہ السلام کے درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے اور کوئی مونس وغمگسار اور ناصر و مددگار اُن حضرت کا باقی نہ رہا اُسوقت اعدائے دین نے اُس امام متقین کو تنہا پاکر ہر طرف سے ہجوم کر کے گھیر لیا پس حضرت نے بنفس نفیس آمادۂ شہادت ہو کے چاہا کہ میدان کارزار مین مقابل لشکر کفار کے ہون فَبَیْنَا کَذٰلِکَ اِذْ سَمِعَ اَصْوَاتَ النِّسَآءِ بِالْبُکَآءِ وَالْعَوِیْلِ فَاضْطَرَبَ وَدَخَلَ الْفُسْطَاطَ فَرَاٰی اِبْنَہُ الرَّضِیْعَ یَمُوْتُ مِنَ الْعَطَشِ پس یکایک صدائے گریہ وبکا اہل حرم کی گوش مبارک مین آئی سنتے ہی اُس آواز دردناک عورات واطفال کے حضرت وبیقرار ہوگئے اور واسطے دریافت حال کے داخل خیمۂ حرم محترم ہوے دیکھا کہ عبداللہ شیرخوار شدت تشنگی سے جان بلب ہی اور سب اہل حرم گرد اُسکے روتے ہین آہ یہ حال اُس بچے کا دیکھکر حضرت بیتاب ہوگئے وَقَالَ لِزَیْنَبَ بِنْتِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ یَا اُخْتَاہُ عَلَیَّ بِھٰذَا الطِّفْلِ الرَّضِیْعِ فَاِنِّیْ اَرَاہُ عَطْشَانًا فَاَخَذَہٗ فِیْ حِجْرِہٖ وَاَتٰی بِہٖ اِلَی الْمَیْدَانِ پس اُس حالت بیقراری مین حضرت نے جناب زینب سے فرمایا کہ ای بہن اِس طفل شیرخوار کو مجھے دو کہ تامین کچھ تدبیر پانی کی واسطے اِس شیرخوار کے کرون کہ یہ بہت پیاسا ہی پس جناب زینب نے عبداللہ کو آغوش اطہر امام حسین علیہ السلام مین دیا حضرت اُسے اپنی گود مین لیکر میدان قتال مین سامنے لشکر اعدا کے تشریف لائے وَنَادٰی یَا قَوْمُ اَمَا مِنْ مُجِیْرٍ یُجِیْرُنَا اَمَا مِنْ مُغِیْثٍ یُغِیْثُنَا اَمَا مِنْ

طَالِبٍ لِلْجَنَّةِ فَيَنْصُرُنَا اَمَا مِنْ خَائِفٍ مِنَ النَّارِ فَيَذُبَّ عَنَّا اَمَا مِنْ
اَحَدٍ يَاتِيْنَا بِشَرْبَةٍ مِنَ الْمَاۗءِ لِهٰذَا الطِّفْلِ الَّذِىْ لَا يُطِيْقُ الظَّمَاۗءَ
پس واسطے اتمام حجت کے اُس حجت خدا نے آواز بفریاد و استغاثہ بلند کی
اور فرمایا کہ آیا ہی کوئی پناہ دینے والا کہ اسوقت مصیبت مین ہماری فریاد کو
پہونچے آیا ہی کوئی فریادرس کہ ہماری فریادرسی کرے آیا ہی کوئی عذاب
آخرت سے ڈرنے والا کہ اِس بلا و آفت کو ہمسے دور کرے آیا ہی کوئی ایسا
دیندار طالب جنت کہ اِسوقت بیکسی مین فرزند رسول خداؐ کی نصرت
و مدد کرے آیا ہی کوئی اِس جماعت کثیرہ مین ایسا نرم دل کہ اِس طفل شیرخوار کو
ایک جرعہ پانی کا دے کہ یہ بیگناہ شدت تشنگی سے جان بلب ہی فَلَمَّا سَمِعَ
عَلِىُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِسْتِغَاثَةَ اَبِيْهِ وَقَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَهُوَ كَانَ يَوْمَئِذٍ اِبْنُ سَبْعَ عَشَرَةَ سَنَةً فَقَالَ لَهٗ يَا اَبَاهُ رُوْحِيْ
لَكَ الْفِدَاۗءُ اَنَا اٰتِيْكَ بِالْمَاۗءِ يَا سَيِّدِىْ افسوس یہ استغاثہ و فریاد
سنکر کسی نے جواب نہ دیا پس فرزند امام حسین شبیہ رسول الثقلین جناب علی اکبر
نے کہ بموجب اس روایت کے اُسوقت تک حیات تھے اور سن شریف
اُس شاہزادہ کا سترہ برس کا اور بروایت سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ
اٹھارہ برس کا تھا یہ استغاثہ سنکر سامنے اپنے پدر بزرگوار کے کھڑے ہوے
اور عرض کی کہ ای پدر نامدار اور سید میرے جان میری فدا ہو آپ پر
مین اِن اشقیا کو اِس نہر سے دفع کرکے آب سرد و خوشگوار اِس
شیرخوار کے لیے حاضر کرتا ہون منقول ہی کہ امام حسین علیہ السلام قبل اِسکے

کسیطرح رخصت علی اکبر پر راضی ہوئے تھے اور مفارقت اُس نور نظر کی
گوارا نہ تھی لیکن اُسوقت شدت تشنگی عبد اللہ سے ایسے بیقرار تھے کہ مفارقت
علی اکبر کی گوارا کی فَقَالَ لَہٗ یَا بُنَیَّ اِمْضِ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ فَاَخَذَ الرَّکْوَۃَ
بِیَدِہٖ وَسَارَ اِلَی الْفُرَاتِ وَھُوَ یَرْتَجِزُ وَحَمَلَ عَلَیْھِمْ کَاللَّیْثِ
الْمُغْضَبِ وَقَتَلَ مِنْھُمْ مَقْتَلَۃً عَظِیْمَۃً وَفَرَّقَھُمْ تَفْرِیْقًا پس حضرت نے
فرمایا کہ اے نور نظر حق سبحانہ تعالے تمہارے اِس ارادہ مین برکت عطا کرے
اگر ہوسکے تو تھوڑا سا پانی اپنے بھائی کے لیے لاؤ کہ یہ مارے پیاس کے
ہلاک ہوا جاتا ہی پس جناب علی اکبر باجازت فرزند خیر البشر مسلح بسلاح
کارزار اسب عقاب پر سوار ایک کوزہ لیکر رجز پڑھتے ہوئے طرف نہر فرات کے
متوجہ ہوئے اور اُن اشقیا پر مثل شیر غضبناک حملہ آور ہوئے اور کئی ہزار
نابکار کو کہ موکل آب فرات تھے بضرب شمشیر آبدار کنارہ نہر سے ہٹا دیا اور
اکثر اشقیا کو راہی سقر کیا غرضکہ اُس شیر دلاور نے کشتہاے کفار سے پشتے
کنارۂ فرات جمع کر دیے قَالَ فَاقْتَحَمَ الْمَشْرَعَۃَ وَمَلَأَ الرَّکْوَۃَ وَاَقْبَلَ
بِھَا نَحْوَ اَبِیْہِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ راوی کہتا ہی کہ پس جناب علی اکبر نے
گھوڑا فرات مین ڈالدیا اور کوزہ پانی سے بھر لیا ہر چند کہ لبہاے نازنین
اُس شاہزادہ کے شدت تشنگی سے پژمردہ وخشک تھے لیکن بسبب پیاس
اپنے پدر نامدار اور برادر شیر خوار کے ایک جرعہ بھی اُس نہر سے نہ پیا اور
اُسیطرح پیاسے خدمت باسعادت اپنے پدر بزرگوار مین حاضر ہوئے
وَقَالَ لَہٗ یَا اَبَتَاہُ الْمَاءُ لِمَنْ طَلَبْتَ اِسْقِ اَخِیْ وَاِنْ بَقِیَ مِنْہُ شَیْءٌ

فَصُبَّہٗ عَلَیَّ فَاِنِّیْ وَاللہِ عَطْشَانٌ پس وہ ظرف پُر آب حضرت کو دیکر
عرض کی کہ ای بدر عالی مقدار یہ پانی حاضر ہی میرے بھائی کو بلائیے کہ جسکے لیے
حضرت نے طلب فرمایا ہی اور اگر کچھ اس پانی سے بچ رہے تو اُسے میرے
بدن پر چھڑک دیجیے کہ تا اُس سے فی الجملہ مجھے تسکین ہو قسم بخدا کہ مین بھی بہت
پیاسا ہون فَبَکٰی وَاَخَذَ الطِّفْلَ وَاَجْلَسَہٗ فِیْ حِجْرِہٖ وَقَرَّبَ الرَّکْوَۃَ
اِلٰی فِیْہِ پس یہ سنکر امام حسین علیہ السلام علی اکبرؑ کی تشنہ لبی پر بہت روئے اور
طفل شیر خوار کو آغوش اطہر مین بٹھا کر وہ ظرف قریب لبہائے نازنین اُس
بچے کے لائے فَلَمَّا ہَمَّ الطِّفْلُ اَنْ یَّشْرَبَ اَتَاہُ سَہْمٌ مَّسْمُوْمٌ وَّ ھُوَ
یَھْوِیْ حَتّٰی وَقَعَ فِیْ حَلْقِ الطِّفْلِ فَذَبَحَہٗ وَلَمْ یَشْرَبْ مِنَ الْمَآءِ شَیْئًا
پس جب اُس شیر خوار نے پانی کو دیکھا تو بسبب شدت تشنگی کے طرف اُسکے
جھکا اور چاہا کہ وہ پانی پیے ناگاہ ایک ملعون نے کہ نام اُسکا حرملہ تھا تیر ستم
زہر آلود وہ حلق خشک اُس شیر خوار پر ایسا مارا کہ اُس شاہزادے نے لب بھی
اُس پانی سے ابھی تر نہ کیے تھے کہ لگتے ہی اُس تیر کے راہی جنت ہوا فَبَکٰی
الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَنَادٰی وَاوَلَدَاہُ وَاقُرَّۃَ عَیْنَاہُ وَاثَمَرَۃَ
فُؤَادَاہُ وَامُھْجَۃَ قَلْبَاہُ وَرَفَعَ رَاْسَہٗ اِلَی السَّمَآءِ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ
الشَّاھِدُ عَلَیَّ وَعَلَیْھِمْ فَاِنَّھُمْ قَتَلُوْا اَشْبَہَ الْخَلْقِ بِرَسُوْلِکَ پس
امام حسین علیہ السلام اُس بچے شش ماہہ کی شہادت اور اس مصیبت عظمیٰ پر
رونے لگے اور باآواز بلند فرمایا کہ ای نور نظر ای پارۂ جگر ای خنکی چشم اور ای
راحت دل میرے افسوس ای فرزند کہ تم تشنہ لب شہید ہوے بس اُس

حالت یاس و بیکسی مین سر اقدس طرف آسمان کے بلند کیا اور جناب اقدس الٰہی مین عرض کی کہ ای خداوند عادل تجھپر خوب ہویدا و آشکار ہی اور تو گواہ رہنا کہ جسطرح یہ فرقۂ اشرار مجھسے پیش آیا ہی اور مجھے بے ناصر و مددگار کردیا ہی یہانتک کہ یہ فرزند شیرخوار میرا تشنہ لب تیر ستم سے شہید کیا گیا حالانکہ یہ شیرخوار ہمصورت تیرے رسول کے تھا فَجَعَلَ یَتَلَقَّی الدَّمَ مِنْ حَلْقِہٖ بِکَفِّہٖ وَیَرْمِیْہِ اِلَی السَّمَآءِ وَیَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَا یَکُوْنُ ذٰلِكَ اَھْوَنَ عَلَیْكَ مِنْ فَصِیْلٍ بعد اسکے حضرت نے خون حلق نازنین اُس شیرخوار سے اپنے ہاتھ مین لیا اور اُسے طرف آسمان کے پھینکا اور جناب احدیت مین عرض کی کہ ای مالک و معبود میرے یقین ہی کہ یہ فرزند شیرخوار میرا کہ جسے اشقیانے ناحق قتل کیا ہی تیرے نزدیک رتبہ مین بچۂ ناقۂ صالح سے کم نہوگا چنانچہ احتجاج اور لہوف مین منقول ہی کہ اُس خون سے کوئی قطرہ بھی زمین پر نہ گرا پس امام حسین علیہ السلام گھوڑے سے اُترے اور اُس شیرخوار کو دفن کیا اور اُسکی قبر پر گریہ و بکا کرکے آمادۂ شہادت ہوکر اہل حرم سے رخصت ہوے اُسوقت خیمہ گاہ مین شور واسیداہ واغرباہ واویلاہ کا بلند ہوا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس سی و نہم

فِیْ بِحَارِ الْاَنْوَارِ عَنْ مِنْھَالٍ اَنَّہٗ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ عِنْدَ مُنْصَرَفِیْ مِنْ مَکَّةَ بحارالانوار مین منہال سے منقول ہی وہ کہتا ہی کہ بعد زیارت روضۂ رسول خدا؁ حاضر ہوا مین خدمت بابرکت امام زین العابدین علیہ السلام مین اُس زمانہ مین

کہ جب میں حج بیت اللہ سے مشرف ہو کے اپنے وطن کوفہ کو آتا تھا فَقَالَ لِی یَا مِنْهَالُ مَا فَعَلَ حَرْمَلَةُ بْنُ کَاهِلِ الْاَسَدِیُّ لَعَنَهُ اللّٰهُ فَقُلْتُ تَرَکْتُهُ حَیًّا بِالْکُوفَةِ پس اُس جناب نے مجھ سے فرمایا کہ ای منہال حرملہ بن کاہل اسدی کیسا ہی میں نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ میں اُس ملعون کو کوفہ میں زندہ چھوڑ آیا تھا قَالَ فَرَفَعَ یَدَیْهِ جَمِیْعًا ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ الْحَدِیْدِ اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ الْحَدِیْدِ اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ النَّارِ منہال کہتا ہی کہ یہ سنکر حضرت نے دونوں دست حق پرست بدرگاہ جنابِ احدیت بلند کیے اور دو مرتبہ عرض کی کہ بار الہا چکھا تو اُس شقی کو حرارت لوہے کی اور تیسری مرتبہ عرض کی کہ ای خداوند قہار چکھا تو اُس ملعون کو حرارت نار کی پس حضرات تصور کیجیے کہ کونسا ظلم وستم روز عاشورا کربلا میں حرملہ ملعون سے صادر ہوا تھا کہ جسکا صدمہ عظیم قلب اقدس امام زین العابدین علیہ السلام پر گذرا تھا کہ اُسکا نام سنکر فوراً دعائے بد کی اور حضرت نے کسی شہید کے قاتل کو نہ پوچھا یہانتک کہ نہ قاتلِ امام حسین ع کو پوچھا اور نہ قاتلِ حضرت عباس کو اور نہ قاتل علی اکبر شبیہ پیغمبر کو اور نہ قاتلِ شاہزادہ قاسم کو کیونکہ محتمل ہی کہ اُنکا حال حضرت کو معلوم ہو چکا ہو الغرض کتبِ مقاتل سے معلوم ہوتا ہی کہ حرملہ ملعون سردار تھا تیراندازوں کا اور فن تیراندازی میں مشہور تھا پس دو ظلم خاص نہایت شدید اُس ملعون سے وقوع میں آئے ہیں منجملہ اُنکے ایک یہ ہی کہ جب مظلوم کربلا غریب نینوے روز عاشورا بعد شہادت اصحاب واقربا یکہ وتنہا رہگئے اور آمادہ شہادت

ہوکر اہلبیت سے رخصت ہوے فِی الْمَقْتَلِ وَالْمُنْتَخَبِ فَاَقْبَلَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی اُخْتِہٖ زَیْنَبَ الْکُبْرٰی وَقَالَ لَھَا یَا اُخْتَاہُ اِنِّیْ بَادِرٌ اِلٰی ھٰؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ وَعَلَیَّ بِھٰذَا الطِّفْلِ الرَّضِیْعِ فَاِنِّیْ اَرَاہُ عَطْشَانًا

چنانچہ مقتلِ ابومخنف اور منتخب مین منقول ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے اُسوقت جناب زینب سے فرمایا کہ ای بہن اب مین آمادہ شہادت ہوکر طرف اس قوم اعدا کے جاتا ہون اور تمسے رخصت ہوتا ہون لیکن حال اس طفل شیرخوار کا شدت تشنگی سے متغیر معلوم ہوتا ہی پس ضروری کہ کچھ تدبیر واسطے پانی کے کرون یہ سُنکر جناب زینب بہت روئین اور عرض کی کہ فدا ہوجان بہن کی آپ پر کیونکر حال اس بچے کا متغیر ہو کہ تین شبانہ روز گذر چکے ہین کہ ایک قطرہ پانی کا اسکے لبہاے نازنین تک نہین پہونچا ہی اور نہ کوئی قطرہ دودھ کا میسر ہوا ہی کہ اُس سے صورت اِسکی زندگی کی ہوتی اور خودبات اس شیرخوار کی شدت تشنگی سے جان بلب ہی اور شیر اُسکا خشک ہوگیا ہی پس یہ سُنکر امام حسین علیہ السلام بہت روے اور اُس شیرخوار کو پیار کیا اور اُسکی صورت بحسرت دیکھتے تھے اور آغوش زینب خاتون سے لیکر اپنے آگے قربوس ذوالجناح پر بٹھالیا اور سامنے صفوف لشکر اعدا کے کھڑے ہوے اور اُس شیرخوار کو ہاتھو نپر اسقدر بلند کیا کہ سفیدی زیربغل اقدس نمایان تھی وَنَادٰی یَا قَوْمُ قَدْ قَتَلْتُمْ بَنِیْ اَبِیْ وَوُلْدِیْ وَشِیْعَتِیْ وَاَنْصَارِیْ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ وَحِیْدًا فَرِیْدًا کَمَا تَرَوْنَ وَلَمْ یَبْقَ مَعِیَ اِلَّا ھٰذَا الطِّفْلُ وَھُوَ عَطْشَانٌ مِنْ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ

فَاَسْقُوْهُ جُرْعَةً مِّنَ الْمَآءِ آہ مومنین قربان ہو جان ہماری اُن لبہای خشک پر کہ جن سے باآواز بلند فرمایا کہ ای قوم عرب تمنے سب بھائی اور اولاد اور بھتیجے اور بھانجے اور اعوان و انصار شیعہ میرے قتل کیے اور کوئی انیس و غمگسار میرا باقی نہین ہی سوا اس طفل شیر خوار کے کہ یہ بھی شدت تشنگی سے جان بلب ہی اور تین شبانہ روز اسپر گذر چکے ہین کہ ایک قطرہ پانی کا اسکے لبون تک نہین پہونچا ہی پس اسکی کمسنی اور تشنہ لبی پر رحم کرو اور اسے ایک جرعہ پانی کا پلا دو کہ یہ شدت تشنگی سے ہلاک ہوتا ہی آہ مومنین امام حسین علیہ السلام اتمام حجت فرما رہے تھے اور اپنے فرزند شش ماہہ علی اصغر کو پیار کرتے تھے ابو مخنف لکھتا ہی کہ ناگاہ حرملہ ملعون نے ایک تیر زہر آلودہ طرف حضرت کے مارا کہ وہ تیر ستم حلق نازنین علی اصغر کو ایک کان سے دوسرے کان تک زخمی کر کے نکل گیا اور ایک روایت مین یون وارد ہوا ہی کہ وہ تیر ستم سامنے سینے کے مقام نحر پر اُس شیر خوار کے اِس زور سے آکر لگا کہ وہ شاہزادہ ہاتھو نپر حضرت کے تڑپنے لگا اور اپنے پدر مظلوم کی طرف بحسرت دیکھا اور راہی جنت ہوا حضرات دوسرا ظلم و ستم عظیم حرملہ لعین کا وہ داغ اخیر ہی کہ جو امام حسین علیہ السلام وقت آخر اُٹھا کر راہی جنت ہوے اور جب امام زین العابدین علیہ السلام کو اُسکا تصور ہوتا ہوگا تو کیا صدمہ گذرتا ہوگا فِی الْاِرْشَادِ اَنَّہٗ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْحَسَنِ ؑ مِنْ عِنْدِ النِّسَآءِ لَمْ يُرَاهِقْ فَلَحِقَتْهُ زَيْنَبُ بِنْتُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِعَمَّتِہٖ فَانفَلَتَ الصَّبِیُّ وَامتَنَعَ وَاَبیٰ اِبَاءً شَدِیدًا چنانچہ ارشاد
مین شیخ مفید علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہی کہ جب مظلوم کربلا بسبب کثرت زخمہاے
کاری کے ذوالجناح سے زمین پر گرے اُسی حال مین شاہزادہ عبد اللہ
فرزند امام حسن علیہ السلام کا خیمہ حرم محترم سے بیتابانہ باہر نکلا اور پیچھے اُسکے
جناب زینب دختر امیر المومنین علیہ السلام جلد باہر آئین اور اُس پارہ جگر کو
آغوش مین اُٹھا لیا اور چاہا کہ اُسے خیمہ مین لیجائین لیکن وہ صاحبزادہ
ایسا مچلا کہ اپنے تئین آغوش سے اُس معظمہ کے زمین پر گرا دیا اور زینب
خاتون سے عرض کی کہ ای پھوپھی جان مجھے نہ روکیے قسم بخدا کہ مین ایسی
حالت بیکسی و تنہائی مین ہرگز اپنے چچا امام حسین علیہ السلام کو تنہا نہ چھوڑونگا
بلکہ جان اپنی اُس جناب پر نثار کرونگا یہ کہکر روانہ قتلگاہ ہوا ہرچند
کہ وہ میدان پُر بلا لشکر اعدا سے بھرا ہوا تھا لیکن اُس شاہزادے نے
باوصف کمسنی اور تنہائی کے مطلق اُن اشقیا سے خوف نہ کیا اور جرأت
و دلاوری کو اپنے آباے طاہرین کی کام فرما کر درمیان فوج سے نکلکر
اپنے تئین اپنے چچا تک پہونچایا اور پہلوے اقدس اُن حضرت مین ایستادہ
ہوا ناگاہ ابجر بن کعب ملعون اور بروایتے حرملہ بن کاہل لعین تلوار
کھینچکر قریب امام حسین علیہ السلام کے آیا اور چاہا کہ وہ تلوار لگا کر حضرت کو
شہید کرے یہ دیکھکر وہ صاحبزادہ بیتاب ہوا اور بکمال غضب اُس
شقی سے فرمایا کہ ای فرزند عورت خبیثہ کسقدر بیحیا ہی تو آیا ہی میرے عم
نامدار امام حسین ع کو قتل کریگا ای جفا کار خوف خدا کر اور میرے چچا مظلوم کو

ناحق قتل نہ کر ہر چند کہ وہ صاحبزادہ منع کرتا رہا لیکن اُس بیرحم نے کہنا اُس
شاہزادے کا نہ سُنا اور وہ تلوار حضرت پر لگائی اُدھر اُس شقی نے تلوار
لگائی اِدھر عبداللہ نے بسبب فرطِ محبت کے دست نازک اپنا آگے
تلوار کے کر دیا تاکہ اپنے چچا امام حسین علیہ السلام کو ضربت شمشیر سے بچائے
افسوس صد افسوس وہ تلوار ہاتھ پر اُس یتیم کے ایسی پڑی کہ ہاتھ اُس
شاہزادہ کا کٹ گیا اور جلد باقی رہی جس سے وہ ہاتھ لٹکا رہا اُسوقت
عبداللہ نے آواز دی کہ ای چچا جان فریاد ہی دیکھیے اس ملعون نے
مجھے قتل کیا منقول ہی کہ ہر چند حضرت غش مین تھے مگر سنتے ہی اِس آواز کے
چشم انور غش سے کھولدین دیکھا کہ وہ فرزندِ ماہ لقا دست بریدہ پہلوے
اقدس مین پڑا تڑپ رہا ہو دیکھتے ہی اس مصیبتِ عظمےٰ کے عبداللہ کی
بیکسی پر حضرت بشدت روئے اور اُسی حالتِ ضعف و ناتوانی مین اُس
پارۂ جگر کو اپنے سینۂ اطہر سے لگاکر فرمایا کہ ای نورِ نظر بہت دشوار ہی تیرے
چچا پر یہ کہ تو ایسے وقت بیکسی مین فریاد و استغاثہ کرے اور ہمسے کچھ
نصرت تیری نہوسکے اب ای فرزند بجز صبر و شکر کے کچھ چارہ نہین ہی آہ
مومنین حضرت نے سینہ سے کیونکر لگایا ہوگا حضرت کے بدن اطہر پر
تو خود اتنے تیر لگے تھے کہ بروایتے تنِ زرہ نمایان نہ تھا اور بروایتے امام
زین العابدین علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار کو وقت وداع آخری
نہ دیکھا تھا بلکہ فرماتے ہین کہ مین سمجھا کوئی طائر سفید میرے سرہانے آیا ہی
غرضکہ راوی کہتا ہی کہ ہنوز حضرت اُس سے کلمات تسکین کے فرما رہے تھے

کہ ناگاہ حرملہ بن کاہل ملعون نے ایک تیر حلق نازنین عبداللہ پر مارا کہ صدمہ
سے اُس تیر ستم کے وہ شاہزادہ آغوش مین اپنے چچا کی تڑپکر دنیا سے
رحلت کر گیا پس امام حسین علیہ السلام بکمال حسرت روئے اور لاش
اُس نور نظر کی قریب اپنے زمین پر رکھدی الا لعنۃ اللہ علی
القوم الظالمین

مجلس چہلم

قال اللہ تبارک و تعالےٰ فقل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم
و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتہل تفسیر مین اس
آیہ وافی ہدایہ کے مُلّا فتح اللہ اور آقا سید علی علیہما الرحمہ نے یون لکھا ہی
بقدر ضرورت چند فقرونکا ترجمہ یہ ہی کہ حق سبحانہ تعالےٰ جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ سے فرماتا ہی کہ ای حبیب ہمارے اہل نجران سے
کہ بلاؤ تم اپنے فرزندون کو اور بلائین ہم اپنے فرزندون کو اور بلاؤ
تم اپنی نسوان کو اور بلائین ہم اپنی نسوان کو اور بلاؤ تم اپنے نفسونکو
اور بلائین ہم اپنے نفسون کو پس مباہلہ کرین اور جسکا دین و ایمان
برحق ہوگا اُسکی دعائے نیک و بد بجق ایک دوسرے کے مستجاب ہوگی
اور اگر یہ منظور ہو تو ایمان لاؤ طرف خدائے عز و جل کے کہ وہ وحدہ
لاشریک ہی اور طرف محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کے کہ وہ رسول
اُسکا ہی یا ہمسے جنگ کرو یا جزیہ دینا قبول کرو اور بعض تفاسیر اہلسنت
مین یون ہی پس یہ سُنکر کئی ہزار یہود و نصاریٰ مع اپنے راہبون کے

جمع ہوے اور باہم مشورہ کیا آخر کار یہ قرار پایا کہ اسلام لانا باعث اہانت ہے
اور جنگ کرنا باعث خون ریزی کثیر کا ہی مگر جزیہ دینا بعد مباہلہ کے
چنداں دشوار نہین ہی پس سب متفق ہوکر اسطرح سے میدان مین آئے
کہ آگے آگے سب راہب ہاتھون پر توریت و انجیل لیے ہوے اور پیچھے
اُنکے ہزارون یہود و نصارائے آمادہ مباہلہ کھڑے ہوے اور اسطرف
جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ اس شان و شوکت اور ہیبت
وصولت سے تشریف فرما ہوے کہ خود حضرت نے ہاتھ امیر المومنین
علی بن ابیطالب علیہ السلام کا پکڑ لیا اور آگے آگے اُن حضرت کے
فرزند دلبند اُنکے جناب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام اور برابر
اُنکے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام پارۂ جگر رسول خدا نقاب پوش
تھین اور تفسیر کشاف مین یون منقول ہی کہ جناب رسول خدا اپنے
فرزند صغیر شبیرؑ کو آغوشِ مبارک مین لیے ہوے تھے پس حضرات
تصور کیجیے کہ اور بھی کوئی بزرگوار کسی میدانِ کربلا مین اپنے فرزند صغیر کو
تین دن کی بھوک اور پیاس اور شدت گرما مین اپنی آغوش مین لیکر
تشریف لائے ہین آہ وہ جناب خامس آلِ عبا مظلوم کربلا غریب
نینوا امام حسین علیہ السلام ہین کہ اپنے پارۂ جگر علی اصغر کو سامنے
لشکر اعدا کے لائے اور اُسکے لیے پانی طلب کیا مگر افسوس ہزار افسوس
کہ عوض پانی کے حرملہ ملعون نے ایک تیر زہر آلودہ مارا کہ وہ بچہ
آغوشِ مبارک مین شہید ہوگیا فی مقتلِ ابی مخنف مجمل الحسین

عَلَیْہِ السَّلَامُ یَتَلَقَّی الدَّمَ بِکَفِّہِ وَیَرْمِیْہِ اِلَی الْھَوٰیِ چنانچہ مقتل ابومخنف مین
منقول ہی کہ جب شاہزادہ علی اصغر تیر ستم سے شہید ہوا تو امام حسین علیہ السلام نے
خون اپنے اُس فرزند کا اپنے ہاتھ مین لیکر ہوا پر پھینکا وَفِی اللُّھُوْفِ فَقَالَ
لِزَیْنَبَ خُذِیْہِ ثُمَّ تَلَقَّی الدَّمَ بِکَفَّیْہِ فَلَمَّا امْتَلَاٰتَا رَمٰی بِالدَّمِ نَحْوَ
السَّمَآءِ اور لہوف مین سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے یون نقل کیا ہی کہ
حضرت نے لاش اُس شیرخوار کی جناب زینب کے حوالہ کی اور فرمایا کہ ای
بہن لو اس فرزند کو کہ یہ آب خوشگوار سے سیراب ہوا ہی اور خون حلق نازنین
علی اصغر کا اپنے دونون ہاتھون مین لیا جب چلو بھر گیا تو حضرت نے
وہ خون طرف آسمان کے پھینکا ثُمَّ قَالَ ھَوَّنَ عَلَیَّ مَا نَزَلَ بِیْ اَنَّہٗ بِعَیْنِ اللہِ
اور فرمایا کہ اس یقین نے مجھپر سہل و آسان کر دیا ہی ان مصائب کو جو مجھپر
گذرتے ہین کہ وہ سب خداوند عالم دیکھتا ہی یعنے چونکہ حق سبحانہ تعالی دیکھتا ہی
اور یقین ہی کہ ان سب امور کی مجھے جزا دے اور میرے قاتلون کو سزا دے
وَفِی الْبِحَارِ اَنَّہٗ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ حَبَسْتَ عَنَّا النَّصْرَ فَاجْعَلْ
ذٰلِکَ لِمَا ھُوَ خَیْرٌ لَّنَا اور بحار الانوار مین منقول ہی کہ حضرت نے بدرگاہ
احدیت عرض کی کہ خداوندا اگر تونے اپنی نصرت و مدد کو ہمارے واسطے
حکم نہین دیا ہی تو اُسکے عوض مین ہمین وہ جزا عطا فرما جو اس فتحیابی سے
ہمارے لیے بہتر ہو شاید مقصود حضرت کا یہ ہو کہ خداوندا میری خواہش
اگر تونے نصرت کو موقوف رکھا ہی تو اُسکے عوض مین جو چیز اُس سے
بہتر ہو عطا کر اسلیے کہ اکثر روایات سے ظاہر ہی کہ جناب باری نے امام حسینؑ

علیہ السلام کو اختیار دیا تھا اگر حضرت چاہتے تو حق سبحانہ تعالےٰ نصرت و فتح
عطا کرتا مگر حضرت نے خود ملاقات پروردگار کو اختیار کیا اور فتح و ظفر کو
پسند نہین کیا وَفِی اللُّھُوفِ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ فَلَمْ یَسْقُطْ
عَنْ ذٰلِكَ الدَّمِ قَطْرَۃٌ عَلَی الْاَرْضِ اور لہوف مین امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُس جناب نے کہ جو خون اُس بچہ کا میرے
جد مظلوم نے طرف آسمان کے پھینکا اُسمین سے ایک قطرہ بھی زمین پر پھر کر
نہین گرا اور ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ نے لکھا ہی کہ اگر اُس خون ناحق ریختہ
سے ایک قطرہ زمین پر گرتا تو زمین دھنس جاتی اور اہل زمین ہلاک ہو جاتے
وَفِی الْمَقْتَلِ اَنَّہٗ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اُشْھِدُكَ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ الْمَلَاعِیْنِ فَاِنَّھُمْ
نَذَرُوْا اَنْ لَا یَذَرُوْا مِنْ ذُرِّیَّۃِ نَبِیِّكَ اَحَدًا اور مقتل ابو مخنف
مین منقول ہی کہ امام حسین علیہ السلام فرماتے تھے کہ خدا و ندا مین تجھے گواہ
کرتا ہون ان ملعونون پر کہ ان اشقیا نے اپنے نفسون پر فرض و لازم کر لیا ہی
اُس بات کو کہ تیرے نبی کی ذریت سے کسیکو روے زمین پر زندہ نہ چھوڑین
ثُمَّ رَجَعَ بِالطِّفْلِ مَذْبُوْحًا وَدَمُہٗ یَجْرِیْ عَلٰی صَدْرِ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَلْقَاہُ اِلٰی اُمِّ کُلْثُوْمٍ فَوَضَعَتْہُ فِی الْخَیْمَۃِ بعد اسکے
حضرت اُس شیر خوار کو اُسیطرح مذبوح و مقتول لیے ہوے خیمہ گاہ کیطرف
تشریف لائے اور خون اُس بچے کا سینۂ اطہر امام حسین علیہ السلام پر جاری تھا
اور لاش علی اصغر کی اپنی بہن جناب ام کلثوم کو دی اور اُن معظمہ نے
اُس لاش کو لیکے خیمۂ اہل حرم مین رکھا حضرات تصور کیجیے کہ اُسوقت وہ

ننھی سی لاش دیکھکر اُس شیرخوار کی مان اور بہنون اور پھوپھیون کا کیا حال ہوا ہوگا آہ آہ اُسوقت شور واغوثاہ واصغراہ واقتیلاہ کا بلند ہوا ہوگا بکی الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ عَلَیہِ وَاَنشَأَ وَجَعَلَ یَقُولُ پس امام حسین علیہ السلام اُس شیرخوار کی اُس بیکسی اور تیر ستم سے ذبح ہونے پر بشدت روئے اور یہ اشعار انشا کرکے اُس حالت یاس مین پڑھتے تھے

یَا رَبِّ لَا تَترُکَنِّی وَحِیدًا ‌ ‌ ‌ فَقَدْ اَبَانُوا الفُسُوقَ وَالجُحُودَا

اے پروردگار عالم تو مجھے یکہ و تنہا چھوڑ دیکھتا ہے تو ان کفار کو کہ کیا ظلم و ستم اور حق سے انکار کرتے ہین شاید مراد حضرت کی یہ ہو کہ تو میرا مددگار رہ اسلیے کہ تو دیکھتا ہے اِن کفار کو کہ عمداً حق کا انکار کرتے ہین ہ

قَدْ صَیَّرُونَا بَینَھُم عَبِیدًا ‌ ‌ ‌ یُرضُونَ مِن فِعَالِھِم یَزِیدَا

اِن اشقیا نے ہمین اپنے قابو مین ایسا کر لیا ہے کہ جسطرح کوئی شخص کسی کا مملوک و محکوم ہوتا ہے اور اپنے افعال بد سے خوش و مسرور کرتے ہین یزید شرابخوار کو ہ

اَمَّا اَخِی فَقَد مَضیٰ شَھِیدًا ‌ ‌ ‌ مُجَدَّلًا فِی دَمِہٖ فَرِیدًا

لیکن بھائی میرا تنہا شہید ہو کر دنیا سے گذر گیا اور لاش اُس باوفا کی آغشتہ بخاک و خون جدا پڑی ہے کہ اعدا نے اُسکو میدان مین تنہا پاکر قتل کیا ایسی حالت بیکسی مین کہ وہ اپنے اقارب سے جدا اور دور تھا آہ یہ اشارہ ابوالفضل العباس ع کیطرف ہے کہ وہ جناب آغشتہ بخاک و خون علٰحدہ اپنے اقارب و احباب سے میدان کربلا مین روز عاشورا نہر

علقمہ کے کنارہ پر زخمون سے چور چور پڑے تھے آہ آہ مظلوم کربلا نے وقت شہادت علی اصغر کے اپنے بھائی جناب عباس ؑ کو یاد کیا شاید یہ خیال ہوا ہو کہ اگر وہ سقاے اہل بیت زندہ ہوتے تو اس بچہ کو اسطرح بیاسا نہ دیکھ سکتے کوئی فکر یابی کی ضرور کرتے اور انکی حیات مین یہ بچہ اس تشنہ لبی و بیکسی سے شہید نہوتا غرضکہ بنا بر روایت ابن نما رحمہ اللہ کے حضرت نے لاش علی اصغر کی خیمہ گاہ سے لاکر مقتل شہداے اہل بیت مین رکھدی و فی الاحتجاج انّہ نزل عن فرسہ و حفر للصّبی بجفن سیفہ و زمّلہ بدمہ و صلّی علیہ و دفنہ اور احتجاج طبری مین یون منقول ہے کہ امام حسین علیہ السلام بعد شہادت علی اصغر کے ذو الجناح سے زمین پر تشریف لائے اور نوک شمشیر سے ایک قبر کھودی اور اس فرزند کو بعوض کفن کے خون ملکر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کیا اور بعد دفن کے اُس شیرخوار کی قبر پر بشدت روے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس جمیل وکیم

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتَابٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ حق سبحانہ تعالیٰ نے اِس آیہ وافی ہدایہ مین عہد و میثاق انبیا و مرسلین سے خاص جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کے لیے اُنپر ایمان لانے اور اُنکی نصرت و مدد کا لیا ہے اور ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ اِس آیہ کے حکم مین کوئی فرق نہیں ہے

درمیان نبی اور انکی آل طاہرین کے اسواسطے کہ آل محمد صلے اللہ علیہ و آلہ برابر
ہین اُن حضرت سے ہر ایک اُس مرتبہ اور فضیلت مین جو حق سبحانہ تعالیٰ نے
اُس جناب کو عطا فرمائی ہی سوائے نبوت کے اور اِس مساوات پر علاوہ
احادیث متکاثرہ اور اخبار متواترہ کے دلالت کرتی ہی یہ آیۂ کریمہ بھی
کہ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہی فقل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا
و نسائکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل پس باتفاق مفسرین مراد
ابنائنا سے حسنین علیہما السلام اور انفسنا سے جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب
علیہ السلام ہین پس جناب امیر علیہ السلام مساوی ہین جناب رسول خدا کے
ہر مرتبہ اور فضیلت مین جو حق تعالے نے اُن حضرت کو عطا فرمائی ہی سوا
اُس فضیلت خاص یعنے نبوت کے اور تمام ائمۂ ہدیٰ مثل جناب امیر
علیہ السلام کے اس حکم مین داخل ہین ہان البتہ جناب رسول خدا افضل
ہین جناب امیر المومنین ؑ سے اور جناب امیر المومنین افضل ہین تمام
ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے کیونکہ وہ جناب ابو الائمہ ہین وفی اکسیر
العبادات عن مجموع الرائق روی انہ ناجی داؤد علیہ السلام
فقال الٰہی و سیدی لکل ملک خزانۃ فاین خزانتک اور
اکسیر العبادات مین مجموع رائق سے نقل کیا ہی کہ ایک مرتبہ حضرت
داؤد علیہ السلام نے جناب احدیت مین مناجات کی اثنائے مناجات
مین عرض کی کہ اے معبود اور سید میرے ہر بادشاہ کا ایک خزانہ ہی
پس تیرا خزانہ کہان ہی فقال اللہ تعالےٰ لی خزانۃ اعظم من العرش

وَاَوْسَعُ مِنَ الْكُرْسِيِّ وَاَطْيَبُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَزْيَنُ مِنَ الْمَلَكُوْتِ
پس جانب پرورگار سے ارشاد ہوا کہ ای داوٗد خزانہ ہمارا عرش سے
بزرگتر ہی اور کرسی سے وسیع تر ہی اور جنت سے پاکیزہ تر ہی اور آسمانون سے
مزین تر ہی اَرْضُهَا الْمَعْرِفَةُ وَسَمَاۤئُهَا الْاِيْمَانُ وَمَطَرُهَا الرَّحْمَةُ
وَاَشْجَارُهَا الطَّاعَةُ وَثَمَرُهَا الْحِكْمَةُ ای داوٗد زمین اُس خزانہ کی
معرفت ہی اور آسمان اُسکا ایمان ہی اور قطرات باران اُسکے رحمت خدا کے
اور درخت اُسکے طاعت خدا ہی اور میوہ اُسکا حکمت ہی وَلَهَا اَرْبَعَةُ
اَبْوَابِ الْعِلْمُ وَالْحِلْمُ وَالصَّبْرُ وَالرِّضَا وَهِيَ الْقَلْبُ اور
اُس خزانہ کے چار دروازے ہین ایک علم ہی دوسرا حلم ہی اور تیسرا صبر ہی
اور چوتھا رضا ہی اور وہ خزانہ قلب مومن کا ہی سبحان اللہ یہ فضیلت ہی
قلب مومن کی پس کیا قدر و منزلت اور مرتبہ ہوگا درگاہ احدیت مین
قلب اطہر امام اور حجت خدا کا پس جیسے جسم انسان مین دِل رئیس و سردار
کل اعضا کا ہی اگر قلب کو کوئی رنج والم اور صدمہ پہونچتا ہی تو کل اعضا
دردناک ہوتے اسیطرح امام اور حجت خدا رئیس اور سردار اور حاکم خدا
و رسولؐ کی جانب سے کل مخلوقات کا ہی پس اگر امام کو کوئی صدمہ پہونچے
اور اُس حالت درد مین فریاد و استغاثہ کرے تو کل مخلوقات
دردناک ہوکر آمادہ نصرت ہونگے پس باین دلائل متحقق ہوگیا یہ امر
کہ ازبسکہ حق سبحانہ تعالےٰ نے عہد و میثاق شدید انبیا و مرسلین سے
لیا تھا قبول ولایت و محبت محمد وآل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کا اور ایمان

لانیکا اُس ولایت پر آور ہر عالم مین اُنکی وجوب اطاعت و نصرت پر یعنے
عالم ذر دار ارواح اور عالم دنیویہ اور نشا برزخیہ اُخرویہ مین پس اہل بیت
رسالت اُنسے نصرت طلب کرین یا نہ طلب کرین جب بھی انبیا و مرسلین کو
نصرت اُن حضرات کی بوجہ اُس عہد و میثاق کے لازم و واجب ہی پس
اسی سبب سے ارواح مقدسۂ انبیا و مرسلین اور اولیا و وصیین اور
ملائکہ کروبین و مقربین نے روز عاشورا بوقت استغاثۂ جناب سید الشہدا
علیہ السلام کے لبیک اجابت کہی اور ارادہ اُن حضرت کی نصرت کا
کیا گویا اُس عہد و میثاق پر وفا کی اللہ اکبر مومنین کیا تاثیر تھی فریاد
واستغاثۂ مظلوم کربلا غریب نینوے امام حسین علیہ السلام کی کہ ملا آقا
دربندی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہین کہ وقت استغاثۂ جناب سید الشہدا کے
شاہزادہ علی اصغر کہ سن شریف اُنکا چھ یا سات مہینے کا تھا شدتِ
تشنگی سے بیتاب آغوش جناب زینب مین بروایتے گہوارہ مین تھے
جسوقت کہ آواز استغاثہ اپنے پدر مظلوم کی سنی بیقرار ہو کر اپنے تئین
زمین پر گرا دیا اور آواز گریہ بلند کی اور اہل حرم کو معلوم ہوا کہ یہ حالت
اس شیر خوار کی بسبب استماع آواز استغاثۂ مظلوم کربلا کے ہوئی کہ حقیقت
مین بمنزلہ لبیک لبیک اور آمادگی نصرت و مدد اپنے پدر مظلوم کے کی ہی
یہ دیکھکر اہل حرم مین آواز گریہ و بکا بلند ہوئی اور سب رونے لگے اور
یہ امر اُس فرزند حجت خدا سے بظہور آنا بعید نہین ہی کیونکہ یہ دریتیمہ ملکوتیہ
اور جوہر عزیزہ بیت النبوہ اور سلالۂ جلیلۂ ہاشمیہ سے ہین اور شبیہ و نظیر

ایک جہت سے اپنے جدّ بزرگوار جناب حیدر کرار علی مرتضےٰ علیہ السلام کے
اور دوسری جہت سے حضرت عیسیٰ روح اللہ کے گہوارہ مین کلام کرنے
اور قماط کے پارہ کرنے مین اور قماط وہ خرقہ ہی کہ جو بچہ کو لپیٹتے ہین اور
گہوارہ مین سُلادیتے ہین غرضکہ جب اُس شیر خوار نے گہوارہ سے اپنے تئین
زمین پر گرادیا اور آواز گریہ بلند کی اُسوقت شور گریہ و بکا خیمگاہ سے بلند
ہوا یہ سُنکر جناب سید الشہداء مرکزِ میدانِ قتال سے خیمگاہ کیطرف تشریف
لائے اور درِ خیمہ سے آواز دی اور سببِ گریہ و بکا جناب زینبؑ سے استفسار
فرمایا اُس معظمہ نے حال بیقراری علی اصغر کا عرض کیا پس مظلوم کربلا کو
معلوم ہوا کہ علی اصغر زبانِ حال سے راہِ خدا مین طالب و آرزومند
شہادت ہی پس حضرت اُس شیر خوار کو اپنے دستہاے اقدس پر لیکر
میدانِ کارزار مین سامنے صفوف لشکر اعدا کے لائے اور اُن بیرحمونسے
پانی طلب کیا حضرات مقام حسرت ہی کہ امام حسینؑ سا غیور اور صابر
و شاکر اور حاجت رواے عالم اُس شیر خوار کے لیے اپنے نانا کی اُمت سے
پانی طلب فرمائے اور وہ اشقیا ایسے وقت انکار اور بخل کرین الغرض
لہوف مین سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے یون روایت کی ہی کہ جسوقت
جناب امام حسین علیہ السلام نے روز عاشورا مقتل شہدا مین تمام جوانانِ
بنی ہاشم اور اعوان و انصار اور اصحاب وفا شعار کو دیکھا کہ ریگ گرم پر
پڑے ہوے خاک و خون مین غلطان ہین اُسوقت بحسرت و یاس اپنی
تنہائی پر بہت روئے اور بنفس نفیس متوجہ جہاد ہوے اور بنا بر اتمام حجت کے

فریاد کی هَلْ مِنْ ذَابٍّ يَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُولِ اللهِ هَلْ مِنْ مُوَحِّدٍ
يَخَافُ اللهَ فِينَا هَلْ مِنْ مُغِيثٍ يَرْجُو اللهَ بِإِغَاثَتِنَا هَلْ مِنْ مُعِينٍ
يَرْجُو اللهَ بِإِعَانَتِنَا آیا ہی کوئی دفع کرنیوالا کہ اِس آفت و بلا کو حرم رسول خدا سے
دور کرے آیا ہی کوئی خدا پرست کہ ہمارے بارمین خوف خدا کرے آیا ہی کوئی
فریادرس کہ امیدوار ثواب خدا کا ہو اور ہماری فریادرسی کرے اور
آیا ہی کوئی اعانت کرنیوالا کہ امیدوار خدا سے ثواب اُخروی کا ہماری اعانت
کرین پس یہ آواز استغاثہ سنکر اہل بیت رسالت بیقرار و مضطر ہوکر رونے لگے
اور جناب امام حسین علیہ السلام آواز گریہ و بکا اُنکی سنکر دروازہ خیمہ پر
تشریف لائے اور زینب خاتون سے فرمایا کہ ای بہن میرے فرزند شیرخوار کو
مجھے دو کہ مین اُسے وداع آخری اور پیار کرون پس حضرت اُس
شیرخوار کیطرف جھکے اور بوسے لیتے تھے اور پیار کرتے تھے کہ ناگاہ حرملہ
ملعون نے ایک تیر مارا کہ وہ تیر ستم حلق نازنین علی اصغر پر لگا اور وہ شیرخوار
شہید ہوا اور شیخ طبرسی اور سید ابن طاؤس علیہما الرحمہ نے دوسری
روایت مین یون نقل کیا ہی کہ حضرت کو میدان قتال وجہاد سے اتنی مہلت
و فرصت کہان تھی کہ پھر دروازہ خیمہ پر تشریف لاتے پس جب حال
علی اصغر کا شدت تشنگی سے متغیر ہوا تو جناب زینب اُس شیرخوار کو اپنے
ہاتھون پر لیکر حضرت کے پاس لائین اور عرض کی کہ ای برادر مظلوم
تین شبانہ روز گذرے ہین کہ ایک قطرہ پانی کا اِس شیرخوار کو میسر نہین
ہوا ہی اور شدت تشنگی سے قریب ہلاکت ہی آپ اِس قوم بیحیا سے اِس

بچہ کے لیے تھوڑا سا پانی طلب فرمایئے کہ شاید یہ شیر خوار بچ جائے یہ سُنکر
مظلوم کربلا نے اپنے فرزند کو اپنے دستہاے اقدس پر لیا اور بآواز بلند
بنا بر اتمام حجّت کے اُس حجّتِ خدا نے فرمایا کہ ای قوم اعدا تمنے میرے سب
اقربا اور اصحاب باوفا کو ناحق قتل کیا اب کوئی غمگسار میرا باقی نہین ہی
سوا اِس شیر خوار کے کہ یہ بھی شدت تشنگی سے جان بلب ہی اسکو ایک
جرعہ پانی کا پلا دو افسوس ہزار افسوس کہ حضرت یہ فرما رہے تھے
کہ ناگاہ ایک ملعون نے کہ نام اُسکا حرملہ یا عقبۂ اسدی تھا ایک تیر مارا
کہ وہ تیر ستم مقام نحر پر سامنے سینۂ علی اصغر کے لگا جسکے صدمہ سے وہ
شیر خوار شہید ہوا چنانچہ حجت خدا زیارتِ ناحیہ مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ
عَلَی الرَّضِیْعِ الصَّغِیْرِ سلام ہو اُس بچۂ شیر خوار پر کہ جو تشنہ لب شہید ہوا

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس چہل و دوم

فِی الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ عَنْ اَحْمَدَ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ خَلِیْفَتَیْنِ کِتَابُ اللّٰہِ حَبْلٌ
مَمْدُوْدٌ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَبَیْتِیْ وَاِنَّھُمَا لَنْ یَّفْتَرِقَا
حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ تفسیر دُرِّ منثور مین جلال الدین سیوطی نے
احمد سے اور اُسنے زید بن ثابت سے روایت کی ہی وہ کہتا ہی کہ فرمایا جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے بطور وصیّت کے تحقیق کہ مین چھوڑے جاتا
ہون درمیان تمھارے دو خلیفہ ایک کتاب اللہ یعنے قرآن مجید کہ وہ

رسنِ مستحکم دراز ہی درمیان آسمان و زمین کے دوسری عترتِ طاہرہ اہلبیت میرے اور وہ دونوں جدا ہونگے یہانتک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے اب حضرات مقام غور ہی کہ آیا امت نے اِس حدیث اور وصیت پر عمل کیا یا نہین ہائے افسوس بعد جناب رسول خداؐ کے اشقیائے اُمت نے کتاب خدا کو ترک کیا اور عترت طاہرہ اُن حضرت پر دست ظلم و ستم دراز کیا آہ بعض کو زہر دیا اور بعض کو قتل کیا یہانتک کہ اُنکے اطفال شیرخوار کو بھی تشنہ لب تیر ستم سے شہید کیا چنانچہ حجتِ خدا فرماتے ہین۔ اَلسَّلَامُ عَلَی الرَّضِیعِ الصَّغِیرِ سلام ہو اُس بچہ شیرخوار پر جو تشنہ لب شہید ہوا آہ مومنین جب اس شیرخوار کے قتل کا ذکر ہوتا ہی تو دل بیتاب ہوجاتا ہی کیونکہ عجب مظلومی اور بیکسی کے عالم مین مظلوم کربلا کے ہاتھونپر تیر ستم سے ذبح کیا گیا فِی اِکسِیرِ العِبَادَاتِ عَن حُمَیدِ بنِ مُسلِمٍ اَنَّهٗ قَالَ کُنتُ فِی عَسکَرِ ابنِ زِیَادٍ فَنَظَرتُ اِلَی الطِّفلِ الَّذِی قُتِلَ عَلٰی یَدِ الحُسَینِ عَلَیهِ السَّلَامُ چنانچہ اکسیر العبادات مین حمید بن مسلم سے منقول ہی وہ کہتا ہی کہ مین لشکر ابن زیاد مین روز عاشورا موجود تھا پس دیکھا مین نے طرف اُس بچّے کے جو امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ پر شہید ہوا تھا وَاِذَا قَد خَرَجَت مِنَ الخَیمَةِ اِمرَاَةٌ قَد کَسَفَت بِمُحَیَّاهَا الشَّمسَ تَعثُرُ اَذیَالَهَا تَقَعُ تَارَةً وَتَقُومُ اُخرٰی وَهِیَ تُنَادِی وَاوَلَدَاهُ وَاقَتِیلَاهُ وَامُهجَةَ قَلبَیَاهُ پس ناگاہ ایک معظمہ خیمہ حرم محترم سے باہر نکل آئین اور نور سے اُنکے آفتاب خجل و بے نور ہوتا تھا اور

اُنکے پاہاے مبارک گوشہ چادر مین اُلجھتے جاتے تھے اور وہ معظمہ کبھی گر پڑتی تھین اور کبھی اُٹھ بیٹھتی تھین اور کہتی تھین اے فرزند اے مقتول ظلم و ستم ہاے اے راحتِ دلِ میرے فَبَکَتْ لِبُکَائِھَا بَنُوْا اُمَیَّۃَ حَتّٰے اَتَتْ اِلَی الطِّفْلِ الَّذِیْ وَسَقَطَتْ عَلَیْہِ تُنْدِبُہٗ طَوِیْلًا فَخَرَجَتْ خَلْفَھَا بَنَاتٌ کَاللُّؤْلُوءِ الْمَنْثُوْرِ پس اُس معظمہ کے بین پر بنی اُمیہ بھی باوجود شقاوت قلب اور سنگدلی کے رونے لگے یہانتک کہ وہ مخدومہ اُس طفل مذبوح تک گئین اور گر پڑین اور دیر تک نوحہ وزاری مین مصروف رہین پس اُن معظمہ کے پیچھے سید صاحبزادیان مثل دُرہاے پریشان باہر نکلین وَالْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَعِظُ الْقَوْمَ فَجَاءَ مِنْ خَلْفِہٖ اِلٰی تِلْکَ الْاِمْرَأَۃِ وَجَعَلَ یَسْتُرُعَنْھَا وَیَعِظُھَا وَیَتَلَطَّفُ بِھَا حَتّٰی رَدَّھَا اِلَی الْخَیْمَۃِ اور امام حسین علیہ السلام اُسوقت اُن کفار ستم شعار کو وعظ و نصیحت فرما رہے تھے بس یہ حال دیکھکر اُن معظمہ کیطرف متوجہ ہوے اور اُنکا پردہ کیا اور بہت سی نصیحت کی اور تسلی و تشفی سمجھا کر خیمہ مین پہونچا دیا فَقُلْتُ لِمَنْ حَوْلِیْ مَنْ ھٰذِہٖ فَقَالُوْا اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَالْبَنَاتُ فَاطِمَۃُ الصُّغْرٰی وَسَکِیْنَۃُ وَرُقَیَّۃُ وَزَیْنَبُ فَلَمْ اَمْلِکْ نَفْسِیْ مِنْ کَثْرَۃِ الْبُکَاءِ وَخَرَجْتُ فَاٰتَیْتُ اِلٰی وَجْھِیْ حمید کہتا ہی کہ پس جو لوگ گرد میرے تھے مین نے اُنسے پوچھا کہ یہ معظمہ کون ہین اُنھون نے جواب دیا کہ یہ جناب اُم کلثوم بنت علی بن ابیطالب ہین اور یہ صاحبزادیان فاطمہ صغری اور سکینہ اور رقیہ اور زینب ہین یہ سُنکر مین روتے روتے بے اختیار ہوگیا

اور وہان سے چلا گیا وَفِی الْمَقْتَلِ اِنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا مَضٰی بِالطِّفْلِ نَحْوَ النِّسَآءِ وَھُوَ مُخَضَّبٌ بِدِمَآئِہٖ وَالْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَبْکِیْ فَلَمَّا سَمِعَتِ النِّسَآءُ بُکَآئَہٗ خَرَجْنَ اِلَیْہِ فَوَجَدْنَ الطِّفْلَ عَلٰی صَدْرِہٖ وَھُوَ مَیِّتٌ اور مقتل ابو مخنف مین یون منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام اُس شیر خوار کو لیکر طرف خیمہ اہل حرم کے تشریف لیگئے اُسوقت وہ بچہ خون بدن سے اپنے سرخ رنگ ہو رہا تھا اور امام حسین علیہ السلام روتے جاتے تھے پس جب اہل حرم نے آواز حضرت کے رونے کی سنی تو وہ مخدرات عصمت باہر خیمہ کے نکل آئین دیکھا کہ وہ بچہ حضرت کے سینہ اقدس پر مذبوح و مقتول پڑا ہے اور وہ شیر خوار دنیا سے رحلت کر گیا ہے فَلَمَّا رَاَیْنَہٗ عَلٰی تِلْکَ الْحَالِ تَصَارَخْنَ وَاَعْلَنَّ بِالْبُکَآءِ عَلَیْہِ وَاَخَذَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ نِ الطِّفْلَ وَضَمَّتْہُ اِلٰی صَدْرِھَا وَجَعَلَتْ نَحْرَہٗ عِنْدَ نَحْرِھَا وَاَسْبَلَتْ عَلَیْہِ عَبَرَاتِھَا پس جب اُن مخدرات عصمت نے اُس بچہ کو اس حال سے مشاہدہ کیا آواز گریہ و نالہ بلند کی اور جناب ام کلثوم نے اُس شیر خوار کو لیکر اپنے سینہ سے لگایا اور اپنا گلوے اطہر اُس بچہ کے گلوے نازنین پر رکھکر اسقدر روئین کہ آنسو بہکر اُس بچے پر گرتے تھے ثُمَّ نَادَتْ وَا مُحَمَّدَاہْ وَا عَلِیَّاہْ مَاذَا لَقِیْنَا بَعْدَکُمَا مِنَ الْاَعْدَآءِ بعد اسکے اُس معظمہ نے صدا وا محمداہ وا علیاہ کی بلند کی اور عرض کیا کہ اے جد بزرگوار اور اے پدر نامدار فریاد ہے کہ بعد آپکے ہمپر ظالمون نے کیا کیا ظلم و ستم کیے وَا لَھْفَاہُ عَلٰی طِفْلٍ خُضِبَ بِدِمَآئِہٖ وَا اَسَفَاہُ عَلٰی رَضِیْعٍ فُطِمَ

بِسِھَامِ الْاَعْدَآءِ وَاَحَسْرَتَاہُ عَلٰی قَرِیْحَۃِ الْجُفْنِ وَالْاَحْشَآءِ اور وہ
ستم رسیدہ بین کرتی تھین اور فرماتی تھین افسوس ہی اُس بچے پر کہ جسم نازنین
جسکا اُسکے خون سے رنگین کیا گیا افسوس ہی اُس شیرخوار پر کہ جسکا دودھ پیکان
تیر سے ظالمون کے بڑھایا گیا اور حسرت ہی اُس خنکی چشم اور تشنہ لب پر کہ
جسکی مصیبت مین چشم و دِل ہمارے مجروح ہوے پس حضرات ایسی بیکسی
مین اُس شیرخوار کا شہید ہونا عظیم ترین مصیبت ہی کہ جسکا اثر مستمر ہی
آہ جب اُس بچہ ششماہہ کے قتل کا ذکر آتا ہی تو دل بیتاب ہو جاتا ہی
تصوّر کیجیے کہ اُسوقت امام حسین علیہ السلام کے قلب اقدس پر کیا صدمہ
ہوا ہوگا اور اُس شیرخوار کی مان اور بہنون اور پھوپھیون پر کیا قیامت
گذری ہوگی وَجَعَلَتْ تَقُوْلُ وَلَعَلَّہٗ مَقُوْلٌ مِنْ لِسَانِ حَالِھَا
چنانچہ جناب ام کلثوم ع کے بین کو شاعر بزبانِ حال یون کہتا ہی ؎

لَھَفَ نَفْسِیْ عَلٰی صَرِیْعٍ اُوَامٍ		فَطَمَتْہُ السِّھَامُ قَبْلَ الْفِطَامِ

افسوس ہی اُس بچے مذبوح و مقتول پر جو شدت تشنگی سے ہلاک ہوا اور
دودھ اُسکا تیر ستم سے بڑھایا گیا ؎

لَھَفَ قَلْبِیْ عَلَیْہِ وَھُوَ صَرِیْعٌ		جَرَّعُوْہُ نَجِیْعَہٗ وَھُوَ ظَامٍ

افسوس ہی اُس شیرخوار پر کہ جسکو شدتِ تشنگی مین شہید کیا اور اُسکے
خون جگر سے اُسکو سیر دیا ؎

خَضَبُوْہُ بِدَمِہٖ وَھُوَ طِفْلٌ		لَھَفَ قَلْبِیْ عَلٰی قَتِیْلِ الطَّعَامِ

افسوس ہی اُس شیرخوار پر جو ہاتھ سے کفار ستم شعار کے شہید ہوا اور اُسکو

اُسکے خون سے رنگین کیا ہ

اَقرَحُوا قَلبَ وَالِدَیہِ عَلَیہِ		وَرَمَوہُ بِذِلَّةٍ وَانتِقَامِ

آہ آہ اُس شیر خوار کے والدین کے قلب اطہر کو اُسکے غم و الم بین مجروح کیا اور اُس بچہ کو اعدائے دین نے کس بیرحمی اور مذلت سے تیر ستم سے شہید کیا ہ

وَیلَکُم بَینَنَا وَبَینَکُمُ اللّٰہُ		لَدَی الحَشرِ عِندَ فَصلِ الخِصَامِ

وائے ہو تم پر ای گروہ اشقیا اب حاکم درمیان ہمارے اور تمہارے قاضی برحق ہی کہ وہ بروز حشر فیصلہ اس ظلم و ستم کا کریگا اَلَا لَعنَةُ اللّٰہِ عَلَی القَومِ الظّٰلِمِینَ

مجلس چہل و سوم

رَوَی الشَّیخُ الحُرُّ العَامِلِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ عَن عَبدِ الرَّحمَانِ بنِ الحَجَّاجِ اَنَّہٗ قَالَ کُنتُ مَعَ اَبِی عَبدِ اللّٰہِ عَلَیہِ السَّلَامُ بَینَ مَکَّةَ وَالمَدِینَةِ وَھُوَ عَلٰی بَغلَةٍ وَاَنَا عَلٰی حِمَارٍ وَلَیسَ مَعَنَا اَحَدٌ شیخ حر عاملی رحمہ اللہ نے روایت کی ہی عبد الرحمان بن حجاج سے کہ کہا اُسے کہ مین درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ہمراہ رکاب جناب صادق علیہ السّلام کے تھا وہ جناب قاطر پر سوار تھے اور مین الاغ پر سوار تھا اور سوا اُن حضرت کے اور میرے کوئی شخص ہمارے ساتھ نہ تھا فَقُلتُ یَا سَیِّدِی مَا عَلَامَةُ الاِمَامِ قَالَ اِنَّہٗ لَو قَالَ لِھٰذَا الجَبَلِ سِر فَسَارَ فَنَظَرتُ وَاللّٰہِ اِلَی الجَبَلِ یَسِیرُ

پس مین نے اُس جناب کی خدمت مین عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ علامت
امام اور حجت خدا کی کیا ہی حضرت نے فرمایا کہ اگر امام اِس پہاڑ سے کہے
کہ تو سیر کر تو وہ چلنے لگے عبدالرحمان کہتا ہی کہ قسم بخدا مین نے اُس پہاڑ کیطرف
دیکھا جسکی سمت حضرت نے اشارہ کیا تھا کہ وہ حرکت مین آکر چلنے لگا فنظر
اِلَیهِ وَقَالَ اِنِّی لَم اَعنِكَ پس حضرت نے اُسکی طرف دیکھکر فرمایا کہ ہمنے
تجھسے مراد نہین لی تھی جو تو چلنے لگا یعنے مین نے تجھکو حکم چلنے کا نہین کیا تھا
پس مومنین اِس روایت سے ظاہر ہی کہ امام اور حجت خدا کو جمادات تک
پہچانتے ہین اور اطاعت کرتے ہین یہی باعث ہی کہ بروقت استغاثہ جناب
سید الشہدا آکے ہر صنف اور نوع اور ہر شی نے جواب دیا اور لبیک کہی اور
ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہی کہ جناب سید الساجدین علیہ
السلام روز عاشورا اور قبل اُسکے بھی شدت مرض مین مبتلا تھے یہانتک
کہ غش پر غش طاری ہوتے تھے اور طاقت نشست و برخاست کی نہ تھی
باوجود اِسکے جب آواز استغاثہ اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی
سُنی تو عرض کی لَبَّیكَ لَبَّیكَ یَا بنَ رَسُولِ اللہِ اَی فرزند رسولِ خدا
مین حاضر ہون قَالَ اَبُو الفَرَجِ ثُمَّ التَفَتَ الحُسَینُ عَلَیهِ السَّلَامُ
عَن یَمِینِہٖ فَلَم یَرَ اَحَدًا مِنَ الرِّجَالِ وَالتَفَتَ عَن یَسَارِہٖ فَلَم یَرَ اَحَدًا
چنانچہ ابوالفرج اُسوقت کے حال مین نقل کرتا ہی کہ جب فرزند رسول
الثقلین امام حسین علیہ السلام نے اپنے یمین و یسار ملاحظہ فرمایا اور کسیکو اپنے
معین و مددگار سے نہ پایا پس وہ جناب اپنی تنہائی پر متاسف ہوئے

فَخَرَجَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وَکَانَ مَرِیْضًا لَمْ یَقْدِرْ اَنْ یَسُلَّ سَیْفَهٗ اُسوقت امام زین العابدین علیہ السلام بستر بیماری پر لیٹے ہوے نہایت بیحال تھے کہ یکایک آواز استغاثہ و فریاد اپنے پدر بزرگوار کی سنی لبیک لبیک گویان افتان و خیزان کھڑے ہوے اور اپنی تلوار لیکر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور ایسے بیمار تھے کہ اسقدر طاقت نتھی کہ تلوار کو غلاف سے کھینچیں وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ تُنَادِیْ خَلْفَهٗ یَا بُنَیَّ ارْجِعْ فَقَالَ یَا عَمَّتَاهُ ذَرِیْنِیْ اُقَاتِلْ بَیْنَ یَدَیِ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ یہ دیکھکر جناب ام کلثوم پس پشت اقدس سے بیمار کربلا کے پکارتی تھین اور کہتی تھین کہ ای فرزند خیمہ کیطرف واپس آؤ اور ہم بیکسونکو بے محرم نہ چھوڑو پس بیمار کربلا نے فرمایا کہ ای پھوپھی جان مجھے چھوڑ دیجیے تاکہ مین راہ خدا مین جہاد کرکے فرزند رسول پر جان اپنی فدا کرون فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا اُمَّ کُلْثُوْمٍ خُذِیْهِ لِئَلَّا تَبْقَی الْاَرْضُ خَالِیَةً مِّنْ نَسْلِ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ پس یہ حال دیکھکر امام حسین علیہ السلام اپنی بہن کیطرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ ای ام کلثوم اس بیمار کو پکڑ لو اور میدان کارزار مین نہ آنے دو کہ تا روے زمین نسل آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ سے خالی نہو جائے اور دوسری روایت مین ملا آقا دربندی یون نقل کرتے ہین کہ جب بیمار کربلا خیمہ سے باہر تشریف لائے اُسوقت مرض اور غلبہ ضعف و ناتوانی سے اسقدر طاقت اور قوت نتھی کہ نیزہ ہاتھ مین اُٹھاتے پس نیزہ کو ہاتھ سے پکڑا اور زمین پکے

کھینچتے ہوئے بعزم جہاد طرف میدان کے روانہ ہوئے اور جب جناب
سید الشہدا نے دیکھا مرکز میدان قتال سے فوراً اپنے فرزند بیمار کیطرف
تشریف لائے اور اپنے پارۂ جگر نور نظر کو اٹھا کر خیمہ مین لائے اور فرمایا
کہ ای نور چشم تمھارا کیا ارادہ ہی اور کیا کیا چاہتے ہو بیمار کربلا نے عرض کی
کہ یا ابن رسول اللہ فریاد و استغاثہ نے آپکے میری رگہاے دلکو پارہ
پارہ کیا اور میرے قلب ساکن کو ہیجان مین لایا اور جناب جہاد کے
واسطے برانگیختہ کیا ہی پس مین چاہتا ہون کہ جان اپنی آپ پر فدا کرون
یہ سنکر جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ ای فرزند تو شدت مرض
مین مبتلا ہی تجھپر جہاد واجب نہین ہی اور تو بعد میرے حجت خدا اور امام ہی
شیعون پر اور تو ابو الائمۂ اطہار اور کفالت کرنے والا میرے ایتام کا
اور حمایت کرنیوالا ذریت جناب رسول مختار اور اولاد طاہرۂ جناب
حیدر کرار اور فاطمۂ زہرا علیہم السلام کا ہی اور حاشا للہ روے زمین
حجت خدا اور امام سے خالی ہو اور فرمایا کہ ای فرزند قریب ہی کہ تم
اسیر و مقید ہوگے اور اعداے دین تمھارے پاؤن مین زنجیرہاے
آہنی مستحکم باندھینگے اور بعد اسکے تم حرم جناب رسول خدا کو بحفاظت
مدینہ مین پہونچاؤگے یہ سنکر بیمار کربلا نے عرض کی کہ ای پدر بزرگوار آیا
ہو سکتا ہی کہ آپ باین بیکسی قتل ہون اور مین دیکھون کاش مجھے
موت آتی کہ یہ حالت بیکسی آپکی نہ دیکھتا غرضکہ بعد اسکے حضرت نے
اپنے فرزند بیمار کو اپنا وصی و جانشین کیا اور وصیت فرمائی اور تمام

تبرکات و امانات انبیا و اوصیا سپرد کیے کہ بعض اُنمین سے مدینہ مین جناب
ام سلمہ کے پاس چھوڑے تھے اور اپنے فرزند کو تمام علوم اولین و آخرین
تعلیم فرمائے اور اپنے سینہ سے لگا کر بشدت روئے اور رخصت و وداع
ہو کر پھر مرکز میدانِ قتال مین تشریف لائے اور مشغول جہاد ہوئے چنانچہ
اُس فرزند حیدر کرار نے تین دن کی بھوک و پیاس اور کثرت زخمہائے
کاری مین وہ تلوار کی کہ تیس ہزار نابکار اور بنا بر دوسری روایت کے
ایک لاکھ اشرار کو واصل نار کیا اور میدانِ کارزار مین لاشہائے کفار سے
انبار لگا دیے چنانچہ مقتل ابو مخنف مین منقول ہی کہ جب اُن حضرت نے
چاہا کہ ایکی مرتبہ وہ حملہ حیدریہ علویہ اِس لشکر اعدا پر کرون کہ کوئی
لعین فرقہ منافقین سے باقی نرہے پس ذو الفقار کو علم کیا کہ ناگاہ جانب
رب جلیل سے آواز آئی کہ ای حسین آج روز شجاعت و قتل نہین ہو بلکہ
آج روز صبر و ملاقات پروردگار ہی یہ ارشاد سنتے ہی فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ
وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور آمادہ شہادت ہو کر سر اقدس جھکا لیا اور
تلوار کو میان مین کر لیا یہ دیکھکر تمام لشکر اعدا نے اس مظلوم کو سب طرف سے
گھیر کر تیر و نیزہ اور شمشیر بدن اطہر پر لگانے لگے آخرکار بسبب زخمہائے
کاری کے وہ جناب ناتوان ہو کر منہ کے بل ریگ گرم صحرا پر گر پڑے
گویا دیر تک سجدہ باری مین مشغول تھے فِی الْمَجَالِسِ الْمُفْجِعَۃِ وَالْمَنَاقِبِ
اَنَّہٗ جَاءَ اِلَیْہِ الشِّمْرُ وَسِنَانٌ وَالْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاٰخِرِ رَمَقٍ
یَلُوْکُ لِسَانَہٗ مِنْ شِدَّۃِ الْعَطَشِ چنانچہ مجالس مفجعہ اور مناقب مین

منقول ہی کہ اُسوقت شمر ملعون اور سنان بن انس قریب حضرت کے
آئے اور امام حسین علیہ السلام مین ایک رمقِ جان باقی تھی اور اپنی زبان
اطہر شدت تشنگی سے چباتے تھے آہ مومنین اب کس زبان سے بیان کرون
کہ اپنے پالہے نجس سے شمر لعین نے کیا بے ادبی کی اور بطور طعن کے کہا کہ
ای فرزند ابو تراب کیا گمان کرتے تھے آپ کہ پدر بزرگوار آپکے حوض سے ہی
اپنے دوستون کو سیراب کرینگے پس صبر کیجیے کہ تا ساقی کوثر آپکو اپنے ہاتھ سے
پانی پلائین آہ غرض اُس شقی کی یہ تھی کہ ہم آپکو پانی نہ دینگے بلکہ پیاسا ہی
شہید کرینگے بعد اُسکے شمر لعین نے سنان بن انس سے کہا کہ سر اطہر انکا پس
گردن سے جدا کر یہ سنکر سنان نے جواب دیا کہ مین ایسا نہ کرونگا کہ جدّ
بزرگوار اُنکے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ بروز قیامت دشمن میرے
ہونگے پس یہ سنکر شمر ملعون غضبناک ہوا آہ اب بقیہ روایت کس زبان سے
بیان کرون مگر اس مصیبت کو معصومؑ زیارت ناحیہ مقدسہ مین فرماتے
ہین وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلٰی صَدْرِكَ وَوَاضِعٌ سَيْفَهُ عَلٰی نَحْرِكَ قَابِضٌ
عَلٰی شَيْبَتِكَ بِيَدِهٖ ذَابِحٌ لَكَ بِمُهَنَّدِهٖ ای جدّ مظلوم اُسوقت شمر لعین
آپکے سینۂ اقدس پر بیٹھا تھا اور اپنی تلوار کو آپکے مقام نحر پر رکھے ہوے تھا
اور اُسکے ہاتھ مین آپکی ریش مقدس تھی اور آپکے گلوئے خشک کو اپنی تلوار
آبدار سے ذبح کرتا تھا اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس چہل وچہارم

فِی اِكْسِيْرِ الْعِبَادَاتِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ

عَلَیہِ وَاٰلِہٖ فِی وَصفِ المُؤمِنِ لَواَنَّ اَحَدًا مِنھُم وَضَعَ جَبِینَہٗ عَلَی
الاَرضِ ثُمَّ یَقُولُ اٰہ فَیَبکِی مَلَائِکَۃُ السَّمَآءِ السَّبعِ لِرَحمَتِہِم عَلَیہِ
اِکسیر العبادات مین ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے وصفِ
مومن مین کہ اگر کوئی شخص مومنین سے پیشانی اپنی خاک پر رکھے اور بعد
اُسکے لفظ آہ زبان پر جاری کرے تو اُس مومن پر ملائکہ ہفت آسمان از راہ
ترحم کے روتے ہین فَقَالَ اللہُ تَعَالٰی یَا مَلَائِکَتِی لِمَ تَبکُونَ فَیَقُولُونَ
یَا اِلٰھَنَا وَسَیِّدَنَا کَیفَ لَانَبکِی وَوَلِیُّکَ عَلَی الاَرضِ وَیَقُولُ
فِی وَجَعِہٖ اٰہ پس حق سبحانہ تعالے فرماتا ہی کہ ای ملائکہ میرے کیون روتے
ہو وہ عرض کرتے ہین کہ ای معبود اور آقا ہمارے کیونکر ہم نہ روئین کہ
دوست تیرا پیشانی اور رخسارہ خاک پر رکھے ہوے بسبب اپنے درد کے
آہ کر رہا ہی فَیَقُولُ اللہُ تَعَالٰی یَا مَلَائِکَتِی اِشھَدُوا اَنتُم اِنِّی رَاضٍ
عَن عَبدِی الَّذِی یَصبِرُ بِالشِّدَّۃِ وَلَا یَطلُبُ الرَّاحَۃَ پس
جانب ربّ العزت سے حکم ہوتا ہی کہ ای ملائکہ میرے تم شاہد رہو کہ مین
اپنے اس بندہ سے راضی و خوشنود ہون اس سبب سے کہ یہ اس
شدت و بلا مین مجھے پکارتا ہی اور خواہانِ راحت نہین ہی فَتَقُولُ
المَلَائِکَۃُ یَا اِلٰھَنَا وَسَیِّدَنَا لَا یَضُرُّ الشِّدَّۃُ بِعَبدِکَ وَوَلِیِّکَ بَعدَ
اَن تَقُولَ ھٰذَا القَولَ پس فرشتے عرض کرتے ہین کہ ای سید و آقا ہمارے
اب کیا ضرر پہونچائیگی شدت و بلا تیرے بندہ اور دوست کو جبکہ تو ایسا

کلمہ فرمائے فَیَقُولُ اللہُ یَا مَلَآئِکَتِی اِنَّ وَلِیِّی عِنْدِی کَمِثْلِ نَبِیٍّ مِنْ
اَنْبِیَائِی وَلَوْ دَعَانِی وَاسْتَشْفَعَ فِی خَلْقِی شَفَّعْتُ فِی اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْ
الْفًا پس حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہی ای فرشتو میرے تحقیق کہ یہ دوست میرا
میرے نزدیک مثل ایک نبی کے ہی میرے انبیا سے اور اگر دعا کرے اور
شفاعت خواہ ہو مجھ سے کسی بندہ کا میرے بندونسے تو مین اُسکی شفاعت
ستر ہزار آدمیون سے زیادہ کے بارےمین قبول کرونگا وَفِیْہِ قَدْ وَرَدَ
مِنْ طَرِیْقِ الْخَاصَّۃِ وَالْعَامَّۃِ اِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بَیْتُ اللہِ وَقَلْبَ
الْعَارِفِ عَرْشُ اللہِ الْاَعْظَمِ اور اُسی کتاب مین منقول ہی کہ بطریق فریقین
وارد ہوا ہی کہ قلب مومن کا بیت اللہ ہی اور قلب عارف کا عرش اعظم
خدا کا ہی پس حضرات جبکہ یہ فضیلت ہی مومن اور قلب مومن کی
کیا مرتبہ ہوگا بیش پروردگار عالم امام اور حجت خدا کا اور اکثر احادیث
واخبار اور روایات فریقین مین وارد ہوا ہی کہ حیوانات ونباتات
اور جمادات نے بکا کی ہی مصائب امام حسین علیہ السلام پر سوائے
بنی اُمیہ اور دمشق وبصرہ کے آور بعض فقرات زیارات مین وارد
کہ ارواح مومنین نے بروقت استغاثۂ جناب سید الشہدا کے جواب
اگرچہ بدن اُنکے بعد شہادت اُن حضرت کے پیدا ہوئے پس اب کیا
مقام استبعاد ہی کہ ہر صنف ونوع اور ہر شئی نے بروز عاشورا بروقت
استغاثۂ مظلوم کربلا کے لبیک اجابت کہی ہو اور جو صدمات اور
اُس روز اُن حضرت پر گذرے وہ ظاہر ہین فراقِ اقربا واصحاب

ایک طرف فکر عیال واطفال ایک طرف شدت تشنگی ایک طرف زخم شمشیر
اور نیزہ وتیر ایک طرف عالم غربت مین بیکسی وتنہائی ایک طرف علاوہ اسکے
صبح عاشورا سے قریب عصر تک لاشہاے شہدا اُٹھاتے اور اُنکے ماتم اور
غم وجدائی مین روتے گذرا کبھی فراق عباس اور علی اکبر مین روتے تھے
اور کبھی جدائی قاسم واحمد پسران برادر پر نوحہ وبکا کرتے تھے اور کبھی تشنہ لبی
اور شہادت علی اصغر اور عبداللہ کی یاد کرتے تھے اور زار زار روتے تھے
ہاے افسوس کیا وقت مصیبت تھا روز عاشورا امام حسین علیہ السلام پر
بس اُس حالت درد اور شدت وبلا مین جبکہ حجت خدا مظلوم کربلا نے
استغاثہ کیا اور باواز بلند بنا بر اتمام حجت کے فرمایا هَلْ مِنْ مُعِينٍ
وَهَلْ مِنْ نَاصِرٍ وَهَلْ مِنْ مُغِيثٍ وَهَلْ مِنْ ذَابٍّ يَذُبُّ عَنْ
حَرَمِ رَسُولِ اللّٰهِ آیا ہی کوئی ایسا مدد کرنیوالا کہ اسوقت بیکسی مین ہماری
مدد کرے آیا ہی کوئی نصرت کرنیوالا کہ اسوقت تنہائی مین ہماری نصرت کرے
آیا ہی کوئی فریادرس کہ ہماری فریاد کو پہونچے اور آیا ہی کوئی دفع کرنیوالا
کہ اس آفت وبلا کو اہل بیت رسول خدا صلعم سے دور کرے ملا آقا دربندی
علیہ الرحمہ نے لکھا ہی کہ بس بنا بر استنباط دقیق کے اول جسنے جواب
دیا ہو اور لبیک کہی ہو وہ ذات اقدس جناب باری تعالےٰ ہی بایں
اس عبارت کے لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ يَا عَبْدِي وَيَا حُجَّتِي عَلٰى جَمِيعِ خَلْقِي
وَيَا حَبِيبَ حَبِيبِي وَيَا مَنْ اُنَادِيهِ اَنَا نَاصِرُكَ وَمُغِيثُكَ - مین
موجود ہون ای بندے میرے اور ای حجت میرے میری تمام خلق پر اور

ای حبیب میرے حبیب کے اور ای وہ مقتول و محبوب میرے کہ جسکی ذریّت
ذات اقدس میری ہی مین مددگار و فریادرس تیرا ہون ہر بلا و مصیبت
مین بعد اُسکے سلسلۂ ارواح قدسیہ انبیا و اوصیا اور اولیا و صلحا اور شہدائے
اور بعد اُسکے سلسلۂ ملائکہ کروبین و مقربین اور حاملان عرش و کرسی اور
سماوات نے بعد اُسکے سلسلۂ حور و غلمان اور جنات اور ارواح مومنین
جن و انس نے جوش و خروش مین آکر بگریہ و زاری وَاحُسَیْنَاہُ وَامَظْلُوْمَاہُ
کہتے ہوے جواب دیا اور آمادہ نصرت و مدد ہو کر لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَرْوَاحُنَا
لِرُوْحِكَ الْفِدَا کہا اور بعد اسکے ہر موجودات نے بارادۂ نصرت جواب
دیا لیکن جواب دینا ہر ایک صنف و نوع اور شئی کا بطور استعداد اور
مطابق اُنکی فطرت کے ہی پس ازبسکہ طینت روحانی اور جسمانی شہدائے
کربلا و دشت نینوے قریب تر ہی طینتِ مظلوم کربلا سے تو اب ایسا کہہ سکتے
ہین کہ جب جناب سید الشہدا ئنے آواز استغاثہ بلند کی تو یہ سنکر جواب
دیا ابدان شریفہ اور اجساد طیبہ شہدائے کربلا نے کہ زخمون سے چور چور
ریگ گرم پر آلودہ بخاک و خون پڑے تھے اسطور سے کہ حرکت و جنبش مین
آگئے ہون اور کانپنے لگے ہون یا بہیئتِ قائم یا قاعد ہو گئے ہون اور
اُنکے حلقومہاے طیبہ سے یہ صدا بلند ہوئی ہو لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ
اللهِ وَيَا حُجَّةَ اللهِ هَلْ لَنَا رُخْصَةٌ فِي الرُّجُوْعِ اِلَى الدُّنْيَا وَالْمُجَاهَدَةِ
بَيْنَ يَدَيْكَ ای فرزند رسول خدا ای حجت خدا اور سید و آقا ہمارے
ہم حاضر ہین آیا پھر ہمکو دوبارہ حکم رجوع کا طرف دنیا کے اور اجازت

قیام ہی کہ تاہم سامنے آپکے اعداے دین سے جہاد کرین چنانچہ بحار الانوار اور
لہوف وغیرہ مین منقول ہی کہ جسوقت جناب سید الشہداءؑ نے مرکز میدانِ
قتال مین قرار لیا اور نیزہ پر تکیہ کرکے کبھی شہداے جوانانِ بنی ہاشم اور تمام
اعوان وانصار اور اصحاب وفا شعار کیطرف بحسرت و یاس نظر کرتے تھے
اور اُنکے اجساد طیبہ اور ابدانِ مقدسہ کو ریگ گرم پر پڑے ہوے خاک وخون
مین غلطان دیکھتے تھے اور کبھی طرف حرم رسول خداؐ اور چھوٹے چھوٹے بچون کے
دیکھکر اُنکی بیکسی اور غربت و مذلت اور شدت تشنگی و اسیری یاد کرکے باچشم
گریان و دل نالان اور آواز حزین و بلند سے بنا بر اتمام حجت کے فرماتے تھے
اَمَا مِنْ نَاصِرٍ یَنْصُرُنَا اَمَا مِنْ مُغِیْثٍ یُغِیْثُنَا اَمَا مِنْ مُوَحِّدٍ یَخَافُ
اللّٰہَ فِیْنَا اَمَا مِنْ ذَابٍّ یَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ آیا ہی کوئی نصرت
و مدد کرنیوالا کہ ہماری نصرت کرے آیا ہی کوئی فریادرس کہ ہماری فریاد کو
پہونچے آیا ہی کوئی خدا پرست کہ ہمارے بارہ مین خوف خدا کرے آیا ہی کوئی دفع
کرنیوالا کہ اس آفت و بلا کو حرم رسول خداؐ سے دور کرے پس بسبب
استغاثہ و فریاد جناب سید الشہداؑ کے ارکان اور قوائم عرش مین تزلزل
ہوا اور ملائکہ نے آواز گریہ وبکا کی بلند کی اور آسمان کانپنے لگا اور زمین
مضطرب ہوکر زلزلہ مین آئی پس کُل ملائکہ نے جناب احدیت مین عرض
کی کہ اے معبود اور آقا ہمارے یہ مظلوم غریب و تنہا حبیب تیرا اور حبیب
تیرے حبیب کا ہی ہمکو اجازت دے اُسکی نصرت و یاری کی پس اُسیوقت
ایک صحیفہ آسمان سے دست اقدس مظلوم کربلا پر نازل ہوا حضرت نے

اُسے کھولکر دیکھا کہ یہ وہی عہدنامہ ہی کہ جو عالم ذرو ارواح مین قبل خلقتِ دنیا واہل دنیا کے لکھا گیا ہی اور اُس مظلوم سے عہد و میثاق شہادت و قتل ہونیکا راہ خدا مین لیا گیا ہی پس امام حسین علیہ السلام نے اُس صحیفہ کی پشت پر نگاہ کی دیکھا کہ اُسپر لکھا ہوا ہی کہ ای حبیب ہمارے ای حسینؑ ہمنے تمپر شہادت و قتل ہونا لازم نہین کیا اِس بارہ مین تمکو اختیار ہی اور ہماری درگاہ مین درجہ اور قدر و منزلت اور مقام سے تیرے ایک ذرّہ کم نہو گا اگر تمھاری خواہش و خوشی ہو تو ہم اِس آفت و بلا کو دفع کرین اور آگاہ ہو ای حسینؑ کہ ہمنے تمام آسمان اور اہل آسمان اور تمام زمین اور اہل زمین ملائکہ اور جن و انس اور تمامی موجودات مطیع تمھارے حکم کے کیے ہین اب جو کچھ کہ چاہتے ہو اس قوم فجّار و کفّار اعدا کے قتل اور واصل نار ہونے مین حکم کرو پس اُسوقت درمیان آسمان و زمین کے ملائکہ بھرے ہوے تھے اور اُنکے ہاتھون مین حربۂ آتشین تھے اور وہ سب منتظر حکم حجت خدا مظلوم کربلا کے تھے پس جبکہ حضرت مضمون پر اُس نوشتہ کے مطلع ہوے درگاہ احدیت مین عرض کی کہ ای عالم الغیب تو خوب واقف و عالم ہی کہ مین دوست رکھتا ہون اس بات کو کہ قتل ہوکے زندہ ہون اور پھر قتل ہون ستّر مرتبہ بلکہ ستّر ہزار مرتبہ تیری راہ طاعت و محبت مین آور کیونکر ایسا نہو حالانکہ مین جانتا ہون کہ ثمرہ قتل میرے سے نصرت تیرے دین کی ہی اور ذکر تیرے احکام کا باقی رہیگا اور حفظ ناموسِ شرع کا ہوگا اور مین اپنی حیات سے سیر اور دل تنگ ہون بعد قتل ہونے ایسے جوانان بنی ہاشم اور اصحاب دیندار کے

پس حضرت نے اُن ملائکہ کو اجازت نہ دی اور خود بنفسِ نفیس متوجہ اور مشغول
جہاد ہوئے جیسا کہ زیارتِ ناحیۂ مقدسہ مین حجّتِ خدا فرماتے ہین فَجَاهَدْتَهُمْ
بَعْدَ الْاِیْعَاذِ اِلَیْهِمْ وَتَاکِیْدِ الْحُجَّةِ عَلَیْهِمْ فَنَکَثُوْا ذِمَامَكَ وَبَیْعَتَكَ
وَاَسْخَطُوْا رَبَّكَ وَجَدَّكَ ای جدِ بزرگوار پس بلاچاری آپنے جہاد کیا اُن اعدا سے
حالانکہ پہلے آپنے اُنپر حجت تمام کرنے کے لیے پناہ مانگی اور اُنپر اتمام حجت فرمایا
پس اُن ظالمون نے آپکے عہد و پیمان اور بیعت کو توڑ ڈالا اور اُن بیجا و
غضبناک کیا خداوند قہار اور آپکے جدِ بزرگوار کو وَبَدَؤُكَ بِالْحَرْبِ فَثَبَتَّ
لِلطَّعْنِ وَالضَّرْبِ وَطَحْطَحْتَ جُنُوْدَ الْفُجَّارِ وَاقْتَحَمْتَ قَسْطَلَ الْغُبَارِ
مُجَاهِدًا بِذِی الْفِقَارِ کَاَنَّكَ عَلِیُّ نِ الْمُخْتَارِ اور شروع کردی جنگ
و پیکار آپسے پس آپ ضربِ شمشیر و نیزہ پر ثابت قدم رہے اور پراگندہ کردیا
آپنے افواجِ فجار کو اور در آئے آپ گرد و غبارِ کارزار مین اور جہاد کیا
آپنے ساتھ ذوالفقار کے گویا مجسّم ہوگئے تھے آپ بصورتِ حیدرِ کرار فَلَمَّا
رَاَوْكَ ثَابِتَ الْجَاشِ غَیْرَ خَائِفٍ وَلَا خَاشٍ نَصَبُوْا لَكَ غَوَائِلَ
مَکْرِهِمْ وَقَاتَلُوْكَ بِکَیْدِهِمْ وَشَرِّهِمْ پس جب اُن اعدا نے آپکو ثابت
قدم اور باقلبِ مطمئن پایا کہ کچھ خوف و ہراس آپکو نہ تھا تو یہ دیکھا اُن
اشقیا نے جال مکر و فریب کے آپکے لیے بپا کیے اور لڑتے رہے آپسے بمکر
و شرارت وَاَثْخَنُوْكَ بِالْجِرَاحِ وَحَالُوْا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الرَّوَاحِ وَلَمْ یَبْقَ
لَكَ نَاصِرٌ وَاَنْتَ مُحْتَسِبٌ صَابِرٌ تَذُبُّ عَنْ نِسْوَتِكَ وَاَوْلَادِكَ
حَتّٰی نَکَسُوْكَ عَنْ جَوَادِكَ آور مضمحل اور ناتوان کردیا آپکو زخمہاے

کاری سے اور حائل ہوگئے درمیان آپکے اور خیمگاہ جاے آسایش آپکے اور
آپکا کوئی ناصر و مددگار باقی نرہا اور آپ راضی برضا رہے اور صبر کیا اور
دفع کرتے رہے آپ اُن اشقیا کو اپنے اہل حرم اور اولاد سے یہانتک
کہ اُن اعداے آپکو ذوالجناح سے مُنہ کے بھل گرادیا فَهَوَیتَ اِلَی الاَرضِ
جَرِیحًا تَطَأُکَ الخُیُولُ بِحَوَافِرِهَا وَتَعلُوکَ الطُّغَاۃُ بِبَوَاتِرِهَا پس
آپ زخمی ہوکے زمین پر آئے کہ بے ادبی کرتے تھے گھوڑے اپنے سمون سے
اور وہ اشقیا تلوارین کھینچے ہوے لوٹے پڑتے تھے آپکے قتل کرنے پر قَد
رَشَحَ لِلمَوتِ جَبِینُکَ وَاختَلَفَت بِالاِنقِبَاضِ وَالاِنبِسَاطِ شِمَالُکَ
وَیَمِینُکَ اور ای جد مظلوم تحقیق کہ عرق موت کا آگیا تھا آپکی پیشانی انور
اور اُس حالت ایذا اور تکلیف مین کبھی آپ دست و پاے مبارک
سمیٹ لیتے تھے اور کبھی پھیلا دیتے تھے اور کبھی آپ داہنے اور بائین
طرف کروٹ لیتے تھے اور کسی طرح آپکو اُس ریگ گرم پر راحت نملتی تھی
تُدِیرُ طَرفًا خَفِیًّا اِلَی رَحلِکَ وَبَیتِکَ وَقَد شُغِلتَ بِنَفسِکَ عَن
وُلدِکَ وَاَهَالِیکَ اور اُسوقت بھی آپ بنگاہ حسرت گوشہ چشم بھرا
بھراکے چشم نیم واسے اپنے اہل بیت اور خیمگاہ کیطرف دیکھتے تھے حالانکہ
وہ وقت ایسا نازک تھا کہ آپکو وقت اخیر تھا اور محل خیال و پاس
اولاد اور اہل حرم کا نہ تھا وَاَسرَعَ فَرَسُکَ شَارِدًا اِلَی خِیَامِکَ
قَاصِدًا مُحَمحِمًا بَاکِیًا اور اُسی حال مین آپکے اسپ باوفا نے جلدی کی
اور دوڑتا ہوا آپکے خیمگاہ کیطرف آیا اور بقصد و ارادہ آواز دیتا تھا

اور روتا جاتا تھا کہ مقصود اس سے اہل بیت کو مطلع کرنا تھا فلمّا رأین النّساء جوادک مخزیا و نظرن سرجک علیہ ملویّا برزن من الخدور ناشرات الشّعور پس جب آپکے اہل حرم اور مخدرات عصمت نے دیکھا آپکے ذوالجناح کو خالی زین ہی سوار سے اور دیکھا کہ زین اُسیر ایک طرف کو جھکا ہوا ہی تو یہ دیکھکر خیمگاہ سے مو پریشان نکل آئین علی الخدود لاطمات بالوجوہ سافرات و بالعویل داعیات و بعد العزّ مذلّلات و الی مصرعک مبادرات آہ آہ اپنے رخسار و نپر طمانچے مارتی ہوئین بے مقنعہ و چادر واشوراہ وا ویلاہ کہتی ہوئین بعد عزت کے ذلیل بنیا بانہ آپکے مقتل مین پہونچین والشّمر جالس علی صدرک و واضع سیفہ علی نحرک قابض علی شیبتک بیدہ ذابح لک بمھنّدہ اور دیکھا اُسوقت کہ شمر لعین آپکے سینۂ اقدس پر بیٹھا ہی اور اپنی تلوار کو آپکے مقام نحر پر رکھے ہوے تھا اور اُسکے ہاتھ مین آپکی ریش مقدس تھی اور تیغ آبدار سے آپکے گلوے خشک کو ذبح کرتا تھا قد سکنت حواسّک و خفیت انفاسک و رُفع علی القناۃ رأسک آہ آہ اُسوقت ساکن ہوگئے حواس آپکے اور سانس آپکی خفی و نرم ہوگئی اور دم رک گیا یہانتک کہ سر انور آپکا نیزۂ طویل پر بلند کیا گیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظّالمین

مجلس چہل و پنجم

فی الکافی عن بعض الاصحاب انّہ قال کان قوم اتوا ابا جعفر

عَلَیْہِ السَّلَامُ فَوَاقَفُوْا صَبِیًّا لَہٗ مَرِیْضًا فَرَاَوْا مِنْہُ اِھْتِمَامًا وَغَمًّا وَجَعَلَ لَا یَقِرُّ **کافی** ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی مین بعض اصحاب سے منقول ہی اور اِس روایت کے چند فقرہ یہ ہین کہ ایک مرتبہ ایک جماعت خدمت بابرکتِ جناب امام محمد باقر علیہ السلام مین حاضر ہوئی اور اُن ایام مین اُن حضرت کا ایک صاحبزادہ بہت بیمار تھا اِسوجہ سے اُس قوم نے حضرت کو بہت محزون و مغموم پایا اور وہ جناب بسبب اس رنج و ملال کے بہت بیقرار تھے قَالَ فَقَالُوْا وَاللّٰہِ لَئِنْ اَصَابَہٗ شَیْءٌ اِنَّا لَنَتَخَوَّفُ اَنْ نَرٰی مِنْہُ مَا نَکْرَہُ راوی کہتا ہی کہ یہ حال دیکھکر اُس قوم نے کہا قسم بخدا اگر اس صاحبزادے پر کوئی سانحہ گذرا تو ہمکو اندیشہ ہی اِسکا کہ کہین حضرت پر ایسا صدمۂ شدید پہونچے کہ خوف ہلاکت کا ہو اللہ اکبر مؤمنین درد فرزند کا ایسا ہی ہوتا ہی بس تصور کیجیے کہ مظلوم کربلا کے قلب اقدس پر کیا صدمہ گذرا ہو گا جدائی مین اپنی پارۂ جگر فاطمہ کے کہ بنا بر بعض روایات کے وہ بیمار تھین اور حضرت بھی اُنکو بیمار چھوڑکر بظلم اعدا روانۂ عراق ہوئے تھے پس جب اپنی صاحبزادی بیمار کا خیال ہوتا ہو گا تو کیا حال ہوتا ہو گا اور وہ مریضہ بھی اپنے پدر بزرگوار کو یاد کرکے سب و روز رویا کرتی تھین فِیْ اِکْسِیْرِ الْعِبَادَاتِ عَنْ بَعْضِ کُتُبِ الْمَقْتَلِ کَانَتْ لِمَوْلَانَا الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِنْتٌ تُسَمّٰی فَاطِمَۃُ وَکَانَتْ حِیْنَ خُرُوْجِہٖ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ مَرِیْضَۃً جَعَلَھَا عِنْدَ اُمِّ سَلَمَۃَ چنانچہ اکسیر العبادات مین بعض کتب مقاتل سے منقول ہی کہ جناب

امام حسین علیہ السلام کی ایک صاحبزادی تھین کہ نام اُنکا فاطمہ تھا اور جب حضرت مدینۂ منورہ سے روانہ ہوے تھے تو وہ صاحبزادی بیمار تھین اِسوجہ سے حضرت اُن مریضہ کو اپنی جدّۂ ماجدہ جناب ام سلمہؓ کے پاس چھوڑ گئے تھے وَکَانَتْ کُلَّ یَوْمٍ تَجِیْئُ خَلْفَ الْبَابِ لَعَلَّهَا تَجِدُ مَنْ کَانَ لَهٗ اِطِّلَاعٌ بِحَالِ وَالِدِهَا پس اُسدن سے اُن صاحبزادی کا یہ معمول تھا کہ ہر روز عقب دروازہ آتی تھین کہ شاید کوئی شخص ایسا وارد ہو کہ اُسکو حال حضرت کا معلوم ہوتا کہ اُس سے خبر دریافت کرین فَلَمَّا طَالَ زَمَانُ الْفِرَاقِ وَلَمْ یَصِلِ الْخَبَرُ مِنْ وَالِدِهَا اِشْتَغَلَتْ بِالْبُکَآءِ وَتَرَاکَمَتْ عَلَیْهَا الْاَحْزَانُ پس جب زمانہ بہت گذرا اور کچھ خبر حضرت کی نہ آئی تو اُس صاحبزادی کو حزن و ملال بشدت لاحق ہوا اور بہت گریہ وزاری کیا وَکَتَبَتْ کِتَابَهٗ لِوَالِدِهَا وَبَیَّنَ فِیْهَا حَالَهَا فَلَمَّا فَرَغَتْ مِنْ کِتَابَتِهَا وَاشْتَغَلَتْ بِالنَّوْحِ وَالْبُکَآءِ لِفُرْقَةِ وَالِدِهَا وَغَیْرِهٖ پس اُس مریضہ نے ایک عرضی حضرت کی خدمت مین لکھی اور اُسمین اپنا حال پر ملال مندرج کیا اور فراق مین اپنے پدر بزرگوار اور اقربا کے نالہ وزاری شروع کی کیونکہ مومنین تصوّر کیجیے کہ جب اُس مریضہ کو خیال مفارقت جناب عباس اور علی اکبر اور علی اصغر اور شاہزادہ قاسم اور عبداللہ کا ہوتا ہوگا تو دل پُر درد پر کیا صدمہ گذرتا ہوگا اور جب اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کو یاد کرتی ہونگی تو کیا حال ہوتا ہوگا کیونکہ فراق وجدائی اقربا اور احباب کی بھی سخت ترین مصیبت ہے فَاِذَا اَعْرَابِیٌّ سَمِعَ بُکَاۗئَهَا فَتَاَثَّرَ

مِنۡ بُكَائِهَا فَبَكٰى سَاعَةً ثُمَّ عَلِمَ اَنَّ الْبَاكِيَةَ بِنْتُ الْاِمَامِ وَبُكَائُهَا مِنۡ
فِرَاقِهٖ ناگاہ یہ آواز ایک اعرابی نے سنی اور وہ نالۂ حزین و پُر درد
سُنکے بہت غمگین و ملول ہوا اور ایک ساعت تک رویا کیا اور اسکو معلوم
ہوا کہ یہ صاحبزادی امام حسین علیہ السلام کی ہین اور مفارقت پر اپنے
پدر بزرگوار کی روتی ہین فَنَادٰى بِصَوْتٍ عَالٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا
اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدَنَ الرِّسَالَةِ اَنَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ
اُرِيْدُ الرَّوَاحَ اِلٰى كَرْبَلَا فَهَلْ لَكُمْ حَاجَةٌ پس اُس اعرابی نے
باواز بلند ندا کی کہ سلام ہو آپ پر ای اہل بیت نبوت اور معدنِ رسالت
مین ایک مرد صحرانشین ہون اور کربلا جانیکا ارادہ رکھتا ہون پس اگر
آپکو کوئی حاجت ہو تو ارشاد فرمائین فَلَمَّا سَمِعَتْهُ فَاطِمَةُ جَائَتْ خَلْفَ
الْبَابِ وَرَدَّتْ جَوَابَ سَلَامِهٖ پس جب یہ صدا فاطمہ نے سنی عقبِ
دروازہ تشریف لائین اور جواب سلام اُس اعرابی کو دیا وَقَالَتْ
يَا اَعْرَابِيُّ اَنَا بِنْتُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهٗ لَمَّا عَزَمَ اِلٰى كَرْبَلَا
كُنْتُ مَرِيْضَةً فَسَلَّمَنِيْ اِلٰى جَدَّتِيْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ؐ
اور فرمایا کہ ای اعرابی مین بیٹی ہون فرزند رسول الثقلین امام حسین
علیہ السلام کی جب حضرت نے ارادہ کربلا کا فرمایا تو مین بیمار تھی پس
مجھے میری جدہ ام سلمہ زوجہ جناب رسول خدا کے سپرد فرما گئے
فَالْاٰنَ لَمْ يَبْقَ لِيْ طَاقَةٌ مِنْ هِجْرَانِهٖ وَكَتَبْتُ كِتَابَةً وَاُرِيْدُ مِنْ
يُوْصِلُهَا اِلَيْهِ آہ اب مجھ مین طاقت فراق اور جدائی اُن حضرت کی

باقی نہین رہی پس مین نے ایک عریضہ اپنے پدر بزرگوار کو لکھا ہی اور چاہتی ہون
کہ کوئی شخص کربلا کا جانیوالا ملے کہ تا وہ حضرت کی خدمت مین اسکو
پہونچا دے فَاَخَذَهَا الْاَعْرَابِیُّ مِنْهَا فَفِیْ یَوْمِ الْعَاشُوْرَا وَقْتَ
الْمُحَارَبَۃِ بَلَغَ اِلٰی کَرْبَلَا وَسَلَّمَهَا اِلَیْهِ پس یہ سنکر اُس اعرابی نے وہ خط
اُس شاہزادی سے لیلیا اور روانہ ہوا مگر افسوس کہ وہ بروز عاشورا
حالت جنگ وقتال مین وارد صحراے کربلا ہوا اور وہ خط حضرت کو دیدیا
فَلَمَّا فَتَحَهَا وَاطَّلَعَ عَلٰی مَضْمُوْنِهَا بَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا ثُمَّ جَاءَ اِلٰی اَهْلِ الْبَیْتِ
وَقَرَاَهَا لَهُنَّ فَبَکَیْنَ بُکَاءً شَدِیْدًا پس حضرت نے اُس نامہ کو کھولا
جب اُسکے مضمون پر مطلع ہوے تو بشدت روئے اور بعد اسکے اہل بیت کے
پاس تشریف لائے اور اُنکو وہ نامہ پڑھ کے سُنا دیا اُسوقت وہ سب
مخدراتِ عصمت زار زار بشدت روئین آہ آہ اُسوقت تصویر اُس مریضہ کی
اہل حرم کی آنکھون مین پھر گئی ہوگی وَلَمْ یَظْهَرْ حَالُ الْاَعْرَابِیِّ اَنَّهٗ کَانَ
مَلَکًا اَوْ بَشَرًا وَصَارَ شَهِیْدًا اَمْ لَا راوی کہتا ہی پس حال اُس
اعرابی کا معلوم نہوا کہ وہ انسان تھا یا ملک شہید بھی ہوا یا نہین اور
ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ وغیرہ اس مقام پر لکھتے ہین کہ بعد اِسکے
مظلوم کربلا مرکز میدانِ قتال مین تشریف لائے اور آواز بفریاد و استغاثہ
بنا برا تمام حجت کے بلند کی اُسوقت ایک فوج کثیر جنون کی حاضر خدمتِ
بابرکت ہوئی اور سلام کرکے اُن حضرت سے طالب اجازت جہاد
ہوئی مظلوم کربلا نے اُنکو اجازت نہ دی اور فوراً رخصت کیا بعد اُسکے

فوج ملائکہ حاضر ہوئی اور طالبِ اجازت جہاد ہوئی حضرت نے اُنکو بھی اجازت
نہ دی اور رخصت کیا اور باشتیاق ملاقات پروردگار خود بنفس نفیس مشغولِ
جہاد ہوے اور کئی ہزار اہل کوفہ و شام کو قتل کیا اور خود بھی وہ جناب
مجروح ہوے آخر کار اُن اشقیا نے ہر طرف سے اُس امام ابرار کو گھیر لیا
اور تیر اور نیزہ اور تلوار و پتھر سے زخمی کر کے بکمال ظلم و ستم ذوالجناح سے
زمین پر گرا دیا اُسوقت لشکر اعدا سے آواز قُتِلَ الحُسَینؑ کی بلند ہوئی
اور شمر لعین خنجر بکف آپہونچا ہاے افسوس اب کس زبان سے بیان کروں
کہ اُس بیرحم نے کیا ظلم و ستم کیا آہ آہ بس بعد ایک ساعت کے جبرئیلؑ
پکارے اَلَا قُتِلَ الحُسَینُ بِکَربَلَا اَلَا ذُبِحَ الحُسَینُ بِکَربَلَا اے اہلِ
آسمان و زمین آگاہ ہو کہ امام حسینؑ زمین کربلا پر قتل کیے گئے اور فرزند
رسول الثقلین زمین نینوا پر تشنہ لب ذبح کیے گئے آہ آہ جب یہ آواز
مخدرات عصمت نے سنی تو بیتابانہ طرف مقتل کے گریان و نالان و پریشان
روانہ ہوئیں افسوس دیکھا کہ سر اقدس فرزند رسولؐ کا نیزہ پر
بلند کیا ہی اور خون حلق بریدہ سے ٹپک رہا ہی چنانچہ حمید بن مسلم کہتا ہی
کہ اُسوقت جناب زینبؑ فریاد کرتی تھیں اور کہتی تھیں یا بِاَبِی
مَن شَیبَتُہٗ تَقطُرُ بِالدِّمَاءِ فدا ہو باپ میرا اُس مقتول و
مذبوح پر کہ جسکی ریش اقدس سے خون ٹپکتا ہی اَلَا لَعنَۃُ اللّٰہِ
عَلَی القَومِ الظّٰلِمِینَ وَسَیَعلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ
مُنقَلَبٍ یَّنقَلِبُونَ ۞

مجلس چہل و ششم

فِی المُنتخب عن اُمِّ سلمۃ اَنّھا قالت دخل علیّ رسولُ اللہ ص ذات یومٍ و دخل فی اثرہ الحسنُ والحسینُ علیھما السلام و جلسا الیٰ جانبیہ منتخب مین جناب ام سلمہؓ سے منقول ہی کہ فرمایا اُن معظمہ نے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا ص میرے گھر مین تشریف لائے اور ساتھ ہی اُس جناب کے حسنین علیہما السلام بھی داخل ہوے اور یمین و یسار حضرت بیٹھ گئے فاخذ الحسنُ علیہ السلام علیٰ رکبتہ الیمنیٰ والحسینُ علیہ السلام علیٰ رکبتہ الیسریٰ وجعل یقبّل ھذا تارۃً وھذا اُخریٰ واذا بجبرئیل قد نزل پس حضرتؐ نے امام حسنؑ کو داہنے زانو پر اور امام حسینؑ کو بائین زانو پر بٹھالیا اور کبھی ایک صاحبزادے کے بوسے لیتے تھے اور کبھی دوسرے کے بوسے لیتے تھے اور پیار کرتے تھے کہ یکایک جبرئیل امین نازل ہوے وقال یا رسول اللہ ص انّک لتحبّ الحسنَ والحسینَ علیہما السلام فقال وکیف لا احبّھما وھما ریحانتای من الدّنیا و قرّتا عینیّ اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ص ہر آئینہ آپ حسنین علیہما السلام کو بہت دوست رکھتے ہین حضرت نے فرمایا کہ کیونکر انکو دوست نرکھون کہ یہ دونون میرے ریحان بوستان زندگانی اور باعث خنکی ہر دو چشم میرے ہین فقال جبرئیل یا نبیّ اللہ انّ اللہ قد حکم علیہما انّ الحسن یموت مسموماً والحسین یموت مذبوحاً پس جبرئیل نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ص مشیت باری تم

یون گذرا ہی کہ امام حسنؑ زہر سے شہید ہوان اور امام حسینؑ تلوار سے قتل
ہوان وَاِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃً مُّسْتَجَابَۃً فَاِنْ شِئْتَ کَانَتْ دَعْوَتُکَ
لِوَلَدَیْکَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ فَادْعُ اللّٰہَ تَعَالٰے
اَنْ یُّسَلِّمَہُمَا مِنَ السَّمِّ وَالْقَتْلِ اور ہر نبی کی دعا مستجاب ہی آپ بھی
اگر چاہین تو اپنے دونون فرزند حسنینؑ کے لیے دعا فرمائین کہ حق سبحانہ
تعالے انکو مصیبت زہر و قتل سے نجات دے وَاِنْ شِئْتَ کَانَتْ
مُصِیْبَتُہُمَا ذَخِیْرَتَکَ لِلْعُصَاۃِ مِنْ اُمَّتِکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اور اگر آپ
چاہین تو مصیبت ان دونون کی ذخیرہ شفاعت ہو واسطے گنہگاران
امت کے بروز قیامت فَقَالَ النَّبِیُّ صؐ یَا اَخِیْ جَبْرَئِیْلُ اَنَا رَاضٍ بِحُکْمِ
رَبِّیْ لَا اُرِیْدُ اِلَّا مَا یُرِیْدُہٗ وَقَدْ اَحْبَبْتُ اَنْ تَکُوْنَ دَعْوَتِیْ
ذَخِیْرَۃً لِشَفَاعَتِیْ فِی الْعُصَاۃِ مِنْ اُمَّتِیْ فِیْ وَلَدَیَّ مَا یَشَآءُ
پس حضرتؐ نے فرمایا کہ ای اخی جبرئیل مین حکم قضا و قدر الٰہی پر راضی
ہون اور جو پروردگار میرا ارادہ کرتا ہی اُس امر کو مین بھی اختیار
کرتا ہون یہ امر مجھے محبوب ہی کہ میری دعا ذخیرہ ہو واسطے شفاعت
گنہگاران امت میری کے اور میرے ان دونون فرزندون کے
بارےمین جاری ہو جاوے وہ امر جو مشیت ایزدی مین گذرا ہے
اللہ اکبر مومنین یہ خیال تھا ان حضرت کو اپنی امت کا مگر افسوس
ہزار افسوس کہ بعد جناب رسول خداصؐ کے اشقیاے امت نے
ایک صاحبزادے کو زہر دغا سے شہید کیا اور دوسرے شاہزادے کو

مہمان بلا کر صحرائے کربلا مین پیاسا ذبح کیا فِی المُنتَخَب عَنِ الصَّادِقِ
عَلَیهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعتُ اَبِی یَقُولُ لَمَّا التَقَی الحُسَینُ عَلَیهِ
السَّلَامُ وَعُمَرُ بنُ سَعدٍ لَعنَهُ اللّٰهُ وَقَامَتِ الحَربُ اَنزَلَ اللّٰهُ
النَّصرَ حَتّٰی رَفرَفَ عَلٰی رَاسِ الحُسَینِ عَلَیهِ السَّلَامُ جنانچہ
منتخب وغیرہ مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا
اُن حضرت نے کہ سنا مین نے اپنے پدر بزرگوار سے کہ وہ حضرت فرماتے تھے
کہ جب روز عاشورا میرے جدّ مظلوم امام حسین علیہ السلام اور عمر سعد سے
ملاقات ہوئی اور لڑائی قرار پائی اُسوقت حق سبحانہ تعالے نے امام حسین
علیہ السلام پر نصرت کو نازل کیا اور اسدرجہ قریب تھی نصرت خدا
اُن حضرت سے جیسے طائر قریب سر کیے اُڑتا ہو ثُمَّ خُیِّرَ بَینَ النَّصرِ
عَلٰی اَعدَآئِهٖ وَبَینَ لِقَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَاختَارَ لِقَآءَ اللّٰهِ پھر حق سبحانہ
تعالے نے اُن حضرت کو اختیار دیا کہ چاہو نصرت کو اختیار کرو اور
چاہو ہماری ملاقات کو اختیار کرو پس حضرت نے لقاے الٰہی کو اختیار
کرکے پہلے اعدا پر اتمام حجت کیا چنانچہ لہوف اور محرق القلوب مین
منقول ہی کہ حضرت نے بآواز بلند فرمایا ای اہل کوفہ وشام تمھین قسم ہی
خدا کی کیا جدّ امجد میرے جناب رسول خدا صلعم اور مادر گرامی میری فاطمہ
زہرا نہین ہین اُن اعدا نے جواب دیا کہ ہم خوب واقف ہین کہ جدّ
امجد آپکے رسول خدا صلعم اور مان آپکی فاطمہ زہرا ہین پھر فرمایا کہ تمھین
قسم ہی خدا کی کیا پدر بزرگوار میرے علی مرتضےٰ ع اور نانی میری خدیجہ کبریٰ

نہین ہین اور چچا میرے جعفر طیار اور حمزہ سید الشہدا اور عقیل بن ابیطالب رض
نہین ہین اُن اشقیانے جواب دیا کہ ای حسینؑ ہم خوب جانتے ہین کہ باپ
آپکے علی بن ابیطالبؑ ہین اور جدہ آپکی خدیجہ کبریٰ زوجہ رسول خداؐ ہین
اور چچا آپکے جعفر و حمزہ اور عقیل ہین حضرت نے فرمایا جب تم میری شرافت
حسب و نسب سے واقف ہو تو پھر کسلیے مجھ تشنہ لب کے قتل پر آمادہ ہو
بعد اسکے اُس حجت خدا نے بنا بر اتمام حجت کے فرمایا کہ ای اہل کوفہ و
شام کیا تم نہین پہچانتے ہو یہ عمامہ رسول خداؐ کا جو میرے سر پر ہی اور یہ
زرہ اُنکی جو میرے بدن مین ہی اور یہ ذو الفقار اُن حضرت کی جو میرے
پدر بزرگوار کو روز جنگ احد مرحمت فرمائی تھی جو مین نے حمائل کی ہی
اور یہ ذو الجناح اُن حضرت کا جسپر مین سوار ہون بس پہچانو اور
دیکھو کہ یہ سب تبرکات مجھے بطور میراث کے ملے ہین اللہ اکبر مومنین
جناب رسول خداؐ کے زمانہ مین کیسی شوکت اور عظمت و صولتِ اسلام
تھی یا یکایک یہ انقلاب ہوا کہ فرزند رسول کے قتل پر اشقیاے اُمت
مستعد ہوے اور وصیت اُن حضرت کی اپنی عترت کے بارہ مین بالکل
فراموش کردی اور اکثر ان سب اشیا کو بھی پہچانتے تھے باوجود
اسکے اپنے عناد پر مصر رہے اور کینۂ دیرینہ کو ظاہر کیا وَقَالَ الْوَاقِدِیُّ
وَھِشَامُ بْنُ مُحَمَّدٍ لَمَّا رَاٰھُمُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مُصِرِّیْنَ عَلٰی قَتْلِهٖ
اَخَذَ الْمُصْحَفَ وَنَشَرَهٗ وَنَادٰی بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ
جَدِّیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ؐ چنانچہ واقدی اور ہشام بن محمد نے یون روایت

کی ہی کہ جب امام حسین علیہ السلام نے اُن اشقیا کو اپنے قتل پر مصر پایا تو
اُسوقت حضرت نے قرآن مجید اپنے دست مبارک مین لیا اور اُسکو
کھولا اور اُن اعدا کو آواز دی اور فرمایا کہ ای اہل کوفہ و شام درمیان
ہمارے اور تمھارے یہ کتاب اللہ اور سنت میرے جد امجد رسول خدا کی ہی
یا قوم بم تستحلون دمی الست ابن بنت نبیکم او لم یبلغکم قول جدی
فی و فی اخی ھذان سیدا شباب اھل الجنۃ ای قوم اعدا میرے
خون ناحق کو کسلیے حلال جانتے ہو کیا مین نواسا تمھارے پیغمبر کا نہین ہون
کیا تمنے نہین سنا ہی کہ جد بزرگوار میرے جناب رسول خدا صلعم میرے اور میرے
بھائی کے حق مین فرماتے تھے کہ یہ دونون فرزند میرے سردار ہین جوانان
اہل جنت کے فان لم تصدقونی فاسئلوا جابرا و زید بن ارقم
و ابا سعید ن الخدری و اللہ ما تعمدت کذبا منذ علمت ان
اللہ یمقت اھلہ و ما بین المشرق و المغرب ابن نبی غیری
فیکم و لا فی غیرکم پس اگر تمکو یقین اس امر کا نہین ہی تو پوچھو جابر
انصاری اور زید بن ارقم اور ابو سعید خدری سے کہ یہ سب اس حدیث سے
واقف ہین اور جناب رسول خدا صلعم سے خود سنا ہی قسم بخدا ابھی مین عمداً
مرتکب کذب و دروغ کا نہین ہوا جبسے مجھے بیقین معلوم ہوا ہی کہ حق
سبحانہ تعالے دشمن رکھتا ہی کاذبون کو اور ایہا الناس آگاہ ہو کہ مشرق
سے مغرب تک عرب و عجم مین کوئی فرزند رسول سوا میرے نہین ہے
آہ مومنین کس کس طرح سے حضرت نے اتمام حجت فرمایا مگر افسوس

ہزار افسوس وہ اشقیا اپنے عناد پر مُصر رہے باوجودیکہ سب جانتے تھے کہ یہ فرزند رسول حجت خدا ہیں ہائے افسوس کیا وقت مصیبت تھا مظلوم کربلا پر کہ اعدا کو جرأت سخت کلامی کی ہوئی فَقَالَ الشِّمْرُ لَعَنَهُ اللّٰهُ السَّاعَةَ تَرِدُ الْهَاوِيَةَ فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَخْبَرَنِي جَدِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ كَانَ كَلْبًا وَلَغَ دِمَآءَ اَهْلِبَيْتِي وَلَا اَخَالُكَ اِلَّا اِيَّاكَ چنانچہ شمر لعین نے ذکر ہاویہ کیا جسکا وہ خود لائق تھا یہ سُنکر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر مجھے خبر دی ہی میرے جد بزرگوار جناب رسول مختار نے کہ گویا ایک کلب ہی وہ میرے اہل بیت کا خون پیتا ہی اور مجھے گمان ہی کہ وہ سوا تیرے اور کوئی نہیں ہی فَقَالَ الشِّمْرُ لَعَنَهُ اللّٰهُ اَنَا اَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ اِنْ كُنْتُ اَدْرِي مَا تَقُوْلُ پس شمر ملعون نے یہ سُنکر کہا کہ میں بغلط عبادت خدا کروں اگر سمجھا ہوں کہ آپ کیا کہتے ہیں یعنے وہ شقی کہتا ہی ای فرزند فاطمہ میں نہیں سمجھتا کہ آپ کیا کہتے ہیں وَفِيهِ اِنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَقْبَلَ اِلٰى عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَهٗ اُخَيِّرُكَ فِي ثَلٰثِ خِصَالٍ قَالَ وَمَا هِيَ فَقَالَ تَتْرُكُنِي حَتّٰى اَرْجِعَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ اِلٰى حَرَمِ جَدِّي رَسُوْلِ اللّٰهِ الخ منتخب وغیرہ میں منقول ہی کہ بعد شہادت اپنے اصحاب و اقربا کے جناب سید امام حسین علیہ السلام متوجہ ہوے طرف ابن سعد ملعون کے اور فرمایا کہ ای عمر سعد میں تین امر و نعم تجھے اختیار دیتا ہوں جسے چاہے پسند کر اُس شقی نے عرض کیا وہ کیا ہیں حضرت نے فرمایا کہ مجکو چھوڑ دے تا میں مدینہ اپنے نانا کے روضہ کیطرف

مراجعت کرون وفی نقلٍ اٰخر انّہ قال تدعونی امضی الی بعض الثغور
فاذبّ بسیفی عن حرم رسول اللہ ص قال مالی الی ذلک سبیل
اور بنا بر دوسری روایت کے حضرت نے فرمایا مجھے چھوڑ دے کہ مین کسی
سرحد مین جابیٹھون اور وہان حرم رسول کی حفاظت کیا کرون یہ سنکر
عمر سعد نے جواب دیا یہ ہرگز ممکن نہین ہی کہ مین آپکو جانے دون قال
اِسقونی شربۃً من الماء فقد نشفت کبدی من الظماء فقال
ولا الی الثانیۃ سبیل بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ ای ابن سعد اگر
یہ منظور نہین ہی تو پھر تھوڑا سا پانی مجھے پلا دے کہ شدت تشنگی سے جگر میرا
کباب ہی اُس بیحیا نے جواب دیا یہ بھی ہرگز ممکن نہین ہی کہ مین آپ کو
پانی پلا دون قال وان کان لابدّ من قتلی فلیبرز الیّ رجلٌ
بعد رجلٍ فقال ذلک لک بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ اگر قتل میرا
ضروری ہی تو پھر مجھ تشنہ لب سے ایک ایک شخص لڑنے کو آئے یہ سُنکر
اُس ملعون نے کہا کہ ہان یہ ہو سکتا ہی کیون مومنین تصور تو کیجیے
کہ اس قول پر اُن اشقیا نے وفا کی یا نہین آہ آہ اِن مصیبتون کو
حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ مین فرماتے ہین فسارعوک القتال
وعاجلوک النزال ای جد مظلوم بس جلدی کی اُس قوم اعدا نے
لڑائی مین آپسے اور جلد چاہا کہ آپسے جنگ وجدال کرین ورشقوک
بالسہام والنبال اور مثل باران کے آپ پر نیزہ و تیر برسائے
وبسطوا الیک اکفّ الاصطلام اور اُن اشقیا نے ہاتھ ظلم وستم کے

آپکی طرف گشادہ کیے وَاَنْتَ مُقَدَّمٌ فِی الْھَبَوَاتِ وَمُحْتَمِلٌ لِلْاَذِیَّاتِ
اور آپ اُن اعدا پر دلیری اور حمیت و غیرت میں سابق رہے یہانتک
کہ گرد و غبار کارزار میں در آئے اور آپنے بڑی بڑی اذیتوں کا تحمل کیا
قَدْ عَجِبَتْ مِنْ صَبْرِکَ مَلَائِکَۃُ السَّمٰوَاتِ فَاَحْدَقُوْا بِکَ مِنْ کُلِّ
الْجِھَاتِ ای جد مظلوم تحقیق آپنے ایسا صبر و تحمل کیا کہ ملائکہ سموات نے
آپکے صبر سے تعجب کیا پس اعدائے دین نے آپکو ہر طرف سے گھیر لیا
وَلَمْ یَبْقَ لَکَ نَاصِرٌ وَاَنْتَ مُحْتَسِبٌ صَابِرٌ اور آپکا کوئی ناصر و مددگار
باقی نہ رہا تھا اور آپ راضی برضا رہے اور صبر کیا تَذُبُّ عَنْ نِسْوَتِکَ
وَاَوْلَادِکَ حَتّٰی نَکَسُوْکَ عَنْ جَوَادِکَ آپ دفع کرتے رہے اُن اشقیا کو
اپنے اہل حرم اور اولاد سے یہانتک کہ اُن اعدا نے آپکو زخمی کر کے
ذوالجناح سے منہ کے بھل گرا دیا فَھَوَیْتَ اِلَی الْاَرْضِ جَرِیْحًا
تَطَأُکَ الْخُیُوْلُ بِحَوَافِرِھَا وَتَعْلُوْکَ الطُّغَاۃُ بِبَوَاتِرِھَا پس ای جد
مظلوم آپ کثرت زخموں سے ناتوان ہوکر زمین پر تشریف لائے
اور گھوڑے اپنے سُموں سے بے ادبی کرتے تھے اور وہ اشقیا تلواریں
کھینچے ہوئے آپکے قتل کرنے پر ٹوٹے پڑتے تھے قَدْ رَشَحَ لِلْمَوْتِ جَبِیْنُکَ
وَاخْتَلَفَتْ بِالْاِنْقِبَاضِ وَالْاِنْبِسَاطِ شِمَالُکَ وَیَمِیْنُکَ آہ آہ افسوس
آپکی پیشانی انور پر عرق موت کا آگیا تھا اور اُس حالت ایذا میں آپ
کبھی دست و پائے اطہر سمیٹ لیتے تھے اور کبھی پھیلا دیتے تھے اور
کبھی آپ داہنی طرف اور کبھی بائیں طرف کروٹ لیتے تھے اور کسیطرح

اُس رنگ گرم پر آنکو راحت نہ ملتی تھی اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس چہل و ہفتم

فِی الْخَرَائِجِ اِنَّ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ قَاعِدًا فِیْ مَسْجِدِ الْکُوْفَۃِ وَحَوْلَہٗ اَصْحَابُہٗ خرائج مین منقول ہو کہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام مسجد کوفہ مین کھڑے تھے اور گرد اُن حضرت کے اصحاب حاضر تھے قَالُوْا لَہٗ اِنَّا نَتَعَجَّبُ مِنْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا الَّتِیْ فِیْ اَیْدِیْ ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ وَلَیْسَتْ عِنْدَکُمْ فَقَالَ اَتُرَوْنَ اَنَا نُرِیْدُ الدُّنْیَا فَلَا نُعْطَاھَا پس اصحاب نے خدمتِ باسعادت اُن حضرت مین عرض کی کہ یا امیر المومنین ہمین نہایت تعجب ہی اس دنیا سے کہ ہاتھ مین اس قوم اعدا بنی امیہ کے ہی اور آپکے پاس نہین ہی یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ آیا تم دیکھتے ہو کہ مین دنیا کو چاہتا ہون اور وہ مجھے نہین ملتی ہی ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَۃً مِنْ حَصَی الْمَسْجِدِ فَضَمَّھَا فِیْ کَفِّہٖ ثُمَّ فَتَحَ کَفَّہٗ عَنْھَا وَاِذَا ھِیَ جَوَاھِرُ تَلْمَعُ وَتَزْھَرُ پس فرماکے مٹھی مین سنگریزے مسجد کے اُٹھائے اور کف دست اپنا بند کرلیا پھر ہاتھ کھولدیا تو وہ سب سنگریزے جواہر ہوگئے تھے اور تابان و درخشان تھے فَقَالَ مَا ھٰذِہٖ فَنَظَرْنَا فَوَجَدْنَا اَجْوَدَ الْجَوَاھِرِ پس حضرت نے فرمایا دیکھو یہ کیا ہی پس ہمنے دیکھا کہ وہ عمدہ ترین جواہر ہین فَقَالَ لَوْ اَرَدْنَا الدُّنْیَا لَکَانَتْ لَنَا وَلٰکِنْ لَا نُرِیْدُھَا پس حضرت نے فرمایا کہ اگر ہم طالب دنیا ہوتے تو وہ ہمارے ہی لیے ہوتی لیکن ہم اسکے طالب ہی نہین ہین ثُمَّ رَمٰی الْجَوَاھِرَ مِنْ کَفِّہٖ فَعَادَتْ کَمَا کَانَتْ حَصًا ؕ

یہ فرما کر وہ جواہر دستِ مبارک سے پھینکدیئے بس وہ جیسے سنگریزے تھے
ویسے ہی ہو گئے حضرات یہی قدرت و دستگاہ درگاہ الٰہی مین ہر امام کو
حاصل ہی دوّم روے الطوسیؒ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ
اِنَّ امْرَأَۃً کَانَتْ تَطُوفُ وَخَلْفَھَا رَجُلٌ چنانچہ شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے
بسند معتبر جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ ایک عورت
طواف خانۂ کعبہ مین مشغول تھی اور ایک مرد بھی پیچھے اُسکے مصروف
طواف تھا فَاَخْرَجَتْ ذِرَاعَھَا فَرَفَعَ یَدَہٗ وَوَضَعَھَا عَلٰی ذِرَاعِھَا
فَاَثْبَتَ اللہُ تَعَالٰی یَدَہٗ عَلٰی ذِرَاعِھَا پس حالت طواف مین اُس
عورت نے ہاتھ اپنا باہر نکالا بجرد اسکے اُس مرد کو اُسکی طرف رغبت
ہوئی اور ہاتھ اپنا ساقِ دست پر اُسکے رکھدیا سر دست بقدرتِ خدا
ہاتھ اُس مرد کا ساق دست سے اُس عورت کے واسطے عبرت خلق کے
ایسا وصل ہوا کہ ہر چند چاہا اُس مرد نے جدا ہو مگر کسیطرح ہاتھ اُسکا
اُس سے جدا نہوا حَتّٰی قَطَعَا الطَّوَافَ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ وَاَرْسَلَھُمَا
اِلَی الْاَمِیْرِ فَاَرْسَلَھُمَا اِلَی الْفُقَھَاءِ فَجَعَلُوْا یَقُوْلُوْنَ اقْطَعُوْا یَدَہٗ
پس دونون طواف سے دست بردار ہوے اور خلق کثیر گرد اُنکے جمع
ہوئی آخر کار حاکم شہر تک لیگئے اُسنے اُنکو سپرد بفقہا و علماے مکہ کیا انھون نے
حکم دیا کہ ہاتھ اُس مرد کا کاٹنا چاہیے کہ اُس سے امر نا مشروع وقوع مین
آیا ہی فَقَالَ الْاَمِیْرُ ھُنَا مِنْ وُلْدِ رَسُوْلِ اللہِ ص قَالُوْا نَعَمْ اَلْحُسَیْنُ
بْنُ عَلِیٍّ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ قَدِمَ اللَّیْلَۃَ پس حاکم نے یہ حکم فقہا کا سُنکر

ناپسند کیا اور لوگون سے پوچھا کہ آیا کوئی بزرگوار اولاد رسول مختار سے بھی یہان
دار دہین لوگون نے کہا کہ ہان آج ہی شبکو فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین
دلبند مظہر العجائب علی ابن ابیطالب علیہما السلام واسطے حج کے تشریف لائے ہین
فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَدَعَاهُ وَقَالَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ اُنْظُرْ اِلٰى هٰذِهٖ وَاحْكُمْ فِيْهِمَا
یہ سنکر اُس حاکم نے کسیکو خدمت باسعادت اُن حضرت مین روانہ کیا اور اپنے
پاس بلایا جب حضرت تشریف فرما ہوئے اُس حاکم نے تمام حال اُس عورت
و مرد اور فتواے فقہا کا بیان کیا اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ آپ اس
امر مین کچھ ارشاد فرماوین کہ تا مطابق اُسکے عمل مین آوے فَقَامَ الْحُسَيْنُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ ذٰلِكَ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ فَمَكَثَ
طَوِيْلًا يَدْعُو اللهَ ثُمَّ جَاءَ اِلَيْهِمَا وَخَلَّصَ يَدَهٗ مِنْ يَدِهَا یہ سنکر امام حسین نے
اُسیوقت روبقبلہ ہوکر دست حق پرست اپنے بدرگاہ احدیت بلند کیے اور
دیرتک جناب باری مین دعا کی اور بعد اسکے اُس مرد و عورت کے قریب
تشریف لائے اور ہاتھ اُس مرد کا ہاتھ سے اُس عورت کے چھڑا دیا مشاہدہ
اِس اعجاز کے شور تکبیر بلند ہوا فَقَالَ الْاَمِيْرُ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ هَلِ الْمُعَاقَبَةُ
لِلرَّجُلِ قَالَ لَا پس حاکم شہر نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ اگر آپ ارشاد
فرمائین تو اس مرد کو بسبب ارتکاب اِس امر قبیح کے کچھ سزا دین حضرت نے
فرمایا کہ یہ مستحق سزا کا نہین ہو حضرات سُنا آپنے کہ اُس حلّال مشکلات
صاحب اعجاز و کرامات نے دستہاے مبارک اُٹھاکر بدرگاہ الٰہی دعا کی
اور ہاتھ اُس عورت و مرد کے چھڑا دیئے اور قطع ہونے سے بچایا ہاے

افسوس کیا انقلاب ہی کہ روز عاشورا بعد مغرب کے اُن دست حق پرست پر
ایک ساربانِ نمک حرام نے ایک کمربند کے لیے کیا ظلم وستم کیا چنانچہ بحار الانوار
اور محرق القلوب مین جمالِ ملعون سے روایت کی ہی وہ کہتا ہی کہ مین جمال تھا
جناب امام حسین علیہ السلام کا جبسے حضرت نے مدینہ منورہ سے طرف عراق کے
کوچ فرمایا تھا اور جب حضرت مہیاے طہارت و وضو ہوتے تھے تو لباس میرے
سپرد فرماتے تھے مین دیکھتا تھا کہ اُنمین ایک کمربند ایسا خوب و پرتکلف تھا
کہ ضیا و چمک سے اُسکی آنکھین خیرگی کرتی تھین مجھے تمنا و آرزو تھی کہ وہ مجھے
ملجاے غرضکہ جب جناب امام حسین علیہ السلام وارد صحراے کربلا ہوے اور
روز عاشورا مع اصحاب و اقربا دست ظلم اشقیاے کوفہ و شام سے شہید ہوے
تو مین ایک مقام مین چھپ رہا تھا فَلَمَّا جَنَّ اللَّيْلُ خَرَجْتُ مِنْ مَكَانِي
فَرَأَيْتُ مِنْ تِلْكَ الْمَعْرَكَةِ نُوْرًا لَا ظُلْمَةً وَنَهَارًا لَا لَيْلًا پس جب
رات ہوئی تو مین اپنے مقام سے نکلا جب مقتل شہدا مین پہونچا دیکھا کہ تمام
نورانی ہی اور وفور نور سے شب مثل روز روشن کے ہی اور لاشہاے شہدا
زمین پر پڑے ہین جمال کہتا ہی کہ مجھے اُسوقت وہ کمربند یاد آیا مین نے کہا
کہ اِسوقت لاش اقدس حضرت کی تلاش کرون اور اُس کمربند کو لے لون
آخر قریب اُن حضرت کے آیا او دیکھا کہ تنِ بے سر آغشتہ بخون پڑا ہی اور نور
اُسکا تابان و درخشان ہی پہچانا مین نے کہ یہی جسدِ اطہر اُس امام مظلوم کا ہی
اور وہ کمربند اُسیطرح زیر جامہ مین ہی اُس شقی نے ہاتھ اپنا بڑھایا دیکھا کہ
حضرت نے بہت سی گرہین لگائی ہین پس وہ لعین گرہین کھولنے لگا حضرت نے

باعجاز دست راست اپنا بڑھا کے اُن گرہون پر رکھدیا جمال کہتا ہی کہ مین نے
بہت زور کیا لیکن فرزند ید اللہ کا ہاتھ نہ ہٹا سکا آخر وہ ملعون وہان سے اٹھکر
کوئی چیز تلاش کرنے لگا یہانتک کہ ایک ٹکڑا تلوار شکستہ کا میدان سے اُٹھا لیا
آہ اب کس زبان سے بیان کرون کہ اُس لعین نے کس ستم سے دست حق پرست
بند دست سے جدا کیا پھر حضرت نے دستِ چپ اپنا بڑھا کے اُن گرہون پر
رکھدیا اُس ملعون نے وہ بھی مثل دستِ راست کے قطع کیا آہ اِس ظلم و ستم سے
زمین و آسمان کانپنے لگے اور ایک شور گریہ و زاری کا اُس میدان مین بلند
ہوا جمال کہتا ہی کہ جب یہ شور برپا ہوا مین بدحواس و بیہوش ہو گیا اور مین نے
اپنے تئین لاشہاے شہدا مین گرا دیا ناگاہ معلوم کیا مین نے کہ تین مرد معزز
مع ایک معظمہ کے تشریف لائے اور گرد اُنکے بہت سی خلقت ہی کہ زمینِ کربلا
پُر ہو گئی ہی اور ایک بزرگوار اُنمین سے پکارے یا اِبْنَاہُ یا حُسَیْنُ ای فرزند
ای پارۂ جگر ای حسین فدا ہو تجھپر جد تیرا اور پدر و مادر و برادر تیرے ناگاہ
سید الشہدا بقدرتِ خدا اور باعجاز رسولِ خدا اُٹھ بیٹھے اور سر انور جسم اطہر سے
ملیا اور جواب دیا لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ یَا جَدَّاہُ ای جد بزرگوار مین حاضر
ون پس مظلوم کربلا نے اپنے نانا جنابِ رسول خدا ص اور اپنے پدر بزرگوار
ی مرتضے اور اپنی مادر گرامی فاطمہ زہرا اور اپنے بھائی حسنِ مجتبے علیہم السلام
سلام کیا بعد اسکے امام حسین علیہ السلام بشدت رونے لگے اور عرض کی
جد بزرگوار اس امتِ جفا کار نے مردون کو ہمارے قتل کیا اور اطفال
وسال کو ذبح کیا اور عورتون کو اسیر و مقید کیا اور کچھ لحاظ و پاس آپکی

قرابت کا ہمارے بارے مین نہ کیا پس یہ سُنکر وہ چارون بزرگوار گرد امام حسین
علیہ السلام کے روتے تھے اور خون اُس شہید راہِ خدا کا لیلے کے اپنے ہاتھون
اور سینہ پر ملتے تھے چنانچہ انوار نعمانیہ مین لکھا ہی کہ اُسوقت جناب سیدہؑ
یہ نوحہ جگر خراش کرتی تھین اور رو کر فرماتی تھین ؎

الا یا نورَ عینی یا حُسینا	ثمن قطع الیسارَ مع الیمینا

ای نور نظر ای پارہ جگر ای حسین میرے تیرے دونون ہاتھ کس ظالم وبیرحم نے
قطع کیے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل و ہشتم

فی عِلَلِ الشرایع عن ابان بن تغلب انہ قال قلت لابی عبد اللہ
علیہ السلام یا بن رسول اللہ لِمَ سُمّیت فاطمۃ الزہراءؑ علل
الشرایع مین ابان بن تغلب سے منقول ہی کہ کہا اُسنے ایک روز مین نے
خدمت باسعادت جناب صادق علیہ السلام مین عرض کیا کہ یا بن رسول اللہ
جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا کو زہرا کیون کہتے ہین فقال علیہ السلام
لانہا تزہر لامیر المؤمنین علیہ السلام فی النہار ثلث مرات
بالنور حضرت نے فرمایا سبب زہرا کہنے کا اُس معصومہ کو یہ ہی کہ نور اُس
معظمہ کا ہر روز تین مرتبہ واسطے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے
ظاہر ہوتا تھا فکان یزہر نور وجہہا بعد صلوۃ الغداۃ والناس
فی فراشہم فیدخل بیاض ذلک النور الی حجراتہم بالمدینۃ
فتبیض حیطانہم پس جسوقت کہ صبح کو جناب سیدہؑ واسطے نماز کے

محراب عبادت مین کھڑی ہوتی تھین اور لوگ اُسوقت اپنے فرش خواب پر سوتے ہوتے تھے اُسوقت ایک نور ایسا پیشانی اقدس اُن مخدومہ سے ساطع ہوتا تھا کہ تمام گھر مدینۂ منورہ کے بسبب چمک اُس نور کے سفید اور روشن ہو جاتے تھے اور در و دیوار ہر گھر کے نورانی ہو جاتے تھے فَالنَّاسُ يَتَعَجَّبُونَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَسْأَلُونَهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ فَيُرْسِلُهُمْ اِلٰى مَنْزِلِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ پس دیکھتے ہی اُس نور کے اہل مدینہ متحیر ہوتے تھے اور سب جمع ہو کر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوتے تھے اور عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ سبب اس نور کا ارشاد ہو کہ یہ کیسا نور ہے کہ جسکی چمک سے تمام در و دیوار منور ہو گئے ہین پس جناب رسالت مآبؐ اُن سب سے فرماتے تھے کہ تم دولتسرائے فاطمہ زہرا پر جاؤ وہان سبب اسکا تمپر روشن و ظاہر ہو گا فَيَاتُوْنَ مَنْزِلَهَا فَيَرَوْنَهَا قَاعِدَةً فِيْ مِحْرَابِهَا تُصَلِّيْ وَالنُّوْرُ يَسْطَعُ مِنْ وَجْهِهَا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ كَانَ مِنْ نُوْرِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ پس حسب الارشاد حضرت کے اہل مدینہ دولتسرائے جناب سیدہ پر حاضر ہوتے تھے اور بذریعہ اپنی عورات کے دریافت کرتے تھے کہ وہ معصومہ محراب عبادت مین مشغول نماز ہین اور چہرۂ انور سے ایک نور بہتر نور آفتاب سے ساطع ہے اُسوقت اہل مدینہ کو یقین ہوتا تھا کہ وہ نور جس سے تمام گھر اور در و دیوار مدینہ کے روشن ہوئے ہین وہ یہی نور ہے فَاِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ وَتَهَيَّئَتْ لِلصَّلٰوةِ زَهَرَ وَجْهُهَا فِي الصُّفْرَةِ فَتَدْخُلُ الصُّفْرَةُ

فِی حُجُرَاتِ النَّاسِ فَتَصفَرُّ الوَانُهُم وَثِیَابُهُم پس جبکہ آفتاب قریب زوال کے ہو تجاتا تھا اور جناب سیدہ مہیاے نماز ظہرین ہوتی تھین اُسوقت ایک نور مائل بزردی جبین مبارک سے اُن معظمہ کے ایسا روشن ہوتا تھا کہ تمام گھر اور در و دیوار مدینہ منورہ کے اُس نور سے زرد ہو جاتے تھے اور رنگ ہر شخص کے چہرہ اور لباس کا مائل بزردی نظر آتا تھا فَیَاتُونَ النَّبِیَّ وَیَسئَلُونَهُ عَنهُ فَیُرسِلُهُم اِلیٰ مَنزِلِ فَاطِمَةَ عَلَیهَا السَّلَامُ پس اُسوقت اہل مدینہ جمع ہو کر خدمت جناب رسول خدا مین حاضر ہوتے تھے اور سبب زرد ہونے ہر در و دیوار کا اُن حضرت سے پوچھتے تھے اُسوقت جناب رسالت مآب فرماتے تھے کہ جاؤ تم دولتسراے فاطمہ زہرا پر کہ وہان تم سکو سبب اسکا معلوم ہو جائیگا فَیَاتُونَ فَیَرَونَهَا قَائِمَةً فِی مِحرَابِهَا وَقَد زَهَرَ نُورُ وَجهِهَا بِالصُّفرَةِ فَیَعلَمُونَ اَنَّ النُّورَ الَّذِی رَاَوهُ کَانَ نُورُ فَاطِمَةَ عَلَیهَا السَّلَامُ پس جب وہ سب خانہ جناب سیدہ پر حاضر ہوتے تھے تو معلوم کرتے تھے کہ وہ معصومہ محراب عبادت مین مشغول نماز ہین اور اُسوقت ایک نور زرد چہرہ انور سے ایسا ساطع ہی کہ تمام در و دیوار اُس نور کی چمک سے زرد ہو گئے ہین پس اُسوقت سبنے جانا کہ تمام گھر اور لباس اہل مدینہ کے بسبب اِسی نور کے مائل بزردی ہین فَاِذَا کَانَ اٰخِرُ النَّهَارِ وَغَرَبَتِ الشَّمسُ اِحمَرَّ وَجهُهَا فَرَحًا وَشُکرًا لِلّٰهِ فَکَانَ تَحمَرُّ بِهِ حِیطَانُ المَدِینَةِ پس جب آفتاب قریب غروب کے ہوتا تھا اُسوقت جناب سیدہ بسرور تمام

شکر خدائے عزّوجل بجالاتی تھیں پس اُس حالت میں ایک ایسا نور سرخ چہرہ اقدس سے ساطع ہوتا تھا کہ تمام در و دیوار مدینۂ منورہ کے بسبب روشنی اُس نور کے سُرخ ہو جاتے تھے اور ہر شخص اپنے چہرہ اور لباس کو سُرخ پاتا تھا فیسئلون عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَنْهُ فَيُرسِلُهُمْ اِلٰى مَنْزِلِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ پس اُسوقت اہل مدینہ متعجب ہوکر جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور سبب اس سُرخ رنگ ہونے در و دیوار کا پوچھتے تھے پس حضرت اُن سبکو دولتسرائے جناب سیدۃ پر بھیجتے تھے کہ تا حال اس نور کا اُن سب پر ظاہر ہو فَيَرَوْنَهَا جَالِسَةً تُسَبِّحُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَنُوْرُ وَجْهِهَا يَزْهَرُ بِالْحُمْرَةِ فَيَعْلَمُوْنَ النُّوْرَ الَّذِيْ رَاَوْهُ كَانَ مِنْ نُوْرِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ پس حسب الارشاد اُن حضرت کے اہل مدینہ دولتسرائے جناب سیدۃ پر حاضر ہوتے تھے اور اُسوقت ظاہر ہوتا تھا کہ وہ معصومہ محراب عبادت میں بجائے نماز ہیں اور تسبیح اور شکر خدا میں مصروف ہیں اور ایک نور سُرخ چہرۂ انور سے ایسا روشن ہی کہ تمام در و دیوار حجاب سے اُس نور کے منور ہو رہے ہیں پس سب اہل مدینہ کو معلوم ہوتا تھا کہ وہ نور کہ جسکے سبب سے تمام گھر مدینۂ منورہ کے سُرخ ہو رہے ہیں وہ اسی نور کی روشنی ہی فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ النُّوْرُ فِيْ وَجْهِهَا حَتّٰى وُلِدَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَهُوَ يَتَقَلَّبُ فِيْ وُجُوْهِنَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ بعد اسکے فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے وہ نور مدت تک اسیطرح جناب سیدۃ کی پیشانی انور سے روشن رہا یہانتک کہ جناب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے پس وہ نور اُس روز سے

پیشانی انور اُن حضرت کیطرف منتقل ہوا بعد اُن حضرت کے اسیطرح ہر امام
کیطرف منتقل ہوتا ہی اور آیندہ کوطرف ہر امام کے ہم ائمہ سے تا قیامت منتقل ہوتا
رہیگا پس حضرات تصور کیجیے کہ روز عاشورا وہ نور کسوقت منتقل ہوا طرف
بیمار کربلا کے کیونکہ ارشاد وغیرہ مین منقول ہی جناب امام حسین علیہ السلام
بحالت تشنگی بعد ظہر روز عاشورا ذبح ہوے اور کافی مین یون منقول ہی کہ وہ
جناب بعد عصر کے شہید ہوے فِی بحارِ الانوارِ عن ہلالِ بنِ نافعٍ انّہ قال
انّی کنتُ واقفاً مع اصحابِ عمر بنِ سعدٍ اذ صرخ صارخٌ البشر ایّہا الامیر
فہذا شمرٌ قد قتل الحسینَ علیہِ السّلام چنانچہ بحار الانوار مین ہلال
بن نافع سے منقول ہی کہ کہا اُسنے روز عاشورا بعد زوال آفتاب کے عمر سعد مجمع
رفقا و اصحاب مین اپنے مسلح منتظر خبر قتل مظلوم کربلا کے کھڑا تھا اور مین بھی اُسی
مجمع مین موجود تھا کہ ناگاہ ایک شخص نے آواز دی کہ اَی امیر بشارت ہو تجھے
کہ شمر ملعون نے امام حسین فرزند رسول ثقلین کو قتل کیا فلمّا سمعتُ ذٰلک
خرجتُ مِنہُم ووقفتُ علی الحسینِ علیہِ السّلام وہو یجودُ بنفسِہٖ
ہلال کہتا ہی کہ سنتے ہی اِس خبر کے مین سب سے پہلے اُس مجمع رفقا سے نکلا اور
جلد بالین سر اقدس امام حسین علیہ السلام کے پہونچا دیکھا مین نے کہ ابھی ایک
رمق حیات سے اُن حضرت کے باقی ہی لیکن جان بلب ہین فواللّٰہِ ما رأیتُ
مضمّخاً بدمہٖ احسنَ منہُ ولا انورَ وجہاً عنہُ ولقد شغلنی نورُ وجہہٖ
وجمالُہٗ عن الفکر فی قتلہٖ قسم بخدا مین نے آجتک کوئی مجروح آلودہ بخاک
وخون ایسا حسن وجمال کا نہین دیکھا ہی کہ جیسا اُسوقت امام حسین علیہ السلام کو

دیکھا قسم بخدا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آفتاب تابان سرخی شفق زمین پر نور افشان ہی
چنانچہ فکر حضرت کے مقتول ہونے کی بھی میرے ذہن سے بوجہ محویت نور جمال کے
جاتی رہی فَاسْتَسْقَی الْمَاءَ فَسَمِعْتُ شِمْرًا یَقُوْلُ لَہٗ یَا حُسَیْنُ لَا تَذُوْقُ
الْمَاءَ حَتّٰی تَرِدَ الْحَامِیَۃَ فَتَشْرَبَ حَمِیْمَہَا ہلال بن نافع کہتا ہی مین مشاہدہ
نور جمال مین ابھی مشغول تھا تو سنا مین نے کہ حضرت اسی حالت بیکسی و تشنگی مین
پانی طلب کرتے ہین اور بآواز ضعیف اَلْعَطَشْ اَلْعَطَشْ فرماتے ہین پس شمر لعین نے
بکمال بے ادبی جواب دیا کہ یا حسین عبث ہمسے طالب آب ہو ہرگز آپکو ایک
قطرہ پانی کا نہ ملیگا بلکہ آب گرم سے پیاس اپنی بجھاؤگے آہ آہ بعد اسکے
اس لعین نے وہ ظلم و ستم کیا کہ جس سے آسمان و زمین کو زلزلہ ہوا اور آندھی
سیاہ چلنے لگی اور آفتاب کو گہن لگا اور منادی نے ندا کی اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ
بِکَرْبَلَا آگاہ ہو کہ امام حسین علیہ السلام زمین کربلا پر تشنہ لب قتل کیے گئے
اَلَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا آگاہ ہو کہ امام حسین زمین نینوے پر ذبح کیے گئے

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ۔

مجلس چہل و نہم

فِی الْبِحَارِ عَنْ اَبِیْ عُمَارَۃَ الْمُنْشِدِ اَنَّہٗ قَالَ مَا ذُکِرَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ
عَلَیْہِمَا السَّلَامُ عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ فِیْ یَوْمٍ قَطُّ فَرُءِیَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ
مُتَبَسِّمًا فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ اِلَی اللَّیْلِ بحار الانوار مین علامہ مجلسی علیہ
الرحمہ نے ابو عمارہ منشد سے روایت کی ہی کہا اسنے کبھی ایسا نہین ہوا کہ جناب
صادق علیہ السلام کے سامنے امام حسین علیہ السلام کا ذکر آجاے اور پھر

حضرت کو کوئی شخص اُس دِن تا شب تبسم دیکھے بلکہ جب مظلوم کربلا کا نام
حضرت صادق ؑ کے آگے بیان ہوتا تھا تو تمام روز و شب وہ جناب محزون
رہتے تھے یہ صدمہ اُن حضرت کے قلبِ اقدس پر مدت العمر اپنے جد مظلوم کی
شہادت کا رہا وَکَانَ اَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَقُوْلُ الْحُسَیْنُ عَبْرَةُ
کُلِّ مُؤْمِنٍ اور جنابِ صادق علیہ السلام فرماتے تھے کہ امام حسین فرزندِ
رسول الثقلین سبب گریہ ہیں ہر مومن کے یعنے جب اُس مظلوم کا نام سامنے
مومن کے ذکر ہوگا تو بے اختیار آنسو اُسکے جاری ہونگے اور دل اُسکا
محزون و مغموم ہوگا چنانچہ مشہور ہے ع نامِ حسینؑ بس است برائے گریستن
وَفِی اللُّهُوْفِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ
عَلَیْهِ السَّلَامُ بَکٰی عَلٰی اَبِیْهِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً صَائِمًا نَهَارَهٗ قَائِمًا لَیْلَهٗ
اور لہوف میں سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے جناب صادق علیہ السلام سے
روایت کی ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے امام زین العابدین علیہ السلام اپنے
پدر مظلوم امام حسینؑ کے غم و الم میں چالیس برس روئے اِسطرح سے
کہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو نمازیں پڑھا کرتے تھے فَاِذَا حَضَرَ
الْاِفْطَارُ جَآءَ غُلَامُهٗ بِطَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ فَیَضَعُهٗ بَیْنَ یَدَیْهِ
فَیَقُوْلُ کُلْ یَا مَوْلَایَ فَیَقُوْلُ قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللهِ جَائِعًا قُتِلَ
ابْنُ رَسُوْلِ اللهِ عَطْشَانًا پس جب افطار کا وقت آتا تھا اور غلام
اُن حضرت کا کھانا اور پانی سامنے اُس جناب کے حاضر کرتا تھا اور
عرض کرتا تھا اے آقا اور سید میرے کھانا نوش کیجیے تو اُس وقت کھانے کا

نام سنتے ہی حضرت بیتاب ہوجاتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہائے افسوس فرزند رسول خدا ص بھوکا قتل ہوا ہائے افسوس فرزند رسول خدا ص پیاسا ذبح ہوا فَلَا یَزَالُ یُکَرِّرُ ذٰلِکَ وَیَبْکِیْ حَتّٰی یَبْتَلَّ طَعَامُہٗ مِنْ دُمُوْعِہٖ ثُمَّ یَمْزُجُ شَرَابَہٗ بِدُمُوْعِہٖ فَلَمْ یَزَلْ کَذٰلِکَ حَتّٰی لَحِقَ بِاللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اور وہ جناب بار بار یہی کلمات فرماتے تھے اور زار زار روتے جاتے تھے یہانتک کہ تمام کھانا آنسوؤں سے تر ہوجاتا تھا بعد اسکے پانی کو بھی اسیطرح اپنے اشک سے ممزوج فرماتے تھے پس یہی حال اُن حضرت کا مدت العمر رہا یہانتک کہ دنیا سے بزہر ستم انتقال فرمایا پس حضرات اسیطرح تمام انبیاء و اولیاء اور ملائکہ اور حور و غلمان اور ہر موجودات نے گریہ و بکا کیا اُس مظلوم کی مصیبت پر جیسا کہ حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں اور بروایتے یہ فقرات زیارت معجمہ کے ہیں فَانْزَعَجَ الرَّسُوْلُ وَبَکٰی قَلْبُہُ الْمَہُوْلُ اے جد مظلوم آپکی خبر شہادت سُنکر روح اقدس جناب رسول مختار کی بیچین ہوگئی اور قلب اطہر اُن حضرت کا زار زار رویا وَعَزَّاکَ بِکَ الْمَلَآئِکَۃُ وَالْاَنْبِیَآءُ وَفُجِعَتْ بِکَ اُمُّکَ الزَّہْرَآءُ اور ماتم پرسا دیا آپکا انبیائے کرام اور ملائکہ نے اور دردناک ہوگئیں آپکی مصیبت میں مادر ستم رسیدہ آپکی جناب فاطمہ زہراء وَاخْتَلَفَتْ جُنُوْدُ الْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ تُعَزِّیْ اَبَاکَ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور افواج ملائکہ مقربین واسطے آپکے ماتم پرسے کے آپکے پدر بزرگوار امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے وَاُقِیْمَتْ لَکَ الْمَاتِمُ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ وَلَطَمَتْ عَلَیْکَ الْحُوْرُ الْعِیْنُ

اور ای جدّ بزرگوار آپکے لیے مقام اعلے علیّین مین ماتم بپا ہوا اور آپکے غم و الم
مین حوران جنت نے اپنے رخسارون پر طمانچے مارے وَبَکَتِ السَّمَاءُ
وَسُکَّانُهَا وَالْجِبَالُ وَخُزَّانُهَا وَالْهِضَابُ وَاَقْطَارُهَا وَالْبِحَارُ
وَحِیتَانُهَا وَمَکَّةُ وَبُنْیَانُهَا وَالْجِنَانُ وَوِلْدَانُهَا اور آپکی مصیبت پر
روئے آسمان اور رہنے والے اسکے اور جبال اور خازن اسکے اور نشیب
و فراز زمین اور اطراف اسکے اور سب دریا اور مچھلیان انکی اور شہر مکہ
اور دیوارین اسکی اور جنت و غلمان اسکے وَالْبَیْتُ وَالْمَقَامُ وَالْمَشْعَرُ
الْحَرَامُ وَالْحَطِیْمُ وَزَمْزَمُ وَالْمِنْبَرُ الْمُعَظَّمُ اور ای جدّ مظلوم آپکی
مصیبت پر رویا خانہ کعبہ اور مقام حضرت ابراہیمؑ اور مشعر الحرام اور
مقام ناودان کعبہ اور چاہ زمزم اور منبر معظم جناب رسول خداؐ کا آہ مومنین
یہ مقامات معظمہ بعد شہادت امام حسینؑ کے بے رونق اور ویران ہوگئے تھے
وَالنُّجُوْمُ الطَّوَالِعُ وَالْبُرُوْقُ اللَّوَامِعُ وَالرُّعُوْدُ الْقَعَاقِعُ وَالرِّیَاحُ
الزَّعَازِعُ وَالْاَفْلَاکُ الرَّوَافِعُ اور ای جدّ نامدار روئے آپکی مصیبت
و بیکسی اور غربت پر ستارے طلوع کرنیوالے اور بجلی چمکنے والی اور آوازہائے
رعد اور ہواہائے متحرک اور آسمانہائے بلند فَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَکَ
وَسَلَبَکَ وَاهْتَضَمَکَ وَغَصَبَکَ پس نفرین خدا اس ملعون پر کہ
جسنے آپکو قتل کیا اور سلاح و لباس آپکا لوٹ لیا اور اسپر کہ جسنے آپ پر
ظلم کیا اور آپکے حق کو غصب کیا اور شاعر مرثیہ مین امام حسین علیہ السلام کے
کہتا ہے ؎

وَاَنْتَ عَفِیْرٌ فِی التُّرَابِ جَدِیْلُ		فِدَاکَ رُوْحِیْ یَاحُسَیْنُ وَعِتْرَتِیْ
عَلَیْکَ خُیُوْلُ الظَّالِمِیْنَ تَجُوْلُ		وَجِسْمُکَ عُرْیَانٌ طَرِیْحٌ عَلَی الثَّرٰی

فدا ہو جان اور اولاد ہماری آپ پر ای حسینِ مظلوم کہ آپ خاک آلودہ زمین گرم کربلا پر اپنے خون مین لوٹ رہے تھے کہ اشقیاے اُمتِ جفاکار نے آپکو شدتِ تشنگی مین مثل گوسفند قربانی ذبح کیا اور جسم اطہر آپکا جو آغوشِ جناب رسول خداؐ اور فاطمۂ زہراؑ مین پلا تھا اور جسپر حلہاے جنت آراستہ ہوتے تھے وہ ریگ گرم صحراے کربلا پر بے لباس کے بخاک و خون غلطان تمازتِ آفتاب مین پڑا تھا اور وہ اشقیا اپنے مرکبون کو بکمال سرور بقصد پامالی دوڑاتے پھرتے تھے آہ آہ اعدا نے ردا اور عمامہ اور پیراہن تک اُتار لیا تھا صرف وہ زیر جامہ چھوڑ دیا جسکے کمربند کے لیے جمال لعین نے دستِ اقدس قطع کیے ۵

وَاَوْلَادُکَ مَا بَیْنَ الْعُدَاۃِ قَتِیْلُ		بَنَاتُکَ تُسْبٰی کَالْاِمَاءِ حَوَاسِرًا

آہ آہ بیٹیان آپکی مانند کنیزون کے بے مقنعہ و چادر اسیر و مقید کیگئی تھین اور اولاد و اقربا آپکے درمیان دشمنون کے مذبوح و مقتول پڑے تھے اور اُس عالمِ غربت و مسافرت مین کوئی اُن شہیدِ راہِ خدا کا دفن کرنیوالا نہ تھا افسوس خاکِ صحرا اُنکے جسد ہاے انور پر اُڑ اُڑ کر جمتی جاتی تھی

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ

مجلس پنجاہم

فِیْ جَامِعِ الْاَخْبَارِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ مَنْ سَمِعَ الْاَذَانَ

فَاَجَابَ کَانَ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ السُّعَدَآءِ جامع الاخبار مین منقول ہی کہ فرمایا
جناب رسالت مآبؐ نے کہ جو شخص اذان سُنے پس حاضر و مہیاے نماز ہو
تو نزدیک خداے عزّ و جل کے وہ شخص سعدا اور نیکو کارون سے ہوگا وقال
عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ لَمْ یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰہِ فَلَیْسَ لَہٗ فِی الْاِسْلَامِ نَصِیْبٌ
وَمَنْ اَجَابَ اشْتَاقَتْ اِلَیْہِ الْجَنَّۃُ اور فرمایا اُن حضرت نے کہ جو شخص
نہ جواب دے داعی خدا کو یعنے جو اذان موذن کی سُنکر نماز کو حاضر نہو تو
اُسکو اسلام سے کوئی بہرہ نہین ہی اور جو حاضر ہو جائے تو بہشت اُسکا مشتاق
ہوگا وقال عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ اَجَابَ دَاعِیَ اللّٰہِ اِسْتَغْفَرَتْ لَہُ
الْمَلٰئِکَۃُ وَیَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور فرمایا اُن حضرت نے
کہ جو حاضر ہو واسطے نماز کے اور اذان کے سُنکر تو ملائکہ اُسکے لیے استغفار
کرینگے اور وہ بیحساب داخل جنت ہوگا اور زینت العبّاد حجۃ الاسلام
جناب شیخ مین حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہی فرمایا اُن حضرت نے
کہ جو مومن اذان و اقامت کہے تو نماز پڑھتے ہین اُسکے پیچھے دو صف
ملائکہ سے کہ ایک سرا اُنکا مغرب مین ہوتا ہی اور دوسرا سرا مشرق مین
اور اگر اقامت تنہا کہے تو ایک صف ملائکہ کی اُسکے پیچھے نماز پڑھتی ہی کہ وہ
صف مغرب سے مشرق تک ہوتی ہی اور فرمایا جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ و آلہ نے کہ جو مومن اذان کہے اور مقصود اُس سے صرف
رضاے الٰہی ہو تو حق سبحانہ تعالے عطا فرمائیگا اُسکو ثواب چالیس ہزار
شہید اور چالیس ہزار صدیق کا اور اُسکی شفاعت سے چالیس ہزار

گناہگار کو داخل جنت کریگا اور جسوقت موذن با معرفت کہے اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ تو دعا و استغفار کرتے ہین اُسکے لیے ستر ہزار ملائکہ اور بروز قیامت سایۂ
عرش الٰہی مین رہیگا یہانتک کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ حساب خلائق سے فارغ ہو
اور چالیس ہزار ملائکہ اُسکے نامۂ عمل مین لکھینگے وہ ثواب کہ جو اس شہادت کے
کہنے سے مترتب اور حاصل ہوتا ہی اور جب اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ
کہے تو چالیس ہزار ملائکہ ثواب اُسکا لکھینگے آخر اُسی کتاب مین ہی راوی کہتا ہی
کہ مین عریض مین کہ وہ ایک وادی ہی مدینۂ منورہ کی خدمت بابرکت جناب
امام محمد باقر علیہ السلام مین حاضر تھا کہ یکایک باد تند و تیز چلی پس اُن حضرت نے
تکبیر کہنی شروع کی اور فرمایا کہ تکبیر ہوا کو ساکن اور فرو کرتی ہی حضرات
مقام افسوس ہی کہ صحرائے کربلا مین جب وقت ظہر عاشورا ہوا امام حسین علیہ
السلام نے اذان و تکبیر کہی تو باد تند ظلم و ستم اعدا کی ساکن و فرو ہوئی چنانچہ
ابو مخنف روایت کرتا ہی کہ بعد اذان کے حضرت نے فرمایا وَیْلَکَ یَا ابْنَ سَعْدٍ
اَنَسِیْتَ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ اَلَا تَقِفُ عَنِ الْحَرْبِ حَتّٰی نُصَلِّیَ وَتُصَلُّوْنَ
اے ابن سعد وائے ہو تجھپر آیا تو طریقون کو اسلام کے بھی بھول گیا کہ وقت
نماز ظہر کا داخل ہوا ہی اور تو حرب و ضرب سے توقف نہین کرتا ہی کہ ہم نماز
ادا کرلین اور تم لوگ بھی نماز پڑھ لو آہ مومنین اُس بیدین نے امام مظلوم کو
مہلت نماز کی نہ دی پس ناچار حضرت نے وہ نماز بطور نماز خوف کے ادا
فرمائی اور وہ اشقیا ہر طرف سے تیر بارا کرتے رہے آپ تصور کیجیے کہ وقت
عصر کے کیونکر حضرت نے اذان و اقامت کہی ہوگی اور کسطرح نماز ادا فرمائی

کیونکہ گلوے اطہر مین تیر ستم پیوست ہوا تھا اور تمام جسم شریف زخمون سے فگار تھا
اُسوقت کے حال مین محمد بن ابیطالب مورخ نے یون نقل کیا ہی کہ جب فرزند
رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام بسبب زخمہاے کاری کے ذوالجناح سے
بروے زمین تشریف لائے اُسوقت عمر سعد لعین نے شمر ملعون کو آواز دی کہ
ای شمر اب کیا انتظار ہی جلد سر اس مظلوم کا جدا کر یہ سنتے ہی اِس آواز کے
وہ ملعون آمادہ قتل امام حسینؑ کے ہوا اور اِس سختی و بیرحمی سے قریب حضرت کے
آیا اور زخمہاے پہلو اور سینۂ اقدس کو ایسی اذیت و تکلیف دی کہ حضرت نے
چشمہاے انور غش سے کھول دین اور بنگاہ حسرت و یاس طرف شمر کے دیکھا
وقال یا ھذا ان اردت قتلی فامھلنی حتی اصلی اور اُس حال مین فرمایا
کہ ای سنگدل اگر تجھے قتل مجھ مظلوم کا مقصود ہی تو مجھے اتنی مہلت دے کہ مین
نماز آخری ادا کرون اور سجدۂ شکر جناب باری کا بجالاؤن یہ سنکر وہ ستمگر
علیحدہ ہو گیا اور حضرت رو بقبلہ ہوے اور وہ نماز ایما و اشارہ سے ادا کی آہ
آہ ہنوز حضرت سجدہ سے فارغ نہوے تھے کہ وہ دشمن خدا آمادہ ہو کر مشغول
قتل فرزند رسول خدا ہوا افسوس ہزار افسوس اب کس زبان سے بیان
کرون کہ شمر ملعون نے کس ظلم و ستم اور بیرحمی سے سر انور بدن اطہر سے جدا کیا
اور نیزۂ طویل پر نصب کر کے صدا بہ تکبیر بلند کی یہ سنتے ہی آواز اُس شقی کے
تمام لشکر اعدا سے آوازِ تکبیر آنے لگی اِس مقام پر ملا آقا دربندی یون نقل
کرتے ہین اور مدت العمر رونے کو کافی ہی کہ معارک جہاد مین جناب امیر علیہ
السلام جب کفار کو قتل کرتے تھے تو اُسوقت باواز بلند تکبیر کہتے تھے کہ یہ دستور

اُن حضرت کا تھا مگر مومنین افسوس ہزار افسوس کیا انقلاب ہی کہ اشقیاے امت نے روز عاشورا کربلا مین فرزند رسول خدا دلبند علی مرتضےٰ پارۂ جگر فاطمۂ زہرا علیہم السلام کو تشنہ لب پس گردن سے ذبح کیا اور اُسوقت بکمال سرور تکبیر بلند کی چنانچہ ان مصیبتون کو حجت خدا زیارتِ ناحیۂ مقدسہ مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَنْحُورِ فِی الْوَرٰی اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَذْبُوحِ مِنَ الْقَفَا سلام ہو اُس شہید راہ خدا پر کہ جو خلق اللہ مین نحر کیا گیا اور سلام ہو اُس سید مظلوم پر جو پس گردن سے ذبح کیا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْخَدِّ التَّرِیْبِ اَلسَّلَامُ عَلَی الشَّیْبِ الْخَضِیْبِ سلام ہو اُس رخسارۂ انور پر جو خاک آلودہ ہوا سلام ہو اُس ریش سفید و نورانی پر جو خون بدن سے خضاب ہوئی اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ؎

مجلس پنجاہ و یکم

فِی کِتَابِ الرَّوْضَۃِ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یَقُوْلُ مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوْا یَذْکُرُوْنَ فَضْلَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ اِلَّا ھَبَطَتْ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ مِنَ السَّمَآءِ حَتّٰی تَحُفَّ بِھِمْ کتاب روضہ مین جناب ام سلمہ رضی سے منقول ہی کہ کہا اُس معظمہ نے سنا مین نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے کہ فرمایا اُن حضرت نے نہین ہی کوئی قوم کہ جو مجتمع ہون واسطے ذکر کرنے فضائل علی بن ابیطالب کے مگر یہ کہ نازل ہوتے ہین اُس جماعت پر ملائکہ آسمان سے یہانتک کہ اُنکو گھیر لیتے ہین فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ اِلَی السَّمَآءِ فَیَقُوْلُ لَھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اِنَّا نَشُمُّ مِنْ رَآئِحَتِکُمْ مَالَا نَشُمُّہٗ

مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ فَلَمْ تَرَ رَائِحَۃً اَطْیَبَ مِنْھَا فَیَقُوْلُوْنَ اِنَّا کُنَّا عِنْدَ قَوْمٍ یَذْکُرُوْنَ مُحَمَّدًا وَاَھْلَبَیْتِہٖ فَعَبَقْنَا مِنْ رِیْحِھِمْ فَتَعَطَّرْنَا پس جب وہ اہل مجلس متفرق ہوجاتے ہین تو وہ ملائکہ طرف آسمان کے چلے جاتے ہین پس اُنسے اور فرشتے کہتے ہین کہ ہم تمسے ایسی خوشبو پاتے ہین کہ وہ اور فرشتون مین نہین ہی اور ہمنے تو ایسی خوشبو پاکیزہ تر نہین دیکھی ہی یہ سنکر وہ فرشتے کہتے ہین کہ ہم سب نزدیک اُس قوم کے تھے جو ذکر کرتے تھے محمد وآل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کا پس مہک سے اُس خوشبو کے ہم سب معطر ہوگئے ہین فَیَقُوْلُوْنَ اِھْبِطُوْا بِنَا اِلَیْھِمْ فَیَقُوْلُوْنَ لَھُمْ تَفَرَّقُوْا وَمَضٰی کُلُّ وَاحِدٍ مِنْھُمْ اِلٰی مَنْزِلِہٖ فَیَقُوْلُوْنَ اِھْبِطُوْا بِنَا اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ کَانُوْا فِیْہِ حَتّٰی نَتَعَطَّرَ بِذٰلِکَ الْمَکَانِ پس وہ ملائکہ کہتے ہین کہ ہمکو بھی اُنکے پاس لیجاؤ یہ سنکر وہ فرشتے کہتے ہین کہ وہ لوگ متفرق ہوگئے اور ہر ایک اپنے اپنے گھر کیطرف چلا گیا پس وہ ملائکہ باشتیاق تمام کہتے ہین کہ ہمکو اُس مکان ہی کیطرف لیجلو کہ جسمین وہ لوگ مجتمع تھے تاکہ ہم بھی اُس مکان سے معطر ہوجائین اور حیات القلوب مین منقول ہی کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ بعد میرے انتقال کے اعمال نیک و بد تمھارے مجھپر عرض ہوتے ہین پس جو عمل نیک کسی کا تم مین سے دیکھتا ہون تو دعا کرتا ہون کہ خدا توفیق تمھاری زیادہ کرے اور جو عمل بد تم مین سے کسی کا دیکھتا ہون تو واسطے تمھارے خدا سے طالب آمرزش کرتا ہون اور روایتہ معتبرہ مین وارد ہوا ہی کہ جسوقت حق سبحانہ تعالے چاہتا ہی کہ علم تازہ سے بغیر احکام حلال وحرام کے امام زمان کو مستفیض کرے

تو وہ علم ساتھ ایک ملک کے نزدیک جناب رسول خدا کے بھیجتا ہی اور وہ جناب
فرماتے ہین کہ میرے بھائی علی بن ابیطالبؑ کے پاس لیجاؤ اور وہ جناب
فرماتے ہین کہ میرے فرزند حسنؑ مجتبیٰ کے پاس جاؤ پس اسیطرح ہر امام دوسرے
امام کے پاس بھیجتا ہی یہانتک کہ صاحب العصر علیہ السلام کے پاس پہونچتا ہی
اور تحفۂ احمدیہ مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرتؑ نے
کہ حق سبحانہ تعالےٰ کے چند فرشتے ایسے ہین کہ وہ زمین پر پھرتے ہین پس جسوقت
ایسی جماعت پر گذرتے ہین کہ وہ ذکر محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کرتے ہین تو
ایک دوسرے سے کہتے ہین کہ کھڑے رہو تمنے مطلب اپنا پایا پس بیٹھتے ہین
اور اُنکے ساتھ اُس امر مین شریک ہوتے ہین پھر جب اُٹھتے ہین تو جو بیمار رہون
اُنکی عیادت کے لیے جاتے ہین اور اگر مر جائین تو وہ فرشتے اُنکے جنازہ پر
حاضر ہوتے ہین اور اگر غائب ہوتے ہین تو اُنکی تلاش و جستجو کرتے ہین اور
حلیۃ المتقین مین منقول ہی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے
اہل دین کے ساتھ بیٹھنا شرف دین و دنیا کا ہی اور فرمایا جناب امام محمد باقر
علیہ السلام نے کہ متابعت کرو اُس شخص کی جو تمکو رُلائے اور خیر خواہ تمھارا ہو
اور متابعت نہ کرو اُسکی جو تمکو ہنسائے اور فریب دے پس حضرات آپ
سب اہل دین اور محبان حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام جمع ہین اب
متابعت کیجیے ذاکر کی اس امر مین کہ باہم پرسا دیجیے اپنے آقا اور سید
مظلوم کا اسطرح سے کہ عَظَّمَ اللّٰہُ اُجُوْرَنَا وَ اُجُوْرَکُمْ بِمُصَابِنَا بِالْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ وَجَعَلَنَا وَاِیَّاکُمْ مِنَ الطَّالِبِیْنَ بِثَارِہٖ مَعَ وَلِیِّہِ الْاِمَامِ

المہدیتے مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ کیونکہ بروایت شیخ طوسی علیہ
الرحمہ وغیرہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ جو مومن بروز عاشورا
ایک دوسرے کو بگریہ وزاری اِسطرح سے میرے جد مظلوم کا تعزیہ اور پرسا
دے تو ہم اِسکے ثواب کے ضامن اور کفیل ہین اور جسوقت مصیبت اُن حضرت کی
یاد کرے تو کہے یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَھُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا کاش کہ مین بھی
اُن شہداے راہ خدا کے ساتھ ہوتا تو مین بھی درجۂ عظیم پر فائز ہوتا حضرت
فرماتے ہین کہ اسکے کہنے والیکو ثواب مثل ثواب شہداے کربلا کے ملتا ہی اور
بحر المصائب مین جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے
کہ ایہا الناس یقین جانو اِس امر کو کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے ہمین واسطے دیکھنے
ہر ایک دوست کے ایسی چشم بینا عطا کی ہی کہ ہرگز چشمہاے انسانیہ کو اُنسے کچھ
مشابہت نہین ہی اور چشمہاے نورانی ہماری نور اقدس الٰہی سے منور ہین اور
حکمت الٰہی سے مملو ہین اور جو چیز تمہاری نظرون سے بعید ہی وہ چیز ہمارے
پیش نظر ہی اور وہ ہمسے نزدیک و قریب ہی اور فرماتے ہین کہ ایہا الناس
کوئی چیز تمہارے اعمال و افعال و اقوال سے ہمپر مخفی نہین ہی بلکہ ہر ایک
قول و فعل سے تمہارے ہم اہل بیت رسالت کو اِطلاع ہی اور مصدق ہمارے
اِس قول کا کلام مجید ہی کہ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہی فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ
وَرَسُوْلُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ پس خدا عالم ہی تمہارے اعمال کا اور رسول اُسکا
اور ائمہ معصومین واقف ہین اُس سے کہ جو تم کرتے ہو اور حضرت فرماتے
ہین کہ اگر ہم بھی مثل تمہارے محتاج ہون طرف بصارت ظاہری کے تو

پھر ہم مین اور تم مین کیا فرق رہے اور ہم تمسے کس امر مین افضل و ممتاز ہون
پس حضرات نزول ملائکہ اور شریک رہنا انکا اور واقف ہونا خدا و رسول
اور ائمۂ ہدی علیہم السلام کا آپکے اعمال و افعال اور اقوال سے قرآن اور
احادیث سے ثابت و متحقق ہوا اب کیا مقام استبعاد ہو اس عمل پسندیدہ
اور فعل حسنہ سے آپکے کہ جسمین آپ بدل و جان مصروف ہین امام زمان ع
مطلع ہون اور وہ جناب آپکے حق مین دعاے خیر دارین فرماتے ہون کیونکہ
آپ اُن حضرت کے جد مظلوم جناب امام حسین علیہ السلام کے تعزیہ دار ہین
چونکہ اصل ماتمدار اور صاحب تعزیت اپنے جد بزرگوار کے وہی جناب ہین
پس آپ اُن حضرت کو بھی اسطرح سے پُرسا دیجیے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
حُجَّۃَ اللّٰہِ اَحْسَنَ اللّٰہُ لَکَ الْعَزَآءَ فِیْ جَدِّکَ الْحُسَیْنِ ع آپ تصور کیجیے
اُن مصائب کو جو مظلوم کربلا پر گذرے ہین اسلیے کہ ذاکر کا کام صرف یاد
دلانا ہی کسی مصیبت کا آہ آہ جب روز عاشورا جناب سید الشہدا بسبب
زخمہاے کاری کے ذو الجناح سے زمین پر تشریف لائے تو اُس وقت کے
حال مین حجت خدا زیارت ناحیۂ مقدسہ مین فرماتے ہین وَاَسْرَعَ فَرَسُکَ
شَارِدًا اِلٰی خِیَامِکَ قَاصِدًا مُحَمْحِمًا بَاکِیًا ہاے اے جد مظلوم آپکے
اسپ وفادار نے جلدی کی کہ آپکے خیمگاہ کیطرف روتا ہوا جاتا تھا کہ مقصود
اس سے اہل بیت رسالت کو مطلع کرتا تھا فَلَمَّا رَاَیْنَ النِّسَآءُ جَوَادَکَ
مُخْزِیًا وَنَظَرْنَ سَرْجَکَ عَلَیْہِ مَلْوِیًّا پس جب اُن مخدرات عصمت نے
آپکے ذو الجناح کو دیکھا کہ زین خالی ہے سوار سے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہے

بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْرِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ تو یہ حال دیکھکر ہو پریشان با حالِ تباہ خیمہ گاہ سے گریان و نالان واسین گویان نکل آئین ہومنین یہ جو دُلدل بنایا جاتا ہی یہ شبیہ اُسی ذوالجناح کی ہی کیونکہ اُس روز تک اُسکا موجود ہونا حضرت کے اعجاز سے بعید نہین ہی اور وہ اُن حضرت کے جد امجد کی سواری کا تھا آپ تصور کیجیے کہ یہ علم کس علم کی شبیہ ہی آہ آہ یہ شبیہ اُس علم کی ہی جو روز عاشورا علمدار لشکر جناب عباس کے دوش مبارک پر تھا افسوس ہزار افسوس اعدائے ہاتھ اُس جناب کے قطع کیے اور بدن اطہر زخم تیر و نیزہ اور تلوار سے مثل غربال کے کر دیا اور سر انور گرز آہنی سے شق کیا اور گھوڑے سے مع علم کے بظلم و ستم زمین پر گرا دیا اُسوقت مظلوم کربلا رو کر فرماتے تھے وَا اَخَاہُ وَا عَبَّاسَاہُ اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَهْرِیْ ہاے ای بھائی عباس اب تیرے مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی اور یہ جو تابوت بنایا جاتا ہی شاید یہ شبیہ ہی تابوت و جنازہ فرزند رسول خدا جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی کہ اُن حضرت کو اعدائے زہر دیکر شہید کیا اور جنازہ پر تیر باران کیے یہانتک کہ ستر تیر کفن سے نکلے اور روضۂ رسول خدا مین دفن نہونے دیا اور جناب سید الشہدا مظلوم کربلا کا تو نہ جنازہ اُٹھایا گیا نہ غسل دیا گیا اور نہ کفن ملا جیسا کہ معصوم فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَدْفُوْنِیْنَ بِلَا اَکْفَانٍ سلام ہو اُن شہدائے راہ خدا پر جو بے کفن کے دفن ہوے اور زیارت مفجعہ مین یون ہی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ دَمُهٗ غُسْلُهٗ وَشَیْبَتُهٗ قُطْنَتُهٗ وَالتُّرَابُ کَافُوْرُهٗ سلام ہو آپ پر ای مظلوم کربلا کہ جسکا غسل اُسکے خون بدن سے ہوا اور ریش سفید بجاے

یہ کے اور خاک صحرا بجائے کافور کے ہوئی وَنسجُ الرِّیاحِ اَکفَانُہٗ وَالقَنَاۃُ الخَطِّی
مسنّہٗ وَفِی قُلُوبِ مَن وَالَاہٗ قَابِرَہٗ اور بعوض پارچہاے کفن کے ریگ صحرا
ولی جو اُڑ اُڑ کے اُس مظلوم کی لاش اقدس پر جمتی جاتی تھی اور بجاے جنازہ کے
سر انور نوک نیزہ پر رہا اور دیار بدیار پھرایا گیا اور دل مین مومنین کے قبر
س شہید راہِ خدا کی ہوئی الَا لَعنَۃُ اللہِ عَلَے القَومِ الظّٰلِمِین

مجلس پنجاہ و دوم

اَل اللہُ تعالےٰ وَاِذ اَخَذنَا مِیثَاقَ بَنِی اِسرَائِیلَ لَاتَعبُدُونَ اِلَّا
اللہَ وَبِالوَالِدَینِ اِحسَانًا حق سبحانہ تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ یاد
رو جو مین نے عہد و پیمان توریت مین فرزندانِ یعقوب سے لیا ہی اور
ین نے اُنکو حکم کیا ہی کہ پرستش مت کرو سواے معبود بحق کے کہ وہ
سزاوار اور لائق پرستش و بندگی کے ہی اور نیکی کرو والدین سے ایسی
بلی کہ جسکے وہ لائق ہین یعنے اِنسے برافت و شفقت پیش آؤ اور دعاے
یر کرو اور انفاق جمیل مرعی رکھو اور حلیۃ المتقین مین منقول ہی کہ ایک
خص خدمت بابرکت جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ مین حاضر ہوا
ور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ مجھے کچھ وصیت فرمایئے حضرت نے فرمایا کہ مین
تجھے وصیت کرتا ہون کہ خدا کا شریک قرار نہ دے ہر چند تجھے آگ مین جلائین
ر یہ کہ کوئی کلمہ کہے تو اور دل تیرا ایمان پر ثابت ہو اور تجھکو وصیت کرتا ہون
ہ والدین کی اطاعت کر اور اُنکے ساتھ نیکی کر زندہ ہون یا مُردہ اور دوسری
دیث مین ہی کہ ایک شخص نے خدمت بابرکت جناب رسول خداؐ مین عرض کیا

کہ حق پدر کا فرزند پر کیا ہی پس اُن حضرت نے فرمایا کہ اُسکا نام لیکر نہ پکارے
اور آگے اُسکے نہ چلے اور قبل اسکے کہ وہ بیٹھے یہ نہ بیٹھے اور وہ کام نہ کرے کہ
لوگ اُسکے باپ کو بُرا کہین اور جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی
کہ فرمایا اُن حضرت نے کیا مانع ہی تمکو اپنے والدین کے ساتھ احسان و نیکی
کرنے سے زندہ ہون خواہ مردہ اور فرمایا اُن حضرت نے کہ بعد انتقال
والدین کے اُنکے لیے نماز پڑھو اور روزہ رکھو اور اُنکی طرف سے حج کرو کہ ثواب
اسکا اُنکو ملیگا اور اسکو بھی ملیگا بسبب اسکے کہ اُنکے ساتھ احسان اور نیکی کی حضرات
یہ دلائل تو والدین کی اطاعت اور باحسان پیش آنے پر دلالت کرتے ہین
اور بہت سے دلائل آیت و حدیث کے مذمت نافرمانی والدین کے بارہ مین
وارد ہوے ہین جتنے کہ عاق والدین بوے بہشت ہرگز نہ پاویگا دفی کتاب
الرَّوضَۃِ عَن اَبِی عَبدِ اللہِ عَلَیہِ السَّلامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ
صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ حَقُّ عَلِیِّ بنِ اَبِیطَالِبٍ عَلَی النَّاسِ کَحَقِّ الوَالِدِ عَلَی
وَلَدِہٖ اور کتاب روضہ مین بسند معتبر جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی
کہ فرمایا اُن حضرت نے ارشاد کیا ہی میرے جدامجد جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ نے کہ حق میرے بھائی اور وصی علی بن ابیطالب علیہ السلام کا لوگون پر
مثل حق باپ کے ہی اُسکے بیٹے پر اور صاحب خصائص حسینیہ علیہ الرحمہ لکھتے ہین
کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے یہ دونون فرزند میرے
حسن اور حسین علیہما السلام ابو الامت ہین پس حضرات رعایت حرمت
والدین کی عمدہ شرائع دین سے ہی اور اُنکو راضی رکھنا بڑی عبادت ہی

اور اُنکو اپنے سے آزردہ رکھنا گناہ کبیرہ ہی اور اطاعت و پیروی اور محبت
و دوستی امیر المومنین اور حسنین علیہم السلام کی تو عین ایمان ہی پس والدین کی
نافرمانی تو گناہ کبیرہ ہی اور اِنکی نافرمانی کفر ہی نہ کہ معاذ اللہ قتل و خون ریزی
اِنکی مگر وا ے ہو اشقیاے امت پر کہ اُنھون نے مطلق لحاظ و پاس اِن حقوق کا
نہ کیا بلکہ عوض اِسکے اُن حضرات سے بظلم و ستم اور عناد کے پیش آے آہ جناب
امیر المومنین علیہ السلام کے سر انور پر تلوار زہر آلودہ لگائی اور امام حسن علیہ
السلام کو زہر دیا اور جنازہ پر تیر لگاے اور امام حسین علیہ السلام کو مہمان
بلا کر مع اصحاب و اقربا نہر فرات پر صحراے کربلا مین روز عاشور تشنہ لب
ذبح کیا اور یہ بھی اُن اشقیا کو کافی نہوا بلکہ بکمال عداوت اُن حضرت کے
اہل بیت کی مقنعہ و چادرین چھین لین اور خیمون مین آگ لگائی اور اسیر
و مقید کرکے بلواے عام مین دیار بدیار شتران لاغر پر کہ جنپر بجز پالان اور
محمل بے پردہ کے اور کچھ نہ تھا سوار کرکے پھرایا پس حضرات یہ جو شبیہ شتران
کجاوہ دار او محمل کی بنائی جاتی ہے جنپر سیاہ پوشش و پردے ہوتے ہین شاید
یہ شبیہ اُن اونٹون کی ہے جنپر اہل بیت رسالت بعد رہائی قید شام کے
واپس آئے ہین کہ یہ ہیئت و صورت مصیبت زدون اور ستم رسیدون کی ہے
چنانچہ بحار الانوار اور محرق القلوب وغیرہ مین یون منقول ہے کہ جب
یزید لعین نے معلوم کیا کہ اہل بیت رسالت کسیطرح دمشق مین نہ رہینگے
اُسوقت چند ناقہ مزین ہودج و عماری پردے دار ریسمان ابریشم سے مستحکم
کرکے واسطے سواری اہل بیت اطہار کے حاضر کیے اور چند اونٹون پر مال

واسباب بیش قیمت بارگراں کے سامنے اہل حرم کے لائے اور یزید نے جناب ام کلثوم دختر امیر المومنین ؑ سے عرض کی کہ ای ام کلثوم مین امیدوار ہون کہ جو کچھ قصور مجھ سے آپ اہل بیت رسالت کی خدمت مین ہوا ہی اُسے معاف کیجیے اور یہ مال و اسباب کہ خون بہا ہی آپکے بھائی امام حسین علیہ السلام کا اسے قبول فرمائیے پس یہ سنکر جناب ام کلثوم بشدت روئین اور فرمایا ای یزید وائے تجھپر خدا تیرا منھ سیاہ کرے تو نے دختران فاطمہ زہرا کو مثل بندیاں ترک و روم کے ہر شہر و دیار مین پھرایا اور میرے برادر مظلوم امام حسین علیہ السلام ناحق قتل کیا پس یہ وہ ظلم عظیم ہی کہ جسکا کچھ عوض نہین ہو سکتا ہی اور تو ہمین عوض اُسکا یہ مال دنیا دیتا ہی وَاللهِ لَوْ كَانَ وَجْهُ الْاَرْضِ كُلُّهٗ ذَهَبًا وَّفِضَّةً لَّمْ يَكُنْ عِوَضًا لِقَتْلِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قسم بخدائے عزوجل اگر تمام روئے زمین نقرہ و طلا ہو اور تو وہ سب خون بہا دے امام حسین علیہ السلام کا تو ہرگز وہ عوض اُن حضرت کے ایک قطرہ خون کا نہین ہو سکتا ہی فَاِذَا قَامَتِ الْقِيٰمَةُ وَتُنَادِيْ فَاطِمَةُ الزَّهْرَآءُ بَاكِيَةً يَا عَدْلُ اُحْكُمْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ قَاتِلِ وَلَدِيْ فَيَا يَزِيْدُ فَاسْتَعِدَّ لِلْجَوَابِ وَاَنّٰى لَكَ ذٰلِكَ پس جب روز قیامت ہو گا تو مان میری فاطمہ زہرا بنت رسول خدا ص گریان و نالان زیر عرش الٰہی فریاد کرینگی کہ بارالہا حکم کر درمیان ہمارے اور قاتلان حسین ؑ کے پس ای یزید اُسوقت جانب خداوند عادل سے تجھ سے اِس خون ناحق ریختہ اور ظلم و ستم کا سوال کیا جائیگا پس تو آمادہ جواب ہو اور جواب اِسکا تجھ سے کیا ہو سکے گا یہ سنکر وہ مکار سر جھکا کر

رونے لگا حضرات یہ مقام حسرت ہی کہ ہم شیعہ اثنا عشری اور محب اور موالی
حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام اپنے آقا و مولا مظلوم کربلا غریب نینوی
جناب امام حسین علیہ السلام کے رونے پر سامان گریہ و بکا مثل علم و تابوت
و ضریح اور دُلدُل وغیرہ کے بہم پہونچاتے ہین اور اپنے آقا مظلوم کے مصائب
یاد کر کے گریہ و بکا اور ماتم و عزا کرتے ہین حالانکہ یہ کل اہل اسلام کو سزاوار ہی
کیونکہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی حسنین ابو الائمہ ہین اور باپ اور
بھائی کے غم و ماتم مین جامہ چاک کرنا اور سر برہنہ ہونا شرعاً جائز ہی پس
وائے ہو اُس قوم نا انصاف پر جو ہمکو اس فعل پسندیدہ کے عمل مین لانے پر
طعن کرتے ہین جسکے سبب سے ہمارے دل کو صدمۂ عظیم ہونچتا ہی جیسا کہ شاعر
کہتا ہی ؎

وَلَا یَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ		جِرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِیَامُ

آہ زخم نیزہ و سنان کا علاج ہو سکتا ہی مگر زخم طعنۂ زبان کا کوئی علاج
نہین ہی اسلیے کہ وہ سوہان روح و جگر ہی اسی سبب سے جناب صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہی اپنے شیعون کے بارے مین ایک حدیث مین کہ رَحِمَ
اللّٰہُ شِیْعَتَنَا لَقَدْ اُوْذُوْا فِیْنَا وَلَمْ نُؤْذِ فِیْهِمْ خدا رحم کرے ہمارے شیعون پر
کہ وہ ہماری محبت مین ہمارے دشمنون سے اذیت اُٹھاتے ہین اور ہمکو
کوئی اذیت اپنے شیعون سے نہین پہونچتی ہی حالانکہ اُنکے اکثر علما لکھتے ہین
کہ مصیبت امام حسین پر رونا جائز ہی بلکہ ثواب عظیم ہی منجملہ اُنکے احمد حنبل
اور صاحب ذخایر العقبےٰ وغیرہ نے روایت کی ہی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم

کہ جسکی آنکھ سے ایک قطرۂ اشک مصیبتِ حسینؑ مین نکلے تو اُسکو حق سبحانہ تعالیٰ
جنت مین جگہ دیتا ہی اور ہم لوگ تو پیروی کرتے ہین انبیا اور اوصیا اور
بلا اُنکی کی کیونکہ یہ سب مصیبتِ امام حسین علیہ السلام پر روئے ہین جیسا کہ
اکثر اخبار و روایات سے ثابت ہی باوجودیکہ اُنکی کتابون مین شبیہ روضۂ
اقدس جناب رسول خداؐ اور قبر شیخین کی بنانا جائز ہی چنانچہ شبیہ قبرونکی
دلائل الخیرات مین موجود ہی اور شارح اُسکا لکھتا ہی کہ ذکر ان قبور سے
اِس جگہ یہ فائدہ ہی کہ زیارت کرے اِس شکل کی وہ شخص کہ جسنے زیارت
اُنکی نہ کی ہو تو وہ دیکھے بمحبت و اشتیاق اُسے بوسہ دے محبت سے اور شوق
اپنا بڑھائے کیونکہ اکثر بزرگون نے بہت سے خواص اور فوائد بیان کیے ہین
اور تجربہ مین آئے ہین اور روضۃ الاحباب مین شکل نعل شریف پیغمبر خدا
کی بنائی ہی اور بہت سے خواص اور فوائد اُسکے بھی لکھے ہین چنانچہ حیدرآباد
مین بکمال شان و شوکت اور تزک اُسکو اب تک نکالتے ہین سبحان اللہ
کیا انصاف ہی کہ روضۂ رسول خداؐ اور قبر شیخین کی شکل بنانا اور اُنکی
زیارت کرنا اور بوسے لینا تو ثواب عظیم ہوا اور پارۂ جگر رسول خدا مظلوم
کربلا کے روضہ اور ضریح اور قبر انور کی شبیہ بنانا اور اُن حضرت کے
غم مین نوحہ کرنا اُنکے زعم باطل مین بدعت ہوا اور نعل شریف کی شکل بنانا
اور اُسکا بوسہ لینا اور اُسکے خواص اور فوائد بیان کرنا تو ثواب ہو
کہ بقول صاحب روضۃ الاحباب کے گائے کے چمڑے کی تھی اور امام حسینؑ
فرزند رسول ثقلینؐ جو پارۂ جگر اور گوشت و پوست اور خون بلکہ روح

وجان پیغمبر ہوا اُسکے روضہ اور قبر انور اور ضریح کی شبیہ بنانا اُنکے نزدیک بدعت ہو علاوہ اِسکے موسم حج مین ابتک یہ معمول ہی کہ مصر و شام سے دو محملین بکمال شان و شوکت اور تزک تمام مکہ و مدینہ مین لاتے ہین اُنکے ساتھ ہر قسم کے باجے اور صدہا سپاہی مسلح ہوتے ہین ایک نقل محمل جناب رسول خداؐ کی اور دوسری شبیہ محمل عائشہ کی اور ہزارون حجاج اُن محملون کو باعزاز و تکریم لاتے ہین اور شبکو اُنکے آگے روشنی کرتے ہین اور بوسے لیتے ہین بلکہ گرد طواف کرتے ہین اور شریف مکہ حاکم وہان نکا پیشوائی کے لیے نکلتا ہی اور مقامات متبرکہ مثل منیٰ اور مشعر الحرام اور عرفات مین بعوض اعمال مستحبہ کے یہ سُنت تازہ عمل مین لاتے ہین کہ ہر قسم کے باجے بجاتے ہین اور بندوق و توپین بکمال سرور سر کرتے ہین پس اگر شبیہ کا بنانا کفر اور بدعت ہی تو نقل محمل عائشہ بھی کفر و بدعت ہوگا تو البتہ یہان بر قول شاعر کا صادق آتا ہی ع جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ÷ علاوہ اِسکے خطیب اِنکے خطبہ کو اور مؤذن اذان و اقامت کو کس تازہ ادائی سے ادا کرتے ہین کہ مطربان زمن وہان کوئی ثمن نہین رکھتے ہین سبحان اللہ حدیث ثقلین پر وہ لوگ خوب عمل کرتے ہین کہ روز شہادت فرزند رسول الثقلین کو عید کرتے ہین اور واسطے برکت کے روزہ رکھتے ہین گویا پیروی کرتے ہین اپنے اسلاف کی کیونکہ اکثر روایات سے ثابت ہی کہ عاشورا روز سرور بنی امیہ کا ہی چنانچہ پیر پیران اُنکے عبد القادر جیلانی نے غُنیۃُ الطالبین مین بروز عاشورا حکم سرور اور سرمہ لگانے کا دیا ہی اور روز عید قرار دیا ہی اور ابن حجر بکمالِ سنگدلی صواعق مین لکھتا ہی کہ پرہیز کرنا چاہیے روز عاشورا بدعتہائے

روافض سے مثل نوحہ اور گریہ وزاری وغیرہ کرنے کے اخلاق مومنین مین سے
نہین ہی حضرات یہی وجہ ہی کہ روز عاشورا ابتک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین
یہ لوگ تبدیل لباس کرتے ہین اور عطر ملتے ہین اور سرمہ لگاتے ہین بلکہ بعضے متعصب
باہم معانقہ کرتے ہین اور خطیب بعد خطبون کے یہ دعا کرتے ہین اَللّٰھُمَّ اَھْلِكِ
الْكَفَرَةَ وَالرَّفَضَةَ پس اس عناد سے مقصود انکا یہ ہی کہ کتمان روز عاشورا سے
اُنکے اسلاف کے ظلم وستم کا کتمان ہی اور اظہار عاشورا سے اظہار اُنکے ظلم وجبر کا
ہوتا ہی یہی سبب ہی کہ دشمنان خاندان رسالت نے بکمال عداوت عاشورا کو
مخفی کیا تھا مگر شیعیان ائمہ ہدیٰ مجلس ۱۰ اور نوحہ وبکا ہمیشہ خفیہ کرتے تھے اگر کہین
ظاہر ہوتا تھا تو اعدا الظلم وستم قتل وغارت کرتے تھے آخر اعلان وشیوع عاشورا
سنہ ۳۵۲ تین سو باون ہجری سے ہوا اور ابتک سال بسال ۱۰ اداری مین ترقی ہی
ماسوا اِسکے بنی عباسیہ نے جو نشان قبر منور کا مٹانا ہی چاہا مگر خداوند عالم نے روز بروز
اُسکو روشن وظاہر کیا اور تا قیامت باقی رہیگا بہر حال ہم دوستداران
خاندان رسالت کے یہان بوجہ شہادت خامس آل عبا کے روز عاشورا روز
صوم وخوشی نہین ہی بلکہ روز رنج وغم اور گریہ و ۱۰ اور روز ترک لذات ہی
چنانچہ کافی مین عبد الملک سے منقول ہی کہ کہا اُنے سوال کیا مین نے جناب
صادق علیہ السلام سے کہ یا بن رسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ صوم نہم ودہم
محرم مین آیا مومن کو چاہیے کہ ان دو دن مین روزہ رکھے یا نہین حضرت نے
ارشاد فرمایا کہ ای عبد الملک روز تاسوعا یعنے روز نہم ماہ محرم وہ روز
مصیبت ہی کہ اُس روز جناب امام حسین علیہ السلام مع اپنے اصحاب واقربا کے

زغۂ کفار مین گھر گئے تھے اور ہر طرف سے اعدا نے اُس مظلوم کو محاصرہ کر لیا تھا اور اُس
روز ابن زیاد اور ابن سعد بسبب کثرت پیادہ و سوار کے نہایت شاد و مسرور تھے
اور جد مظلوم میرے جناب امام حسین علیہ السلام اور اصحاب اُنکے ناچار و ضعیف
اور متحیر و پریشان تھے اور اُن حضرت پر ہر طرف سے راہ چارہ و تدبیر کی بند تھی
اور ابن سعد اور ہمراہیون کو اُس ملعون کے سرور حاصل تھا اسلیے کہ اُن سبکو
یقین ہو گیا تھا کہ اب کوئی ناصر و مددگار اُس جگر گوشۂ رسول مختار کا عراق
اور غیر عراق سے نہ آئیگا بعد اُسکے جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ فدا ہون
مان باپ میرے اُس مظلوم و ضعیف اور غریب پر کہ جو زغۂ کفار ستمگار مین
باین بیکسی مبتلا و گرفتار تھے پھر فرمایا اُن حضرت نے کہ روز عاشورا وہ دن ہی کہ
جس روز امام حسین علیہ السلام شہید ہوے اور لاش مطہر اُس جناب کی درمیان
لاشہاے اصحاب کے غلطان بخاک و خون پڑی تھی اور لاشہاے شہدا گرد لاش
اقدس اُن حضرت کے پڑی تھین پس حضرت نے فرمایا قسم بخداے خانۂ کعبہ کہ
ہرگز روز عاشورا روز صوم نہین ہی بلکہ وہ روز حزن و الم اور مصیبت و غم کا ہی
اہل آسمان و زمین اور مومنین پر اور روز عاشورا روز فرحت و سرور ہی واسطے
آل زیاد اور اہل شام کے اور یہ روز وہ روز مصیبت ہی کہ اس روز تمام طبقات
زمین سے شور گریہ و بکا اور نوحہ و عزا کا مصیبت جناب سید الشہدا مین بلند تھا
مگر زمین شام کی کہ اُس زمین سے اُس روز صداے مبارکباد عوض غم و الم کے
بلند تھی پس جو شخص کہ اُس روز روزہ رکھے گا اور یوم برکت جانیگا اُسکا حشر
یزید اور ابن زیاد کے ساتھ ہوگا در آنحالیکہ دل اُسکا مسخ و مغضوب بغضب

خدائے جبار اور معاقب بعقاب خدا وند قہار ہو گا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پنجاہ و سوم

فی کتاب الروضۃ عن ابن عباس انہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ فی مسجدہ وعندہ جماعۃ من المہاجرین والانصار کتاب روضہ مین ابن عباس سے منقول ہی وہ کہتے ہین کہ ایک روز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ اپنی مسجد مین تشریف رکھتے تھے اور اُن حضرت کی خدمت بابرکت مین ایک جماعت اصحاب مہاجرین و انصار سے حاضر تھے اذ نزل جبرئیل وقال لہ یا نبی اللہ الحق یقرئک السلام ویقول لک احضر علیا واجعل وجہک مقابل وجہہ ثم عرج جبرئیل پس اسی اثنا مین جبرئیل بحکم خداوند جلیل خدمت حبیب رب العالمین مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ حق سبحانہ تعالے بعد تحفہ سلام کے ارشاد فرماتا ہی کہ علی بن ابیطالب کو سامنے اپنے طلب فرمایئے اور اپنے روبرو بٹھلایئے یہ کہکے جبرئیل طرف آسمان کے چلے گئے فدعی رسول اللہ صلعم بعلی فاحضرہ وجعلہ مقابل وجہہ فنزل جبرئیل ثانیا ومعہ طبق فیہ رطب فوضعہ بینہما ثم قال کلا فاکلا پس جناب رسول خدا صلعم نے امیر المومنین علی بن ابیطالب ع کو طلب فرمایا اور وہ جناب اُن حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے اور جناب رسول خدا نے اُن حضرت کو مقابل اپنے روبرو بٹھایا پس جبرئیل ع دوبارہ نازل ہوے اور ہمراہ اُنکے ایک طبق تھا اسمین رطب جنت تھے اور جبرئیل نے اس طبق کو درمیان مین سامنے دونون بزرگوارون کے رکھا بعد اسکے عرض کی کہ آپ

نوش فرمائین پس دونون بزرگوارون نے نوش فرمایا ثُمَّ اَحضَرَ طَاسَةً
وَاِبرِیقًا ثُمَّ قَالَ یَارَسُولَ اللّٰہِ قَد اَمَرَکَ اللّٰہُ اَن تَصُبَّ المَآءَ عَلٰی یَدَی
عَلِیِّ بنِ اَبِیطَالِبٍؑ فَقَالَ اَلسَّمعُ وَالطَّاعَةُ لِلّٰہِ وَلِمَا اَمَرَنِی رَبِّی جب نوش
فرما چکے تو جبرئیل نے بعد اسکے ایک طاس اور آفتابہ حاضر کیا اور عرض کی کہ
یارسول اللہ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ آپ ہاتھ علی بن ابیطالبؑ کے دھلاوین
اُن حضرت نے فرمایا کہ واسطے طاعت و فرمان برداری خدا کے مین بجالاؤنگا
اُس امر کو جسکا حکم میرے پروردگار نے فرمایا ہی ثُمَّ اَخَذَ الاِبرِیقَ وَقَامَ
یَصُبُّ عَلٰی یَدَی عَلِیٍّ فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ یَارَسُولَ اللّٰہِ اَنَا اَولٰی بِاَن اَصُبَّ
المَآءَ عَلٰی یَدَیکَ فَقَالَ لَہٗ یَا عَلِیُّ اَللّٰہُ سُبحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَمَرَنِی بِذٰلِکَ
پس یہ فرما کر آفتابہ اُٹھایا اور واسطے پانی ڈالنے کے ہاتھون پر جناب علی بن ابیطالبؑ کے
کھڑے ہوے پس اُن حضرت کی خدمت مین جناب علی بن ابیطالبؑ نے
عرض کی کہ یارسول اللہ مجھے زیبا و مناسب ہی کہ مین آپکے دستہاے اقدس پر
پانی ڈالون اور دھلاؤن حضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ مجھے حق سبحانہ تعالیٰ نے
اِس امر کا حکم فرمایا ہی اور اُسی کے حکم سے تمھارے ہاتھ دھلاتا ہون وَکَانَ
کُلَّمَا صَبَّ عَلٰی یَدَی عَلِیٍّ المَآءَ لَا یَقَعُ مِنہُ قَطرَةٌ فِی الطَّستِ فَقَالَ
یَارَسُولَ اللّٰہِ مَا اَرٰی یَقَعُ مِنَ المَآءِ فِی الطَّستِ قَطرَةٌ وَاحِدَةٌ
ابن عباس کہتے مین کہ ہرچند حضرت پانی ہاتھون پر جناب امیر المومنین علی
بن ابیطالب علیہ السلام کے ڈالتے تھے مگر اُسمین سے ایک قطرہ بھی طاس مین
نگرتا تھا پس جناب امیر المومنینؑ نے عرض کی کہ یارسول اللہ مین ایک

قطرہ بھی اِس پانی سے طاس مین گرتے نہین دیکھتا ہون ارشاد ہو کہ یہ پانی کیا ہوتا ہی اور کہان جاتا ہی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَا عَلِیُّ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ یَتَسَابَقُوْنَ عَلٰی اَخْذِ الْمَآءِ الَّذِیْ یَقَعُ مِنْ فَیَغْسِلُوْنَ بِہٖ وُجُوْھَھُمْ لِیَتَبَرَّکُوْا بِہٖ یہ سُنکر جناب رسول خدا صلعم نے ارشاد کیا یا علی ع بتحقیق کہ ملائکہ اِس پانی کے لینے مین جو تمھارے ہاتھون سے گرتا ہی باہم سبقت کرتے ہین اور تبرکاً اِس پانی سے اپنے مُنھ اور رخسارون کو دھوتے ہین حضرات مقام غور ہی کہ ملائکہ تو وہ پانی تبرکاً لیکر اپنے اپنے منھ پر ملین یہ احترام کرین اُن ہاتھون کا اور بعد جناب رسالت مآب کے اُنکی یہ قدر ہو کہ اُس جناب کے گلوے انور مین ریسمان ظلم وستم باندھی جاوے اور دو لتسرا سے واسطے بیعتِ ابو بکر کے پاس لائے جاوین ہاے افسوس جس بزرگوار کا پیش خدا یہ مرتبہ ہو اُسکو ابن ملجم ملعون مسجد کوفہ مین بحالت نماز تلوار زہر آلودہ سے شہید کرے حضرات مقام تصوّر ہی کہ اگر ابن ملجم ملعون جناب امیر المومنین علیہ السلام کو قتل نہ کرتا تو معاویہ کی یہ مجال کب تھی کہ امام حسن علیہ السلام کو زہر دِلواتا اور مروان لعین کو یہ قدرت کب تھی کہ باغواے عائشہ جنازہ پر اُن حضرت کے تیر باران کرتا آہ مومنین اگر حیدر صفدر شہید نہوتے تو شمر لعین کی یہ مجال کہان تھی کہ گلوے خشک امام حسین علیہ السلام کو خنجر آبدار سے ذبح کرتا اور اشقیاے کوفہ وشام کو یہ قدرت کہان تھی کہ امام زین العابدین ع کو طوق وزنجیر مین اسیر کرتے اور جناب زینب وام کلثوم کی مقنعہ وچادرین چھین لیتے اور سکینہ خاتون کے گوشوارے اُتار لیتے آہ آہ اگر ساقیِ کوثر

شہید نہوتے تو ابن سعد کی مجال کب تھی کہ انکی اولاد پر پانی بند کرتا آہ کیا انقلاب زمانہ ہی کہ بعد علی مرتضے علیہ السلام کے اشقیائے امت نے اُن حضرتکی اولاد پر روز عاشورا بکمال عداوت پانی کی چیز بند کی کہ عوض وضو کے وہ حضرات واسطے نماز کے تیمم خاک سے کرتے تھے چنانچہ شاعر بزبان حال مظلوم کربلا کے کہتا ہی

یا ساکنی شامٍ و یا اھل کوفۃٍ	فھل ھکذا اوصی النبی المکرم
ءاشربتموا ماء الفرات حیوتکم	واولادہ للصلوٰۃ تیمموا

ای اہل کوفہ و شام آیا جناب رسول خداؐ نے اپنی امت سے یہی وصیت کی تھی کہ میری اولاد سے بدغا و عناد پیش آنا اور اُنکو بظلم و ستم قتل کرنا مقام حیرت ہی کہ راکب و مرکب تمھارے نہر جاری سے سیراب ہوں اور پانی پیا جانور ان درندہ تک کا تمھیں گوارا ہوا اور اولادِ جناب رسول خداؐ کو ایک قطرہ پانی کا نہ ملے اور اُنپر اسقدر ممانعت ہو کہ وہ نایابی آب سے بجائے وضو کے تیمم خاک سے کریں

یموت عطاشًا اھلبیت محمدٍ	و یشرب ھذا الماء ترکٌ و دیلمٌ
ثلاث لیالٍ قد مضین علی الولا	بایامھا والماء علینا محرمٌ

ہائے ای قوم اعدا کیا قیامت ہی کہ کفار ترک و دیلم تک کو تمھاری اجازت سے کہ وہ جسقدر چاہیں نہر فرات سے سیراب ہوں مگر کیا غضب ہی کہ اطفال خرد سال تک اہل بیت رسول خداؐ کے ایک جرعہ پانی کا نہ پائیں گو شدت تشنگی سے جان بلب ہوں آہ مومنین جان ہماری قربان ہو اُن پیاسے

خشک پر کہ جنسے فرماتے تھے اے قوم تا انصاف تین شبانہ روز ہیم گذر چکے ہین کہ تمنے ہمپر پانی حرام کر دیا ہی حالانکہ ہم اہل بیتِ رسالت اور معدنِ نبوت ہین اور منقول ہی کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ مع اہل بیت کے سفر کو تشریف لیگئے تھے اثناے راہ اہل بیت اور اصحاب پر اُن حضرت کے تشنگی غالب ہوئی اور پانی نہ ملا پس اُسوقت جناب سیدہؑ اپنے دونون نورِ عین حسنینؑ کا ہاتھ پکڑے ہوے خدمت بابرکت اُن حضرت مین حاضر ہوئین اور عرض کی کہ اے پدر بزرگوار حسنینؑ ابھی بچے ہین اور بسبب خردسالی کے تاب شدتِ تشنگی کی نہین لا سکتے ہین پس یہ سُنکر اُن حضرت نے زبانِ اطہر اپنی حسنینؑ کے دہن انور مین دی تو وہ صاحبزادے سیراب ہوے یا رسول اللہؐ کہان تھے آپ بروز عاشورا جب وہی حسینؑ مظلوم زیر خنجر شمر لعین کے شدتِ تشنگی سے فریاد العطش العطش کرتے تھے اور فرماتے تھے یا قوم انا ابن محمدؐ نِ المصطفٰی وعطشانٌ اے قوم عرب مین نواسا رسولِ خداؐ کا ہون اور پیاسا ہون آہ مومنین اسی ناپابی آب کو جناب زینبؑ ایک نوحہ مین بعد شہادت اپنے برادر مظلوم کے فرماتی ہین جو مدت العمر رونے کو کافی ہی جیسا کہ بحار مین منقول ہی ؎

أَيُبْخَلُ بِالْفُرَاتِ عَلَى الْحُسَيْنِ	وَقَدْ أَضْحَى مُبَاحًا لِلْكِلَابِ

آہ آہ آیا بخل کیا گیا آب فرات سے فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام پر حالانکہ وہ پانی کلاب پر بھی مباح تھا یعنے کیا غضب ہی کہ اولاد جناب رسول خداؐ اور علی مرتضےٰؑ اور اطفال خردسال اُنکے تو تشنہ لب

کنارۂ نہر فرات پر شہید کیے گئے اور جانوران درندہ تک اُس پانی سے سیراب ہوتے تھے ۵

بنَاتُ مُحَمَّدٍ اَضحَت سَبَایَا	یُسقنَ مَعَ الاُسَارٰی وَالنّھَابِ

آہ دختران جناب رسول خدا اور بتول عذرا بعد شہادت اپنے اقربا کے اسیر و مقید کی گئین اور اسباب اور چادرین تک اُنکی لوٹ کر شہر بشہر پھرائی گئین اور بے پردہ کی گئین ۵

مُغبَرَّۃَ الذُّیُولِ مُکَشَّفَاتٍ	کَسبیِ الرُّومِ دَامِیَۃَ الکِعَابِ

آہ حال اُن ستم رسیدون کا یہ تھا کہ مثل اسیران ترک و روم کے گرد غبار آلودہ بے نقاب تھین اور پاہاے اطہر اُنکے بپیادہ روی سے زخمی ہوگئے تھے جیسا کہ محرق القلوب مین منقول ہی کہ اعدا اکثر جگہ اہل بیت رسالت کو پیادہ پا پھراتے تھے ہاے افسوس اگر امام حسین علیہ السلام شہید ہوتے تو اہل بیت رسالت اس ظلم و ستم سے کیون اسیر ہوتے افسوس ہزار افسوس وہ جناب روز عاشورا تشنہ لب شہید ہوے یہی وجہ ہی کہ جناب زینبؑ کس حسرت و یاس کے بین کرتی ہین اور رو کر فرماتی ہین جیسا کہ شاعر بزبان حال اُن مخدومہ کے کہتا ہی ۵

بِنَفسِی شِفَاھًا ذَابِلَاتٍ مِنَ الظَّمَا	وَلَم تُحظَ مِن مَاءِ الفُرَاتِ بِقَطرَۃٍ

فدا ہوبین اُن لبہاے انور پر جو شدت تشنگی سے مثل برگ گل کے پژمردہ ہوگئے تھے اور فدا ہوبین اُن لبہاے اطہر پر جن لبون تک تین شبانہ روز ایک قطرہ پانی کا نہ پہونچا ۵

بنفسی عیونا غائرات سواہرا		الی الماء منہا نظرۃ بعد نظرۃ

آہ آہ قربان ہو بہن اُن چشمہائے انور پر جو بسبب شدتِ تشنگی اور نایابی آب کے حلقے پر گئے تھے اور قربان بہن اُن آنکھون پر جو شدتِ تشنگی مین بحسرت و یاس آبِ فرات کو دیکھا کین اور وقت آخر تک بھی ایک قطرہ پانی کا میسر آیا اور فدا ہو بہن اُن آنکھون پر جو راتون کو عبادت خدا مین بیدار رہین

الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس پنجاہ و چہارم

قال اللہ تعالے الشمس والقمر بحسبانٍ حق سبحانہ تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ آفتاب و ماہتاب آسمان مین بحساب معین و مقرر ہین اپنے بروج سے بھرتے رہتے ہین ملا فتح اللہ علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ حق سبحانہ تعالے نے سیر آفتاب و ماہتاب کی اپنے اپنے بروج و منازل سے مقدر و مقرر فرمائی کہ وہ سیر مین خلل نہین کرتے ہین اور علے الدوام و استمرار اُسی حساب و طریق پر مرور کرتے ہین پس آفتاب اپنے بروج و منازل تین سو پینسٹھ روز مین کہ یہ ایام سال شمسی ہین قطع کرتا ہی اور ماہتاب اٹھائیس دن مین طی کرتا ہی اور ہرگز یہ دونون اس سے تجاوز و خلاف نہین کرتے ہین اور آفتاب و ماہتاب سے فوائد کثیر مترتب ہوتے ہین اور نظم و نسبت و بندو دنیا انسے ہوتا ہی مثل اسکے کہ فصلون اور اوقاتِ شب و روز اور صوم و صلوٰۃ کے اوقات اور مہینون اور برسون کی شناخت ہوتی ہی اور آفتاب میوہے وغیرہ کو پختہ کرتا ہی اور ماہتاب خوش مزہ اور شیرین کرتا ہی اور

روایت مین وارد ہوا ہی کہ وسعت و بزرگی آفتاب کی چھ ہزار اور چار فرسخ ہی
اور وسعت ماہتاب کی چار ہزار فرسخ ہی پس حضرات آفتاب و ماہتاب
اور تمامی مخلوقات مطیع اور تابع اپنے خالق کے ہین اور حق سبحانہ تعالی نے
اپنے فضل و کرم سے کل مخلوقات کو تابع و فرمان بردار اپنے حبیب سرور کائنات
فخر موجودات کا کیا ہی کیونکہ وہ جناب باعث وجود تمامی مخلوقات ہین چنانچہ
حدیث قدسی مین ہی کہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی لولاک لما خلقت الافلاک
ای حبیب ہمارے اگر تم نہوتے تو ہرگز ہم نہ پیدا کرتے آسمانون کو اور صاحب
نخبۃ المعجزات اور اعلام الوری علیہما الرحمہ اسما بنت عمیس سے روایت
کرتے ہین کہ کہا اُسنے ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے جناب
امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو کسی کام کے لیے بھیجدیا اور جناب
امیر المومنین علیہ السلام نے اُسوقت مراجعت فرمائی کہ جناب رسول خداؐ
نماز عصر سے فارغ ہو چکے تھے پس اُن حضرت نے جناب امیر علیہ السلام کے
دامن پر سر انور رکھا اور آنکھ لگ گئی اُسیوقت وحی نازل ہوئی یہانتک کہ
قریب ہوا کہ آفتاب غروب کرے اُسوقت وحی منقطع ہوئی پس جناب
رسالت مآبؐ نے جناب ولایت مآبؑ سے فرمایا کہ ای علی آیا تمنے نماز پڑھی
اُس جناب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مجھے گوارا نہوا کہ ایسے وقت سر اقدس
آپکا زمین پر رکھون اور نماز باشرائط ادا کرون مگر بایما و اشارہ یہ سنکر جناب
رسول خداؐ نے درگاہ الٰہی مین دعا کی کہ بار الٰہا علی بن ابیطالبؑ تیری
اور تیرے رسولؐ کی طاعت مین تھا اُسپر آفتاب کو پھیر دے اسما کہتی ہی

کہ قسم بخدا دیکھا مین نے کہ آفتاب پھرا اور باوجود وسعت و بزرگی کے اسقدر بلند ہوا
کہ وقت فضیلت عصر کا ہوا اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے نماز عصر
ادا فرمائی بعد اُسکے آفتاب اپنے مقام پر گیا حضرات جو معجزات و کرامات
حق سبحانہ تعالےٰ نے کل انبیا کو عطا فرمائے تھے وہ سب اور علاوہ اُنکے
بہت سے معجزات جناب رسول خداؐ کو مرحمت فرمائے اور فیضان اُن سب
معجزات و کرامات کا اُس جناب کے اوصیا کیطرف ہوا چنانچہ اسیطرح
بعد رحلت جناب رسول خداؐ کے واسطے جناب امیرالمومنین سید الوصیین
علیہ السلام کے آفتاب نے عود کیا ہی جیسا کہ علامۂ مجلسی اور ابن شہرآشوب نے
جُویریہ بن مُسہر سے روایت کی ہی وہ کہتا ہی کہ ہم سب اصحاب ہمراہ جناب
امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے جنگِ خوارج نہروان سے
واپس آتے تھے جب ایک مقام پر زمین بابل سے تو وقت نماز عصر کا داخل ہوا
پس حضرت مرکب سے اُترے اور لشکر بھی اُترا بعد اسکے ارشاد کیا کہ ایہا الناس
یہ زمین ملعون ہی تین مرتبہ یہان کے لوگ معذب ہوے ہین اور یہ اوّل اُن
زمینون سے ہی کہ جہان بُت پرستی ہوئی ہی پس پیغمبر اور وصیِ پیغمبر پر جائز نہین ہی
کہ اس زمین پر نماز پڑھے مگر تم لوگ نماز پڑھو یہ سُنکر اصحاب نے چپ و راست
راہ کے میل کیا اور متوجہ نماز ہوے اور خود جناب امیرالمومنین علیہ السلام ناقۂ
جناب رسول خداؐ پر سوار ہوکر ایک طرف کو تشریف فرما ہوے راوی
کہتا ہی کہ مین نے عرض کی قسم بخدا مین ہمراہ رکاب چلونگا اور آج اپنی نماز
تابع آپکی نماز کے کرونگا یہ کہکر مین پیچھے پیچھے اُن حضرت کے چلا جاتا تھا ہنوز

جسر حلہ سے نہ گذرے تھے کہ آفتاب نے غروب کیا اسوقت میرے دلمین وسوسے
پیدا ہوئے پس جب ہم جسر سے گذرے تو حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اذان کہو اور
آپ متوجہ وضو ہوئے بعد اسکے کسی سے کچھ کلام کیا کہ مین نہ سمجھا اور گمان میرا
یہ تھا کہ زبان عبرانی ہی پس حضرت نے اقامت کہی تو قسم بخدا دیکھا مین نے کہ
آفتاب درمیان سے دو پہاڑ کے نکلا اور صدا اُس سے ظاہر ہوئی اور پھر اُس
مقام پر پہونچا کہ وقت فضیلت عصر کا تھا اسوقت حضرت نے نماز عصر ادا
فرمائی اور مین نے اقتدا کی اُن حضرت کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو
آفتاب نے غروب کیا اور ستارے ظاہر ہوئے اسوقت حضرت میری طرف
متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ حق سبحانہ تعالے فرماتا ہی فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ
مین نے اپنے پروردگار کو باسم اعظم یاد کیا تو آفتاب کو میرے واسطے پھیرا ۔

گوار ابرو رَدِّ سائل نبود	ولے ردّ خورشید مشکل نبود

اور باذل علیہ الرحمہ یون کہتے ہین ع

بدان تا نگردد نمازش قضا	خدا باز گرداند خورشید را
ببین نزد حق حشمتش را ببین	گران قدری طاعتش را ببین
برش مہر و مہ را چہ وزن و وقار	کہ گر خواہد آن صاحب اقتدار
بگرداند این طارمِ چنبری	بانگشت کہتر چو انگشتری

اور حق سبحانہ تعالے تو ببرکت اور واسطہ علی بن ابیطالب علیہ السلام کے
حاجت کسی حاجتمند کی رد نہین کرتا ہی بلکہ دعا اُسکی قبول فرماتا ہی چنانچہ
مصابیح القلوب وغیرہ مین یونس بن عبد اللہ سے روایت کی ہی وہ کہتا ہی

کہ ایک سال مین واسطے حج خانۂ کعبہ کے گیا اور ایک منزل مین مین نے ایک عورت حبشیہ کو دیکھا کہ چشم ظاہر سے نابینا اور چشم باطن سے ساتھ نور ولایت کے بینا تھی اسطرح سے دعا کرتی تھی یَا رَادَّ الشَّمْسِ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ رُدَّ بَصَرِیْ۔ اے پھیرنے والے آفتاب کے واسطے امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے میری بصارت کو پھیر دے راوی کہتا ہی کہ یہ سنکر مین نے اُس عورت سے کہا کہ تو علی بن ابیطالب علیہ السلام کو دوست رکھتی ہی اُسنے کہا قسم بخدا مین اُن حضرت کو بہت دوست رکھتی ہون پس مین نے دو دینار سرخ اُسکو دیے مگر اُسنے واپس کیے اور کہا کہ مجھے حاجت مال دنیا کی نہین ہی پس جب مین نے بعد فراغ حج کے مراجعت کی تو دیکھا مین نے کہ آنکھین اُسکی روشن ہین اور وہ حجاج کو پانی پلارہی ہی اُسوقت مین نے اُس سے کہا کہ اے ضعیفہ دوستی جناب امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے تجھے کیا نفع بخشا یہ سنکر اُس پاک اعتقاد نے کہا کہ سات شبانہ روز مین نے اُسیطرح سے دعا کی تو ساتوین شبکو ایک بزرگوار میرے پاس آئے اور مجھ سے فرمایا کہ تو علی بن ابیطالبؑ کو دوست رکھتی ہی مین نے عرض کیا کہ البتہ مین اُن حضرت کو بہت دوست رکھتی ہون پس اُس بزرگوار نے درگاہ الٰہی مین دعا کی کہ بارالٰہا اگر یہ ضعیفہ راست گو ہی تو اسکو بینا کردے پس فوراً میری آنکھین روشن ہوگئین اُسوقت مین نے اُنکی خدمت بابرکت مین عرض کی کہ آپکو قسم ہی اُس پروردگار کی کہ جسنے آپکو یہ رتبہ عطا فرمایا ہی آپ کون ہین یہ سنکر اُس بزرگوار نے ارشاد کیا کہ

مین ایک شیعہ ہون شیعیان امیرالمؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام سے
اور نام میرا خضر پیغمبر ہی کہ اُن حضرت کے شیعون کی خدمت پر مؤکل ہون
وَفِی کِتَابِ الرَّوضَۃِ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اِتَّبِعُوا الشَّمْسَ حَتّٰی تَغْرُبَ فَاِذَا غَرُبَتْ فَاتَّبِعُوا
الْقَمَرَ حَتّٰی تَغْرُبَ فَاِذَا غَابَ فَاتَّبِعُوا الْفَرْقَدَیْنِ اور کتاب روضہ مین
انس بن مالک سے منقول ہی کہ کہا اُسنے فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ نے کہ ایہا الناس متابعت کرو شمس کی یہانتک کہ غروب کرے
پس جسوقت کہ وہ غروب کرے تو متابعت کرو قمر کی یہانتک کہ وہ غروب
کرے پس جب وہ غائب ہو تو متابعت کرو دو ستارہاے بلند فرقدین کی
قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الشَّمْسُ وَمَا الْقَمَرُ وَمَا الْفَرْقَدَانِ قَالَ
الشَّمْسُ اَنَا وَالْقَمَرُ عَلِیٌّ وَالْفَرْقَدَانِ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلَیْہِمُ
یہ سُنکر بعض اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شمس کون ہی اور قمر کون ہی
اور فرقدان سے کون مراد ہین حضرت نے فرمایا کہ مین بمنزلۂ آفتاب
فلکِ نبوت و رسالت ہون اور علی بن ابیطالب بمنزلۂ ماہتابِ سپہر
امامت و ولایت ہین اور میرے نورعین حسن و حسین بمنزلۂ فرقدان
دو ستارہاے درخشان آسمان امامت و ولایت کے ہین اب حضرات
تصور کیجیے کہ آیا امت نے بعد جناب رسالت مآب کے پیروی اور متابعت
کی اُن حضرات کی یا نہین آہ آہ عوض متابعت کے اشقیاے امت نے
جناب امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے گلوے انور مین ریسمان

ظلم و ستم ڈالکر حرم سرا سے باہر لائے اور دروازہ دولتسرا کو جلا دیا آخر مسجدِ
کوفہ مین ضربت شمشیر زہر آلودہ سے ابن ملجم لعین نے شہید کیا اور امام حسن
علیہ السلام کو زہر دغا سے شہید کیا اور جنازہ پر تیر لگائے اور روضہ رسولِ خدا ؐ مین
دفن ہونے دیا اور امام حسین علیہ السلام کو مہمان بلا کر مع اصحاب و اقربا
نہر فرات پر تشنہ لب روز عاشورا شہید کیا چنانچہ ابو مخنف لکھتا ہے کہ جب
امام حسین علیہ السلام نے اُس شدتِ تشنگی مین چار ہزار اور پانچ سو پیادے
لشکرِ اعدا کے قتل کیے اور باقی ماندہ فرار کر گئے اور راہ دریا کی صاف ہوئی تو
اُسوقت حضرت نے ذوالجناح کو نہر فرات مین ڈالدیا اور ایک چلو پانی
اُٹھا کر چاہا کہ لبہائے خشک تک لائین فَصَاحَ صَائِحٌ یَا حُسَیْنُ ع اَدْرِکْ
خَیْمَتَکَ پس ناگاہ ایک دشمن خدا نے آواز دی کہ ای حسین کیا آپ پانی
پیتے ہین اپنے خیمون کی خبر لیجیے کہ تاراج ہوتے ہین سبحان اللہ کیا غیور تھے
وہ جناب کہ بخیال ناموس یہ سُنکر پانی ہاتھ سے پھینکدیا اور نہر فرات سے
باہر تشریف لائے اور متوجہ خیمگاہ ہوے دیکھا کہ وہ سالم و محفوظ ہے ثابت
ہوا کہ یہ فقط حیلہ تھا کہ تا حسین پانی نہ پئین آہ آہ اعدا نے اس مکر و دغا سے
اُس خورشید امامت کو نہر فرات سے پیاسا پھیر دیا ملا آقا دربندی اِس
مقام پر یون لکھتے ہین کہ شاید مطلب حضرت کا اس فعل سے یہ ہو کہ ای اعدا
دیکھو ایسی شدت تشنگی اور ضرورت مین پانی ایسی چیز کو باوجود قدرت و قبضے
پاس و لحاظ اور حرمتِ عترت رسول خدا ؐ کی کہ جو امانت اُن حضرت کی ہے
مین نے ہاتھ سے پانی پھینکدیا اور اپنی جان سے اُنکو عزیز جانا پس اسیطرح تم سلوک

حرمت عترت رسول خدا کی واجب ولازم ہوا آہ مومنین حضرت کو تو یہ لحاظ
ہو مگر بعد شہادت اُس جناب کے اعدانے دختران رسول خدا کی مقنعہ وچادرین
چھین لین اور بے پردہ کیا جیسا کہ معصوم زیارت ناحیۂ مقدسہ مین فرماتے ہین
السَّلَامُ عَلَى النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو
کربلا مین بے پردہ کی گئین اور بظلم وستم خیمون سے نکالی گئین یُسَاقُوْنَهُنَّ
كَالْاِمَاءِ الْمُسْبِيَاتِ فِي الْبَرَارِيْ وَالْفَلَوَاتِ اور اُن ستم رسیدون کو
مثل کنیزون کے اسیر ومقید کرکے اعدا زمین ناہموار اور صحرا مین لیے پھرے
تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمْ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ آہ اُنکے چہرے اور رخسارے حرارت
وتیزی آفتاب سے جلتے تھے اَيْدِيْهِمْ مَغْلُوْلَةٌ اِلَى الْاَعْنَاقِ يُطَافُ بِهِمْ
بِهٰذِهِ الْمَذَلَّةِ فِي الْاَسْوَاقِ ہاے افسوس ہاتھ اُن بیگناہون کے
گردنون سے مستحکم باندھے تھے اور اعداے دین اُن بیکسون کو باین مذلت
بازارون مین پھراتے تھے حضرات یہ ظلم وستم تو بعد شہادت امام حسین
علیہ السلام کے اُن حضرت کے اہل بیت پر گذرے آہ وہ امام حسین ؑ
جو آغوش رسول خدا اور بتول عذرا مین پرورش ہوے اور جنکی گہوارہ
جنبانی ملائکہ کرتے تھے تب نیند آتی تھی اور جنکا بدن انور لباس جنت سے
آراستہ ہوتا تھا جیسا کہ شمع المجالس مین لکھا ہے ؎

وَيَوْمًا نَامَ فِيْ شَمْسِ النَّهَارِ		وَلَمْ يَكُ ذَا سُكُوْنٍ اَوْ قَرَارِ

ہاے افسوس کیا انقلاب زمانہ ہے کہ ایک دن وہ جناب تمازت آفتاب تیز
ریگ گرم پر سوتے تھے کہ ذرا اُن حضرت کو آرام وقرار نہ تھا افسوس ہزار

افسوس اعدا الباس لوٹ لیگئے تھے اور خاک صحرا اُڑ کر لاش اطہر پر جمتی جاتی تھی

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس پنجاہ و نہم

فِی اللُّھُوْفِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَکٰی عَلٰی اَبِیْہِ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً صَائِمًا نَھَارَہٗ قَائِمًا لَیْلَہٗ

لہوف میں سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے جد بزرگوار میرے امام زین العابدین علیہ السلام اپنے پدر مظلوم امام حسین علیہ السلام کے غم والم اور ماتم میں چالیس برس روئے اسطرح سے کہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو نمازیں پڑھا کرتے تھے فَاِذَا حَضَرَ الْاِفْطَارُ جَاءَ غُلَامُہٗ بِطَعَامِہٖ وَشَرَابِہٖ فَیَضَعُہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ فَیَقُوْلُ کُلْ یَا مَوْلَایَ فَیَقُوْلُ قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ جَائِعًا قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَطْشَانًا پس جب وقت افطار کا آتا تھا اور غلام اُن حضرت کا کھانا اور پانی سامنے اُس جناب کے حاضر کرتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ اے آقا اور سید میرے کھانا نوش کیجیے تو اُسوقت کھانے کا نام سنتے ہی حضرت بیتاب ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہائے افسوس فرزند رسول خدا بھوکا قتل ہوا ہائے افسوس فرزند رسول خدا پیاسا ذبح ہوا فَلَمْ یَزَلْ یُکَرِّرُ ذٰلِکَ وَیَبْکِیْ حَتّٰی یَبْتَلَّ طَعَامُہٗ مِنْ دُمُوْعِہٖ ثُمَّ یَمْزِجُ شَرَابَہٗ بِدُمُوْعِہٖ فَلَمْ یَزَلْ کَذٰلِکَ حَتّٰی لَحِقَ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اور وہ جناب بار بار یہی کلمات فرماتے تھے اور زار زار روتے

جاتے تھے یہانتک کہ تمام کھانا آنسوؤن سے تر ہو جاتا تھا بعد اسکے پانی کو بھی آبِ چشم اپنے اشک سے ممزوج فرماتے تھے پس یہی حال اُن حضرت کا مدت العمر رہا یہانتک کہ دنیا سے بزہر ستم انتقال فرمایا حضرات جناب امام زین العابدین علیہ السلام بعد رہائی قید شام کے مدینہ منورہ مین طاعتِ خدا اور گریہ و بکا اور عزاے مظلوم کربلا مین رات و دن مشغول رہتے تھے اور کچھ مومنین و محبین واسطے تعزیت و ماتم پُرسے اور دریافت کرتے مسائل کے حاضر خدمت بابرکت اُن حضرت کے ہوتے تھے پس یہ بھی اعدا کو نہایت شاق تھا اور بکمال عداوت ایذا رسانی سے دست بردار نہوتے تھے بلکہ درپئے قتل رہتے تھے اسلیے کہ اُنکو گمان تھا کہ عوض خون پدر مظلوم کا لینگے ہائے افسوس اولاد مظلوم کربلا پر کیا کیا ظلم و ستم گذرے جناب علی اکبر اور علی اصغر اور عبداللہ کو اعدا نے روز عاشورا تشنہ لب شہید کیا اور امام زین العابدینؑ کو اعدا نے ہمیشہ تکلیف و اذیت پہونچائی اللہ اکبر مومنین خاصانِ خدا ہمیشہ مبتلا یہ بلا رہے ہین چنانچہ جناب ممتاز العلما علیہ الرحمہ لکھتے ہین مناقب مین ابن شہر آشوب نے زُہری سے روایت کی ہے کہ ایک روز حاکم مدینہ عبدالملک بن مروان لعین نے حکم دیا کہ امام زین العابدین علیہ السلام کو بطوق و زنجیر اسیر و مقید کرکے طرف شام کے لیجائین اور ایک جماعتِ کثیر کو اُن حضرت پر موکل کیا راوی کہتا ہے مین نے بہی کوشش تمام اُن اشقیا کے پاس گیا اور اجازت چاہی کہ حضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر سلام کرکے اُس مظلوم کو وداع رخصت کرون جب مین قریب حضرت کے پہونچا دیکھا مین نے کہ اعدا نے اُس مظلوم کو زنجیرون سے باندھا ہے اور ایک

طوق آہنی گلوے انور میں ڈالا ہی یہ حال پُرملال دیکھکر میں بشدت رویا اور مین نے
عرض کیا کہ ہاے ای آقا اور مولا میرے کاش یہ ظلم و ستم مجھپر ہوتا اور آپ سلامت
رہتے یہ سُنکر حضرت نے فرمایا کیا تم گمان کرتے ہو کہ یہ آہن مجھپر گرانی کرتا ہی اور
تکلیف و اذیت دیتا ہی آگاہ ہو اگر میں چاہوں تو اسکو دفع کر سکتا ہوں لیکن
اس صبر مین مظلوم کا ثواب اور اجر پیش خدا زائد ہوتا ہی اور ظالم کا عذاب
و عقاب بڑھتا ہی پس یہ فرما کر اُس معجز نما فرزند رسول خداؐ نے باعجاز دست
و پاہاے اطہر اور گلوے انور سے طوق و زنجیر نکالے اور فرمایا کہ اگر میں چاہوں
تو ایسا کر سکتا ہوں بعد اسکے دست و پاہاے انور اور گلوے اطہر داخل طوق و زنجیر
بدستور کیے اور فرمایا کہ میں دو منزل سے زیادہ ہمراہ ان اعدا کے نہ جاؤنگا حضرات
تصور کیجیے کہ جب وہ مظلوم اس ظلم و ستم سے روانہ ہوے ہونگے تو اُسوقت جناب
زینبؑ و ام کلثوم اور اہلبیت اُن حضرت کا کیا حال ہوا ہوگا اغلب ہی کہ اُسوقت
وداع و رخصت ہونا جناب عباس و علی اکبر اور جناب امام حسین علیہ السلام کا
روز عاشورا یاد آگیا ہوگا آہ آہ جب وہ حضرات عزم میدان کرتے تھے تو اہلبیت
اطہار دامن سے لپٹکر زار زار روتے تھے اور روکتے تھے الغرض زُہری کہتا ہی
کہ بعد چار روز کے دیکھا میں نے کہ وہ سب موکل اُن حضرت کے مدینہ میں آئے
ہیں اور اُس جناب کو تلاش کرتے ہیں اور کہتے تھے کہ اگر حاکم ہمسے پوچھیگا تو ہم
کیا جواب دینگے پس میں نے اُنکے پاس جا کر حقیقت حال دریافت کی اُن اشقیانے
بیان کیا کہ امر اُن حضرت کا عجیب و غریب ہی کیونکہ ہم تمام شب بیدار تھے اور
حراست و نگرانی اُنکی کرتے تھے جب صبح ہوئی تو اُنکے مقام پر ہم سبنے بغور نظر کی

تو بجز طوق و زنجیر کے کچھ نہ دیکھا یہ سُنکر مین عبد الملک لعین کے پاس گیا اُس شقی نے
حال اُن حضرت کا مجھ سے پوچھا پس من نے جو اُن پاسبانون سے سُنا تھا وہ
بیان کیا یہ سنکر اُسنے کہا کہ جس روز پاسبانون نے انکو نپایا اُسی روز میرے پاس
تشریف لائے اور فرمایا کہ ہمکو تجھ سے کیا کام ہی اور تو مجھے کیون اذیت دیتا ہے
اُسوقت اُن حضرت کا رعب اور خوف ایسا مجھپر غالب ہوا کہ مین اُنسے کسی بدی اور
ضرر کا قصد و ارادہ بھی نہ کر سکا بلکہ مین نے عرض کیا کہ اگر آپ چاہین تو میرے
پاس تشریف رکھین مین آپکو گرامی رکھونگا ارشاد کیا کہ مین یہ نہین چاہتا ہون یہ
فرما کر باہر تشریف لیگئے پھر مین نے ابتک نہین دیکھا پس مین نے عبد الملک لعین سے
کہا کہ علی بن الحسین علیہما السلام ایسے نہین ہین جو تو گمان کرتا ہی وہ جناب تو
یہ ارادہ ہی نہین رکھتے ہین اور اپنے حال مین مشغول ہین یعنے بجز عبادت خدا
اور گریہ و بکا کے کوئی کام نہین ہی یہ سنکر اُسنے کہا کہ کیا اچھا اور نیک شغل ہی
اور خوشا بحال اور شغل اُس جناب کے حضرات یہ اعجاز و کرامات دیکھکر
آتش حسد اعدا کی شعلہ ور ہوئی اور ہمیشہ تدبیر و فکر قتل مین اُن حضرت کے
رہے آخر ہشام بن عبد الملک یا ولید بن عبد الملک بن مروان لعین نے بالہام
و ستم اپنے عہد حکومت مین زہر دیا جسکے صدمہ سے نہایت بیقرار و بیچین ہوے
اور بائیسوین اور بقولے پچیسوین محرم ۹۵ھ سنہ پچانوے ہجری کو رحلت فرمائی
چنانچہ بحار اور عوالم وغیرہ مین منقول ہی کہ جب زہر نے اثر کیا اور آثار موت کے
ظاہر ہوے تو اُسوقت اپنے فرزند دلبند امام محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا
کہ ای فرزند آج وہ شب ہی کہ مین اپنے پروردگار سے ملاقات کرونگا اور

رنج والم دنیا سے نجات پاؤنگا مگر میری مفارقت سے تم سب اہل بیت کو حسرت و تاسفِ کمال حاصل ہوگا پس ای فرزند تم سبکو لازم ہی کہ صبر و شکیبائی اختیار کرنا اور مصائب و تکالیف دنیا کا تحمل کرنا کہ تا حق سبحانہ تعالے تمکو اسکا اجر جمیل عطا فرمائے راوی کہتا ہی کہ اُسوقت امام زین العابدین علیہ السلام نے اِسطرح کلمات وداع و رخصت کے بیان کیے کہ جسطرح شب عاشورا فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام نے اپنے اہل بیت سے فرمائے تھے آہ آہ اُسوقت خانۂ نبوت و امامت مین شور گریہ و بکا بلند ہوا گویا نمونۂ شب عاشورا تھا اور اُن حضرت نے اپنے فرزند سے چند وصیتین فرمائین اور اسرار امامت و ولایت سے مطلع کیا اور امانات انبیا و اوصیا کے سپرد فرمائے اور فرمایا ای فرزند اب تم بعد میرے امام زمان ہو بعد اِسکے آمادہ و مستعد لقائے الٰہی رہے اور اپنے فرزند کو اپنی آغوش مبارک مین لیا اور فرمایا کہ ای نور نظر جب قضا و قدر الٰہی اور حکم جناب باری جاری ہوا اور مین اس دنیائے فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت کرون تو تم مجھے غسل دینا اور حنوط کرنا اور کفن دیکر دفن کرنا حضرات جو وصایا مظلوم کربلا نے شب عاشورا اپنے فرزند بیمار سے فرمائے تھے ویسے ہی کلمات وصایا بیمار کربلا نے اپنے فرزند دلبند سے فرمائے لیکن چند وصیتین زائد تھین غسل دینا اور حنوط کرنا اور کفن دیکر دفن کرنا آہ ہمارے آقا مظلوم کربلا کو کوئی چیز ائین سے بعد شہادت کے میسر نہوئی جیسا کہ ان فقرات زیارت نفجعہ سے ظاہر ہی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ دَمُهٗ غُسْلُهٗ وَشَیْبَتُهٗ قُطْنُهٗ وَالتُّرَابُ کَافُوْرُهٗ سلام ہو آپ پر ای مظلوم کربلا کہ جسکا غسل اُسکے خونِ بدن سے ہوا اور ریش سفید بجائے

بنیہ کے ہوئی اور خاک صحرا بجائے کافور کے ہوئی دَنَسَجُ الرِّیَاحُ اَکْفَانَہٗ وَالْقَنَاۃُ الْخَطِّیُّ نَعْشَہٗ وَفِی قُلُوْبِ مَنْ وَالَاہُ قَبْرُہٗ اور بعوض پارچہائے کفن کے ریگ گرم صحرا ہوئی جو اُڑ اُڑ کے اُس جناب کی لاش اقدس پر جمتی جاتی تھی اور بجائے جنازہ کے سر انور نوک نیزہ پر رہا اور دیار بدیار پھرایا گیا اور دل میں مومنین کے قبر اُس شہید راہ خدا کی ہوئی یہی وجہ ہے کہ جب ذکر اُس مظلوم کا ہوتا ہے تو دل مومنین کا بیتاب ہوتا ہے الغرض جب امام زین العابدین علیہ السلام اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام سے وصایا فرما چکے تو اُسوقت اُس جناب کو غش آگیا اور عرق موت کا مثل مروارید کے پیشانی انور پر جاری ہوا کہ یہ علامت مومن ہے جب غش سے افاقہ ہوا تو سورہ اِنَّا فَتَحْنَا اور اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ کی تلاوت فرمائی اُسوقت روح اقدس نے مثل برگ گل کے طرف جنت کے انتقال فرمایا آہ اُسوقت شور گریہ و بکا اور واعلیاہ و امظلوماہ بلند ہوا اور سب زن و مرد اندر باہر زار زار روتے تھے بعد اسکے امام محمد باقر علیہ السلام نے حسب وصیت اپنے پدر بزرگوار کو غسل دیا اور حنوط کیا اور کفن دیکر نماز جنازہ پڑھی اور جنت البقیع میں پاس جناب امام حسن علیہ السلام کے دفن کیا حضرات سنا آپنے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار کو حسب وصیت غسل دیا اور نماز پڑھی اور دفن کیا مگر افسوس ہزار افسوس حال پر بیمار کربلا امام زین العابدین علیہ السلام کے کہ اُس جناب کو روز عاشورا اعدا نے اتنی مہلت نہ دی کہ اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کو دفن کرتے بلکہ طوق و زنجیر میں جکڑ کے اسیر و مقید کیا اور اسباب لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگائی اسیر

یہ ظلم وستم تھا کہ شمر لعین بازیانہ سے اذیت دیتا تھا ہاے افسوس صدمہ سے
اُسکے وہ مظلوم فریاد کرتے تھے وَاجَدَّاہُ وَا مُحَمَّدَاہُ وَاعَلِیَّاہُ وَاحَسَنَاہُ
وَاحُسَیْنَاہُ ای جد بزرگوار محمد مصطفےٰؐ فریاد ہی اور ای دادا علی مرتضیٰ اور
ای چچا حسن مجتبیٰ اور ای بابا حسین مظلوم کربلا فریاد ہی کہ یہ ظالم مجھے اذیت
وتکلیف دیتا ہی ملا آقا دربندی لکھتے ہین کہ جناب زینب یہ ظلم وستم شمر
ظالم کا دیکھکر بیمار کربلا کے حال پر زار زار روئین اور فرمایا کہ واے ہو تجھپر
او شمر ذی الجوشن رحم کر یتیم خاندان نبوت اور خلاصۂ دودمان رسالت پر
کہ یہ بیگناہ اور متقی و پرہیزگار اور سزاوار تاج خلافت رسول خدا ہی بعد
اپنے پدر بزرگوار کے یعنے ای شمر اس سر اقدس پر تاج خلافت زیبا تھا نہ تازیانہ
تیرا ای ظالم ذرا خوف خدا کر بس وہ ستم دیدہ ایسے کلمات فرماتی تھین یہانتک
کہ اُس ظالم اظلم کو اس ظلم وستم سے باز رکھا اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَی الْقَوْمِ
الظّٰلِمِیْنَ ؁

مجلس پنجاہ و ششم

فِی الْکَافِیْ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ
عَلَیْهِ السَّلَامُ اَوَّلُ مَا یُبْدَأُ بِهٖ فِی الْاٰخِرَةِ صَدَقَةُ الْمَآءِ یَعْنِیْ فِی
الْاَجْرِ کافی مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا حضرت
امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے کہ جب بروز قیامت اعمال
خیر و نیک کا اجر و ثواب ہر نیکوکار اور متقی و پرہیزگار کو عطا ہو گا تو ابتدا
اُسکی اُن لوگون سے کیجائیگی کہ جن اشخاص نے دار دنیا مین کسی پیاسے کو

سیراب کیا ہوگا وَفِیْهِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ اَفْضَلُ
الصَّدَقَةِ اِبْرَادُ کَبِدٍ حَرّٰی اور اُسی کتاب مین جناب صادق علیہ
السلام سے منقول ہی فرمایا اُن حضرت نے کہ بہترین تصدقات سرد کرنا ہی
اُس جگر کا کہ جو بسبب شدت تشنگی کے گرم ہوا ہو سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے
پانی پلانے اور پیاسے کو سیراب کرنیکا اور خود جناب رسول خدا اور ائمہ ہدےٰ
علیہم السلام نے بارہا پیاسون کو سیراب فرمایا ہی منجملہ اُسکے حیات القلوب
مین ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ راوندی اور ابن شہر آشوب نے
بسند معتبر جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ فرمایا جناب
امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے کہ ہم سب اصحاب ہمراہ
رکاب جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ کے واسطے جہاد کے سفر کو
گئے اور ایک دن ایسی ایک منزل پر پہونچے کہ وہان پانی نہ تھا اور سب
اصحاب بشدت پیاسے تھے پس حضرت نے ایک ظرف طلب فرمایا کہ اُسمین
تھوڑا پانی تھا اور دست اقدس اُس ظرف پر رکھا پس انگشتہاے انورسے
اُن حضرت کی اسقدر پانی جاری ہوا کہ تمام اصحاب مع اپنے مرکبون کے
سیراب ہوے اور ہر ایک نے اپنے ظروف اور مشکیزے بھی پُر کیے اور لشکر
ظفر پیکر مین اُن حضرت کے اُس روز تیس ہزار آدمی اور بارہ ہزار گھوڑے
اور بارہ ہزار اونٹ تھے پس حضرات فیضان سے اُن حضرت کے یہی اعجاز
وکرامات اور دستگاہ اُس جناب کے اوصیا کو بھی حاصل ہی چنانچہ
شیخ ابو جعفر قمی علیہ الرحمہ بسند معتبر حبیب بن محمد جہیم سے روایت کرتے ہین

کہ کہا اُسنے ہم سب اصحاب ہمراہ رکاب ولایت مآب جناب امیر المومنین علی
ابن ابیطالب علیہ السلام کے متوجہ صفین تھے تو ایک روز ایسے بیابان مین
پہونچے کہ وہان پانی نہ تھا اور تشنگی مجھپر اور تمامی لشکر پر ایسی غالب ہوئی کہ
قریب تھا کہ ہلاک ہون پس اصحاب نے اطراف وجوانب مین پانی تلاش
کیا لیکن کسینے نہ پایا پس اسی اثنا مین ایک دیر دکھائی دیا اور بعض اصحاب
اہل دیر کے پاس گئے اُنسے تفحص آب کیا اہل دیر نے کہا کہ یہان پانی موجود
نہین ہی اور جہان سے ہمارے واسطے پانی آتا ہی وہ مقام یہان سے دو فرسخ
سے زیادہ دور ہی اور جسقدر پانی قبل اسکے لائے تھے وہ سب صرف ہوگیا
اسوجہ سے ہمپر تشنگی ایسی غالب ہوئی ہی کہ طاقت کلام کی نہین ہی اور قریب ہی
کہ ہم شدت تشنگی سے ہلاک ہون پس یہ سُنکر جناب امیر المومنین علیہ السلام
نے قریب اُسکے ایک زمین کیطرف اشارہ فرمایا اور اصحاب کو حکم دیا کہ اِس
زمین کو کھودو کہ حق سبحانہ تعالے اپنے فضل وکرم سے ہمکو اِس مقام سے
آب سرد وخوشگوار اور صاف وشیرین عطا فرمائیگا پس اصحاب حسب الحکم
اُن حضرت کے طرف کھودنے اُس زمین کے مشغول ہوے جب تھوڑا کھودا
تو ایک سنگ سیاہ بزرگ پیدا ہوا حضرت نے فرمایا اس سنگِ عظیم کو ہٹا دو
کہ اسکے نیچے چشمہ ہی پس اصحاب نے جہد وکوشش بہت کی اور ہر چند چاہا
کہ اُس سنگ عظیم کو باتفاق ہٹائین مگر اُسکو حرکت وجنبش نہ دیسکے اور عاجز
ہوے پس حضرت نے فرمایا کہ تم سب ہٹ جاؤ جب اصحاب ہٹ گئے
اُسوقت خود مظہر العجائب مُظہر الغرائب جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب

علیہ السلام نے اُس سنگ عظیم کو اُٹھا کر چند گز دور پھینکدیا تو نیچے اُسکے ایسا آب سرد و شیرین اور صاف ظاہر ہوا کہ کسی نے ایسا پانی شیرین و لذیذ اور خوشگوار اُس جماعت مین نہ پیا تھا پس تمام لشکر نے وہ پانی پیا اور ظروف و مشکیزے پُر کیے اور حیوانات بھی سیراب ہوے بعد اسکے حضرت نے اُس سنگ عظیم کو اُٹھا کر اپنے مقام پر رکھدیا اور اُس چشمہ کو بند کر دیا حضرات اسیطرح فرزند امیر المومنین دلبند سید المرسلین جناب امام حسین علیہ السلام نے بھی پہلی تاریخ محرم کو ایک بیابان مین بحالت تشنگی لشکر حر کو کہ ہزار سوار تھے مع راکب و مرکب کے سیراب فرمایا ہی اور آٹھوین تاریخ تو اُس معجز نما نے تمام اصحاب و اقربا کو سیراب فرمایا چنانچہ محرق القلوب وغیرہ مین منقول ہی کہ دوسری محرم سے چھٹی تاریخ تک تیس ہزار اور بنا بر دوسری روایت کے لاکھ اشرار اہل کوفہ و شام واسطے قتل فرزند خیر الانام کے کربلا مین جمع ہوے اور سامنے خیام مظلوم کربلا کے اُترے اور عمر سعد نے عمر بن حجاج کو مع چار ہزار تیر اندازون کے نہر فرات پر معین و مقرر کیا کہ تا امام حسینؑ اور اصحاب اُن حضرت کو پانی لیجانے سے منع کرے کہ وہ آٹھوین تاریخ محرم کی تھی پس جب اہل بیت امام حسینؑ اور اطفال خرد سال اور اعوان و انصار پر اُن حضرت کے تشنگی نے غلبہ کیا اور فریاد العطش العطش اطفال نے بلند کی تو اُسوقت حضرت کھڑے ہوے اور عقب خیمہ مخدرات عصمت تشریف لائے اور خیمہ سے روبقبلہ تین قدم اور بنا بر روایت بحار کے انیس۱۹ قدم اُٹھائے اور فرمایا کہ اس مقام پر زمین کو کھودو پس جب اصحاب نے اُس مقام پر کھودا تو باعجاز سید الشہداؑ ایک چشمہ آب شیرین و خوشگوار نمودار ہوا پس سب نے

وہ پانی پیا اور جانورون کو بھی سیراب کیا بعد اسکے وہ چشمہ غائب ہوا پھر کسی نے
اُسکا اثر بھی نہ دیکھا آہ اس مقام پر یاد آگئی تشنگی امام حسین علیہ السلام اور اُن
حضرت کے اصحاب و اقربا اور اطفال شیرخوار کی جو صحراے کربلا مین روز عاشورا
فریاد العطش العطش کی فرماتے تھے چنانچہ مقتل ابومخنف وغیرہ مین منقول ہی
کہ جب شدت تشنگی نے امام حسین علیہ السلام اور اُن حضرت کے اہل حرم اور
اولاد و اصحاب باوفا پر غلبہ کیا اُسوقت سبنے شکایت پیاس کی خدمت مین
اُس جناب کے عرض کی یہ سنکر حضرت نے اپنے برادر حق شناس جناب عباسؑ کو
طلب کیا اور فرمایا کہ ای عباس اہل بیت ہاشمیہ کو جمع کرکے ایک کنوان کھودو
حسب الارشاد اُن حضرت کے جناب عباسؑ اور جوانان ہاشمی نے ایک چاہ
کھودا ہاے افسوس اُسمین پانی نہ نکلا لاچار اُس چاہ کو خاک سے پاٹ دیا
اور بند کردیا اور دمبدم اہل حرم اور بچون پر شدت تشنگی بڑہتی گئی اور آواز
العطش العطش بلند ہوئی حضرات تا قیام قیامت تمام عالم کے دریا اور نہرین
اور چشمے جاری رہینگے مگر افسوس اولاد جناب رسول خدا کے جگر شدت تشنگی سے
کربلا مین پژمردہ اور خشک ہوے اور باران بھی اپنے اوقات مین بمشیت الٓہی
برستا رہیگا لیکن فرزندان علی مرتضےٰ اور فاطمہ زہرا علیہما السلام کو وقت آخر بھی
ایک قطرہ پانی کا میسر نہوا اور دریا سے کنارہ نہر فرات پر شہید ہوے ۵

ای آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند
آزردہ رفت از تو لبِ تشنۂ حسینؑ

یہی وجہ ہی کہ بنا بر روایت بحار کے جناب زینبؑ اپنے برادر مظلوم کے مرثیہ
اور نوحہ مین یہ جگرخراش مضمون فرماتی ہین ۵

اَیُبْخَلُ بِالْفُرَاتِ عَلَی الْحُسَیْنِ ۔۔۔ وَقَدْ اَضْحٰی مُبَاحًا لِلْکِلَابِ

آہ آیا بخل کیا گیا آب فرات سے فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام حالانکہ وہ پانی کلاب پر بھی مباح تھا یعنے کیا غضب ہی کہ اولاد جناب رسول خدا اور علی مرتضےٰ اور اطفال خردسال اُنکے تو تشنہ لب کنارہ نہر فرات پر شہید کیے اور جانوران درندہ تک اُس پانی سے سیراب ہوتے تھے ٭

بودند دام و دد ہمہ سیراب ومی مکید ۔۔۔ خاتم ز قحط آب سلیمان کربلا

اَسَفًا لَہٗ عِنْدَ الشَّرِیْعَۃِ یَشْتَکِیْ ۔۔۔ ظَمَأً وَّوَالِدُہٗ وَلِیُّ الْکَوْثَرِ

افسوس ہزار افسوس جس بزرگوار کا پدر نامدار ساقی کوثر ہو وہ قحط آب سے شکایت پیاس کی کنارہ نہر فرات پر کرے اور اعدا ایک قطرہ پانی کا اُس مظلوم کو نہ دین ٭

لَھْفًا لَہٗ مِنْ لَاھِفٍ کَیْفَ اشْتَکٰی ۔۔۔ ظَمَأً وَّفِیْ یُمْنَاہُ خَمْسَۃُ اَبْحُرٍ

ہاے افسوس کیا مقام حسرت ہی اُس مظلوم کے حال پر کہ جو خود اپنی پیاس کے ازروے تلہف کے شکایت شدت تشنگی کی کرتا رہا حالانکہ پانچون اُنگلیاں اُس جناب کی پانچ دریاے رحمت الٰہی تھے یعنے باوجود قدرت کے اپنا پیاسا رہنا گوارا کیا اور کیسا صبر و تحمل فرمایا چنانچہ حجت خدا زیارت ناحیۂ مقدسہ مین فرماتے ہین قَدْ عَجِبَتْ مِنْ صَبْرِکَ مَلَائِکَۃُ السَّمٰوَاتِ اے جد مظلوم تحقیق کہ آپنے ایسا صبر کیا کہ ملائکہ سماوات نے آپکے صبر سے تعجب کیا اور آپنے بڑی بڑی اذیتون کا تحمل کیا وَاَمَرَ اللَّعِیْنُ جُنُوْدَہٗ فَمَنَعُوْکَ الْمَاءَ وَوُرُوْدَہٗ اور حکم کیا اُس لعین نے اپنے لشکر کو بس آب پر پانی بند کردیا اور اُسکے کنارے پر

اُترنے بھی نہ دیا الغرض جب وہ چشمہ باعجاز امیر المومنین علیہ السلام ظاہر ہوا تو راہب مالکِ دَیر دیکھتا تھا اور بالائے دَیر سے مشاہدہ کیا کہ امام اولیائے سنگ عظیم کو اُٹھا لیا اور چشمہ ظاہر ہوا اُسوقت اپنی قوم کو آواز دی کہ مجھے دَیر سے اُتار و پس جب وہ اُترا تو خدمت بابرکتِ جناب امیر المومنین علیہ السلام مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ کیا آپ نبی مرسل ہین حضرت نے فرمایا کہ نہین اُسنے پھر عرض کیا کہ آپ کوئی ملکِ مقرب ہین حضرت نے فرمایا کہ نہین پس اُس راہبنے عرض کیا کہ پھر آپ کون ہین یہ سُنکر اُس معجز نمانے اُسکا نام لیکر فرمایا کہ اَے شمعون مین وصی ہون رسول خدا خاتم انبیا جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ کا یہ سنکر راہب نے عرض کیا کہ ارشاد ہو یہ کیا چشمہ ہی جسکو آپ نے ظاہر فرماکر بند کر دیا ہی جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اس چشمہ کی بہت سی نہرین ہین اور پانی اسکا جنت سے آتا ہی اور تین ہزار تیرہ شخص اوصیائے انبیا سے اِس چشمہ کے پانی سے سیراب ہو چکے ہین اور مین آخر اُن خلفا اور اوصیا سے ہون یہ سُنکر راہب نے عرض کیا کہ واقعی آپ نے راست و درست فرمایا مین نے بھی انجیل مین پڑھا ہی اور کتب سماویہ مین دیکھا ہی اب دستِ اقدس بڑھائیے کہ تا مین آپکی بیعت کرون اور آپکے ہاتھ پر مسلمان ہون پس حضرت نے اُسکی طرف دست اقدس بڑھاکے فرمایا کہ کلمۂ شہادتین پڑھو اُسوقت راہبنے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَحَقُّ النَّاسِ بِالْاِمَامَةِ وَالْخِلَافَةِ مِنْ بَعْدِهٖ مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود لائق پرستش

نہین ہی سواے معبود بحق کے کہ وہ وحدہ لا شریک ہی اور مین گواہی دیتا ہون بتحقیق کہ جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ رسول خدا ہین اور مین گواہی دیتا ہون کہ آپ وصی برحق رسول خدا کے ہین اور بعد اُن حضرت کے آپ واسطے امامت و خلافت کے احق ترین مردم ہین حضرات سنا آپنے کہ یہود و نصارے تو یہ اعجاز دیکھکر مسلمان ہون اور باین الفاظ اقرار امامت و خلافت کرین اور بکمال آرزو اور تمنا اُس ولایت مآب ع کی بیعت کرین مگر افسوس ہزار افسوس کہ بعد جناب رسول خدا ص کے اشقیاے امت نے اُن حضرت پر انواع و اقسام کے ظلم و ستم کیے یہانتک کہ نقض بیعت خم غدیر کر کے کہ اُسکو بہت زمانہ نہ گذرا تھا واسطے بیعت ابو بکر کے ریسمان ستم گلوے انور مین ڈالکر دولتسرا سے باہر لائے اور دروازہ جلا کر نا محرم داخل حرم سرا ہوے آہ اِسپر بھی اکتفا نہ کی بلکہ جناب سیدہ کو ضرب دروازے ایسا صدمہ پہونچایا کہ شاہزادہ محسن شکم اطہر مین شہید ہوا تھا اور اسکے اعدا نے بکمال عداوت ایسا تازیانہ مارا کہ نشان وورم اُسکا بازوے اقدس جناب سیدہ پر وقت رحلت تک باقی تھا ہاے افسوس ساتھ ہی انتقال رسول مختار کے اہل بیت اطہار اُن حضرت کے کیسے کیسے مصائب مین مبتلا ہوے مفارقت اُس جناب کی ایک طرف تھی اور ظلم و ستم اشقیاے امت کا ایک طرف تھا الغرض اُس راہب نے عرض کیا کہ یہ دیر واسطے طالب اُٹھانیوالے اِسی سنگ گران کے بنایا گیا ہی اور مین نے کتب مین دیکھا ہی اور اپنے علماے سنا ہی وہ کہتے تھے کہ اِس مقام پر ایک چشمہ ہی اُسپر ایک سنگ عظیم ہی اور

کوئی شخص اُس چشمہ کو نہین جانتا ہی اور نہ کوئی اُسکے کھودنے اور پتھر ہٹانے پر قادر ہی سوائے نبی مرسل یا وصی نبی مرسل کے اور قبل میرے بہت سے راہب و قسیس اس دیر مین رہتے تھے اسواسطے کہ اِس سنگ گران کے اُٹھانیوالے کو پاوین اور اُنکی سعادتِ خدمت و ملازمت سے مستفیض و سرفراز ہون اسی تمنا اور آرزو مین وہ لوگ اس دنیا سے رحلت کر گئے الحمد للہ کہ مین اِس سعادتِ عظمیٰ پر فائز ہوا پس جب امیر المومنین علیہ السلام نے اُس راہب سے یہ سُنا تو بشدت روئے اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ اَکُنْ عِنْدَہٗ مَنْسِیًّا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ فِیْ کُتُبِہٖ مَذْکُوْرًا حمد و ثنا خاص واسطے اُس خدائے عظیم و بزرگ کے ہی کہ جسنے مجھے فراموش نہ فرمایا اور شکر و سپاس خاص اُس خدا کے لائق و سزاوار ہی کہ جسنے اپنی کتابون مین میرا ذکر کیا ہی پس راہب نے بعد اسلام کے خدمت و ملازمت حضرت کی اختیار کی اور اُس جناب نے ایک شخص کو اصحاب سے معین فرمایا کہ تا وہ اُس دیندار کو مسائل نماز وغیرہ کے تعلیم کرے پس جب حضرت وہان سے متوجہ صفین ہوئے تو وہ بھی ہمراہ رکاب تھا یہانتک کہ جنگ صفین مین ۳۷ سنہ سینتیس ہجری مین شہید ہوا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اُس نیک انجام پر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کیا اور اُسکے واسطے درگاہ الٰہی مین دعائے مغفرت کی مومنین اس مقام پر غسل کا ذکر نہین ہی کیونکہ شہید کو غسل دینا جائز نہین ہی جیسا کہ شیخ بہاء الدین علیہ الرحمہ وغیرہ نے لکھا ہی حضرات سنا آپنے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اُس دیندار پر نماز پڑھی اور دفن کیا بعد اُسکے دعائے مغفرت فرمائی ہائے افسوس روز عاشورا اُن حضرت کے فرزند امام حسین علیہ

السلام کو اعدا نے اتنی مہلت نہ دی کہ کسی جان نثار پر اصحاب سے نماز جنازہ پڑھکے دفن کرتے بلکہ مہمان کی مہمان نوازی کی بھی فرصت نہ دی چنانچہ جب حر تائب ہوکر خدمت و ملازمت حضرت مین حاضر ہوئے اور نصرت و مدد کی اپنے آقا مظلوم کی اور معرکۂ کارزار مین زخمی ہوکر گھوڑے سے زمین پر گرے اُسوقت آواز دی کہ ای سید و آقا میرے میری خبر لیجیے تو فوراً حضرت اُسکے بالین سر تشریف لائے اور اُسکے لیے درگاہ الٰہی مین دعا کی اور اُسکو بشارت جنت کی دی فِي الأَمَالِي فَأَتَاهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَدَمُهُ يَشْخُبُ فَقَالَ بَخٍ بَخٍ يَا حُرُّ أَنْتَ الْحُرُّ كَمَا سُمِّيتَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ثُمَّ أَنْشَأَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ چنانچہ امالی مین ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام آواز حر کی سُنکر قریب اُسکے تشریف لیگئے اُسوقت جسم حر سے خون بکثرت جاری تھا پس فرمایا کہ ای حر مبارک ہو مبارک ہو تجھے کہ تو آزاد کیا گیا ہی دنیا و آخرت مین جیسا کہ نام تیرا حر رکھا گیا بعد اسکے حضرت نے ماتم حر مین یہ اشعار ارشاد فرمائے

لَنِعْمَ الْحُرُّ حُرُّ بَنِي رِيَاحٍ	صَبُورٌ عِنْدَ مُخْتَلَفِ الرِّمَاحِ
وَنِعْمَ الْحُرُّ إِذْ نَادَى حُسَيْنًا	فَجَادَ بِنَفْسِهِ عِنْدَ الصَّبَاحِ

آہ کیا بندۂ آزاد خدا تھا حر بن یزید ریاحی اور میدان قتال و جدال مین صابر و شاکر تھا جب اُسپر نیزون اور تیرون کے وار چلتے تھے اور خوشنصیب حر کے کہ جب فرزند رسول ثقلین حسین مظلوم کو آواز دی اور پکارتے ہی جان بحق تسلیم ہوکر راہی جنت ہوا

وَنَغُوا الْحُرُّ فِي رَهَجِ الْمَنَايَا	اِذَا الْاَبْطَالُ تَخْفِقُ بِالصِّفَاحِ
فَيَا رَبِّ اَصِفْهُ فِي الْجِنَانِ	وَزَوِّجْهُ مَعَ الْحُوْرِ الْمِلَاحِ

اور کیا خوب و نیک بندۂ خدا تھا حر اور کیا صبر و تحمل کیا گرد و غبار مین ہوتے جبکہ اعدا تلوارین لیے ہوے اُسپر ٹوٹے پڑتے تھے پس ای پروردگار میرے مین تو خود تشنہ و گرسنہ ہون اسوجہ سے مین حر کی مہمانداری نہ کرسکا اب تو اسکے عوض مین حر کی دعوت و مہمانداری جنت مین کر اور تزویج اُسکی حوران بہشتی سے فرما

لَقَدْ فَازَ الَّذِيْ نَصَرُوْا حُسَيْنًا	وَ بَاتُوْا بِالْهِدَايَةِ وَالْفَلَاحِ

تحقیق کہ فائز ہوے وہ دیندار کہ جنھون نے نصرت و مدد کی فرزند رسول مختار حسین مظلوم کی اور خوابگاہ شہادت مین ہدایت یافتہ اور رستگار سورہے ہین کیون مومنین مقام تصور ہو کہ حضرت نے تو اُسوقت ماتم حر مین یہ نوحہ پڑھا ہاے افسوس جب وہ جناب بعد ظہر اور بروایتہ وقت عصر روز عاشورا شہید ہوے تو اُسوقت مردانِ اہل بیت سے کوئی اُنکا نوحہ کرنیوالا نہ تھا کیونکہ اولاد و اقربا تو سامنے اُن حضرت کے شہید ہوگئے تھے اور خاک صحرا اُڑکے اُنکے لاشہاے اطہر پر جمتی جاتی تھی اور فرزند بیمار اُن حضرت کے امام زین العابدین غش مین پڑے تھے اور اہل حرم اور بچے تلاطم و کشاکش مین مبتلا تھے خدا نہ کرے کسیکے اہل حرم اپنے حامی و سرپرست سے عالم غربت و مسافرت مین جدا ہون آہ آہ شدت تشنگی ایک طرف تھی اور غم و الم مفارقت اقربا ایک طرف تھا علاوہ اسکے اعدا نے خیمون مین آگ لگا دی تھی اور اسباب

لوٹ رہے تھے یہانتک کہ مقنعہ وچادرین اُن بیکسون کی چھین لی تھین اور اسیر
ومقید کرکے بلوائے عام مین بے پردہ کیا چنانچہ حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ
مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَے النِّسْوَۃِ الْبَادِیَاتِ سلام ہو اُن مخدرات
عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور خیمون سے بظلم وستم نکالی گئین
یُسَاقُوْنَھُنَّ کَالْاِمَاءِ الْمُسْبِیَاتِ فِی الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتِ اور اُن
ستم رسیدون کو مثل کنیزون کے اسیر ومقید کرکے اعدا زمین ناہموار اور صحرائون
لیے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْھُھُمْ حَرُّ الْھَاجِرَاتِ آہ اُنکے چہرے اور رخسارے حرارت
وتیزی آفتاب سے جلتے تھے اَیْدِیْھِمْ مَغْلُوْلَۃٌ اِلَی الْاَعْنَاقِ یُطَافُ بِھِمْ
بِھٰذِہِ الْمَذَلَّۃِ فِی الْاَسْوَاقِ ہائے افسوس ہاتھ اُن بیگناہون کے گردنون سے
مستحکم باندھے تھے اور اعدائے دین اُن بیکسون کو باین مذلت بازارون مین
پھراتے تھے آہ مومنین یہ حال تو اہل بیت امام حسین علیہ السلام کا تھا بعد
شہادت اُن حضرت کے اب حال سر اقدس فرزند ساقی کوثر کا کس زبان سے
بیان کرون افسوس ہزار افسوس وہ سر انور جو آغوش رسول خدا اور فاطمہ
زہرا مین پلا تھا ہائے افسوس جسکے گیسوے مشکین آب سلسبیل سے جبرئیل اور
میکائیل دھوتے تھے تنور خانہ خولی مین رکھا گیا اور خاک آلودہ ہوا کبھی درخت سے
لٹکایا گیا اور کبھی دروازہ قصر یزید پر آویزان کیا گیا کبھی صندوق مین بند
کیا گیا اور کبھی نیزہ طویل پر نصب کیا گیا اور شہر بشہر پھرایا گیا ہائے افسوس
ظلم وستم بھی اُن اشقیا کو کافی نہوا بلکہ طشت مین رکھکر دربار ابن زیاد اور
یزید مین لائے اور وہ لعین بکمال عداوت لب و دندان انور پر چھڑی لگاتے تھے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پنجاہ و ہشتم

فی البحار عن زرارۃ انہ قال قال لی ابو عبد اللہ علیہ السلام یا زرارۃ ان السماء بکت علی الحسین علیہ السلام اربعین صباحا بالدم

بحار الانوار مین زرارہ سے منقول ہی کہ کہا اُسنے فرمایا مجھ سے جناب صادق علیہ السلام نے کہ ای زرارہ تحقیق کہ آسمان رویا مصیبت مین میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی چالیس دن تک بخون وان الارض بکت اربعین صباحا بالسواد وان الشمس بکت علیہ اربعین صباحا بالکسوف والحمرۃ وان الجبال تقطعت وان البحار تفجرت وان الملئکۃ بکت اربعین صباحا علی الحسین علیہ السلام اور ای زرارہ تحقیق کہ زمین روئی اُس امام مظلوم پر چالیس روز تک بسیاہی اور آفتاب رویا اُس جناب پر چالیس روز تک ساتھ کسوف و سُرخی کے یعنے چالیس دن تک آفتاب کو گہن رہا اور جب آفتاب نکلتا تھا تو نہایت سُرخ نکلتا تھا اور پہاڑ اِس غم مین ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور دریا جوش و خروش مین آئے اور فرشتے روئے امام حسین علیہ السلام پر چالیس روز تک وما اختضبت امراۃ منا بنی ہاشم ولا ادھنت ولا اکتحلت ولا رجلت حتی اتانا راس عبید اللہ بن زیاد فما زلنا فی عبرۃ بعدہ اور ای زرارہ جس وقت سے کہ میرے جد مظلوم شہید ہوئے اُسی روز سے کسی عورت نے عورات ہاشمیہ سے خضاب کیا نہ مہندی لگائی اور نہ سر مین تیل ڈالا اور نہ کنگھی کی اور نہ آنکھوں مین

سرمہ لگایا جبتک کہ سر عبید اللہ بن زیاد کا لشکر ہمارے پاس نہ آیا اور بروای زرارہ ہم سب اہل بیت رسالت تو ہمیشہ رویا کرتے ہین غم مین اپنے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کے اللہ اکبر مومنین تصور کیجیے کہ شہادت اُن حضرت کی بعد پانچ پانچ برس تلکے جب مختار علیہ الرحمہ نے کوفہ سے سر ابن زیاد کا اہل بیت رسالت کی خدمت مین روانہ کیا تب تک بنی ہاشم کا یہی حال تھا حضرات واقعی مختار علیہ الرحمہ نے بڑا کام کیا ہی خدا انکو جزاے خیر عطا فرماے چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے مداینی سے روایت کی ہی کہ کہا اُسنے سولھوین تاریخ ربیع الاول اور بروایتے ربیع الثانی سنہ چھیاسٹھ ہجری مین شب یکشنبہ کو مختار علیہ الرحمہ نے علم شوکت اور نشان صولت بلند کیا اور دوستداران خاندان رسالت اور محبان دودمان امامت بیعت انکی ان شرائط پر کرتے تھے کہ مطابق کلام الٰہی اور سنت رسالت پناہی عمل کرے اور عوض خون ناحق ریختہ فرزندان رسول کا انکے دشمنون سے لے اور شیعیان امیر المومنین علیہ السلام سے دفع مضرت اعدا کرے پس جب مختار علیہ الرحمہ حاکم کوفہ ہوئے اور ہزارون آدمیون نے انکی بیعت کی اور بدل وجان انکے شریک حال رہے اور اعداے دین کو کمال مستعدی قتل کرنا شروع کیا یہانتک کہ کوفہ اور اطراف کوفہ مین کئی مقام پر حرب وجنگ واقع ہوئی اور ہزارون اشقیا کو واصل جہنم کیا چنانچہ جعفر بن نما علیہ الرحمہ روایت کرتے ہین کہ جب مختار علیہ الرحمہ نے حسب دلخواہ دشمنان خدا اور رسول سے انتقام لیا اُسوقت اپنے رفقا سے کہا کہ اب کسطرح تدبیر قتل ابن زیاد لعین کی ضرور ہی پس ابراہیم بن مالک اشتر علیہما الرحمہ

طالب گرگے واسطے حرب وجنگ ابن زیاد ملعون کے مامور فرمایا پس ابراہیم علیہ
الرحمہ بعد قطع منازل اور طی مراحل کے کنارۂ نہر جاوز پر شہر موصل سے چار فرسخ
دُور اُس دشت مین اُترے اور اُسوقت عبداللہ دیلمی نے کہا کہ مین نے جناب
امیر المومنین علیہ السلام سے سُنا ہی کہ جب کنارۂ نہر جاوز پر اہل شام اہل دین سے
قتال وجدال کرینگے تو اہل شام غالب ہونگے یہانتک کہ اہل دین مایوس ہونگے
پس جب اہل دین دوبارہ حملہ کرینگے تو لشکر مخالف کے سردار کو قتل کرینگے
پس ای دیندار و خوش و مسرور ہو اور صبر کرو کہ ظفر و نصرت تمھارے نصیب ہے
پس جب ابن زیاد لعین نے کہ موصل مین تھا یہ خبر سنی تو تراسی ہزار اشرار کو
ہمراہ لیکر چلا اور قریب لشکر ابراہیم علیہ الرحمہ کے اُترے اُنکو واسطے قتال
وجدال کے طلب کیا اور خود مع لشکر گران کے مقابل ہوا اور لشکر ابراہیم
علیہ الرحمہ مین بیس ہزار دیندار سے بھی کم تھے پس بعد نماز صبح کے جانبین سے
صفوف لشکر آراستہ ہوے اور دلیران جنگی رجز پڑھتے ہوے میدانِ
قتال وجدال مین میمنہ اور میسرہ درست کرکے سرگرم کارزار ہوے چنانچہ
روضۃ الصفا وغیرہ مین لکھا ہی کہ اس معرکہ کارزار مین ایسی حرب و ضرب
ہوئی کہ لشکر ابن زیاد لعین مین ایک ہزار اشرار قتل ہوے اور دس ہزار
آٹھ سو زخمی و مجروح ہوے اور بروایتے جب لشکرِ جانبین مین آتش حرب
و ضرب شعلہ ور ہوئی تو لشکر ابراہیم علیہ الرحمہ تاب مقابلہ نہ لا سکا اُسوقت
عبداللہ دیلمی پکارے کہ ای ناصرانِ دینِ خدا و رسول قسم بخدا کہ مین نے
جناب امیر المومنین علیہ السلام سے سُنا ہی کہ محاربۂ ابن زیاد لعین مین اول

اہل دین مغلوب ہونگے بعد اِسکے غالب ہونگے پس ای دلاورو تھوڑی دیر
ثابت قدم رہو کہ فضل الٰہی تمھارے شامل حال ہی یہ سنکر اہل لشکر قوی دل ہوے
اور لشکر اعدا پر ایسا حملہ کیا کہ اُس حرب و ضرب مین نہرہاے خون جاری ہوئے
آخر دشمنان دین کو شکست فاش دی چنانچہ اِس حملہ مین ستر ہزار اشرار
فی النار ہوے پس بعد نماز مغرب کے ابراہیم علیہ الرحمہ نے ایک شخص کو کنارہ
فرات پر اسطرح سے دیکھا کہ سر پیچ ریشمی سر پر باندھے ہی اور زرہ قیمتی پہنے ہی
اور جوڑی تلوار قبضہ طلائی کی اُسکے ہاتھ مین ہی پس یہ دیکھکر اُس شیر دلیر نے
اُسپر حملہ کیا اور ایک ضربت شمشیر لگائی اور وہ تلوار اُسکے ہاتھ سے لے لی اُسوقت
سمند باد پیما ابراہیم علیہ الرحمہ کا رم کر گیا اور اُدھر وہ لعین مجروح مرکب سے
گرا اور ابراہیم اپنے مقام پر واپس آئے صبح کو اپنے رفقا سے بیان کیا کہ شبکو
مین نے ایک شقی کو ضربت لگائی ہی کہ اُس سے بوے مشک میرے دماغ مین
آتی تھی اور گھوڑا بھی اُسکا عمدہ تھا اور وہ ملعون کنارہ نہر پر پڑا ہی پس تم دریافت
کرو کہ وہ کون ہی اور مجھے گمان ہی کہ وہ لعین ابن زیاد تھا یہ سنکر چند دیندار
اُسطرف روانہ ہوے دیکھا کہ واقعی وہ ملعون مردہ پڑا ہی بس سر اُس خیرہ سر کا
جدا کر کے ابراہیم علیہ الرحمہ کی خدمت مین حاضر کیا اور بدن نجس اُس شقی کا
جلا دیا اُسوقت ابراہیم بکمال خضوع و خشوع سجدۂ شکر بجا لائے کہ ایسا شقی
میرے ہاتھ سے راہی سقر ہوا اور یہ واقعہ ماہ صفر اور بقولے دسوین ماہ
محرم سنہ ستہ ہجری مین ہوا اور نور الابصار مین یون منقول ہی کہ جب
وہ شقی ازلی تاریکی شب مین مرکب سے گرا تو ابراہیم علیہ الرحمہ نے اپنے غلام سے

فرمایا کہ مرکب سے اُترا اور سر نجس ابن زیاد لعین کا جدا کر غلام نے عرض کیا کہ آپنے
اس تاریکی شب مین کیونکر جانا کہ یہ ابن زیاد ملعون ہی فرمایا کہ وہ لعین ہمیشہ
اپنے ساتھ مشک رکھتا تھا اور میری شمشیر سے میرے دماغ مین اُسکی بو آتی ہی
اسوجہ سے میرے گمان مین وہ ابن زیاد شقی ہی غرضکہ جب ابراہیم کو اعداپر
فتح وظفر حاصل ہوئی تو سرہاے نجس ابن زیاد اور حصین نمیر اور عبیداللہ ابن
ایاس سلمی وغیرہ رؤساے شام کے مختار علیہ الرحمہ کے پاس روانہ کو کئے
اور اُن سرہاے نجس کو دیکھکر مختار اور تمامی دوستدار ان خاندان رسالت
شاد و مسرور ہوے اور حمد وشکر الٰہی بجالائے بعد اسکے اُن سروں کو محمد بن
حنفیہ رحمہ اللہ کی خدمت مین روانہ کیا اور اُنھون نے اُن سروں کو خدمت
بابرکت امام زین العابدین علیہ السلام مین بھیجدیا اور وہ سر بوقت چاشت
اُسوقت خدمت مین اُن حضرت کی پہونچے کہ ہمراہ اپنے اصحاب کے
غذا تناول فرماتے تھے پس جب نظر اُن حضرت کی سرابن زیاد لعین پر پڑی
تو سجدہ شکر بجالائے بعد اسکے سراقدس سجدہ سے اُٹھاکر بشدت روئے پس
اصحاب نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ یہ وقت سرور و خوشی کا ہی آپ کیون
روتے ہین حضرت نے فرمایا آہ مجھے یاد آگیا وہ روز کہ جس روز اس ملعون نے
مجھے بظلم وستم طوق و زنجیر مین سلسل کرکے اپنے سامنے دربار عام مین طلب
کیا اور اعدا نے میری پھپھیوں اور بہنوں کو سامنے اس شقی کے لاکر ٹھہرایا
اور یہ ملعون وقت چاشت غذا کھارہا تھا اور عیش و خوشی اور شراب خواری مین
مشغول تھا اور کئی ساعت تک ہم اہل بیت رسالت کو بعداوت وشقاوت

اپنے سامنے کھڑا کیا اور کچھ اعتنا نہ کی حضرت فرماتے ہین کہ اُسوقت ہم پر ایسی
حالت طاری تھی کہ اُسکا بیان نہین ہو سکتا ہی بس مین نے درگاہ الٰہی مین
دعا کی کہ بار الٰہا جبتک کہ سر اس ملعون کا بوقت چاشت میرے پاس
نہ لاوین مجھے دنیا سے نہ اُٹھانا الحمد للہ کہ دعا میری مستجاب ہوئی حضرات
اب تصور کیجیے کہ دربار ابن زیاد لعین مین اُن ستم رسیدون کا کیا حال تھا
کیونکہ ذاکر کا کام صرف یاد دلانا کسی مصیبت کا ہی اور آپ تو خود صاحبان
غیرت اور نقاد ہین اشارہ ہی کافی ہی چنانچہ مقتل ابو مخنف اور محرق القلوب
مین منقول ہی کہ جب اسیران اہل بیت رسالت سامنے ابن زیاد کے ہوئے
اُسوقت تمام دربار مجمع اشرار سے بھرا ہوا تھا اور امام زین العابدین علیہ
السلام کو طوق و زنجیرون سے باندھے ہوے سامنے ابن زیاد ملعون کے
کھڑا کیا بس وہ شقی بیحیا تھوڑی دیر کے طرف اُس مظلوم کے متوجہ ہوا اور
بکمال بے ادبی کہا کہ تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی حضرت نے فرمایا کہ مین فرزند
ہون حسین بن علی علیہما السلام کا اور نام میرا علیؑ ہی اُس ملعون نے کہا کہ کیا
علی بن الحسین معرکۂ کربلا مین قتل نہین ہوا ہی حضرت نے فرمایا کہ وہ علی میرا
بھائی میرا مجھ سے بڑا تھا کہ اُسے تیری فوج نے روز عاشورا بیجرم و خطا
قتل کیا ہی چنانچہ اکمال الدین مین ابن بابویہ علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ اُسوقت
سن شریف اُن حضرت کا بیس برس سے کم تھا اور کشف الغمہ مین
لکھا ہی کہ روز شہادت جناب سید الشہداؑ سن شریف بیمار کربلا کا تئیس
برس کا تھا بہر حال یہ کلام حضرت کا سنکر ابن زیاد چپ ہو گیا بعد اسکے

طرف مخدرات عصمت کے متوجہ ہوا اور اپنے ملازموں سے کہا کہ یہ کون کون
ہین آہ اُن اشقیا نے ہر ایک معظمہ کا نام و نشان بیان کیا اُسوقت جناب
زینب دختر امیر المومنین علیہ السلام بے مقنع و چادر اور بے نقاب با لباس
پوسیدہ و کہنہ غم برادر مظلوم مین چاک گریبان مجمع عام مین سر جھکائے
کھڑی تھین اور اُن معظمہ نے چہرۂ انور اپنا بسبب شرم و حیا کے سر کے بالون سے
چھپایا تھا اور کنیزین اُس شاہزادی کی گرد اُنکے حلقہ کیے کھڑی تھین
اُسوقت ابن زیاد نے کہا کہ ای زینب دیکھا تو نے کہ خدا نے تیرے بھائی سے
کیا کیا اور ای زینب تیرے بھائی حسین نے چاہا تھا کہ یزید بن معاویہ سے
خلافت چھین کے آپ مسند نشین حکومت ہو لیکن خدا نے اُسکی امید قطع کی
اور آرزو اُسکی بر نہ لایا جناب زینب نے فرمایا کہ ای ابن زیاد وای ہو تجھپر
اگر میرے بھائی امام حسین علیہ السلام طالب خلافت تھے تو وہ اُنکی میراث
آبائی تھی لیکن جو کچھ تو نے ظلم و ستم اُن حضرت اور اُنکے اہل بیت پر کیا وہ سب
تو نے خصومت و عناد اپنے نفس پر کیا ہی اور اپنے ہاتھ سے تو مبتلا بعذاب
ہوا ہی تب اسیطرح گفتگو درمیان مین ہوئی یہانتک کہ وہ لعین غضبناک
ہوا اور چاہا کہ اُس مظلومہ کو قتل کرے یہ ظلم دیکھکر سب بیبیان اور بچے
کانپنے لگے اُسوقت عمر بن حُریث نے کہا ای امیر یہ عورت ہی اور عورات
مصیبت زدہ سے مواخذہ کرنا اچھا نہین ہی پس تجھے مناسب ہی کہ اُنکے
قتل سے درگذر خصوصاً جو غریب الوطن ماتم اقربا مین غم زدہ ہوے تب یہ سُنکر
ابن زیاد قتل سے اُس مظلومہ کے باز رہا اور دوسری روایت مین

یون ہی کہ جناب سید الساجدین علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ شقی اپنے ظلم وستم سے
باز نہین آتا ہی تو مارے غیرت کے تمام عالم نظر انور مین تیرہ و تاریک ہوا اور حلاوت
زندگی تلخ و ناگوار ہوگئی اُسوقت اُس ملعون سے فرمایا کہ ای ابن مرجانہ خدا انفرا
کرے تجہپر آیا تو آنکھین اپنی بند نہین کرتا ہی اور تجھے حیا و شرم نہین آتی ہی کہ تو دختران
رسول خدا کیطرف دیکھتا ہی غرضکہ اسیطرح درمیان مین گفتگو ہوئی یہانتک
کہ اُس شقی نے جلاد کو حکم دیا کہ اس بیمار کو قتل کرو اور فوراً جلاد بحکم ابن زیاد
اُس جناب کو کھینچکر واسطے قتل کے لیچلا جب جناب زینب نے یہ ظلم وستم اُس
جلاد سے مشاہدہ کیا تو دیکھتے ہی اسکے قریب ہوا کہ قلب اطہر اُس دختر خاتون
محشر کا شق ہوجاے آہ بیتاب ہوکر بسرعت دامن فرزند برادر مظلوم سے
لپٹ گئین پس ملازمان ابن زیاد نے اُس بیکس و مضطر کو بجبر و قہر دامن اُن
حضرت سے چھڑالیا اور قریب اُنکے جانے نہ دیا اُسوقت اُس معظمہ نے عجب حسرت
و یاس سے طرف اُس بیمار و یتیم کے نگاہ کی اور وہ بیکس روکر یہ کہتی تھین کہ
ای پارۂ جگر ای نور نظر ای فرزند برادر یا علی ہم بیوارثون کو کسپر چھوڑے جاتے ہو
اب بعد تمھارے کون ہماری حمایت و سرپرستی کریگا پس یہ سُنکر امام زین العابدین
علیہ السلام بہت روئے اور فرمایا کہ ای پھوپھی جان یہ مقید و بیمار ناچار قتل ہونے
جاتا ہی از بسکہ آپ دختر صابرین اور اہل بیت طاہرین سے ہین آپکو لازم ہی
کہ ہر مصیبت و بلا مین صبر کرین اور رضاے خدا کو مقدم جانین کہ جو نزدیک
اُسکے اپنے بندون کے لیئے بہتر و اصلح ہی وہ کرتا ہی پس یہ کلمات حسرت سُنکر
جناب زینب کو تاب ضبط باقی نرہی بہت روئین اور آواز دی کہ ای ابن زیاد

کیا قتل سے میرے بھائی امام حسین کے تو ابھی سیر نہین ہوا ہی کہ تو نے حکم دیا واسطے
قتل کرنے اِس مریض کے حالانکہ تو جانتا ہی کہ ہم سب عورات بے حامی و مددگار
غریب الوطن مقید و گرفتار تیرے سامنے بیکس و بے بس ہین اور سوا اس یتیم اور
بیمار کے کوئی محرم ہمارا اس زمانۂ غدار نے باقی نہین رکھا ہی پس ای ابن زیاد اگر قصد
تیرا اِس بیمار کے قتل کا ضرور ہی تو پہلے اُس سے مجھے قتل کر کہ تا مین قتل ہونا اس
مظلوم کا نہ دیکھون راوی کہتا ہی کہ یہ اضطراب و بیتابی جناب زینبؑ کی
دیکھکر وہ سنگدل کچھ نادم ہوا اور اپنے ملازمون سے کہنے لگا کہ تعجب ہی ایسی
محبت و الفت سے کہ جو اِنکو اپنے بھتیجے سے ہی قسم بخدا اس مخدومہ کو کمال تمنا ہی
کہ مین عوض اس بیمار کے قتل ہون لیکن یہ مریض بچ جائے پھر جلاد کو حکم دیا کہ
بپاس خاطر زینب کے اس بیمار کو چھوڑ دے اور قتل نکر سبحان اللہ خاصان خدا
موت سے نہین ڈرتے ہین چنانچہ محرق القلوب مین منقول ہی کہ امام زین
العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ ای ابن زیاد کیا تو مجھے قتل سے ڈراتا ہی ہم اہل بیت
رسالت کو تو راہ خدا مین قتل ہو جانا عادت ہی اور ہمیشہ آرزومند شہادت کے
رہتے ہین پس یہ سُنکر ابن زیاد نے جلاد کو حکم دیا کہ اس بیمار کو چھوڑ دے اُسوقت
جلاد نے چھوڑ دیا بعد اسکے بحکم ابن زیاد لعین اہل بیت طاہرین کو قید خانہ مین
لیجا کر اسیر و مقید کیا اور چند روز وہان قید رہے اور سر انور مظلوم کربلاؑ کو
نیزہ پر رکھکے بازار کوفہ مین پھرایا پس جو شخص سر اطہر امام حسینؑ کو دیکھتا تھا
تو ہیبت و سطوتِ اُن حضرت سے بیہوش ہو جاتا تھا اور وہ سر انور درمیان
سرہاے شہدا کے مثل ماہ کامل کے درمیان ستارون کے تابان تھا اور نور سے

اُس سر انور کے در و دیوار کوفہ روشن ہو گئے تھے آہ آہ آخر وہ سر اقدس جو آغوش جناب رسول خدا اور فاطمہ زہرا میں پالا تھا اور جسکے گیسوے مشکین آب سلسبیل سے جبرئیل و میکائیل دھوتے تھے تنور خانہ خولی میں رکھا گیا اور بعد چند روز کے مع اسیران اہل بیت روانہ شام ہوا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ؁

مجلس پنجاہ و ہشتم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ؁ حق سبحانہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہی بدرستیکہ ابراہیم خلیل اللہ منجملہ شیعوں سے اُنکے ہی تفسیر منہج الصادقین میں ملا فتح اللہ علیہ الرحمہ لکھتے ہین اگرچہ بعض مفسرین نے ضمیر شیعتہٖ کی طرف حضرت نوح علیہ السلام کے پھیری ہی اور بعض نے طرف حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ کے مگر حدیث معتبر مین یون وارد ہوا ہی کہ جب حق سبحانہ تعالےٰ نے ملکوت آسمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھائے تو اُن حضرت نے طرف عرش معلےٰ کی نگاہ کی اور ایک نور عظیم مشاہدہ فرمایا اُسوقت درگاہ الٰہی مین عرض کیا کہ بارالٰہا یہ نور منور کیا ہی پس جناب خدائے عزوجل سے ارشاد ہوا کہ ای ابراہیم یہ نور ہمارے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ پیغمبر آخر الزمان کا ہی پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کہ بارالٰہا پہلو مین اُسکے اور ایک نور دیکھتا ہون پس جانب پروردگار سے ارشاد ہوا کہ یہ نور ہمارے حبیب کے برادر اور وصی علی بن ابیطالب علیہ السلام کا ہی عرض کیا کہ قریب اُن دونون نورون کے اور ایک نور

دیکھتا ہون فرمایا کہ یہ نور فاطمہ زہرا دختر سید الانبیا زوجہ سید الاوصیا کا ہی کہ
یہ شیعون اور دوستداران خاندان رسالت کو آتش دوزخ سے بچاویگی
اسی وجہ سے ہمنے نام اسکا فاطمہ رکھا پھر عرض کیا کہ خداوندا نزدیک اُنکے اور
دو نور دیکھتا ہون خطاب الٰہی ہوا کہ یہ دونون نور اُنکے فرزند حسن وحسین
علیہما السلام کے ہین عرض کی کہ خداوندا اُنکے گرد اور نو نور ظاہر ہین ارشاد ہوا
کہ یہ نو نور نواسون کے ہین فرزندان حسین بن علی علیہما السلام سے پھر
عرض کی کہ خداوندا گرداگرد اُنکے نورہاے بیشمار ظاہر و روشن ہین خطاب
ہوا کہ یہ نورہاے کثیر شیعیان علی بن ابیطالب علیہ السلام اور اُنکے فرزندو
دوستون کے ہین یہ سُنکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار الٰہا
اُنکی کس علامت ونشان سے شناخت ہوسکتی ہی حکم ہوا کہ اکاون رکعت نماز
یومیہ مع نوافل پڑھنے سے اور انگشتری دست راست مین رکھنے اور بسم اللہ
نماز مین بلند پڑھنے سے اور قبل رکوع کے قنوت پڑھنے اور سجدہ شکر کرنیسے
پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا مجھے بھی شیعیان
امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام اور اُنکے فرزندون کے دوستونسے
گردان پس حق سبحانہ تعالٰے نے دعا اُن حضرت کی قبول فرمائی اور
اُنکو شیعیان امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام سے گردانا اور
اپنے حبیب جناب رسول خدا کو قرآن مجید مین یہ خبر دی وفی کتاب
الروضۃ عن ابن عباس انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ یدخل الجنۃ من امتی سبعون الف لاحساب علیھم

ولا عذاب اور کتاب روضہ مین بسند معتبر ابن عباس سے منقول ہی
وہ کہتے ہین کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ میری اُمت سے
ایسے ستر ہزار دیندار داخل جنت ہونگے کہ اُنکا نہ حساب ہوگا اور نہ اُنپر
عذاب ہوگا ثُمَّ الْتَفَتَ اِلیٰ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ
هُمْ شِیْعَتُكَ وَاَنْتَ اِمَامُهُمْ ابن عباس کہتے ہین کہ بعد اِسکے وہ
جناب متوجہ ہوے طرف امیر المومنین علیہ السلام کے اور فرمایا کہ یا علیؑ
وہ سب تمھارے شیعہ اور دوست ہونگے اور تم امام اور پیشوا اُنکے ہو
وَفِیْهِ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ
اَنَا مِیْزَانُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ كِفَّتَاهُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ خُیُوْطُهٗ وَفَاطِمَةُ
عِلَاقَتُهٗ وَالْاَئِمَّةُ مِنْ وُلْدِهِمْ عَمُوْدُهٗ اور اُسی کتاب مین انس بن
مالک سے منقول ہی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ مین
بمنزلہ ترازوے علم ہون اور علی بن ابیطالب علیہ السلام بمنزلہ پلہ ہاے
ترازوے علم ہین اور فرزند دلبند میرے حسن اور حسین علیہما السلام بمنزلہ
ریسمان اُسکے ہین اور پارۂ جگر میری فاطمہ زہرا علیہا السلام بمنزلہ علاقہ
ترازو ہین اور باقی ائمہ ہدیٰ نو معصوم اُنکی نسل سے اُس ترازوے
علم کے بمنزلہ عمود ہین فَیُنْصَبُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَیُوْزَنُ فِیْهِ اَعْمَالُ
الْخَلَائِقِ مِنَ الْمُحِبِّیْنَ لَنَا وَالْمُبْغِضِیْنَ لَنَا پس یہ ترازو بروز قیامت
نصب کیجائیگی اور اعمال خلائق کے اُسمین تولے جائینگے ہمارے محبون
اور دوستون کے بھی اور ہمارے دشمنون کے بھی اور موافق افعال

وکردار کے اُنکو جزا اور سزا ہوگی پس حضرات یہ مرتبہ ہی شیعیان امیر المومنین
علی بن ابیطالب علیہ السلام اور دوستداران حضرات ائمہ معصومین
علیہم السلام کا اور کیا محب اور دوستدار حیدر کرار تھے وہ دیندار جنھون نے
بکمال مستعدی قاتلان فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کو
چُن چُن کے قتل کیا جسکی خبر جناب امیر علیہ السلام نے دی تھی چنانچہ تفسیر
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام مین جناب امیر المومنین علیہ السلام سے
منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ ایہا الناس جسطرح بنی اسرائیل مین
بعضون نے اطاعت و فرمان برداری الٰہی اختیار کی بزرگی پائی اور
بعضون نے نافرمانی کی اپنے خالق کی تو معذب ہوے اسیطرح سے حال
تمھارا ہی یہ سُنکر اصحاب نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ ہم لوگون مین
عاصی وگنہگار کون ہین حضرت نے فرمایا کہ جو لوگ ہم اہل بیت رسالت کی
اطاعت اور ہماری رعایت حقوق پر مامور ہوے ہین وہ لوگ مخالفت
وانکار کرکے اُس سے استخفاف کرینگے اور اولاد رسول خدا کو قتل کرینگے
یہ سُنکر اصحاب نے عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ کیا ایسا ہوگا حضرت نے
ارشاد فرمایا کہ ہان یہ خبر حق صدق اور شدنی ہی اور قریب ہی کہ یہ فرزند
میرے دونون نور عین حسن اور حسین علیہما السلام زہر و تلوار سے شہید ہونگے
اور حق سبحانہ تعالےٰ انکے ظالمون اور قاتلون پر دنیا مین عذاب اپنا قبل
عذاب آخرت کے نازل فرمائے اور بسبب اُنکے ظلم وستم اور فسق و فجور کے
اُس شخص کی تلوار سے انتقام اُنکا لیگا جسکو کہ اُنپر مسلط کریگا پس وہ سب

اپنے اعمال و افعال کی سزا پاوینگے جیسا کہ بنی اسرائیل پر عذاب نازل کیا تھا
یہ سُنکر اصحاب نے عرض کیا کہ وہ کون شخص ہی حضرت نے فرمایا کہ وہ ایک
جوان ہی قوم بنی سقیف سے کہ نام اُسکا مختار بن ابو عُبَیدہ ہوگا چنانچہ امام
زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ بعد چند
روز کے بشارت جناب امیر المومنین علیہ السلام سے مختار پیدا ہوا جیسا کہ
اصبغ سے منقول ہی وہ کہتا ہی کہ ایک روز مین خدمتِ بابرکت جناب امیر المومنین
علیہ السلام مین حاضر ہوا تو دیکھا مین نے کہ مختار زانوے اقدس حیدر کرار پر
بیٹھا ہی اور وہ جناب دست حق پرست بکمال شفقت و مہربانی اُسکے سر پر
پھیرتے ہین اور فرماتے ہین یا کَیِّس یا کَیِّس اِسی سبب سے
اُسکو کیسان کہتے ہین اور کَیِّس زیرک کو کہتے ہین اور کیسانیہ اُسکی طرف منسوب
ہین حضرات واقعی کیسی زیرکی اور ہوشیاری سے اُس دیندار نے کار
نمایان کیا ہی حق سبحانہ تعالےٰ اُنکو جزائے خیر عطا کرے جیسا کہ جعفر بن نما
علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ مختار علیہ الرحمہ راہ خدا مین حق جہد و کوشش بجالایے
اور روح اقدس جناب رسول خدا اور علی مرتضےٰ اور فاطمہ زہرا اور حسن
مجتبےٰ اور حسین مظلوم کربلا علیہم السلام کو خوش و مسرور کیا اور رضاے جناب
سید سجادؑ کو موافق خواہش و مراد کے حاصل کیا اور وہ فضیلت و بزرگی
حاصل کی کہ کسیکو عرب و عجم مین میسر نہوئی اور ابراہیم بن مالک اشتر
علیہما الرحمہ شریک افعال اور شاہد حال اُنکے رہے اور قاتلان فرزند
رسول خدا صہ سے اڑتالیس ہزار اشرار اور بنا بر دوسری روایت کے

تین لاکھ تراسی ہزار بنی اُمیہ کو واصل جہنم کیا چنانچہ روضۃ الصفا وغیرہ مین
منقول ہی کہ مختار علیہ الرحمہ نے بعد قتل ابن زیاد لعین کے اکابر و بزرگان
عرب کو طلب کیا اور اُنسے فرمایا کہ مجھے آب و طعام گوارا نہین ہی جبتک کہ
قاتلان فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام سے جو کہ ابھی
زندہ ہین حاضر نہ کرو اور فرمایا کہ ای دیندارو کیسکی شفاعت کی بھی تم سبکو
اجازت نہین ہی پس بعد اسکے عبد اللہ بن رشید اور مالک بن ہیثم کندی
اور جمیل بن مالک بن بشیر کو گرفتار کرکے حاضر کیا اور مالک لعین وہ شقی ہی
جسنے قرآن مجید مظلوم کربلا کا لوٹ لیا تھا پس مختار علیہ الرحمہ نے اُن
اشقیا کو دیکھکر فرمایا کہ ای دشمنان خدا و رسول تمنے فرزند رسول خدا کو
تشنہ لب شہید کیا اور ایک قطرہ پانی کا نہ دیا یہ سنکر وہ بے دین ساکت
و چپ ہوے پس مختار نے حکم دیا کہ انکو قتل کرو بعد اسکے حکم دیا کہ خولی لعین کو
لے آؤ اور وہ شقی فرار کر گیا تھا اور مزبلہ مین ایک شیعہ کے مخفی و پوشیدہ تھا
پس بعد سعی و کوشش تمام کے اُس بدانجام کو گرفتار کرکے خدمت مختار
مین حاضر کیا جب اُس دیندار نے اُس بدکردار کو دیکھا تو زار زار رونے لگے
اور فرمایا کہ ای ملعون وہ نیزۂ طویل تیرا کہان ہی جسپر تونے سر انور فرزند
خاتون محشر کا نصب کیا تھا اور کوچہاے کوفہ مین پھراتا تھا آہ آہ وہ
سر انور جو آغوش جناب رسول خدا اور فاطمہ زہرا علیہما السلام مین
پلا تھا اُسکو تونے خون آلودہ تمازت و حرارت آفتاب مین نیزہ پر بلند کیا
ہاے افسوس جس سر اطہر کے گیسوے مشکین جبرئیل و میکائیل آب سلسبیل سے

دھوتے تھے اُسکو تو نے تنور مین خاک آلودہ کیا بعد اِسکے مختار اور حاضرین دربار
مصائب مظلوم کربلا پر زار زار رونے لگے پس مختار نے اُس حالت رنج والم
مین حکم دیا کہ اِس لعین کو آگ مین جلادو حسب الحکم وہ شقی بعذاب شدید
واصل جہنم کیا گیا بعد اسکے مختار نے عبداللہ بن کامل کو حکم دیا کہ حکیم بن طفیل
اور منقذ بن مرّہ عبدی کو حاضر کرو پس جب وہ اشرار گرفتار ہو کر سامنے
مختار کے آئے تو اُس دیندار نے حکم دیا کہ اُنکو بھی قتل کرو پس موافق حکم کے وہ
دونون ملعون قتل کیے گئے حضرات تصور کیجیے کہ یہ کون اشقیا ہین آہ آہ
ابن طفیل وہ شقی ہے کہ جسنے روز عاشورا جناب عباسؑ کے سر انور پر گرز آہنی
مارا جسکے صدمہ سے سر اقدس شق ہوا اور گھوڑے سے زمین پر گرے اُسوقت
مظلوم کربلا روتے تھے اور فرماتے تھے وَا اَخَاہُ وَا عَبَّاسَاہُ اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ
ظَہْرِیْ ہائے بھائی ای عباس اب تیرے مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی اور
منقذ بن مرّہ وہ لعین ہے کہ جسنے سر اقدس شبیہ پیغمبر جناب علی اکبر پر ضربت
لگائی جسکے صدمہ سے وہ جناب زمین پر غش کھا کر گرے اُسوقت مظلوم کربلا
روتے تھے اور فرماتے تھے یَا بُنَیَّ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَا ای فرزند
اب بعد تیرے خاک ہے اِس دنیا اور زندگی دنیا پر غرضکہ مختار علیہ الرحمہ
کی خدمت مین اسی طرح سے اعدائے دین اسیر و مقید ہو کر آتے تھے اور
بعذاب شدید قتل ہوتے جاتے تھے یہ خبر سنکر سنان بن انس ملعون کوفہ سے
فرار کر کے روانۂ بصرہ ہوا اور گھر اُسکا گرا دیا گیا پس جب وہ شقی بصرہ سے
طرف قادسیہ کے گیا تو اثنائے راہ مین جاسوسانِ مختار نے گرفتار کیا اور

خدمت مین اُس دیندار کی حاضر کیا بس جب مختار علیہ الرحمہ کی نظر اُس مُرد[ود] پر
پڑی تو بے اختیار زار زار رونے لگے اصحاب نے عرض کیا کہ آج آپ ایسے
لعین پر ظفریاب ہوے کہ یہ امر باعث خوشی و سُرور کا ہی پس اِسوقت آپکے
گریہ وبکا کا کیا سبب ہی مختار نے کہا کہ اس ملعون کو دیکھکر مجھے مظلومی
وبکیسی امام حسین علیہ السلام کی یاد آگئی کیونکہ یہ وہ شقی ہی کہ جسنے روح
اقدس جناب رسول خدا اور علی مرتضی اور فاطمۂ زہرا اور حسن مجتبیٰ علیہم السلام کو
بیچین کیا آہ آہ یہ وہ لعین ہی کہ جسنے پہلوے اقدس مظلوم کربلا پر نیزہ مارا
جسکے صدمہ سے وہ جناب ذوالجناح سے مُنہ کے بھل زمین گرم پر گرے
پس یہ سُنکر وہ سب دیندار زار زار رونے لگے اور کہتے تھے کہ افسوس ہزار
افسوس اُسوقت ہم کربلا مین حاضر نہ تھے کہ تا جان اپنی اُن حضرت پر
فدا و نثار کرتے بعد اسکے مختار علیہ الرحمہ نے حکم دیا کہ اِس شقی کے ہاتھ اور پانوں
قطع کرکے روغن زیت مین جوش دو پس اُس ملعون کو اسی عذاب سے
واصل جہنم کیا حضرات یہ شقی سنان بن انس بروایتے قاتل مظلوم کربلا
اس لعین نے جناب سیدہؑ کو ایسا رلایا ہی کہ غم والم اور ماتم فرزند دلبند
مین اپنے بیقرار ہین جیسا کہ محرق القلوب مین جناب صادق علیہ السلام
سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جدہ ٔ ماجدہ میری جناب سیدہ
فاطمۂ زہرا علیہا السلام مصیبت فرزند مظلوم امام حسین علیہ السلام مین گریہ
کرتی ہین اور ہزار پیغمبر اور ہزار صدیق اور ہزار شہید اور ملائکۂ مقربین و
کروبین بیشمار اس گریہ وزاری مین نصرت و مدد اُن معصومہؑ کی

کرتے مین اور آواز بلند سے نالہ و فریاد کرتے ہین کہ اُسکے سننے سے تمام ملائکہ عرش و کرسی اور آسمان گریہ و زاری کرتے ہین اور نالہ و فریاد اور فغان سے ساکت نہین ہوتے ہین یہانتک کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ تشریف فرما ہوتے ہین وَیَقُوْلُ یَا بُنَیَّۃُ کُفِّیْ فَقَدْ اَبْکَیْتِ اَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَاَشْغَلْتِھِمْ عَنِ التَّقْدِیْسِ وَالتَّسْبِیْحِ اور فرماتے ہین کہ ای پارۂ جگر ای فاطمۂ زہرا صبر کرو اور نالہ و فریاد نکرو کہ اہل سماوات کو تمنے رُلا یا ہی اور انکو تقدیس و تسبیح اور تہلیل الٰہی سے بوجہ آواز دردناک گریہ و بکا کے باز رکھا ہی اللہ اکبر یہ صدمہ ہی اُس معصومۂ کو مصیبت فرزند مظلوم کا کہ زار زار رو یا کرتی ہین پس حضرات آپ بھی گریہ و بکا کیجیے مصیبت پر اُن حضرت کی کہ جنکا دار دنیا مین رونیوالا نہ باپ ہی نہ مان ہی اور یہ وسیلۂ اعظم ہی نجات آخرت کا جیسا کہ محرق القلوب مین لکھا ہی ؎

اَلَا نُوْحُوْا وَضِجُّوْا بِالْبُکَآءِ	عَلَی السِّبْطِ الشَّھِیْدِ بِکَرْبَلَآءِ

آگاہ ہو ای شیعو نوحہ اور نالہ و فریاد کرو گریہ و بکا مین فرزند سید الانبیا کے کہ اشقیائے اُمت نے اُس مظلوم کو زمین کربلا پر پیاسا شہید کیا ؎

اَلَا نُوْحُوْا بِسَکْبِ الدَّمْعِ حُزْنًا	عَلَیْہِ وَامْزِجُوْہُ بِالدِّمَاءِ

ای دوستو نوحہ کرو اور آنسو متصل از روے حزن و غم کے آنکھون سے ایسے جاری کرو کہ اشک آپکے ساتھ خون کے ممزوج ہو جاوین ؎

اَلَا نُوْحُوْا عَلٰی مَنْ قَدْ بَکَاہُ	رَسُوْلُ اللّٰہِ خَیْرُ الْاَنْبِیَاءِ

ای ماتم دارو نوحہ و بکا کرو اُس مظلوم و غریب الوطن پر کہ جسکی مصیبت و غم

روئے بہترین انبیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ

اَلَا نُوحُوا عَلٰی مَنْ قَدْ بَکَاہُ		عَلِیُّ الطُّہْرِ خَیْرُ الْاَوْصِیَاءِ

ای دوستو نوحہ و بکا کرو اُس تشنہ لب پر کہ جسکی مصیبت پر روئے بہترین اوصیا جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام

اَلَا نُوحُوا عَلٰی مَنْ قَدْ بَکَتْہُ		حَبِیْبَۃُ اَحْمَدٍ خَیْرُ النِّسَاءِ

ای شیعو نوحہ و بکا کرو اُس شہید راہ خدا پر کہ جسکی مصیبت پر نوحہ و زاری کی نور دیدہ سید الانبیا خیر النسا جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے

اَلَا نُوحُوا عَلٰی مَنْ قَدْ بَکَاہُ		لِعَظْمِ الشَّجْرِ اَفْلَاکُ السَّمَاءِ

ای ماتم دارو نوحہ و بکا کرو اُس سیّد مظلوم پر کہ جسکی مصیبت پر ملائکہ سماوات زار زار روئے

اَلَا نُوحُوا عَلٰی قَمَرٍ مُنِیْرٍ		عَرَاہُ الْخُسْفُ مِنْ بَعْدِ الضِّیَاءِ

ای دوستو نوحہ و بکا کرو اُس ماہِ منیر فلکِ امامت پر کہ جسکو بعد درخشاں و تاباں ہونے کے ظلمت کوفہ و شام سے گہن لگ گیا

اَلَا نُوحُوا عَلَیْہِ وَقَدْ اَحَاطَتْ		بِہٖ خَیْلُ الْبُغَاۃِ الْاَشْقِیَاءِ

ای ماتم دارو نوحہ اور گریہ و زاری کرو اُس مظلوم و یکہ و تنہا اور پیاسے پر کہ جسکو افواج اشقیا اور کفار ستم شعار نے ہر طرف سے محاصرہ کر لیا تھا اور درمیان نیزہ و سنان کے مثل نیستان کے گھیر لیا تھا آہ آہ کوئی تلوار مارتا تھا کوئی نیزہ مارتا تھا کوئی تیر لگاتا تھا کوئی سنگدل پتھر مارتا تھا یہاں تک کہ سنان بن انس ملعون نے پہلوے اقدس پر ایسا نیزہ مارا کہ اُسکے صدمہ سے

ذوالجناح سے زمین گرم صحراے کربلا پر منھ کے بھل تشریف لائے اور رخسارہ
اقدس اُن حضرت کا خاک آلودہ ہوا چنانچہ حجت خدا زیارت ناحیۂ مقدسہ میں
فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الْخَدِّ التَّرِبِ سلام ہو اُس رخسارۂ انور پر
کہ جو خاک آلودہ ہوا اَلسَّلَامُ عَلَی الشَّیْبِ الْخَضِیْبِ سلام ہو اُس
ریش مقدس و سفید پر کہ جو خون بدن سے مُخضب ہوئی اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ
عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ

مجلس نود و نہم

فِی کِتَابِ الرَّوْضَۃِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَنَّہٗ قَالَ لِعَلِیِّ
بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ سَبْعَۃَ عَشَرَ اِسْمًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
اَخْبِرْنَا مَاھِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ص کتاب روضہ میں جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہٖ سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کے سترہ نام ہیں یہ سنکر ابن عباس نے عرض کی کہ یارسول اللہ
ہم سبکو مطلع فرمائیے کہ وہ کون اسما ہیں فَقَالَ اِسْمُہٗ عِنْدَ الْعَرَبِ
عَلِیٌّ وَعِنْدَ اُمِّہٖ حَیْدَرٌ وَفِی التَّوْرٰیۃِ اِلْیَا وَفِی الْاِنْجِیْلِ بَرِیًّا
وَفِی الزَّبُوْرِ حَرِیًّا پس حضرت نے فرمایا کہ نام اُنکا نزدیک عرب کے
علیؑ ہے اور نزدیک اُنکی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد کے حیدرؑ ہے اور
توریت میں الیاؑ اور انجیل میں بریاؑ اور زبور میں حریاؑ ہے وَعِنْدَ الرُّوْمِ
بَوْطَنًا وَعِنْدَ الْفُرْسِ حَبْرًا وَعِنْدَ الدَّیْلَمِ مُرَاھِمًا وَعِنْدَ الْبَرْبَرِ
شَعْنًا وَعِنْدَ الزَّنْجِ حَیْنُوْم اور نزدیک روم کے بوطنا ہے اور نزدیک

فرس کے حیرا ہی اور نزدیک دیلم کے مرا ہما اور نزدیک بربر کے شعنا اور نزدیک
زنگیون کے حیم ہی وعِندَ الحَبشۃِ بَرِیکُ وعِندَ التُّرکِ حُمَیرًا وعِندَ
الاُرمَنِ کرکرًا وعِندَ المُومِنِینَ السَّحَابُ وعِندَ الکَافِرِینَ
المَوتُ اور نزدیک حبش کے نام علی بن ابیطالب کا بریک ہی اور نزدیک
ترک کے حمیرا ہی اور نزدیک ارمن کے کرکرا اور نزدیک مومنین کے سحاب
اور نزدیک کافرون کے موت ہی وعِندَ المُسلِمِینَ وَعِیدٌ وعِندَ
النَّبِیِّ طَاھِرٌ وَمُطَھَّرٌ وَھُوَ حَبِیبُ اللہِ وَنَفسُ اللہِ وَعَینُ اللہِ
اور نزدیک مسلمین کے وعید ہی اور نزدیک رسول خداؐ کے طاہر و مطہر ہی
اور علی بن ابیطالب علیہ السلام حبیب اللہ اور نفس اللہ اور عین اللہ ہین
اور تاویل نفس اللہ کی شاید یہ ہو کہ نفس برگزیدہ خدا جسطرح روح اللہ اور
بیت اللہ اور شہر اللہ ہی اور عین اللہ سے شاید مراد شاہد افعال بندونکے
اور گواہ اور ناظر ہی پس حضرات القاب اُن حضرت کے بھی بکثرت ہین
اور فضائل و مناقب بیشمار حق سبحانہ تعالے نے اُس جناب کو عطا فرمائے
ہین گو اعداے دین نے بکمال عداوت کتمان اُنکا چاہا مگر آفتاب درخشان کو
خاک و غبار بے پایان کہین چھپا سکتا ہی بلکہ اُن حضرت کے شیعہ اور
دوستون کو خداوند عالم نے اپنے فضل و کرم سے وہ فضیلت و بزرگی
عطا فرمائی ہی کہ جسکا پایان نہین ہی منجملہ اُنکے مختار علیہ الرحمہ ہین کہ جنھون نے
بکمال دینداری قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا اور روح
اقدس جناب رسول خداؐ اور اصحاب کسا آل عبا کو خوش و مسرور کیا

اگرچہ اعدانے بعداوت قلبی بوجہ قتل کرنے اُنکے اسلاف کے اُس دیندار کے فضائل و مراتب کو مخفی و پوشیدہ کیا تاکہ مومنین اُنکی زیارت سے محروم رہیں حالانکہ روضہ اُنکا قریب روضہ حضرت مسلم بن عقیل کے متصل مسجد کوفہ ہی اور مختار علیہ الرحمہ بندہ صالح ہیں جیسا کہ شیخ مفید علیہ الرحمہ اُنکی زیارت مین لکھتے ہین منجملہ اُسکے چند فقرے یہ ہین اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ سلام ہو آپ پر ای بندہ نیکوکار اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْاٰخِذُ بِالثَّارِ الْمُحَارِبُ لِلْکَفَرَةِ الْفُجَّارِ سلام ہو آپ پر ای طالب عوض خون ناحق ریختہ فرزند رسول مختار اور محاربہ کرنیوالے ساتھ کفار فجار کے پس یہ دیندار اور بہت سے شیعیان ائمۂ اطہار اسیر و مقید اور گرفتار تھے ورنہ ضرور حضرت مسلم اور جناب امام حسین علیہ السلام کی نصرت و مدد کرتے چنانچہ نور الابصار مین منقول ہی کہ چار ہزار پانچ سو دلاوران ابرار شیعیان جناب حیدر کرار عہد معاویہ سے بطوق و زنجیر اسیر و مقید تھے اِسی وجہ سے نصرت و مدد جناب امام حسین علیہ السلام سے محروم رہے پس جب جناب مسلم بن عقیل وارد کوفہ ہوے اور اٹھارہ ہزار آدمیون نے اُن حضرت سے بیعت کی تو اُسوقت چاہا تھا کہ اُن اسیرون کو رہا فرمائین لیکن اُسی شب ابن زیاد لعین بصرہ سے آکر داخل کوفہ ہوا اور اہل کوفہ نے بسبب خوف جان کے نقض بیعت کیا جناب مسلم سے اور ساتھ اُس مظلوم کا چھوڑ دیا یہانتک کہ ظلم و ستم ابن زیاد ملعون سے وہ جناب ماہ ذیحجہ سنہ ساٹھ ہجری مین شہید ہوے اسیوجہ سے اُن اسیرون کی رہائی نہوئی

آور ابن نما علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ جب چودھوین ربیع الاول روز پنجشنبہ سنہ ترسٹھ
آور بقولے سنہ چونسٹھ ہجری مین یزید بن معاویہ واصل ہاویہ ہوا کہ عمر اُس
ملعین کی اڑتیس برس اور مدت حکومت ضلالت اُسکی دو برس اور آٹھ مہینے
تھی اُسوقت اُن اُسیرون نے رہائی پائی جیسا کہ ابومخنف نے روایت کی ہے
کہ جب خبر ہلاکت یزید لعین مشہور ہوئی تو ابن زیاد ملعون بصرہ مین تھا اور
لوگون نے اُسکے قصر پر ہجوم کیا اور مال واسباب اور گھوڑے اُس شقی کے
لوٹ لیے اور اُسکے غلامون کو قتل کیا اور قید خانہ کو توڑ کر اسیرون کو رہا
کیا پس اُسوقت زندان سے چار ہزار پانچ سو دیندار نامی وگرامی شیعیان
جناب حیدر کرار نے رہائی پائی منجملہ اُنکے یہ رؤسا ے نامی سلیمان خزاعی اور
ابراہیم بن مالک اشتر اور سعید بن صفوان اور یحیی بن اعون وغیرہ تھے
کہ شجاعت و دلاوری اُنکی محک امتحان مین آچکی تھی پس بمجرد رہائی کے
قصد خزانہ ابن زیاد ملعون کا کیا اور اُسکو لوٹ لیا اور جو سلاح و ہتھیار
ابن زیاد بد کردار کا اُس جگہ موجود تھا وہ سب لیکر گھر اُس لعین کا گرا دیا
اور قاتلان فرزند رسول خدا عذاب دنیا مین قبل عذاب آخرت کے
مبتلا ہونے لگے جیسا کہ خداے عزوجل نے اُنپر نفرین فرمائی چنانچہ بحر الحقائق
مین جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے
حق سبحانہ تعالے نفرین کرتا ہی قاتلان امام حسین علیہ السلام پر اور اُن
اشقیا پر کہ جنھون نے اُن اعدا کی نصرت و مدد کی اور اُنپر جو اُن بہیاد نکو
دوست رکھے اور حق سبحانہ تعالے اُس بہیا پر نفرین کرتا ہی کہ جو قاتلان

امام حسین علیہ السلام پر نفرین کرنے مین شک وشبہ رکھتا ہو پس حضرات
ثواب لعنت ونفرین قاتلان فرزند رسول مختار پر بنا بر روایات و اخبار کے
بکثرت و بیشمار ہی منجملہ اُنکے زاد المعاد مین عبد اللہ بن سنان سے منقول ہی
وہ کہتے ہین کہ بروز عاشورا حاضر ہوا مین خدمت باسعادت جناب
صادق علیہ السلام مین تو اُن حضرت کو مین نے بارنگ متغیر اور اندوہناک
پایا اور اشک چشم انور سے مسلسل مانند دُرِ ابدار کے جاری تھے پس یہ دیکھکر
مین نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ فدا ہون مین آپ پر سبب آپکے رونیکا
کیا ہی حق سبحانہ تعالےٰ ہرگز آپکو نہ رُلائے حضرت نے فرمایا کہ کیا غافل ہی اور
نہین جانتا ہی تو کہ مثل اِس روز کے جد مظلوم میرے جناب امام حسین
علیہ السلام شہید ہوے ہین بعد اسکے حضرت نے آداب زیارات اور نماز
وغیرہ اِس روز کی تعلیم فرمائے یہانتک کہ فرمایا پھر منھ کرا اپنا طرف روضہ
اقدس جناب امام حسین علیہ السلام کے اور دل مین خیال کر شہادت اُس
امام مظلوم اور اولاد و اقربا اور اصحاب اُن حضرت کا اور سلام کر اُنپر
اور صلوات و درود بھیج اور اُنکے قاتلون پر نفرین کر اور دوسری
روایت مین یون ہی کہ فرمایا ہزار مرتبہ لعنت و نفرین کر تو قاتلان اُن حضرت
کے عوض مین ایک نفرین کے ہزار حسنہ تیرے واسطے لکھے جاتے ہین اور ہزار
گناہ محو ہوتے ہین اور ہزار درجے واسطے تیرے بہشت مین بلند ہوتے ہین
اور بہتر یہ ہی کہ ہزار مرتبہ کہے اَللّٰھُمَّ الْعَنْ قَتَلَۃَ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِہٖ
بار الٰہا لعنت و نفرین کر قاتلان امام حسینؑ اور قاتلان اصحاب اُن حضرت کے

غرضکہ اُن قاتلانِ فرزند رسول خداؐ کو مختار علیہ الرحمہ نے اپنے زمانہ قلیل مین جن جنکے بعذاب شدید واصل جہنم کیا چنانچہ ایک روایت مین وارد ہوکہ اڑتالیس ہزار پانسو چونسٹھ آور بنا بر دوسری روایت کے تین لاکھ تراسی ہزار اشرار کو فی النار کیا اور نور الابصار مین بروایتے یون منقول ہو کہ مختار علیہ الرحمہ نے اپنے عہد مین اٹھارہ ہزار اشرار اُن اشقیا سے قتل کیے کہ جو شریک قتل فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام تھے اور اُنکو جنھون نے جناب مسلم اور حضرت امام حسینؑ کے قتل کا فتوے دیا مثل قاضی شریح وغیرہ کے چنانچہ مشہور ہی کہ بارہ ہزار اُنمین حافظ و قاری قرآن تھے جن اشقیا نے فرزند رسول کو بظلم وستم شہید کیا باوجودیکہ وہ ادعاے اسلام کرتے تھے

الغرض کل مدت حکومت مختار کی ایک برس اور چھ مہینے تھی سولھوین ربیع الاول سنہ چھیاسٹھ ہجری سے پندرھوین ماہ رمضان سنہ سرسٹھ تک

چنانچہ ابو مخنف نے روایت کی ہو کہ جب مصعب بن زبیر لعین بادعاے خلافت عازم ہوکر داخل بصرہ ہوا تو اکثر اشقیا نے اُسکی بعیت کی آخر کار لشکر کثیر اشرار بہم پہونچا کر طالب کوفہ ہوا جب یہ خبر مختار کو پہونچی تو مع اپنے لشکر کے اُسطرف روانہ ہوے اور مصعب مع اپنے لشکر کے کنارہ نہر دیر پر اُترا تھا پس مختار بھی قریب اُنکے اُترے یہ دیکھکر مصعب نے مختار کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میری طرف سے والی کوفہ ہو پس یہ سنکر مختار نے انکار کیا اور دونون لشکر صف آرا ہوکر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے آخر کار لشکر مصعب غالب ہوا اور لشکر مختار پست پا ہوکر کوفہ کی طرف واپس گیا

اور مختار مع چند اصحاب کے قصر مین چالیس دن تک محصور رہے پس جب
مختار عاجز ہوے تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ ان اشقیاسے
حرب و جنگ کرون اسلیے کہ محصور قلعہ مین رہنا میرے لیے باعث ننگ
و عار ہی اصحاب نے یہ منظور و قبول کیا اور آمادہ کارزار ہوے اور ایک
جنگ عظیم درمیان مین واقع ہوئی کہ مختار نے قلب لشکر پر حملہ کیا اور داخل
لشکر اعدا ہوے جب نظر سے اصحاب کی غائب ہوے اُنھون نے گمان کیا
کہ مختار فرار کر گئے تو وہ سب بھاگ گئے جب مختار نے اپنے اصحاب کو نہ
دیکھا گمان کیا کہ وہ مغلوب ہوے لیکن خود فرار کو عار جان کر تن تنہا
بکمال شجاعت و بہادری دیوار قصر سے تکیہ کر کے مشغول کارزار رہے
یہانتک کہ شہید ہوے پس جب مصعب لعین نے تسلط پایا تو بعد تھوڑے
دنون کے عبد الملک بن مروان لعین نے اُسپر خروج کیا اور اُسنے مصعب کو
قتل کیا اور مع اُسکے سر کے کوفہ مین پہونچکر قصر امارت مین بیٹھا اور سر
مُصعب کا ایک طشت مین رکھ کے سامنے اُسکے لائے اُسوقت ایک
مرد پیر و ضعیف نے کہ مشایخ کوفہ سے تھا کہا لا الہ الا اللہ امر عجیب
و غریب مین نے دیکھا یہ سُنکر عبد الملک لعین نے کہا کہ کیا دیکھا تو نے
اُسنے کہا کہ مین نے دیکھا سر انور امام حسین علیہ السلام کا ایک طشت مین
رکھکر سامنے ابن زیاد کے اسی جگہ رکھا گیا اور دیکھا مین نے کہ سر ابن زیاد کا
سامنے مختار کے اسی جگہ لائے اور سر مختار کا بھی سامنے مصعب کے اسی جگہ
لائے اور سر مصعب کا تیرے سامنے لائے ہین یہ سُنکر عبد الملک بن مروان

لعین نے کہا کہ خدا نہ کرے کہ پانچوان سر بھی تو اسی جگہ دیکھے پس بعد اِسکے
حکومت بنی امیہ کے پاس رہی یہانتک کہ بنی عباسیہ اُنپر غالب ہوئے اور
تسلط پایا حضرات سُنا آپنے کہ یہ چار سر دارالامارہ کوفہ مین حکام وقت کے
سامنے لائے گئے اور کسی نے اُنمین سے تین سرون کے لبون پر چھڑی نہین
لگائی مگر کیا ظالم اظلم تھا ابن زیاد کہ اُس شقی نے لب و دندان انور
امام حسین علیہ السلام سے کیسی بے ادبی کی

اَيْنَ الرَّسُوْلُ وَثَغْرٌ كَانَ يَرْشِفُهٗ		يَدُقُّهٗ بِقَضِيْبٍ كَفُّ مَحْبُوْبٍ

ہاے افسوس کہان ہین جناب رسول خدا؟ تا دیکھین اُن دندان انور کو
کہ جنکے بوسے لیا کرتے تھے آہ آہ اُنپر ایک ظالم شرابخوار چھڑی لگاتا تھا
چنانچہ بحار الانوار وغیرہ مین منقول ہی کہ اُسوقت زید بن ارقم صحابی
رسول خدا؟ پہلوے ابن زیاد لعین مین بیٹھے تھے جب اُس دیندار نے
دیکھا کہ ابن زیاد چھڑی لگا رہا ہی تو بیتاب ہو کر آواز دی کہ ای ابن زیاد
اُٹھالے چھڑی کو ان لبہاے انور پر سے قسم بخدا مین نے مکرر بچشم خود دیکھا ہی
لبہاے اقدس جناب رسول خدا کو اس مقام پر کہ جہان تو چھڑی
رکھے ہی یہ کہکر زید بن ارقم بآواز بلند رونے لگے پس ابن زیاد اُنکو بُرا کہنے لگا
اور کہا کہ اگر تو مرد پیر و مُسِن نہوتا تو مین تجھے قتل کرتا آخر زید بن ارقم روتے
ہوے وہان سے باہر چلے آئے اور وہ ظلم و ستم نہ دیکھ سکے آہ مومنین یہ
ظلم و ستم بھی اُن اشقیا کو کافی نہوا بلکہ دربار یزید مین بھی یہ جور و جفا جاری
رہا چنانچہ خرائج مین منقول ہی کہ جب سر انور امام حسین علیہ السلام کا دربار

یزید لعین مین لائے تو اُسوقت زید بن ارقم داخل مجلس یزید ہوے دیکھا کہ سر انور
سید الشہداء کا طشت مین رکھا ہی اور یزید لعین چھڑی وندان انور پر لگاتا ہی
پس زید بن ارقم نے کہا کہ ای یزید باز رہ اِس بے ادبی سے کہ جو تو ان دندانہاے
انور سے کرتا ہی کیونکہ مین نے بارہا دیکھا ہی کہ جناب رسالتمآب اِن دانتون کو
بکمال محبت بوسے لیتے تھے یہ سُنکر یزید نے کہا کہ اگر تو مرد پیر و مُسِن نہوتا
اور عقل تیری زائل نہوئی ہوتی تو مین تمکو ضرور قتل کرتا اور بنا بر دوسری
روایت کے یہ ظلم و ستم اُس ملعون کا دیکھکر ابو برزہ اسلمی بیتاب ہوگیا اور
بکمال غضب باواز بلند یزید سے کہا کہ ای یزید واے ہو تجھپر خدا وند قہار دونون
ہاتھ تیرے قطع کرے ہاے کیا غضب کرتا ہی کہ لب و دندان امام حسین علیہ
السلام پر چھڑی رکھتا ہی قسم بخدا مین نے بچشم خود دیکھا ہی کہ جناب رسالتمآب
لب و دندان امام حسین علیہ السلام اور اُنکے بھائی امام حسن علیہ السلام کے
بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم دونون نور چشم میرے سردار ہو جوانان
اہل بہشت کے خدا قتل کرے اُس شقی کو جو تمکو قتل کرے اور خدا لعنت کرے
اُس ملعون پر کہ جو تمپر ظلم و ستم کرے اور حق سبحانہ تعالے اُس ملعون کو داخل جہنم
کرے کہ وہ بدترین جاے سکونت کفار ہی پس یہ سنکر وہ ملعون نہایت
غضبناک ہوا اور کہا کہ اگر عقل تیری زائل نہوئی ہوتی اور تو مرد پیر و مُسِن نہوتا
تو تجھے ابھی قتل کرتا یہ کہکر یزید نے اُس سعادتمند کو اپنی مجلس سے بکمال ذلت
نکلوا دیا ہاے افسوس کیسی عداوت تھی اُن اشقیا کو آل رسول سے کہ بعد
قتل کرنے کے بھی وہ آتش حسد و کینہ فرو نہوئی چنانچہ جناب سلطان العلما

علیہ الرحمہ بعض کتب اہل سنت سے نقل کرتے ہین کہ یزید ملعون سر اقدس سے
خون لیکر مثل سرمہ کے اپنی چشمہاے نجس مین لگاتا تھا کہ تا خنک ہون او
کمال سرور رہو کہ ہنستا تھا غرضکہ محرق القلوب مین منقول ہی کہ جب
زینب نے یہ ظلم و ستم عظیم دیکھا بیتاب ہو گئین اور سر اقدس اپنے برا
مظلوم کا طشت سے اٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور لب و دندان انور کے
بوسے لیتی تھین اور زار زار روتی تھین اور یہ بین جگر خراش کرتی تھین
چنانچہ شاعر بزبان حال اُن مظلومہ کے کہتا ہی ؎

بنفسی شفاھا ذابلات من الظما		ولم تحظ من ماء الفرات بقطرۃ

فدا ہو بہن ان لبہاے انور پر جو شدت تشنگی سے مثل برگ گل کے پژمردہ
ہو گئے تھے اور فدا ہو بہن ان لبہاے اطہر پر کہ جن لبون تک تین شبانہ روز
ایک قطرہ پانی کا نہ پہونچا ؎

بنفسی عیونا غائرات سواھر		الی الماء منھا نظرۃ بعد نظرۃ

آہ آہ قربان ہو بہن ان چشمہاے انور پر جنمین بسبب تشنگی اور نایابی آب کے
حلقے پڑ گئے تھے اور قربان ہو بہن ان آنکھون پر جو شدت تشنگی مین بحسرت
و یاس آب فرات کو دیکھا کین اور وقت آخر تک بھی ایک قطرہ پانی
میسر نہ آیا اور قربان ہو بہن ان آنکھون پر جو راتون کو عبادت خدا مین
بیدار رہین الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس شصتم

قال اللہ تعالے ویل لکل ھمزۃ لمزۃ ن الذی جمع مالا و عددہ

تفسیر کشاف اور بیضاوی وغیرہ مین مفسرین نے لکھا ہی حق سبحانہ تعالےٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ ویل ایک چاہ عظیم ہی جہنم مین واسطے غیبت کرنیوالون اور طعنہ زنون کے جو پس پشت غیبت کرین اور سامنے طعنہ زن ہون اور اُن لوگون کے لیے کہ جنھون نے مال کو واسطے حوادث زمانہ کے جمع کیا ہی اور غافل ہین ہول صبح قیامت سے وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ اور فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ دنیا مثل مُردار کے ہی اور طالب اُسکے مانند کلاب کے ہین کہ شب روز باہم نزاع مین ہین ؎

یا قناعت پُر کند یا خاکِ گور	چشم تنگِ مرد دنیا دار را

جیسا کہ ابواب الجنان وغیرہ مین منقول ہی کہ ایک روز جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام طرف ایک قبرستان کے تشریف لیگئے اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ سلام ہو تمپر اے اہل قبور راوی کہتا ہی کہ یکایک آواز آئی وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ع آپ پر بھی سلام ہو یا امیر المومنین ع پس حضرت نے اُن سے فرمایا آیا مین تمھین خبر دون یا تم خبر دوگے اُنھون نے عرض کی کہ آپ ارشاد کیجیے قَالَ اِعْلَمُوْا اَنَّ اَزْوَاجَکُمْ قَدْ تَزَوَّجُوْا وَاَمْوَالَکُمْ قُسِّمَتْھَا الْوُرَّاثُ وَاَوْلَادَکُمْ حُشِرَتْ فِی الْیَتَامٰی وَدُوْرُکُمْ سَکَنَتْ فِیْھَا اَعْدَائُکُمْ حضرت نے فرمایا اَیُّھَا النَّاسُ آگاہ ہو کہ تمھاری ازواج کو غیرون نے تزویج کیا ہی اور مال و اسباب تمھارا ورثہ نے باہم تقسیم کیا اور اولاد تمھاری ایتام مین شامل ہوئی اور

جو دشمن تمھارے تھے وہی گھرون مین تمھارے ساکن ہوے پس اب تم
کچھ اپنے حال سے خبر دو قَالَ فَاَجَابُوْا قَدْ تَخَرَّقَتِ الْاَكْفَانُ وَانْتَثَرَتِ
الشُّعُوْرُ وَتَقَطَّعَتِ الْجُلُوْدُ وَسَالَتِ الْاَحْدَاقُ عَلَى الْخُدُوْدِ
وَمَا قَدَّمْنَاهُ وَجَدْنَاهُ وَمَا خَلَّفْنَاهُ خَسِرْنَاهُ وَنَحْنُ مُرْتَهِنُوْنَ
بِالْاَعْمَالِ وَنَرْجُوْا مِنَ اللّٰهِ الْغُفْرَانَ بِالْكَرَمِ وَالْاِمْتِنَانِ راوی
کہتا ہے کہ یہ سنکر اُنھون نے عرض کیا بتحقیق کہ کفن ہمارے بوسیدہ ہو گئے
ہین اور بال ہمارے گر گئے ہین اور پوست ٹکڑے ٹکڑے ہوے ہین اور
حدقہ چشم ہمارے بہکر رخسارون پر جاری ہوے ہین اور جو کچھ ہمنے آگے بھیجدیا
وہ تو پایا اور جو کچھ چھوڑ کر آئے اُسمین ہمکو نقصان و زیان ہوا اور اب ہم
اسیر اعمال و گرفتار ہین اور خداوند کریم و غفار سے طلبگار مغفرت و بخشش
ہین پس حضرات جبکہ یہ حال دنیا کا ہے تو نزدیک عاقل و فہیم کے مال بجز
وبال کے کیا ہے گو فقرا و مساکین چشم ظاہر بین اغنیا مین حقیر و ذلیل ہون مگر
نزدیک خدا و رسول کے عزیز و جلیل ہین قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَلْفُقَرَاءُ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَاءِ بِنِصْفِ يَوْمٍ
وَهُوَ يَوْمٌ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ چنانچہ فرمایا جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ فقرا قبل اغنیا کے نصف روز داخل جنت
ہونگے اور وہ دن یعنے روز قیامت پچاس ہزار برس کا ہوگا اور بنابر
دوسری حدیث کے فقرا پانچ سو برس قبل اغنیا کے داخل بہشت ہونگے
اور منقول ہے کہ دو بندۂ مومن ایک فقیر دوسرا غنی موقف حساب مین

آئینگے فقیر فوراً روانہ جنت ہوگا اور غنی اسقدر ٹھہرایگا کہ اسکے عرق سے
اگر چالیس اونٹ پئین تو سیراب ہونگے اور فرمایا کہ مال حلال مین حساب ہی
اور مال حرام مین عقاب ہوگا یہانتک کہ ریاض القلوب وغیرہ مین
منقول ہی کہ انبیا مین سے اُن تین بزرگوارون کا حساب بھی ہوگا جنھون نے
دنیا مین سلطنت بکمال عدل و انصاف کی ہی مثل حضرت داؤد اور
حضرت سلیمان اور حضرت یوسف علیہم السلام کے وَفِی کِتَابِ الرَّوضَۃِ
عَنِ النَّبِیِّ ص اِنَّ النَّارَ افتخر عَلَی الجَنَّۃِ فَقَالَتِ النَّارُ یَسکُنُنِی
المُلُوکُ وَالجَبَابِرَۃُ وَاَنتِ یَسکُنُکِ الفُقَرَآءُ وَالمَسَاکِینُ اور کتاب
روضہ مین بسند معتبر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہی فرمایا
اُن حضرت نے تحقیق کہ دوزخ نے جنت پر فخر و مباہات کیا پس دوزخ نے
کہا کہ مجھمین سلاطین و جبار لوگ اور سرکش ساکن و مقیم ہونگے اور تجھمین
فقرا و مساکین ساکن ہونگے فَشَکَی الجَنَّۃُ اِلٰی رَبِّھَا فَاَوحَی اللّٰہُ تَعَالٰی
اِلَیھَا اسکُتِی فَاِنِّی اُزَیِّنُکِ یَومَ القِیٰمَۃِ بِاَربَعَۃِ اَرکَانٍ پس جنت نے
شکایت اسکی اپنے پروردگار سے کی تو جانب خدا سے وحی ہوئی اور حکم ہوا
کہ تو چپ ہو رہ کہ ہم تجھے بروز قیامت چار ارکان سے زینت دینگے
مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الاَنبِیَاءِ وَعَلِیٍّ سَیِّدِ الاَوصِیَاءِ وَالحَسَنِ وَالحُسَینِ
شُبَّانِ اَھلِ الجَنَّۃِ وَشِیعَتِھِم فِی قُصُورِکِ مَعَ الحُورِ العِینِ
وہ چار ارکان یہ ہین حبیب ہمارے محمد مصطفے سید الانبیاؐ اور علی مرتضے
سید الاوصیاء اور فرزند اُنکے حسن و حسین علیہم السلام سرداران جوانان

اہل جنت سے اور شیعہ اور دوست اُنکے تیرے قصور مین مع حور العین کے ہونگے
پس حضرات یہ درجات تو آخرت مین ہین اور دنیا مین بھی فقرا و ساکین
کو چند فائدہ ہین جبکہ فقر مع صبر و قناعت کے ہو کہ یہ زینت مرد ہی مگر وائے
ہو اُن اشقیا پر کہ جنھون نے دین کو بالکل ساتھ دنیا کے بدل کیا اور بطمع دنیا
زندگی چند روزہ کے لیے بامید انعام و خوشنودی یزید بد انجام کے فرزند
خیر الانام کو مع اصحاب و اقربا تشنہ لب شہید کیا آخر اُن سگہاے دنیا کو مختار
علیہ الرحمہ نے چن چن کے قتل کیا اور اُن اشقیا کو خسر الدنیا والآخرۃ ہوا
منجملہ اُن سگہاے دنیا کے ابن سعد لعین ہی چنانچہ ابو مخنف نے روایت کی ہی
کہ جب وہ شقی سامنے مختار علیہ الرحمہ کے گرفتار ہو کے آیا تو اُس دیندار نے
فرمایا کہ تیرے وہ اشعار مین نے سُنے تھے کہ جو وقت ارادہ محاربہ جناب امام
حسین علیہ السلام کے انشا کیے تھے اُنکا اعادہ کر پس اُس شقی نے وہ اشعار
پڑھے منجملہ اُنکے تین شعر یہ ہین ؎

فَوَاللهِ مَا اَدْرِیْ وَاِنِّیْ لَحَائِرٌ ۔۔۔ اُفَکِّرُ فِیْ اَمْرِیْ عَلٰی خَطَرَیْنِ
ءَاَتْرُکُ مُلْکَ الرَّیِّ وَالرَّیُّ مُنْیَتِیْ ۔۔۔ اَمْ اَرْجِعُ مَاْثُوْمًا بِقَتْلِ حُسَیْنٍ

وہ لعین کہتا تھا قسم بخدا مین حیران ہون اور کچھ مجھے معلوم نہین ہوتا ہی کہ
کیا کرون فکر کرتا ہون اپنے امر مین کہ آیا ترک کرون رَے مین حکومت ملک
رَے کو حالانکہ وہ خواہش و آرزو میری ہی یا امام حسین علیہ السلام کو قتل کر کے
گناہگار ہو کر پیش خدا جاؤن ؎

وَفِیْ قَتْلِهِ النَّارُ الَّتِیْ لَیْسَ دُوْنَهَا ۔۔۔ حِجَابٌ وَلِیْ فِی الرَّیِّ قُرَّۃُ عَیْنِیْ

اور مین خوب جانتا ہون کہ قتل کرنے امام حسین علیہ السلام سے ایسی آگ مین
جلتا ہی جسکی کوئی چیز حاجب و مانع نہین ہو سکتی ہی مگر حکومت ری باعث خنکی
چشم میری ہی پس جب اُس شقی نے یہ اشعار بحکم مختار سامنے اُس دیندار کے
پڑھے تو اُسوقت مختار نے اُسکے منھہ پر تھوکا اور فرمایا کہ ای شقی اگر تو اسکا اعتقاد
کامل رکھتا تو ہرگز امام حسین علیہ السلام کو قتل نہ کرتا بعد اسکے مختار نے کہا
کہ اب جو کچھہ مین تجھہ سے استفسار کرون وہ سب مجھہ سے بیان کرنا اور کچھہ
مخفی نہ کرنا پس کہا کہ ای عمر سعد جسوقت امام حسین علیہ السلام گھوڑے سے
زخمی ہو کر زمین پر تشریف لائے تو اُسوقت کیا فرمایا اُس شقی نے کہا ای مختار
جب امام حسین ؑ زمین پر گرے تو اُسوقت فرمایا ای اشقیا حق سبحانہ تعالے تم پر
ایک جوان ثقفی کو مسلط کریگا اور وہ تم سبکو قتل کریگا مختار نے کہا کہ تم اُس
جوان ثقفی کو پہچانتے ہو اُس ملعون نے کہا وہ آپ ہی ہین مختار نے کہا کہ
الحمد للہ دعا اُن حضرت کی مستجاب ہوئی بعد اسکے رفقاے مختار نے اُس
لعین کے کپڑے اُتارے اور دانت اُسکے توڑ ڈالے اور انگلیون کے بند بند
جدا کیے اور گوشت اُسکا کاٹا اور حدقۂ چشم اُسکے نکالے یہانتک کہ وہ لعین
واصل جہنم ہوا بعد اسکے بدن اُس سگ ناپاک کا جلا دیا اور بروایتے جب
عمر سعد لعین کو گرفتار کرکے لائے تو اُسوقت ایک جماعت کثیرہ نے اُسکی
شفاعت مختار سے کی پس مختار علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ایہا الناس یہ وہ ظالم
اظلم ہی کہ اسکے جفا و ستم سے میرے بدن مین خون جوش مارتا ہی مین اسکے
قصاص سے کیونکر دست بردار ہون اُس جماعت نے اصرار کیا ناچار مختار نے

اُسکو امان دی مگر شرط کی کہ یہ شقی کوفہ سے باہر نہ جاوے عمر بن ہیثم کہتا ہی کہ ایک
روز مین جانبِ راست مختار کے اور ہیثم بن اسود جانب چپ اُسکے بیٹھے تھے
کہ اسی اثنا مین مختار نے کہا کہ قسم بخدا مین ایسے ایک لعین کو قتل کرونگا کہ
جسکے قدم دراز ہین اور آنکھین اُسکی حلقون مین درآئی ہین اور ابرو برجستہ
بلند رکھتا ہی اور وقت رفتار کے زمین کو فشار دیتا ہی اور قتل ہونا اُسکا اہل
آسمان و زمین کو خوش و مسرور کریگا یہ سُنکر ہیثم کو معلوم ہوا کہ یہ علامات
عمر سعد کی ہین اُسنے اپنے بیٹے کو اُس لعین کے پاس واسطے اطلاع کے بھیجدیا
جب وہ لعین مطلع ہوا تو اُسکو توہم ہوا اور کوفہ سے مع رفقا اور زر نقد
کثیر کے نکلکر بیرون شہر پوشیدہ ہوا وہان اُسکا ایک دوست ملا اُسنے
کہا کہ تونے خطا کی اگر مختار سُنینگے تو کہینگے کہ تونے عہد شکنی کی یہ سنکر وہ لعین
طرف کوفہ کے واپس آیا اور خود وہ سکار گھر مین رہا اور اپنے بیٹے حفص کو
خدمت مین مختار کی عذر خواہی کے واسطے بھیجدیا یہ سُنکر مختار نے اُسکو
اپنے پاس بٹھایا اور ابو عمرہ کیسان کو طلب کرکے اُسکے کان مین آہستہ
کہا کہ تم سر نجس عمر سعد کا کاٹ کر لے آؤ اور دو شخص جرار اپنے رفقا سے
اُنکے ہمراہ کیے اور عمر سعد ملعون کو جامۂ خواب مین اُسکے بستر پر قتل کیا
جیسا کہ مظلوم کربلا نے وقت رخصت علی اکبر کے دعاے بد کی تھی اور نفرین
فرمائی تھی پس سر نجس اُسکا مختار کی خدمت مین حاضر کیا مختار نے
حفص سے فرمایا کہ تو اس سر کو پہچانتا ہی جب اُسنے سر باپ کا دیکھا تو
کہنے لگا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اب بعد اسکے لطفِ زندگی باقی نرہا

مختار نے کہا ایسا ہی ہوگا پس ابو عمرہ کیسان کو اشارہ کیا کہ عمر سعد دوزخ مین
تنہا ہی اُسکے بیٹے کو اُس سے ملحق کرو پس اُس دیندار نے حفص کو واصل
نار کیا اور روضۃ الصفا مین یون لکھا ہی کہ جب عمر سعد کو ابو عمرہ نے
قتل کیا تو اُسکے بیٹے حفص کو گرفتار کر کے سامنے مختار کے لائے مختار نے
اُس شقی کو دیکھکر جلاد کو حکم دیا کہ اس لعین کو قتل کر حفص نے عرض کیا
کہ مین واقعۂ کربلا مین شریک نہ تھا مختار علیہ الرحمہ نے فرمایا ہان مگر تو
فخر و مباہات کرتا تھا کہ باپ اُس شقی کا قاتل امام حسین علیہ السلام ہی
اور دوسری روایت مین یون ہی کہ وہ شقی واقعۂ کربلا مین موجود تھا بلکہ
نوین شبکو محرم کی جب حضرت نے عمر سعد کو طلب فرمایا تھا تو یہ کاذب
ہمراہ اپنے باپ کے تھا بہر حال اُس ملعون کو بھی قتل کر کے سر نجس اُنکے
خدمت محمد حنفیہ رحمہ اللہ مین مع زر کثیر بطور نذر کے روانہ کیے اور زاد المعاد
مین لکھا ہی کہ بنا بر ایک روایت کے عمر سعد نوین ربیع الاول کو واصل نار
ہوا ہی پس بعد قتل عمر سعد وغیرہ کے شمر لعین کی تلاش ہوئی چنانچہ
امالی مین ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے روایت کی ہی کہ ابو عمرہ کیسان کے
ہمراہ پانچ سو سوار جرار تھے جب شمر لعین سے ملاقات ہوئی تو وہ لعین ان
دینداروں پر حملہ آور ہوا اور باہم حرب و جنگ ہوئی آخر کار وہ لعین زخمی
ہوکر اسیر و مقید ہوا اور سامنے مختار علیہ الرحمہ کے حاضر کیا گیا پس اُس دیندار نے
حکم دیا کہ اس شقی کی گردن جدا کرین اور دیگ مین روغن داغ کرکے اُسمین
ڈالدین پس ایسا ہی کیا یہانتک کہ بدن نجس اُس لعین کا پاش پاش ہوا

اور ابو مخنف وغیرہ نے یون روایت کی ہی خلاصہ اُسکا یہ ہی کہ ایک روز
مختار علیہ الرحمہ قصر دار الامارہ مین بیٹھے تھے ایک جانب اس دیندار کے
ابراہیم بن مالک اشتر علیہما الرحمہ تھے اور سب اصحاب ودیندار حاضر تھے
اُسوقت مختار نے فرمایا کہ ای دیندار وحق سبحانہ تعالیٰ نے غم وغصہ ہمارا دور
کیا اب کوئی حسرت باقی نہین ہی سوائے قتل کرنے شمر بن ذی الجوشن ملعون کے
اور اُس شقی کا ابتک نشان معلوم نہین ہی آیا کسیکو اُسکی کچھ خبر ہی کہ وہ لعین
کہان ہی یہ سنکر اصحاب نے عرض کیا کہ ای سردار ہمارے ہمنے سنا ہی کہ جب
اُس لعین نے ہمارے آقا مظلوم کربلا کو تشنہ لب شہید کیا اور اُن حضرت کے
اہل بیت کو اسیر و مقید کر کے دمشق مین لایا تو اُس شقی نے یزید پلید سے
رخصت حضوری دربار طلب کی جب اذن حاصل ہوا تو سر اقدس جناب
امام حسین علیہ السلام کا لیکر سامنے یزید کے آیا تو اُس ملعون کو دیکھکر کہا کہ
کیا خبر لایا ہی پس شمر لعین نے اُسکے جواب مین یہ اشعار بفخر و مباہات
اور سرور انشا کیے ؎

اِملأْ رِکَابِیْ فِضَّۃً وَذَھَبًا	اِنِّیْ قَتَلْتُ السَّیِّدَ الْمُھَذَّبَا
قَتَلْتُ خَیْرَ الْخَلْقِ اُمًّا وَاَبًا	وَاَکْرَمَ الْخَلْقِ جَمِیْعًا حَسَبًا

ای یزید بھر دے میرے اسپ و شتر کو نقرہ و طلا سے تحقیق کہ اُس شقی نے
قتل کیا ہی سردار برگزیدہ کو اور ذبح کیا ہی بہترین خلق کو از روے
مان اور باپ کے اور بزرگترین مخلوقات کو از روے حسب و نسب کے ؎

طَعَنْتُہٗ بِالرُّمْحِ حَتّٰی انْقَلَبَا	ضَرَبْتُہٗ بِالسَّیْفِ کَانَتْ عَجَبًا

اور ایسا نیزہ مارا کہ گھوڑے سے اُلٹ دیا اور ایسی تلوار لگائی کہ سبکو تعجب ہوا
پس یہ سُنکر یزید لعین غضبناک ہوا کیونکہ یہ کلمات فضائل حضرت کے ناگوار
ہوے اور ازروے مکر کے کہا کہ ای شقی عذاب خدا تجھپر نازل ہو اگر تو جانتا تھا
کہ امام حسین ع بہترین خلق تھے ازروے مان باپ اور حسب و نسب کے
تو پھر کیون اُن حضرت کو قتل کیا اور سر انور اُس جناب کا میرے پاس
لایا خدا تیری رکاب کو آتش دوزخ سے بھر دے اور کہا کہ ای ملعون
دور ہو میرے پاس کچھ انعام تیرے لیے نہین ہی بعد اسکے نوک نیزہ سے
اُسکو مارا اور وہ شقی سامنے سے اُس لعین کے بھاگ گیا غرضکہ بعد اسکے
اصحاب نے خدمت مین مختار کی عرض کی کہ تدبیر و راے مناسب یہ ہی
کہ قبیلۂ مذحج و ہمدان کو طلب کرکے اُنمین سے تین شخص عقیل اور بافہم
و دانش انتخاب کیجیے کہ تا وہ لوگ شمر لعین کو پیدا کرین پس مختار علیہ الرحمۃ نے
اُنکو طلب کیا اور چند اشخاص کو انتخاب کیا اور شمر اظلم کی تلاش مین روانہ
کیا اور اُنھون نے ہر شہر و دیار اور جبل و کوہسار مین کمال کوشش
وسعی اُس شقی کو دجلہ عظمیٰ مین پایا اور چند روز اُس ملعون کے
پاس مقیم رہے اور ایک شخص کو مختار کے پاس واسطے اطلاع کے روانہ
کیا جب یہ خبر اُس دیندار نے سُنی تو نہایت خوش حال اور مسرور ہوے
اور فوراً مع دس ہزار سوار دلاور کے اُسطرف روانہ ہوے جب قریب
دجلہ کے پہونچے تو وہ اشخاص جو وہان مقیم تھے فرحناک ہوے اور شمر لعین
یہ خبر سُنکر بارادۂ حرب و ضرب دجلہ سے رجز پڑھتا ہوا باہر نکلا اور

جانبین مین حرب وجنگ عظیم ہوئی راوی کہتا ہے کہ بعد اسکے شمر ملعون نے
ابراہیم بن مالک اشتر شیر دلاور پر حملہ کیا اور اُس دیندار جرار نے وار
اُس بدکردار کا رد کیا اور ایسا گرز آہنی بکمال شجاعت اُس بدبخت کی
پشت پر مارا کہ صدمہ سے اُس ضربت کے تمام استخوان اُس بے ایمان کے
شکستہ ہوئے اور گھوڑے سے مثل دیو سیاہ کے زمین پر گرا آخر رفقائے
ابراہیم نے اُس ملعون کو گرفتار کرکے چاہا کہ قتل کرین یہ دیکھکر ابراہیم نے
منع کیا اور حسب الحکم اُسکے زندہ خدمت مختار مین حاضر کیا مختار نے دیکھکر
فرمایا کہ ای کافر بیدین تو فخر و مباہات کرتا تھا قتل کرنے فرزند رسول الثقلین
امام حسین علیہ السلام پر پس حکم دیا کہ ناخن سے پوست اس شقی کا کھینچین
غرضکہ بانواع و اقسام اُس لعین کو کئی روز تک عذاب کیا اور جوتھے
دن جب وہ شقی قریب بمرگ ہوا تو سر نجس اُسکا کاٹکر بدن اُس
سگِ ناپاک کا جلا دیا حضرات اس شقی کی شقاوت و سنگدلی کس
زبان سے بیان کرون کہ روز عاشورا اُسنے کیا ظلم و ستم کیا ہے مگر حجت خدا
زیارت ناحیہ مقدسہ مین فرماتے ہین وَالشِّمرُ جالِسٌ عَلیٰ صَدرِکَ
وَواضِعٌ سَیفَہٗ عَلیٰ نَحرِکَ قابِضٌ عَلیٰ شَیبَتِکَ بِیَدِہٖ ذابِحٌ
لَکَ بِمُہَنَّدِہٖ اے جد مظلوم جب اہل بیت آپکے مقتل مین پہونچے تو دیکھا
کہ شمر ملعون آپکے سینۂ اقدس پر بیٹھا ہے اور اپنی تلوار کو آپکے مقام نحر پر
رکھے ہوئے تھا اور اُسکے ہاتھ مین آپکی ریش مقدس و نورانی تھی اور
تیغ آبدار سے آپکے گلوئے خشک کو ذبح کرتا تھا قَد سَکَنَت حَواسُکَ

وَخَفِيَتْ اَنْفَاسُكَ وَرُفِعَ عَلَى الْقَنَاةِ رَاْسُكَ آہ اُسوقت ساکن ہوگئے حواس آپکے اور سانس آپکی خفی و نرم ہوگئی اور دم رک گیا یہانتک کہ سر انور آپکا نیزۂ طویل پر بلند کیا گیا وَسُبِيَ اَهْلُكَ كَالْعَبِيْدِ وَصُفِّدُوْا فِي الْحَدِيْدِ بعد اسکے اہل حرم آپکے مثل غلام و کنیزون کے اسیر و مقید کیے گئے اور زنجیر ہاے آہنی مین جکڑ دیے گئے يُسَاقُوْنَهُنَّ كَالْاِمَاۗءِ الْمُسْبِيَاتِ فِي الْبَرَارِيْ وَالْفَلَوَاتِ آہ اُن ستم رسیدون کو مثل کنیزون کے اسیر و مقید کرکے اعدا زمین ناہموار و صحرا مین لیے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمْ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ آہ اُنکے چہرے اور رخسارے حرارت و تیزی آفتاب سے جلتے تھے اَيْدِيْهِمْ مَغْلُوْلَةٌ اِلَى الْاَعْنَاقِ ہاے افسوس ہاتھ اُن بے گناہون کے گردنون سے مستحکم باندھے تھے يُطَافُ بِهِمْ بِهٰذِهِ الْمَذَلَّةِ فِي الْاَسْوَاقِ آہ اعداے دین اُن بیکسونکو باین مذلت بازارون مین پھراتے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ؁

مجلس شصت و یکم

فِي عَبَقَاتِ الْاَنْوَارِ نَقْلًا عَنِ الْكَافِيْ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ خَلَقْتُكَ وَعَلِيًّا نُوْرًا يَعْنِيْ رُوْحًا بِلَا بَدَنٍ قَبْلَ اَنْ اَخْلُقَ سَمٰوَاتِيْ وَاَرْضِيْ وَعَرْشِيْ وَبَحْرِيْ فَلَمْ تَزَلْ تُهَلِّلُنِيْ وَتُمَجِّدُنِيْ عبقات الانوار مین کافی سے نقل کیا ہو کہ جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہو فرمایا حق سبحانہ

تعالی نے اپنے حبیب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے ای حبیب ہمارے
بتحقیق کہ پیدا کیا مین نے تمکو اور علی کو ایک نور سے یعنے ایک روح بغیر
بدن کے قبل پیدائش آسمانون اور زمینون اور عرش اور دریا کے
پس ہمیشہ تم میری تہلیل وتمجید کرتے تھے ثُمَّ جَمَعْتُ رُوْحَیْکُمَا فَجَعَلْتُهُمَا
وَاحِدَۃً فَکَانَتْ تُمَجِّدُنِیْ وَتُقَدِّسُنِیْ وَتُهَلِّلُنِیْ بعد اسکے مین نے
تمہاری دونون روحون کو جمع کر کے ایک کیا پس وہ روح تمجید اور
تقدیس اور تہلیل میری کیا کرتی تھی ثُمَّ قَسَمْتُهَا اثْنَتَیْنِ وَقَسَمْتُ
ثِنْتَیْنِ فَصَارَتْ اَرْبَعَۃً مُحَمَّدٌ وَاحِدٌ وَعَلِیٌّ وَاحِدٌ وَالْحَسَنُ وَ
الْحُسَیْنُ اِثْنَانِ پھر اُس ایک نور کے مین نے دو حصے کیے اور اُن دو
حصون کے اور دو حصے کیے پس چار نور ہوے محمد و علی اور حسن وحسین
علیہم السلام ثُمَّ خَلَقَ اللہُ تَعَالٰے فَاطِمَۃَ مِنْ نُوْرٍ اِبْتَدَاَهَا رُوْحًا
بِلَا بَدَنٍ ثُمَّ مَسَحَنَا بِیَمِیْنِهٖ فَاَضَاءَ نُوْرُهٗ فِیْنَا جناب صادق علیہ
السلام فرماتے ہین کہ پھر حق سبحانہ تعالی نے جناب سیدہ فاطمہ زہرا
علیہا السلام کو اور ایک نور سے پیدا کیا کہ اُسوقت اُن معصومہ کی خلقت
روح بے بدن کے تھی پھر حق سبحانہ تعالے نے اپنے دست کرم کو ہماری
ارواح پر بلطف ورحمت پھیر دیا کہ وہ سب ارواح طاہرہ اُسکے فضل
وکرم سے نورانی ہوگئین یعنے نور ہم اہل بیت رسالت کا نور خدا سے
منور وروشن ہوا اور امالی وغیرہ مین جناب صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کہ حق سبحانہ تعالی نے

نور مقدس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو قبل خلقت آسمان و
زمین اور عرش و کرسی اور لوح و قلم اور بہشت و دوزخ کے پیدا کیا اور
قبل تمام پیغمبرون کے چار سو چوبیس ہزار سال کے پیدا کیا اور اُس نور کے
ساتھ بارہ حجاب پیدا کیے اور ہر حجاب مین ہزار ہا سال تسبیح و تقدیس
و تمجید الٰہی کرتے رہے پس وہ نور مقامات رفعت و جلال مین رہا یہانتک
کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے اُس نور کو پشت حضرت آدم مین قرار دیا اور
صلب آدم علیہ السلام سے طرف صلب اور انبیا کے نقل ہوتا رہا یہانتک
کہ صلب حضرت عبدالمطلب مین لایا پس اُس نور کو دو حصے کیے ایک حصہ
صلب حضرت عبداللہ مین اور دوسرا حصہ صلب حضرت ابوطالب مین
قرار دیا پس نصف اوّل سے جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ
پیدا ہوے اور نصف دوم سے جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ
السلام پیدا ہوے پس حضرت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ
روز جمعہ سترھوین ربیع الاوّل عام الفیل یعنے جس سال ابرہہ بادشاہ
حبش واسطے گرانے خانہ کعبہ کے آیا تھا زمانہ نوشیروان مین کہ سنہ جلوسی
اُسکا چالیسوان برس تھا بمکان شعب حضرت ابوطالب پیدا ہوے
اور جناب امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام تیرھوین ماہ رجب
روز جمعہ اور بقولے ساتوین ماہ شعبان کو خانہ کعبہ مین بمقام مستجار
تیس برس بعد ولادت جناب رسول خدا ص کے پیدا ہوے جیسا کہ
شاعر کہتا ہے

دُرِ بحرِ عرفان مسندنشینِ لوکشف	گوہرِ دُرجِ شرف شاہِ نجف شیرِ خدا
فاتحِ خیبر امیر المومنین حیدر علی ست	بابِ شبیر و صہرِ پیغمبر وصیِ مصطفا
آنکہ پیش از خلقتِ آدم بچندین سالہا	با ملائک بودہ در تسبیحِ ذاتِ ذوالعلا
مطلبیہ نا انشائے کعبہ بہر میلاد بود	ورنہ مخصص لامکان را خانہ کے باشد روا

اور باذل علیہ الرحمہ بعض فضائل میں جناب امیر علیہ کے کہتے ہیں جبکہ وہ حضرت ہنوز شکم مادر میں تھے ؎

کنون شمۂ ہم ز فضلِ علیؑ	کہ گردد از و مدعا منجلی
نخست آنکہ بر صاحبِ ذوالفقار	عنایاتِ مخصوص از کردگار
در ایامِ حمل و بعہدِ صبا	عیان گشتہ زانسانکہ بر انبیا
یکے روز ابوطالب از روے پند	بگفتش کہ ای بانوے ارجمند
محمدؐ چو فرزند باشد ترا	کہ پروردی اورا بعہدِ صبا
دگر آنکہ سنگینی از حمل نیز	نخواہد تواضع ز تو آن عزیز
چنین گفت بانوی آن نامدار	کہ تعظیم من نیست از اختیار
محمدؐ گذارد چو اینجا قدم	جنینے کہ دارم من اندر شکم
جنان مے نماید مرا بیقرار	کہ میخیزم از جاے بے اختیار
تعجب نمود او ازان داستان	بُد و گفت بانو بکن امتحان
ابوطالب آن سیدِ سرفراز	قوی پنجہ بُد در یلانِ حجاز
قوی تر از و حمزۂ صف شکن	کہ او بود ممتاز در انجمن
بفرمود ابوطالب او را طلب	چو آمد بنزدش وشش دلیرِ عرب

فشردند بر کتفِ بانو دو کف — خود او یک طرف حمزه از یک طرف
بگفتند کامد رسولِ خداؐ — زبیرون در آن دم درونِ سرا
چو افتاد چشمش بر آن نور پاک — به بیتابی جست از روے خاک
گران ہر دو زورے تنِ نامجو — نیامد میسر دمِ ضبطِ اُو
تکان داد بازو و برپاے خواست — بتعظیم سید باستاد راست
یقین شد بآن نامور آن زمان — که بُد راستگو بانوے بانوان
دگر نیز ہر گہ درایام حمل — فرستادهٔ خالق پیل و نمل
زبیرون درون سرا آمدی — بَرِ مادرِ پاک آن شہ شدی
بفرمودی از روے مہر و ولا — سلامٌ علیک ای برادر مرا
برون آمدی از شکم این ندا — علیک السلام ای رسولِ خداؐ

حضرات سُنا آپنے کہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام جب شکم مادر مین تھے تو اپنے بھائی سید المرسلینؐ کی تعظیم کرتے تھے اور باہم سلام وکلام کرتے تھے آب کیا مقام تعجب ہی اس امر مین جو اکسیر العبادات مین منقول ہی کہ ہمشکل رسول خداؐ و لبند علی مرتضیٰؑ شاہزادہ علی اصغر نے کہ سن شریف اُس شیرخوار کا چھ یا سات مہینے کا تھا بمقتضاے فطرتِ نورانیہ کے آواز استغاثہ پدر مظلوم امام حسین علیہ السلام کی سنکر اُس حالت تشنگی اور بیقراری مین کہ آغوشِ جناب زینبؑ بروایتے گہوارے مین تھے اپنے تئین زمین پر گرا دیا اور آواز گریہ بلند کی اور اہل حرم کو معلوم ہوا کہ یہ حالت اِس شیرخوار کی بسبب استماع آواز استغاثہ سید الشہداءؑ کے

ہوئی کہ حقیقت مین بمنزلہ لبّیک لبّیک اور آمادگی نصرت و مدد اپنے پدر مظلوم کے ہے یہ دیکھکر سب اہل حرم مین آواز گریہ و بکا بلند ہوئی اور سب رونے لگے ملا آقا در بندی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ یہ امر اُس فرزند حجّت خدا سے بظہور آنا بعید نہین ہے کیونکہ یہ دُرِّ یتیمہ ملکوتیہ اور جوہر عزیزہ بیت النبوّۃ اور سُلالہ جلیلہ ہاشمیہ سے ہین اور شبیہ و نظیر ہین ایک جہت سے اپنے جد بزرگوار جناب حیدر کرار کے قماط کے پارہ کرنے مین اور قماط وہ خرقہ ہے کہ جو بچہ کو لپیٹتے ہین اور گہوارہ مین سُلا دیتے ہین اور دوسری جہت سے مشابہت حضرت عیسیٰ روح اللہ ؑ سے گہوارہ مین کلام کرنے مین الغرض جب اُس شیرخوار نے اپنے تئین گہوارہ سے زمین پر گرا دیا اور آواز گریہ بلند کی اُسوقت شور گریہ و بکا خیمگاہ سے بلند ہوا یہ سُنکر جناب سید الشہدا معرکۂ میدان قتال سے خیمگاہ کیطرف تشریف لائے اور در خیمہ سے آواز دی اور سبب گریہ و بکا جناب زینب ؑ سے استفسار فرمایا اُس مظلومہ نے حال بیقراری علی اصغر کا عرض کیا پس مظلوم کربلا کو معلوم ہوا کہ علی اصغر زبان حال سے راہ خدا مین طالب و آرزومند شہادت ہے پس حضرت اُس شیرخوار کو اپنے دستہائے اقدس پر لیکر میدان کارزار مین سامنے صفوف لشکر اعدا کے لائے اور اُن بیرحمون سے اُس بچہ شیرخوار تشنہ لب کے لیے پانی طلب کیا افسوس ہزار افسوس عوض پانی کے حرملہ لعین نے ایک تیر مارا کہ وہ تیر ستم حلق نازنین علی اصغر پر لگا اور وہ شیرخوار شہید ہوا اور بروایت صاحب محرق القلوب علیہ الرحمہ وہ تیر ستم زہر آلود وہ حلق خشک اُس

شیرخوار سے گذر کے بازوے اقدس سید الشہداء مین پیوست ہوا حضرات ایسی بیکسی و غربت اور تشنہ لبی مین اُس شیرخوار کا تیرِ ستم سے شہید ہونا مصیبت عظمیٰ ہی فِی بِحَارِ الاَنْوَارِ وَالاَمَالِی عَنْ مِنْهَالٍ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ عِنْدَ مُنْصَرِفِیْ مِنْ مَکَّةَ چنانچہ بحار الانوار اور امالی مین منہال سے منقول ہی وہ کہتا ہی کہ بعد زیارت روضۂ رسول خداؐ حاضر ہوا مین خدمتِ بابرکت امام زین العابدین علیہ السلام مین اُس زمانہ مین کہ جب مین حجِ بیت اللہ سے مشرف ہوکے اپنے وطن کوفہ کو آتا تھا پس اُس جناب نے مجھ سے فرمایا کہ ای منہال حرملہ بن کاہل اسدی کیسا ہی اور کشف الغمہ وغیرہ مین یون منقول ہی کہ حضرت نے حال مختار کا پوچھا منہال کہتا ہی کہ مین نے عرض کیا کہ یابن رسول اللہ آپکے دشمنون کو قتل کر رہا ہی اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ حرملہ کیسا ہی مین نے عرض کیا کہ یابن رسول اللہؐ مین اُس ملعون کو کوفہ مین زندہ چھوڑ آیا تھا منہال کہتا ہی کہ یہ سُنکر حضرت نے دونون دستِ حق پرست بدرگاہ جناب احدیت بلند کیے اور دو مرتبہ عرض کی کہ بارالٰہا چکھا تو اُس شقی کو حرارت لوہے کی اور تیسری مرتبہ عرض کی کہ ای خداوند قہار چکھا تو اُس ملعون کو حرارت نار کی حضرات ظلم و ستم حرملہ ملعون کا یہ صدمہ تھا قلب اقدس امام زین العابدین علیہ السلام پر کہ سُنتے ہی نام اُس شقی کا اُسکے لیے دعاے بد کی تصور کیجیے کہ امام حسین علیہ السلام کو اُسوقت کیا صدمہ ہوا ہوگا جبکہ وہ شیرخوار

ہاتھون پر اُن حضرت کے تشنہ لب شہید ہوا جسکو حجتِ خدا فرماتے ہین اَلسَّلَامُ
عَلَی الرَّضِیْعِ الصَّغِیْرِ سلام ہو اُس بچہ شیر خوار پر جو تشنہ لب شہید ہوا غرضکہ
منہال کہتا ہی کہ بعد شرف زیارت کے مین حضرت سے وداع و رخصت
ہو کر روانہ کوفہ ہوا اور قطع منازل اور طی مراحل کرتا ہوا دروازہ بزرگ
کوفہ پر پہونچا دیکھا مین نے کہ اُس جگہ مختار مرکب پر سوار مع ایک جماعت
انصار جرار کے کھڑے ہین پس مین بھی کھڑا ہوا اور اُنپر سلام کیا ناگاہ دیکھا
مین نے کہ کچھ لوگ حرملہ ملعون کو باندھکر لاتے ہین آہ مومنین یہ شقی
فنِ تیر اندازی مین مشہور تھا اِسی نے ہاتون پر مظلوم کربلا کے روز عاشورا
علی اصغر کو تیر ستم سے شہید کیا تھا اور عبد اللہ بن امام حسن علیہ السلام کو بیٹے
امام حسین علیہ السلام مین وقت آخر اُن حضرت کے تیر مارا تھا جسکے صدمہ سے
وہ یتیم شہید ہوا الغرض مختار علیہ الرحمہ نے اُس لعین کو دیکھکر حکم دیا کہ
آگ روشن کرین اور تمام اعضا اس لعین کے جدا کرین پس موافق حکم کے
حرملہ لعین کا بند بند جدا کیا گیا اور آگ مین جلایا گیا منہال کہتا ہی کہ اِسی
اثنا مین مجھے دعا حضرت کی یاد آگئی اور مین نے متبسم ہو کر سبحان اللہ کہا
یہ سُنکر مختار نے مجھ سے سبب اِسکا پوچھا پس مین نے جو زبانِ اقدس
امام زین العابدین علیہ السلام سے سنا تھا وہ سب بیان کیا مختار نے
قسم دیکر کہا کہ کیا میرے آقا نے اسیطرح فرمایا تھا پس مین نے تین
مرتبہ اُسیطرح سے اظہار کیا جسطرح کہ اُن حضرت سے سنا تھا یہ سُنکر
مختار گھوڑے سے اُترے اور دو رکعت نماز پڑھی اور دیر تک سجدہ

رویا کیے بعد اِسکے جب وہان سے مراجعت کرکے داخل شہر ہوے تو گذر اُنکا
میرے دروازے پر سے ہوا مین نے التماس کیا کہ غذا تیار ہی کچھ نوش کیجیے
مختار نے فرمایا کہ ای منہال اُسوقت تک کہ تو نے یہ خوشخبری مجھے سنائی ہی
مین نے کچھ نہین کھایا تھا اب شکریہ مین اِسکے کہ دعا حضرت کی مستجاب
ہوئی اور میرے ہاتھ پر جاری ہوئی مین نے نیت صوم کی کی ہی یہ سُنکر
مین نے کہا کہ خدا آپکو توفیق نیک عطا کرے اور ابو مخنف وغیرہ نے یون
لکھا ہی کہ جب مختار نے حرملہ لعین کو دیکھا تو زار زار رونے لگے اور فرمایا
ای حرملہ تو نے جو ظلم وستم کہ فرزند رسول پر کیے وہ تجھے کافی نہوے تھے
کہ تو نے بچۂ شیر خوار کو تیرستم سے ذبح کیا آیا تو نہین جانتا تھا کہ وہ پارۂ
جگر رسول خدا تھا پس حرملہ کو نشانۂ تیر کرکے واصل جہنم کیا غرضکہ بعد
قتل اکثر اشقیا کے ایک ملعون کو گرفتار کرکے مختار کی خدمت مین حاضر کیا
کہ نام اُسکا ابو خلیق تھا پس مختار نے اُس شقی سے پوچھا کہ ای لعین تو نے
روز عاشورا کربلا مین کیا کیا اُسنے عرض کیا کہ مین لشکر نویس تھا مختار نے
پوچھا کہ لشکر یزید ملعون کا کتنا تھا اُسنے کہا کہ بتیس ۳۲ ہزار سوار اور بائیس ۲۲
ہزار پیادے تھے یہ سُنکر پھر پوچھا کہ لشکر امام حسین علیہ السلام مین کتنے
جان نثار تھے اُسوقت ابو خلیق رونے لگا اور عرض کیا کہ لشکر مین اُن
حضرت کے صرف بتیس ۳۲ سوار اور چالیس پیادے تھے بعد اِسکے مختار نے
کہا کہ تجھے قسم ہی خدا کی سچ بیان کر کہ تیرا دل کسوقت اُن حضرت کے
حال پر زیادہ درد مین آیا یہ سُنکر ابو خلیق نے کہا کہ ای مختار جبکہ تمام

اصحاب و اقربا فرزند رسول خدا کے قتل ہوے اور سواے امام حسینؑ اور
عباسؑ علمدار کے کوئی باقی نرہا تو اُسوقت عجب حال دیکھا کہ جب جناب
عباسؑ ارادہ میدان کرتے تھے تو جناب امام حسینؑ روکتے تھے اور جب امام
حسینؑ عزم میدان کرتے تھے تو جناب عباس روکتے تھے آلغرض جب دونون
بھائیون نے ملکر عزم میدان کیا ہی اور باہم یہی قرار ہوگیا کہ دونون بھائی
ملکر لڑین آہ مومنین عجب فقرہ جگر خراش اس روایت مین ہی خدا نہ کرے
کہ کسی کے اہل حرم عالم غربت و مسافرت مین اپنے حامی و سرپرست سے
جدا ہون آہ آہ لکھا ہی کہ اُسوقت دونون بھائی متفق ہوکر طرف میدان کے
چلے تو اہل بیت اُن حضرت کے خیمگاہ سے مضطرب ہوکر نکلے اور روک لیا
اور دامن سے لپٹ گئے اور شور گریہ و بکا کا بلند ہوا اور بچے بھی زار زار
روتے تھے آخر کار وہ دونون بزرگوار اہل بیت اطہار سے وداع و رخصت
ہوے اور لشکر ابن سعد پر حملہ آور ہوے ایک بھائی نے میمنۂ لشکر اور دوسرے نے
میسرۂ لشکر پر ایسا حملہ کیا کہ اُس ہنگامۂ کارزار مین وہ صحرا اسقدر غبار آلود
ہوا کہ کوئی کسیکو نہ دیکھ سکتا تھا آہ آخر کار لوگ درمیان مین دونون بزرگوار کے
حائل ہوگئے اور جناب عباس کو شہید کیا اُسوقت امام حسینؑ فرماتے تھے
وَا اَخَاہُ وَا عَبَّاسَاہُ اَلْآنَ اِنْکَسَرَ ظَہْرِی اے بھائی عباسؑ اب تیرے
مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی تھی بعد ایک ساعت کے جب غبار فرو ہوا
تو راوی کہتا ہی کہ اُسوقت مین نے سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا
نیزہ پہ بلند دیکھا یہ سُنکر مختار اور رفقا اُنکے زار زار رونے لگے آہ مومنین

اُسوقت کے حال کو معصوم بھی زیارت ناحیہ مقدسہ مین فرماتے ہین قدسکنت
حَوَاسُّكَ وَخَفِيَتْ اَنْفَاسُكَ اے جد مظلوم اُسوقت ساکن ہو گئے
حواس آپکے اور سانس آپکی خفی و نرم ہو گئی اور دم رُک گیا وَرُفِعَ عَلَے
الْقَنَاةِ رَاسُكَ اور سر اقدس آپکا نیزہ طویل پر بلند کیا گیا اَلَا لَعْنَةُ
اللهِ عَلَے الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس شصت و دوم

فِي عَبَقَاتِ الْاَنْوَارِ نَقْلًا عَنِ الْكَافِي عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اللهُ تَعَالٰى يَا مُحَمَّدُ ص اِنِّيْ خَلَقْتُكَ وَعَلِيًّا نُوْرًا يَعْنِيْ
رُوْحًا بِلَا بَدَنٍ قَبْلَ اَنْ اَخْلُقَ سَمٰوَاتِيْ وَاَرْضِيْ وَعَرْشِيْ وَ
بَحْرِيْ فَلَمْ تَزَلْ تُهَلِّلُنِيْ وَتُمَجِّدُنِيْ عبقات الانوار مین کافی سے
نقل کیا ہی کہ جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی فرمایا حق سبحانہ
تعالےٰ نے اپنے حبیب جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ سے اے حبیب
ہمارے بتحقیق کہ پیدا کیا مین نے تمکو اور علی کو ایک نور سے یعنے ایک روح
بغیر بدن کے قبل پیدایش آسمانون اور زمینون اور عرش و کرسی اور
دریا کے پس ہمیشہ تم میری تہلیل و تمجید کرتے تھے ثُمَّ جَمَعْتُ رُوْحَيْكُمَا
فَجَعَلْتُهُمَا وَاحِدَةً فَكَانَتْ تُمَجِّدُنِيْ وَتُقَدِّسُنِيْ وَتُهَلِّلُنِيْ بعد اسکے
مین نے تمہاری دونون روحون کو جمع کرکے ایک کیا پس وہ روح
تمجید اور تقدیس اور تہلیل میری کیا کرتی تھی ثُمَّ قَسَمْتُهَا اثْنَتَيْنِ
وَقَسَمْتُ ثِنْتَيْنِ فَصَارَتْ اَرْبَعَةً مُحَمَّدٌ ص وَاحِدٌ وَعَلِيٌّ وَاحِدٌ

وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ اِثْنَانِ پھراُس ایک نور کے مین نے دو حصہ کیے اور اُن دو حصون کے اور دو حصہ کیے پس چار نور ہوے محمدؐ و علی اور حسن اور حسین علیہم السلام ثُمَّ خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰے فَاطِمَۃَ مِنْ نُوْرٍ اِبْتَدَأَھَا رُوْحًا بِلَا بَدَنٍ ثُمَّ مَسَحْنَا بِیَمِیْنِہٖ فَاَضَاءَ نُوْرُہٗ فِیْنَا جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ پھر حق سبحانہ تعالےٰ نے جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کو اور ایک نور سے پیدا کیا کہ اُسوقت اُن معصومہ کی خلقت روح بے بدن کی تھی پھر حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے دست کرم کو ہماری ارواح پر بلطف ورحمت پھیر دیا کہ وہ سب ارواح طاہرہ اُسکے فضل وکرم سے نورانی ہوگیئن یعنے نور ہم اہل بیت رسالت کا نور خدا سے منور وروشن ہوا اور مصباح الانوار مین شیخ جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے انس بن مالک سے روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ بعد نماز صبح کے طرف اصحاب کے متوجہ ہوے اُسوقت مین نے آیۂ کریمہ معنے پوچھے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا پس حضرت نے فرمایا نبیین سے تو مین مراد ہون اور صدیقین سے وصی وجانشین میرا علی بن ابیطالبؑ ہی اور شہدا سے چچا میرا حمزہ ہی اور صالحین سے پارۂ جگر میری فاطمہ زہرا اور میرے نور عین حسن وحسین علیہم السلام ہین راوی کہتا ہی کہ یہ سنکر عباس رضی اللہ عنہ چچا حضرت کے اپنے مقام سے کھڑے ہوے اور برابر اُس جناب کے بیٹھے اور کہا کہ کیا مین اور تم اور علی

و فاطمہ اور حسنین علیہم السلام ایک شاخ سے نہین ہین حضرت نے فرمایا کہ اِس
استفسار کا سبب کیا ہی عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان سبکی تعریف و توصیف
اسدرجہ کی اور میرے بارہ مین کچھ نہ فرمایا یہ سنکر جناب رسول خدا متبسم ہوئے
اور فرمایا اے چچا جو کچھ کہ آپنے کہا درست ہی لیکن حق سبحانہ تعالےٰ نے خلق کیا
مجھکو اور علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کو قبل خلقت آدم علیہ السلام کے
اُسوقت کہ جسوقت نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی نہ نور تھا اور نہ ظلمت تھی
اور نہ بہشت تھا نہ دوزخ نہ آفتاب تھا نہ ماہتاب بلکہ کوئی چیز کائنات سے
نہ تھی پس یہ شرف ہمکو جانب خدائے عزوجل سے ہی یہ سنکر عباس رضی اللہ
عنہ نے پوچھا کہ خلقت آپ حضرات کی کیونکر ہوئی حضرت نے فرمایا کہ جب
حق تعالےٰ نے چاہا کہ ہمکو خلق کرے تو ساتھ ایک کلمہ کے گویا ہوا کہ اُس سے
ایک نور خلق ہوا اور ساتھ دوسرے کلمہ کے گویا ہوا اُس سے روح پیدا
ہوئی پس اپنی قدرت کاملہ سے اُس نور و روح کو ممزوج فرمایا اور ہمکو
خلق کیا اور ہمنے تسبیح و تقدیس خدائے عزوجل کی اُسوقت کہ نہ تسبیح تھی اور
نہ تقدیس پس جب حق سبحانہ تعالےٰ نے چاہا کہ آسمانون کو پیدا کرے تو میرے
نور کو شگافتہ کیا اور عرش کو خلق کیا اور عرش میرے نور سے ہی اور نور
میرا بہتر نور عرش سے ہی بعد اِسکے نور علیؑ کو شگافتہ کیا اور اُس سے ملائکہ کو
پیدا کیا اور نور علیؑ کا بہتر ہی نور ملائکہ سے بعد اِسکے شگافتہ کیا نور فاطمہؑ کو اور
اُس سے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور نور فاطمہؑ کا بہتر ہی نور آسمان سے
بعد اِسکے شگافتہ کیا نور حسنؑ کو اور اُس سے آفتاب و ماہتاب کو پیدا کیا

اور نور حسنؑ کا نور آفتاب و ماہتاب سے بہتر ہے پس شگافتہ کیا نور حسینؑ کو اور
اُس سے بہشت اور حور العین کو پیدا کیا اور نور حسینؑ کا بہتر ہے نور بہشت و
حور العین سے حضرت فرماتے ہین پس حکم خدا ہوا ظلمات کو کہ برابر سے ہو کر
گذرے تو اُسوقت ملائکہ پر تمام آسمان تیرہ و تاریک ہوے اور وہ تسبیح و تقدیس
الٰہی مین تھے پس اُسوقت ملائکہ نے فریاد بلند کی کہ بار الٰہا ابتداے خلقت سے
ہمنے بدی نہین دیکھی ہے پس تجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کہ اس تاریکی کو
ہمسے دور کر پس حق سبحانہ تعالیٰ نے چند قندیلین درمیان عرش کے معلق فرمائیں
نور فاطمہؑ سے اور وہ سب آسمان منور و روشن ہوے یہی وجہ ہے کہ اُس
صدف عصمت کو زہرا کہتے ہین پس ملائکہ نے عرض کی کہ اے آقا و سید ہمارے
یہ نور کیسا ہے کہ آسمانون کو منور کیا ہے جانب رب العزت سے وحی ہوئی
کہ اے ملائکہ یہ وہ نور ہے کہ مین نے اپنے نور جلال سے اختراع کیا ہے واسطے
اپنے حبیب کی دختر فاطمہؑ کے اور اے ملائکہ مین شاہد و گواہ کرتا ہون تمکو کہ
ثواب تمھاری تسبیح کا محفوظ و مخزون کیا مین نے قیامت تک واسطے
فاطمہؑ کے اور واسطے اُسکے شیعون کے راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر عباس رضی اللہ
عنہ نے امیر المومنین علی بن ابیطالبؑ کی پیشانی انور پر بوسہ دیا اور کہا کہ مین
گواہی دیتا ہون کہ آپ حجت خدا ہین خلائق پر حضرات سُنا آپنے مرتبہ
جناب امیرؑ اور جناب سیدہؑ کا افسوس ہزار افسوس بعد جناب رسول خداؐ کے
اشقیاے امت نے اُن حضرات پر کیا کیا ظلم و ستم کیے آہ آہ نامحرم دروازہ
جلا کر داخل دولتسرا ہوے اور ضرب دروازہ سے جناب سیدہؑ کو ایسی

اذیت و تکلیف پہونچی کہ شکم اطہر مین شاہزادہ محسن شہید ہوا اور ضرب در دروازہ
و تازیانہ سے بازوے انور متورم ہوا آخر بعد چند روز کے اُسی درد پہلوے شکستہ سے
رحلت فرمائی آہ اور جناب امیر المومنینؑ کو اعدا ریسمان ستم گلوے انور مین ڈالکے
واسطے بیعت ابو بکر کے لیچلے آخر ابن ملجم لعین نے مسجد کوفہ مین تلوار زہر آلودہ سے
حالتِ نماز مین شہید کیا آہ مومنین جس پیشانی انور کے عباس چچا رسول خدا آکے
بوسے لیتے تھے وہ پیشانی اطہر ضربت شمشیر سے شق ہوئی اور تمام پیشانی اقدس
خون آلودہ ہوئی اور اثر اُس زہر کا بدن اطہر مین پھیل گیا جسکے صدمہ سے
اکیسوین ماہ رمضان کو رحلت فرمائی افسوس ہزار افسوس بعد شہادت
کے بھی اعدا نے روح اقدس کو جناب امیرؑ اور جناب سیدہؑ کے غم مین اُنکے
فرزندون کے بیچین کر دیا آہ آہ امام حسنؑ کو اعدا نے زہر دغا سے شہید کیا
اور جنازہ پر تیر لگائے آہ اور امام حسینؑ کو مہمان بلاکر صحراے کربلا مین پیاسا
شہید کیا اور بعد شہادت کے لباس تک لوٹ لیا ہائے افسوس کوئی عمامہ
لیگیا کوئی ردا لیگیا اور کسی نے کُرتہ لیلیا آہ صرف وہ زیر جامہ باقی تھا جسکے
کمر بند کے لیے جمال لعین نے دست اقدس قطع کیے افسوس ہزار افسوس
بجدل لعین نے ایک انگشتری کے لیے انگشت اطہر قطع کی علاوہ اسکے یہ ظلم
عظیم تھا کہ اعدا لاش اقدس پامال سم اسپان کیے ڈالتے تھے چنانچہ نور الابصار
وغیرہ مین موسیٰ بن عامر سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ اول جو اشقیا کہ سامنے
مختار علیہ الرحمہ کے گرفتار ہوکر آئے ہین وہ لعین تھے کہ جنھون نے لاش اطہر
مظلوم کربلا پر بقصد پامالی گھوڑے دوڑائے تھے پس جب نظر مختار کی اُن

اشقیا پر پڑی تو رونے لگے اور فرمایا کہ ای دشمنان خدا ورسول جو ظلم وستم فرزند رسول پر ہوے تھے کیا وہ کافی نہوے جو تمنے یہ بے ادبی کی پس مختار نے حکم دیا کہ انکو پشت پر لٹاؤ اور بدن انکے پارہ پارہ کر کے جلا دو چنانچہ حسب الحکم وہ اشقیا جلا دیے گئے پس اسیطرح سے اشقیا گرفتار ہو کر آتے تھے اور بعذاب شدید قتل کیے جاتے تھے یہانتک کہ خولی بن یزید اصبحی لعین گرفتار ہو کر آیا یہ وہ شقی ہی کہ جو سر انور حضرت کا بامید انعام ابن زیاد لعین کے سامنے لایا تھا اور ابو مخنف لکھتا ہی کہ جب اُس لعین کو سامنے مختار کے حاضر کیا تو اُس سے فرمایا کہ ای شقی بیان کر کہ تونے کربلا مین بروز عاشورا کیا ظلم وستم کیا وہ شقی کہتا ہی کہ ای مختار بعد شہادت فرزند رسول مختار کے جب اہل لشکر متوجہ طرف غارت ولوٹ کے ہوے تو اُسوقت مین قریب سکینہ خاتون کے گیا اور کانون مین اُس یتیمہ کے دو گوشوارے تھے پس مین نے چاہا کہ وہ گوشوارے لون تو اُس مظلومہ نے منع کیا آہ مومنین خدا کسیکو بے سر پرست نہ کرے وہ شقی کہتا ہی کہ پس مین نے بجبر وقہر وہ گوشوارے کھینچ لیے اسطرح کہ قریب تھا کہ دونون کان اُس یتیمہ کے شق ہون اور خون اُنسے جاری ہوا اُسوقت اُس یتیمہ نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالے دونون ہاتھ اور پائون تیرے قطع کرے اور تجھے آتش دنیا مین قبل آتش جہنم کے جلاوے یہ سنکر ابراہیم بن مالک اشتر علیہما الرحمہ رونے لگے اور فرمایا کہ ای شقی اپنے ہاتھ آگے بڑھا جب ہاتھ آگے بڑھائے تو مع دونون پائون کے قطع کیے اور خنجر سے دونون حدقہ چشم اُسکے نکالے اور قطران ونفط کہ یہ ایک قسم کے

روغن ہین اُسمین ڈالے جب جوش آیا تو وہ شقی واصل جہنم ہوا اور بدن نجس
اُس لعین کا آگ مین جلا دیا بعد اسکے جو شقی گرفتار ہو کر سامنے مختار کے
حاضر ہوتے تھے تو وہ دیندار اُنسے پوچھتا تھا کہ تمنے فرزند رسول الثقلین سے
روز عاشورا کیا کیا پس ہر ایک شقی نے جو ظلم و ستم کہ امام حسین ؑ پر کیا تھا
وہ بیان کرتا تھا اُسوقت مختار اور ابراہیم اور رفقا اُنکے زار زار روتے
تھے اور ہر طرف سے صدا وامظلوماہ واسیداہ کی بلند ہوتی تھی حضرات
کیونکہ یہ دیندار مصائب مظلوم کربلا سنکر نہ روتے اُن حضرت کو تو اپنے
شیعون کی کمال اُلفت و محبت ہی کہ اپنے ماتم دارون اور زائرون کے
لیے دعا اور طلب مغفرت کرتے ہین اور روز شہادت بھی تو آپکو یاد
فرمایا ہی چنانچہ صاحب محرق القلوب علیہ الرحمہ سکینہ خاتون سے روایت
کرتے ہین کہ وہ یتیمہ فرماتی ہین مین نے گلوے بریدہ اپنے پدر مظلوم سے
سنا کہ فرماتے تھے ؎

لیتکم فی یوم عاشورا جمیعاً تنظروا	کیف استسقی لطفلی فابوا ان یرحموا

اے شیعو اور دوستو میرے کاش کہ تم سب روز عاشورا کربلا مین ہوتے
اور میری غربت و بیکسی کو دیکھتے کہ مین کس بیکسی و مظلومی سے واسطے
اپنے طفل شیر خوار کے اپنے نانا کی امت سے پانی مانگتا رہا مگر اُن بیرحمون نے
ایک قطرہ پانی کا اُس شیرخوار کو نہ دیا بلکہ عوض پانی کے اعدا نے حلق
نازنین پر اُس شیرخوار کے تیر مارا کہ وہ بچہ تشنہ لب شہید ہوا پس حضرات
مقتضائے محبت یہ ہی کہ آپ بھی گریہ و بکا کیجیے مصائب امام حسین علیہ

السلام پر کہ یہ وسیلۂ اعظم ہی نجات آخرت جیسا کہ محرق القلوب مین منقول ہی ؎

بنو الوحی فی ارض الطفوف حواسر	وارباب حرب فی الدیار نزول

آہ آہ کیا انقلاب زمانہ ہی کہ اولاد اُن حضرت کی جنپر وحی خدا نازل ہوتی تھی زمین گرم کربلا پر سر و پا برہنہ پھرائی جائے اور اولاد حرب وکفار مکانات عمدہ و نفیس مین ساکن ہوں ؎

ویصبح فی تخت الخلافۃ جالسا	یزید وفی الطف الحسین قتیل

آہ یزید سا شراب خوار تو تخت خلافت پر بیٹھا ہو اور فرزند رسول الثقلین امام حسین ع سا برگزیدہ خدا مقتول و مذبوح صحرائے کربلا مین خاک وخون آلودہ پڑا ہو افسوس ہزار افسوس خاک صحرا اُڑ اُڑ کے لاش انور پر جمتی جاتی تھی ؎

ویقتل ظلما ظامیا سبط احمد	امام الخیر الانبیاء سلیل

ہائے افسوس نواسا جناب رسول خدا صلعم اور فرزند بہترین انبیا کا بظلم وستم کنارۂ نہر فرات پر تشنہ لب شہید کیا جاے حالانکہ وہ آب جاری کسیکی ملک و میراث مین نہ تھا ؎

ویسری زین العابدین مقیدا	علے الرمل ماسور اللیام علیل

آہ آہ امام زین العابدین علیہ السلام کو طوق و زنجیر مین جکڑ کے پا برہنہ ریگ گرم اور زمین سخت و ناہموار پر لیے جاتے تھے حالانکہ وہ مظلوم بہت بیمار و ناتوان اور کفار ستم شعار مین اسیر و مقید تھے افسوس

ہزار افسوس اسپر یہ ظلم و ستم تھا کہ شمر لعین کے ہاتھ مین تازیانہ تھا الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس شصت و سوم

قَالَ اللہُ تبارک و تعالیٰ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَا یَبْغِیَانِ فَبِاَیِّ اٰلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ یَخْرُجُ مِنْھُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ مفسرین نے لکھا ہی حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ دو دریا جاری کیے اور وہ دونون ملتقی ہوتے ہین درمیان اِن دونون دریا کے حاجزہ پردہ ہی کہ بسبب اُسکے جس حد سے معین و مقرر ہوے ہین تجاوز نہ کرینگے یہانتک کہ جو کچھ درمیان اِنکے ہی غرق ہووے اور کچھ شک و شبہ نہین ہی اسمین کہ ان دو دریا سے منافع کثیر ظاہر ہین پس کس نعمت کی ان نعمتہاے الٰہی سے تکذیب کرتے ہوا اور انھین دو دریاؤن سے باہر آئینگے لؤلؤ اور مرجان ملا فتح اللہ علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر مین تفسیر اہل بیت سے نقل کیا ہی کہ مراد اِن دونون دریاے جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب اور جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہما السلام ہین کہ ایک دریاے علم ہی دوسرا دریاے حلم اور ایک دریاے شجاعت ہی اور دوسرا دریاے سخاوت اور ایک دریاے وفا ہی اور دوسرا دریاے حیا اور ایک دریاے طہارت ہی اور دوسرا دریاے عصمت اور برزخ درمیان ان دونون دریا کے جناب رسول خدا صلعم حاجز ہین اور لؤلؤ اور مرجان جو اُنسے پیدا ہوے

وہ دُرِ بحر امامت و ولایت گوشوار و عرش معلّے جناب حسنین علیہم السلام ہین پس یہ حضرات رحمت و نعمت الٰہی اور باعث نجات ضلالت و گمراہی سے ہین و قال اللہ تعالیٰ وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی اور فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نے کہ حبیب ہمارا اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہین کرتا ہی اور جو کہتا ہی وہ بوحی ربانی کہتا ہی پس مومنین جس بزرگوار کی خود پروردگار نے مدح و ثنا فرمائی ہی اُنکا یہ کلام ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ یکون من بعدی اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ بعد میرے بارہ خلیفہ اور امام ہونگے کہ وہ سب قریش سے ہونگے اور حافظ ابو نعیم نے کہ محدثین اہل سنت سے ہی ایک حدیث طولانی علی بن ہلال سے نقل کی ہی منجملہ اُسکے چند فقرہ یہ ہین کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے اپنی پارہ جگر فاطمہ زہرا علیہا السلام سے کہ اے فاطمہ قسم ہی خدا کی کہ جسنے مجھے بحق و راستی واسطے رسالت کے مبعوث کیا ہی کہ حسن اور حسین علیہما السلام سے بہم پہونچیگا مہدی اس امت کا اور ظاہر ہوگا اُسوقت کہ دنیا مین حرج و مرج ہوا اور فتنہ ظاہر ہوا اور راہین بند ہو جائین اور لوگ غارت کرین بعضے بعض کو نہ کوئی کبیر رحم کرے صغیر پر اور نہ صغیر تعظیم کرے کبیر کی پس حق سبحانہ تعالے اُٹھائیگا اُسوقت حسنین علیہما السلام کے فرزندون مین سے اُس شخص کو کہ جو فتح کرے قلعہائے ضلالت و گمراہی کو اور اُن قلوب کو کہ جو غافل ہون حق سے اور قیام

کرے دین خدا پر آخر زمانہ میں جسطرح سے کہ میں نے قیام کیا اور پُر کرے زمینکو
عدالت سے جسطرح ظلم و جور سے پُر ہوئی ہو پس مومنین اس حدیث میں
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے نسبت حضرت صاحب العصرؑ کی
طرف حسنین علیہما السلام کے فرمائی ہی اسوجہ سے کہ وہ جناب دونوں
بزرگواروں کی نسل میں ہیں جیسا کہ ہویدا و ظاہر ہی کہ جناب امام محمد باقرؑ
علیہ السلام پوتے ہیں امام حسین علیہ السلام کے اور نواسے ہیں امام حسن
علیہ السلام کے سبحان اللہ کہ اُن بحرین سے جنکی خبر حق سبحانہ تعالی نے
دی ہی کیسے منافع کثیر ظاہر ہوئے جنکی خبر مخبر صادق نے بھی دی ہی کہ بعد میرے
بارہ خلیفہ اور امام ہونگے نسل و ذریت حسنین علیہما السلام سے پس اب کچھ
حال ولادت حضرت صاحب العصرؑ کا سنیے کہ تا قلوب آپکے شاد و مسرور
ہوں اور صلوات بھیجیے محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر کہ مراد اُن سے
جناب سیدہؑ اور بارہ امام ہیں اسطور سے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ
مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَھُمْ کیونکہ کفعمی نے جناب صادق علیہ السلام سے روایت
کی ہی کہ جو مومن بعد نماز صبح اور ظہر کے اسطرح سے صلوات پڑھے تو نہ
مریگا جبتک کہ قائم آل محمدؑ کی زیارت کرے پس باتفاق علمائے شیعہ
اثنا عشری ولادت باسعادت اُن حضرت کی شب جمعہ پندرھویں
ماہ شعبان سنہ ۲۵۵ دو سو پچپن میں اور بقولے سنہ ۲۵۶ دو سو چھپن میں بمقام
سر من رائے ہوئی ہی اور بعض اہل سنت نے تیئیسویں ۲۳ ماہ رمضان اور
بقولے آٹھوین ماہ شعبان لکھی ہی بہر حال فضیلت نیمہ شعبان کی بہت ہی

اور یہ فضیلت ولادت باسعادت اُن حضرت کی سب سے اشرف
و بزرگ ہی فی اکمال الدین عن موسی بن محمد بن القاسم انہ قال
حدثتنی حکیمۃ بنت محمد بن علی علیہما السلام یعنی اکمال الدین
مین ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند معتبر موسی بن محمد بن قاسم سے روایت
کی ہی کہ کہا اُسنے کہ مجھ سے حلیمہ خاتون دختر حضرت امام محمد تقی علیہ السلام
نے ارشاد کیا قالت بعث الیّ ابو محمد ن الحسن بن علی فقال
یا عمۃ اجعلی افطارک ھذہ اللیلۃ عندنا فانھا لیلۃ النصف
من شعبان فان اللہ تبارک وتعالی سیظھر فی ھذہ اللیلۃ
الحجۃ وھو حجۃ فی ارضہ وہ مخدومہ فرماتی ہین کہ مجھکو ایک مرتبہ
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بلا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ای پھوپھی
آجکی شب آپ ہمارے یہان افطار کیجیے گا بتحقیق کہ یہ شب شب نیمہ
شعبان ہی اور آج ہی کی شب حق سبحانہ تعالے اپنی حجت کو ظاہر کریگا
اور وہ حجت خدا ہوگا زمین پر قالت فقلت لہ ومن امہ قال لی
نرجس فقلت لہ واللہ جعلنی فداک ما بھا اثر فقال ھو ما اقول
لک حضرت حلیمہ فرماتی ہین کہ مین نے عرض کیا کہ مادر گرامی اُس
مولود مسعود کی کون ہی اُن حضرت نے فرمایا کہ مان اُسکی نرجس خاتون ہی
مین نے عرض کی کہ خدا مجھکو آپ پر فدا کرے نرجس خاتون مین تو کوئی
اثر حمل کا ظاہر نہین ہی حضرت نے فرمایا کہ جیسا مین نے کہا ہی ویسا ہی
ہوگا یعنے آجکی شب ضرور حق تعالے اپنی حجت کو ظاہر کریگا اور وہ مولو

مسعود بطن سے نرجس خاتون کے پیدا ہوگا قالت فجئت فلما سلمت وجلست جائت تنزع خفی وقالت لی یا سیدتی کیف امسیت قالت فقلت بل انت سیدتی وسیدۃ اھلی حکیمہ خاتون فرماتی ہین کہ مین آئی پس مین نے سلام کیا اور بیٹھی اُسوقت نرجس خاتون آئین اور میرے پانون سے موزے اُتارنے لگین اور کہنے لگین کہ ای سیدہ میری کیسا مزاج مبارک ہی آپکا وہ معظمہ فرماتی ہین کہ مین نے کہا بلکہ تم میری سیدہ ہو اور سیدہ میرے اہل کی ہو قالت فانکرت قولی وقالت ماھذا یا عمۃ قالت فقلت لھا یا بنیۃ ان اللہ تبارک وتعالی سیھب لک فی لیلتک ھذہ غلاما سیدا فی الدنیا والآخرۃ وہ مخدومہ فرماتی ہین کہ نرجس خاتون نے انکار کیا اور یہ کہنا میرا اُنکو ناگوار ہوا اور کہا کہ ای پھوپھی جان آپ یہ کیا فرماتی ہین کہ تم سیدہ ہو میری پس مین نے کہا ای بیٹی یہ وجہ ہی کہ حق سبحانہ تعالی آجکی شب تجھے ایک ایسا فرزند ارجمند عطا کریگا کہ وہ سردار ہوگا دنیا وآخرت مین قالت فخجلت واستحیت فلما ان فرغت من صلوٰۃ العشاء الآخرۃ افطرت واخذت مضجعی فرقدت وہ معظمہ فرماتی ہین کہ یہ سُنکر نرجس خاتون خجل ہوئین اور اُنکو حیا و شرم آئی پس جب مین نماز عشا سے فارغ ہوئی تو مین نے روزہ افطار کیا اور اپنی خوابگاہ پر گئی اور سو رہی فلما ان کان فی جوف اللیل قمت الی الصلوٰۃ ففرغت من صلوٰتی وھی نائمۃ لیس بھا حادثۃ ثم جلست معقبۃ

ثُمَّ اضْطَجَعَتْ ثُمَّ انْتَبَهَتْ فَزِعَةً وَهِيَ رَاقِدَةٌ ثُمَّ قَامَتْ
وَصَلَّتْ وَنَامَتْ پس جب نصف شب ہوئی تو مین نماز کے لیے
اُٹھی اور مین نے نماز شب پڑھی اور نرجس خاتون بدستور سو رہی تھین
کہ کچھ اثر بھی کسی طرح کا اُنپر ظاہر نہ تھا بعد اسکے مین بیٹھکر تعقیبِ نماز مین
مشغول ہوئی پھر مین بستر خواب پر لیٹ رہی بعد اسکے پھر مین خوفناک
بیدار ہوئی اور نرجس خاتون سو رہی تھین بعد اُسکے وہ بھی اُٹھین اور
اُنھون نے نماز پڑھی اور پھر سو رہین قَالَتْ حَكِيمَةُ وَخَرَجْتُ أَتَفَقَّدُ
الْفَجْرَ فَإِذَا أَنَا بِالْفَجْرِ الْأَوَّلِ كَذَنَبِ السِّرْحَانِ وَهِيَ نَائِمَةٌ حکیمہ
خاتون فرماتی ہین کہ مین صحن مین نکلی صبح دیکھنے کے لیے کہ دیکھون صبح طالع
ہوئی یا نہین پس مین نے دیکھا صبح کاذب نمودار ہوئی اور نرجس خاتون
سو رہی تھین فَدَخَلَتْنِي الشُّكُوكُ فَصَاحَ بِي أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مِنَ الْمَجْلِسِ فَقَالَ لِي لَا تَعْجَلِي يَا عَمَّةُ فَإِنَّ الْأَمْرَ قَدْ قَرُبَ پس
میرے دلمین شک وشبہے ہونے لگے اُسوقت امام حسن عسکری ع نے
اپنے مقام عبادت سے پکار کے فرمایا کہ ای پھوپھی تعجیل نہ کیجیے بتحقیق کہ
وہ امر اب قریب آپہونچا قَالَتْ فَجَلَسْتُ وَقَرَأْتُ الٓمٓ السَّجْدَةَ
وَيٰسٓ فَبَيْنَمَا أَنَا كَذَلِكَ إِذَا انْتَبَهَتْ فَزِعَةً فَوَثَبْتُ إِلَيْهَا
فَقُلْتُ اسْمُ اللهِ عَلَيْكِ ثُمَّ قُلْتُ لَهَا أَتُحِسِّينَ شَيْئًا قَالَتْ
نَعَمْ يَا عَمَّةُ فَقُلْتُ لَهَا اجْمَعِي نَفْسَكِ وَقَلْبَكِ فَهُوَ مَا قُلْتُ
لَكِ حضرت حکیمہ فرماتی ہین کہ پس مین بیٹھی اور مین نے سورہ الٓمٓ سجدہ

اور سورۂ یٰس پڑھا پس اِسی اثنا مین نرجس خاتون بیدار ہوئین مگر خوفناک
تھین پس مین اُٹھی اور نرجس کے پاس گئی اور مین نے کہا کہ حق تعالے
کی حفاظت مین رہو آیا تمکو کچھ محسوس ہوتا ہی نرجس خاتون نے کہا ہان
ای پھوپھی جان اب محسوس ہوتا ہی پس مین نے کہا کہ تم خاطر جمع
رکھو جیسا مین نے کہا ہی ویسا ہی ہو گا قَالَتْ حَکِیْمَۃُ ثُمَّ اَخَذَتْنِیْ
فَتْرَۃٌ وَّاَخَذَتْھَا فَتْرَۃٌ فَانْتَبَھْتُ بِحِسِّ سَیِّدِیْ فَکَشَفْتُ
الثَّوْبَ عَنْھَا فَاِذَا اَنَا بِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ سَاجِدًا یَتَلَقَّی الْاَرْضَ
بِمَسَاجِدِہٖ فَضَمَمْتُہٗ اِلَیَّ فَاِذَا اَنَا بِہٖ نَظِیْفٌ مُّتَنَظِّفٌ بعد
اُسکے مجھے کچھ سُستی و غفلت ہوئی اور نرجس خاتون کو بھی غفلت
ہوئی پس مین حس و آواز سے اپنے سیّد کے چونکی پس مین نے چادر
ہٹائی اور دیکھا مین نے کہ اُن حضرت نے اپنی ولادت باسعادت سے
عالم کو پُر نور کیا اور سجدۂ جناب باری مین مشغول ہین اور تمام
اعضائے سجود زمین پر ہین پس مین نے اُن حضرت کو اپنے سینہ سے
لگا لیا اور دیکھا کہ وہ حضرت پاک و پاکیزہ ہین فَصَاحَ بِیْ اَبُوْ مُحَمَّدٍ
ھَلُمِّیْ اِلَیَّ ابْنِیْ یَا عَمَّۃُ فَجِئْتُ بِہٖ اِلَیْہِ فَوَضَعَ یَدَیْہِ تَحْتَ اَلْیَتَیْہِ
وَظَھْرِہٖ وَوَضَعَ قَدَمَیْہِ عَلٰی صَدْرِہٖ ثُمَّ اَدْلٰی لِسَانَہٗ
فِیْ فِیْہِ وَاَمَرَّ یَدَہٗ عَلٰی عَیْنَیْہِ وَسَمْعِہٖ وَمَفَاصِلِہٖ ثُمَّ قَالَ
تَکَلَّمْ یَا بُنَیَّ پس حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے پکار کے
فرمایا کہ ای پھوپھی میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ پس مین اُن حضرت

خدمت مین لیگئی پس حضرت نے اپنے دست مبارک پر اپنے فرزند کو
لیا اور پاہائے اطہر اُنکے اپنے سینۂ اقدس پر رکھے بعد اُسکے اپنی زبان
مبارک وہن مین اپنے فرزند کے دی اور اپنا دست مبارک دونون
آنکھون اور کانون اور جمیع مفاصل پر اپنے فرزند کے پھیرا اور فرمایا
کہ کلام کر اے فرزند فَقَالَ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ
لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ثُمَّ صَلّٰی عَلٰی
اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَعَلَی الْاَئِمَّۃِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اِلٰی اَنْ وَقَفَ
عَلٰی اَبِیْہِ ثُمَّ اَحْجَمَ پس حضرت صاحب العصر عجل اللہ فرجہ نے فرمایا
کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً رسول اللہ
بعد اُسکے حضرت امیر المومنین ؑ پر اور تمام ائمہ ہدیٰ پر درود بھیجا
یہانتک کہ اپنے پدر بزرگوار کے نام پر ٹھہر گئے اور چپ ہو رہے ثُمَّ قَالَ
اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا عَمَّۃُ اذْہَبِیْ بِہٖ اِلٰی اُمِّہٖ لِیُسَلِّمَ عَلَیْہَا
وَأْتِیْنِیْ بِہٖ فَذَہَبْتُ بِہٖ فَسَلَّمَ عَلَیْہَا وَرَدَدْتُہٗ وَوَضَعْتُہٗ
فِی الْمَجْلِسِ بعد اُسکے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ
اے پھوپھی اس مولود مسعود کو اسکی مان کے پاس لیجاؤ تاکہ اُسپر بھی
سلام کرے بعد اُسکے پھر میرے پاس لے آؤ پس مین حضرت صاحب
العصر کو نرجس خاتون کے پاس لیگئی پس اُن حضرت نے اُس
معظمہ کو سلام کیا بعد اُسکے پھر مین حضرت امام حسن عسکری ؑ کی خدمت
مین لیگئی ثُمَّ قَالَ یَا عَمَّۃُ اِذَا کَانَ یَوْمُ السَّابِعِ فَأْتِیْنَا بِہٖ قَالَتْ

حکیمۃ فلما اصبحت جئت لاسلم علی ابی محمد ع فکشفت الستر لاتفقد سیدی فلم اراہ فقلت لہ جعلت فداک ما فعل سیدی فقال یا عمۃ استودعناہ الذی استودعتہ ام موسی ع پس حضرت نے فرمایا کہ ای پھوپھی جب ساتواں دن ہوگا تو پھر تم میرے فرزند کو میرے پاس لانا حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ دوسرے دن جب میں سلام کرنے حضرت امام حسن عسکری ع کے پاس گئی تو میں نے پردہ اٹھایا تاکہ اپنے سید و فرزند کو دیکھوں پس میں نے اُن حضرت کو نہ پایا اسوقت میں نے حضرت امام حسن عسکری ع سے عرض کیا کہ فدا ہوں میں آپ پر میرا سید کہاں ہے حضرت نے فرمایا کہ ای پھوپھی جان ہمنے اپنے فرزند کو اُس امین کے سپرد کیا ہے کہ جسکے سپرد حضرت موسیٰ ع کو اُنکی ماں نے کیا تھا قالت حکیمۃ فلما کان الیوم السابع جئت فسلمت وجلست فقال ھلمی الی ابنی حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب ساتواں دن ہوا تو پھر میں خدمت میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے گئی اور سلام کرکے بیٹھی پس حضرت نے فرمایا کہ ای پھوپھی میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ فجئت بسیدی وھو فی الخرقۃ ففعل بہ کفعلتہ الاولیٰ ثم ادلی لسانہ فی فیہ کانہ یغذیہ لبنا او عسلا ثم قال تکلم یا بنی پس میں اُن حضرت کو لیگئی اور وہ حضرت ایک پارچہ میں لپٹے ہوئے تھے تو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے

مثل روز سابق کے اپنی زبان مبارک منھ مین اپنے فرزند کے دی اسطرح
کہ گویا شیر یا شہد اپنے فرزند کو کھلاتے تھے بعد اِسکے فرمایا کہ کلام کر ای
فرزند فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَسُوْلُ اللّٰهِ وَثَنّٰى بِالصَّلٰوةِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْاَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى اَبِيْهِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ
پس حضرت صاحب العصر عجل اللہ فرجہ نے فرمایا اشہد ان لا آلہ الا اللہ
واشہد ان محمدا رسول اللہ بعد اُسکے درود بھیجا جناب رسالت مآب
اور حضرت امیر المومنین اور باقی ائمہ ہدیٰ علیہم السلام پر یہانتک کہ
اپنے پدر بزرگوار تک پہونچکے ٹھہر گئے بعد اُسکے اس آیۂ مبارکہ کی تلاوت
فرمائی مع بسم اللہ کے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ
عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً
وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ
وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ جسکا ترجمہ
یہ ہی حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ اور چاہتے ہین ہم احسان کرین اُن
لوگون پر جو ضعیف کیے گئے زمین مین اور کرین اُنکو پیشوا اور گردانین
اُنکو وارث اور قوت اور دسترس دین اُنھین زمین مین اور
دکھائین فرعون اور ہامان کو اور اُنکے لشکرون کو وہ چیز کہ جس سے
وہ ڈرتے تھے قَالَ مُوْسٰى فَسَئَلْتُ عُقْبَةَ الْخَادِمَ عَنْ هٰذَا
فَقَالَ صَدَقَتْ حَكِيْمَةُ موسیٰ راوی کہتا ہی کہ مین نے عقبہ خادم سے

حضرت کے اِس روایت کو استفسار کیا اُسنے کہا کہ صحیح فرمایا حضرت حکیمہ نے
واقعی اسی طرح سے گذرا الغرض جلاء العیون وغیرہ مین منقول ہی
بس جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی اجازت ہوتی تھی تو پھر
حضرت صاحب العصرؑ دودھ پینے کے واسطے اپنی والدہ ماجدہ کے
پاس تشریف لاتے تھے بعد اسکے پھر اپنے گہوارہ مین جاکر پوشیدہ ہوجاتے
تھے بس چھبیس ۲۶ مہینے تک یہی حال رہا بعد اِسکے چھ سال تک غذا نوش فرمانے
کے واسطے اور ہمراہ اپنے پدر نامدار کے نماز پنجگانہ پڑھنے کے لیے اور علم لدنی
اور علم امامت کے حاصل کرنے کے لیے ظاہر ہوتے تھے ورنہ ہمیشہ غائب
رہتے تھے اور بعد امام ہونے کے پھر غائب ہوگئے چنانچہ جب حضرت امام
حسن عسکری علیہ السلام نے ظلم وستم سے معتمد عباسی شقی کے زہر دغا سے
رحلت فرمائی تو اُسوقت وہ جناب تشریف لائے اور اپنے پدر مظلوم و
مسموم کو تجہیز وتکفین کیا اور نماز جنازہ پڑھی کہ اُسوقت سِن شریف
اُس جناب کا چھ برس کا تھا بس اپنے پدر بزرگوار کو متصل اپنے جدّ
نامدار جناب امام علی نقی علیہ السلام کے سُرّمن رائے مین دفن کرکے
ظلم وستم اعدا سے غائب ہوگئے حضرات سنا آپنے کہ حضرت صاحب
العصر علیہ السلام کو اشقیائے بنی عباسیہ نے چھ برس کی عمر مین یتیم کیا
اور اُن حضرت نے اپنے پدر مسموم کو تجہیز وتکفین کیا اور غسل دیا اور
نماز جنازہ پڑھی اور دفن کیا مگر افسوس ہزار افسوس حال پر بیمار کربلا
یتیم سید الشہداء کے کہ اُس جناب کو اعدا نے اتنی مہلت نہ دی کہ اپنے

پدر مظلوم کو دفن کرتے آہ آہ بلکہ طوق و زنجیر مین مسلسل کرکے طرف کوفہ کے
لیچلے چنانچہ حجت خدا فرماتے ہین ایدیہم مغلولۃ الی الاعناق
یطاف بہو بہذہ المدنۃ فی الاسواق ہائے افسوس ہاتھ ان
بے گناہون کے گردنون سے مستحکم باندھے تھے اور اعدائے دین باین ذلت
بازارون مین پھراتے تھے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس شصت وچہارم

قال اللہ تبارک وتعالے تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن
ربھم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر مفسرین نے لکھا ہے
حق سبحانہ تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ نازل ہوتے ہین ملائکہ اور روح
جو اعظم انکا ہی ہمیشہ شب قدر کو امام زمان پر بحکم اپنے پروردگار کے طلوع صبح تک
واسطے اعلام کرنے ہر امر کے جو مقدر ہوا ہی اس شب مین سال آیندہ تک
ہر شخص کے لیے خیر و برکت سے یا واسطے ہر امر کے مصالح دین و دنیاے مردم سے
کہ یہ شب باعث سلامتی ہی واسطے دوستان خدا کے اور علامہ مجلسی علیہ
الرحمہ لکھتے ہین کہ ملائکہ اور روح صبح تک خدمت باسعادت امام زمان
مین حاضر ہوتے ہین اور سلام کرتے ہین بلکہ اکثر احادیث و روایات سے
ثابت ہوتا ہی کہ مومنین صالحین سے بھی مصافحہ کرتے ہین اور مفسرین فریقین نے
مراد روح کی کئی طرح سے لکھی ہی چنانچہ تفسیر زواری مین لکھا ہی کہ مراد
حضرت عیسےٰ روح اللہ ہین مگر ملا فتح اللہ علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ مراد
روح سے جبرئیل امین ہین اور شب قدر مین بھی درمیان فریقین کے

اختلاف ہی مگر علماے شیعہ اثنا عشری نے اجماع کیا ہی کہ اُنیسوین[19] اور اکیسوین[21]
اور تیئیسوین[23] شب ماہ رمضان سے باہر نہین ہی اور اکثر احادیث تیئیسوین[23]
شب کے بارہ مین وارد ہوئی ہین اور فضیلت عبادت شب قدر کی
بہت ہی منجملہ اسکے زاد المعاد وغیرہ مین منقول ہی کہ اُنیسوین[19] شب
اول شبہاے قدر ہی اور فوائد عبادت شب قدر کے بہت ہین ازانجملہ
عبادت شب قدر بنص قرآن ہزار مہینے کی عبادت کے ثواب سے بہتر ہی
کہ جو تراسی[۸۳] برس اور چار مہینے ہوتے ہین یہ ثواب واسطے اسکے حق سبحانہ
تعالےٰ مقرر کرتا ہی اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہی
کہ جب شب قدر ہوتی ہی تو نازل ہوتے ہین وہ ملائکہ جو سدرۃ المنتہےٰ
مین رہتے ہین اور منجملہ ان ملائکہ کے جبرئیل ہین پس جبرئیل کئی علم اپنے
ساتھ لاتے ہین حضرت فرماتے ہین کہ ایک علم کو میرے مقام قبر پر اور
ایک علم کو بیت المقدس پر اور ایک علم کو مسجد الحرام پر اور ایک علم کو
طور سینا مین نصب کرتے ہین اور اقبال مین جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ ایک مرتبہ موسیٰ
علیہ السلام نے مناجات کی کہ خداوندا مین قرب تیرا چاہتا ہون جواب
آیا کہ قرب میرا واسطے اُس شخص کے ہی جو شب قدر کو جاگے پھر عرض کیا
کہ بارالٰہا مین تیری رحمت چاہتا ہون جواب آیا کہ رحمت میری واسطے
اُس شخص کے ہی جو رحم کرے یتیمون پر شب قدر مین عرض کیا کہ خداوندا
صراط پر سے گذرنا چاہتا ہون جواب آیا کہ صراط پر سے گذرنا اُس شخص کے

لیے ہی کہ جو شب قدر کو کچھ صدقہ دے پھر عرض کیا کہ ای سید و مالک میرے درخت بہشت اور میوے اُسکے چاہتا ہون حکم ہوا کہ یہ اُس شخص کے واسطے ہی کہ جو شب قدر کو تسبیح خدا کرے عرض کیا کہ خداوندا آگ سے نجات چاہتا ہون ارشاد ہوا کہ یہ اُسکے واسطے ہی کہ جو شب قدر کو استغفار کرے عرض کیا بارالہا رضامندی تیری چاہتا ہون جانب رب العزت سے ارشاد ہوا کہ یہ اُس شخص کے لیے ہی کہ جو شب قدر کو دو رکعت نماز پڑھے اور اُسی کتاب مین ایک حدیث معتبر مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ جو مومن شب بیداری کرے عبادت مین شب قدر کو تو گناہ اُسکے بخشے جائینگے اگرچہ وہ موافق عدد ستارہاے آسمان اور سنگینی جبال اور کیل دریاہاے عالم کے ہون حضرات سنا آپنے مرتبہ شب بیداری شب قدر کا اب تصور کیجیے کہ اُنیسوین شب ماہ مبارک رمضان کو اُن ملائکہ اور روح نے جو صالحین مومنین سے مصافحہ کرتے ہین امیر المومنین علیہ السلام سے کیونکر مصافحہ کیا ہوگا اور سلام کس حال مین کیا ہوگا آہ مومنین اُس شب بھی وہ جناب صبح تک بیدار تھے اور عبادت خدا مین مشغول تھے کہ ابن ملجم لعین نے مسجد کوفہ مین ضربت شمشیر زہرآلودہ لگائی اور ریش اقدس خون سے مخضب ہوئی آہ جسکے سبب سے اکیسوین ماہ رمضان شب جمعہ کو رحلت فرمائی یہی سبب ہی کہ اِن شبون مین بعض بلاد مین عزاداری مثل عشرۂ محرم کے ہوتی ہی چونکہ ضمناً ذکر محرم کا آگیا تو اِس مقام پر کچھ بیان شب عاشورا کا بھی

مناسب ہی چنانچہ اقبال مین سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جو مؤمن
شب عاشورا عبادت خدا مین جاگے تو مثل اسکے ہی کہ عبادت خدا کی مثل
عبادت ملائکہ کے اور مصباح العابدین اور اقبال مین منقول ہی کہ جو
مؤمن چار رکعت نماز شب عاشورا پڑھے ہر رکعت مین سورۂ حمد ایک مرتبہ
اور سورۂ قل ہو اللہ احد پچاس مرتبہ تو حق سبحانہ تعالی پچاس برس کے
گناہ گذشتہ اور پچاس برس کے گناہ آیندہ اسکے بخشے گا اور ملاء
اعلےٰ مین واسطے اُسکے دس لاکھ شہر نور کے بنائے گا اور زاد المعاد
وغیرہ مین بسند معتبر جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے
کہ جو مؤمن شب عاشورا نزدیک قبر شریف میرے جد بزرگوار امام حسین
علیہ السلام کے ہو اور اُن حضرت کی زیارت کرے تو بروز قیامت
اسطرح سے محشور ہوگا کہ اپنے خون مین آلودہ بہیئت شہداے کربلا ہوگا
اور جو مؤمن شب و روز عاشورا زیارت اُن حضرت کی کرے تو وہ ایسا ہوگا
کہ گویا سامنے اُن حضرت کے شہید ہوا ہو سبحان اللہ کیا مرتبہ ہی اعمال
و زیارت شب و روز عاشورا اور شہداے کربلا کا واقعی کیا عابد و زاہد
اور متقی و پرہیزگار اور دیندار و وفا شعار اور ابرار تھے اعوان و انصار
فرزند حیدر کرار کے اُسوقت اضطرار مین کہ لاکھون اشرار مین گھرے تھے
بکمال خضوع و خشوع اور استقلال سے تمام شب کہ شب آخر دنیا سے
تھی عبادت پروردگار مین بسر کی چنانچہ محرق القلوب وغیرہ مین

منقول ہو کہ جب فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام کو شب عاشورا
بدشواری ایک شب کی مہلت ملی تو اپنے اصحاب وا قربا سے فرمایا کہ اے
وفادارو یہ شب آخری ہو حیات دنیا سے لباس اپنا تبدیل و صاف کرو
کہ یہی بجاے کفن ہوگا پس حضرت مع اصحاب وا قربا تمام شب بیدار رہے
اور تلاوت قرآن و دعا اور عبادت خدا اور رکوع و سجود اور قیام
و قعود مین مشغول تھے اور کبھی آلات حرب و جنگ کو صاف و درست
فرماتے تھے چنانچہ امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہین کہ وقت سحر
شب عاشورا حضرت کی آنکھ لگ گئی تھی کہ یکایک با چشم تر بیدار ہوے
اور فرمایا کہ ابھی مین نے خواب دیکھا ہو کہ گویا چند کلاب مجھپر حملہ آور ہوے
اور اُنمین ایک ابلق ہو جو سب سے زیادہ میری طرف حملہ کرتا ہو اور
مجھے گمان ہو کہ وہ قاتل میرا ہو اور دیکھا مین نے کہ جد بزرگوار میرے
جناب رسول خداؐ مع افواج ملائکہ میرے پاس تشریف لائے ہین اور
فرماتے ہین ای حسین تعجیل کرو تاکہ کل ہمارے پاس افطار کرو اور یہ ارواح
مقدسۂ انبیا و اوصیا اور یہ سب ملائکہ تمہاری روح کے استقبال کے لیے
آئے ہین اور یہ ایک ملک آسمان سے نازل ہوا ہو اور ایک شیشہ سبز لایا ہو
اسلیے کہ جب تم شہید ہوگے تو خون تمہارا اُس شیشہ مین ضبط کرے آہ جب
یہ کلام حضرت جناب زینب وام کلثوم نے سُنا تو زار زار رونے لگین پس
حضرت اپنی بہنون کو تسلی و دلاسا دیکر بیٹیون کی طرف متوجہ ہوے اور
فرمایا کہ ای سکینہ اور ای فاطمہ ای زینب ای رقیہ تمہارے حال غربت

وبیکسی پر جگر میرا کباب ہورہا ہی افسوس کل تم دردیتیمی مین مبتلا ہوگی پس حضرت
پھر متوجہ ہوے طرف اپنی بہنون کے اور فرمایا ای زینب وام کلثوم انکی دلداری
کرنا اسلیے کہ دل یتیم کا نازک ہوتا ہی مومنین اُسوقت کیا حال ہوگا اہلبیت کا
جب یہ کلمات حسرت سنے ہونگے آہ خدا نہ کرے کہ عالم غربت و مسافرت مین
کسیکے اہل حرم اپنے حامی و سرپرست سے جدا ہون خصوصًا جو صاحبانِ
عزت و غیرت ہون تصور کیجیے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے
کیا کیا ظلم و ستم گذرے اہلبیت پر اُن حضرت کے ہاے افسوس اعدا نے
اسباب لوٹ لیا اور مقنعہ و چادرین تک چھین لین اور خیمون مین آگ
لگائی اور بچون کے گوشوارے اُتار لیے علاوہ اِسکے یہ ظلم عظیم تھا کہ ضرب
تازیانہ سے تکلیف و اذیت دیتے تھے ہاے افسوس اُن تشنہ لبون کا
کوئی پرسانِ حال نہ تھا بلکہ اعدا نے بکمال ظلم و ستم زنجیرون مین
جکڑ کے اسیر و مقید کیا چنانچہ حجت خدا فرماتے ہین وَسُبِیَ اَھلُکَ
کَالعَبِیدِ وَصُفِّدُوا فِی الحَدِیدِ آی جد مظلوم اہلبیت آپکے
مثل غلام و کنیزون کے اسیر و مقید کیے گئے اور زنجیرہاے آہنی مین جکڑ دیے گئے

اَلَا لَعنَۃُ اللہِ عَلَی القَومِ الظّٰلِمِینَ

مجلس شصت و پنجم

قَالَ اللہُ تَعَالٰی وَمَا یَنطِقُ عَنِ الھَوٰی اِن ھُوَ اِلَّا وَحیٌ یُّوحٰی
حق سبحانہ تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ حبیب ہمارا اپنی خواہش نفسانی سے
کلام نہین کرتا ہی اور جو کہتا ہی وہ بوحی ربانی کہتا ہی پس مومنین جس

بزرگوار کی خود پروردگار نے مدح وثنا فرمائی ہی اُنکا یہ کلام ہی فِی کِتَابِ الرَّوضَۃِ عَنْ اَبِی ذَرٍّ الغِفَارِیِّ رَحِمَہُ اللّٰہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ مَنْ نَازَعَ عَلِیًّا فِی الخِلَافَۃِ بَعْدِی فَھُوَ کَافِرٌ قَدْ حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ وَمَنْ شَکَّ فِی عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَھُوَ کَافِرٌ چنانچہ کتاب روضہ مین بسند معتبر ابوذر غفاری رحمہ اللہ سے منقول ہی وہ کہتے ہین کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ جو شخص علی بن ابیطالب علیہ السلام سے بعد میرے خلافت مین نزاع وفساد کرے تو وہ کافر ہی بتحقیق کہ اُس شخص نے محاربہ کیا خدا ورسول سے اور جو شخص کہ شک وشبہ کرے علی بن ابیطالب علیہ السلام کے بارے مین وہ بھی کافر ہی جیسا کہ نخبۃ المعجزات مین کہ وہ مولفات جناب ممتاز العلما علیہ الرحمہ سے ہی بسند معتبر جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ جب ابوبکر نے غصب خلافت کی تو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اُسکو مقام جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ پر دکھا اُس حجت خدا نے اُسپر اتمام حجت کی اور آخر مین فرمایا کہ کیا تو نہین چاہتا ہی کہ درمیان میرے اور تیرے خود جناب رسول خدا حکم ہون ابوبکر نے عرض کیا کہ وہ حضرت اب کیونکر حکم ہونگے یہ سُنکر جناب امیر علیہ السلام نے ہاتھ اُسکا پکڑا اور مسجد قبا مین لائے جو بیرون شہر مدینہ بفاصلہ تین چار میل حطیرہ بنی نجار کی طرف ہی بس دیکھا کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ مسجد مین تشریف رکھتے ہین اور ابوبکر سے فرمایا کہ جاؤ

اس ظلم وستم کو ترک کر جو تو نے امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام پر کیا ہے
اور دوسری روایت مین یون وارد ہوا ہی کہ حضرت نے فرمایا کیا تجھسے
نہین کہا مین نے کہ حق کو علی بن ابیطالب ہ کے اُنکے سپرد کر اور اُنکی متابعت کر
راوی کہتا ہی کہ جب ابو بکر نے اس راز کو زبان اقدس جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ سے سُنا خائف و ترسان واپس آیا اور جب عمر کے پاس
پہونچا اُس سے حقیقت حال کو بیان کیا یہ سُنکر عمر نے کہا کیا تو ابھی سحر
بنی ہاشم کو نہین جانتا ہی آہ مومنین با وجود مشاہدہ اِن معجزات کے
وہ اپنے ظلم وستم سے باز نرہے اور حکم جناب رسول خدا پر عمل نہ کیا بلکہ
نسبت سحر کی دی اور خلافت کو غصب کر لیا اور خود خلیفہ بنگئے اور اولاد
رسول خدا م پر دست ظلم وستم دراز کیا جیسا کہ کتب فریقین مین نقل کیا ہی
یہانتک کہ مورخین انگلستان نے بھی لکھا ہی چنانچہ جان ڈونیورٹ
مورخ وغیرہ نے اپنی تاریخ مین جسکا ترجمہ جزو مظاہر الحق ہی یون لکھا ہی
اور اُسکے چند اوراق کا انتخاب یہ ہی کہ جو سخت عداوت و دشمنی بعد
رحلت آنحضرت کے اِن دو بڑے فرقون مین جو بنام سنی وشیعہ مشہور
ہین پیدا ہوئی وہ ہر قرن مین بعد ہجرت کے تازہ ہوتی رہی ہی بلکہ اب تک ہی
اگرچہ کسیقدر اب کم ہی جو درمیان اہل روم اور اہل ایران کے ہے
تو نتیجہ اسکا صرف انواع واقسام کے اختلافات فروع ورسوم دین ہی
مین نہین ہی بلکہ ایک نہایت نا اصلاح پذیر جنگ وجدل بھی ہی جس سے
معلوم ہوتا ہی کہ نہایت خون ریزی بھی ہوئی ہی اِن دو فریق مین سے

سنیون نے اُن حضرت کے خُسر ابوبکر کو حضرتؐ کا جانشین مانا اور قرار دیا اور
شیعون نے علی بن ابیطالبؑ ابن عم اور داماد اُن حضرت سے تولا رکھی
کہ جو مقتضائے مزید انصاف اور حمیت دین ہی اسوجہ سے کہ وہ حضرت
ہمیشہ اپنے ابن عم سے محبت والفت علانیہ رکھتے تھے اور چند مرتبہ اُنکو اپنا
وصی و جانشین بھی ظاہر کیا تھا علے الخصوص دو مقامون مین ایک جب
اُن حضرت نے اپنے گھر مین قبیلہ ہاشمی کی ضیافت فرمائی تھی اور علی بن
ابیطالبؑ نے باوصف تمسخر و توہین کفار کے اپنا ایمان لانا ظاہر کیا پس
اُن حضرت نے اپنی باہین اُس جوان دلیر کے گلے مین ڈالکر اپنے سینۂ اقدس سے
لگایا اور بآواز بلند فرمایا دیکھو میرے بھائی میرے وصی میرے خلیفہ کو
دوسرے جب اُن حضرت نے ایک برس قبل اپنے انتقال کے بحکم خدا
خطبہ پڑھا تھا جسکو جبرئیلؑ اُن حضرت کے پاس لائے تھے اور عرض کیا تھا
کہ یارسول اللہ مین آپ پر صلوات و رحمت خدا سے لایا ہون مع اُسکے حکم کے
اُن حضرت نے انس بن مالک سے فرمایا کہ لوگون کو جمع کرے جسمین اُن
حضرت کے پیرو علاوہ اُنکے یہود و نصاریٰ وہان کے باشندے بھی
حاضر ہوے پس یہ جمعیت ایک قریہ کے پاس ہوئی اُس مقام پر کہ جسکا نام
خم غدیر ہی نواحی مین شہر جحفہ کے جو درمیان مکہ و مدینہ کے واقع ہی اُسی
مقام پر بتاریخ دس اپریل ۱۳۱ سنہ چھ سو اکتیس عیسوی مین مطابق اٹھارہ
ماہ ذیحجہ وہ حضرت ایک بلند منبر پر تشریف لیگئے اور ایک خطبہ بڑی شان
و شوکت اور فصاحت و بلاغت سے پڑھا جسکو ہزارون حضار نہایت

توجہ سے سنتے تھے چونکہ یہ خطبہ بہت طولانی ہی آخری چند فقرہ اُسکے یہ ہین کہ
اُن حضرت نے بعد حمد و ثناے الٰہی اور شکر عطاے نعماے نا متناہی اور
ثواب و عقاب وغیرہ کے فرمایا کہ اما بعد ایہا الناس مین صرف بندۂ
محکوم ہون اور مجھکو حق سبحانہ تعالےٰ کا حکم ہوا ہی اور مین تعمیل حکم مین سرنیاز
بکمال خضوع و خشوع اور ادب جھکاتا ہون آگاہ ہو کہ اس امر خاص کے
لیے تین دفعہ جبرئیلؑ بحکم رب جلیل میرے پاس آئے اور ہر دفعہ اُنھون نے
مجھکو جانب خداے عزّ و جل سے حکم دیا کہ مین امت پر ظاہر کر دون کہ علی
بن ابیطالبؑ میرے خلیفہ اور وصی اور امام خلق ہین اور میرے گوشت
و پوست اور خون ہین اور میرے ایسے ہین جیسے ہارون موسیٰ کے تھے اور
ایہا الناس بعد میری وفات کے وہ تمھارے ہادی ہونگے جب مین
دنیا سے رحلت کرون تو میری اُمت کو اُنکی فرمان برداری اور اطاعت
ایسی کرنی چاہیے جیسی کہ میری فرمان برداری کرتے تھے پس جسنے علی بن
ابیطالب کی نافرمانی کی اُسنے خدا و رسول کی نافرمانی کی پس حضرت نے
فرمایا ای دوستو یہ خدا کے احکام ہین اور علی بن ابیطالب نے مجھ سے
سیکھے ہین وہ سب احکام اور وحی جو وقتاً فوقتاً مجھکو آئے ہین پس جو
اس حکم کو نہ مانیگا تو خدا کی دائمی لعنت و نفرین ضرور اُسکے سر پر رہیگی جو کہ
علی بن ابیطالبؑ کا حکم بجا نہ لائیگا ایہا الناس آگاہ ہو کہ خداوند عالم نے
اکثر جگہ قرآن مجید مین علی بن ابیطالبؑ کی تعریف کی ہی اور مین مکرر کہتا ہون
کہ علی بن ابیطالبؑ میرے ابن عم اور میرے گوشت و پوست اور خون ہین

اور حق سبحانہ تعالے نے انکو نہایت عمدہ اور نادر خوبیان عنایت کی ہین اور
فضائل بیشمار عطا فرمائے ہین اور بعد علی بن ابیطالبؑ کے انکے فرزند
اور میرے نور عین حسن و حسین جانشین ہونگے پس یہ مؤرخ لکھتا ہی کہ بعد
تمام ہونے اس خطبہ کے ابوبکر اور عمر اور عثمان اور معاویہ بن ابوسفیان
وغیرہ نے علی بن ابیطالبؑ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور وصی و جانشین
ہونے کی مبارکباد دی اور اقرار کیا کہ انکے تمام احکام کو اچھے طور سے
بجالاوینگے حضرات تصور کیجیے کہ آیا بعد جناب رسول خداؐ کے اُن
لوگون نے اس قول پر عمل کیا یا نہین ہائے افسوس ہنوز بہت دن نہ
گذرے تھے کہ اعدا نے دست ظلم و ستم آل رسول پر دراز کیا خود مؤرخ
لکھتا ہی کہ ابوبکر نے بیٹھتے ہی مسند حکومت کے جلدی سے عمر کو دولتسرا ے
فاطمہ زہرا ؑ ہر چہار علی بن ابیطالبؑ اور بعض اولاد انکی تھے باین حکم
روانہ کیا کہ انکو طلب کرے تا وہ آکر ابوبکر کی بیعت کرین اور اگر وہ
اس امر سے انکار کرین تو اُنسے بجبر و قہر بیعت لے پس بموجب اس
حکم کے عمر نے مع ہمراہیون کے اُس گھر کو گھیر لیا اور آواز دی کہ
اے علی میرے شورے سے ابوبکر خلیفہ قرار دیا گیا ہی اور جو اُسکی بیعت اور
تعمیل حکم کی نہ کریگا تو اُسکے گھر مین آگ لگا کے اُسکو اور جو اُس گھر مین
ہون سبکو جلا دونگا پس یہ سُنکر فاطمہ زہراؑ نے فرمایا کہ اے ابن خطاب
تو ایسے ظلم و ستم قبیح کا ہرگز ہرگز مرتکب نہو عمر نے جواب دیا کہ مین ضرور
بالضرور آگ لگا دونگا آہ مؤمنین اُسوقت دونون شاہزادہ کونین

جناب حسینؑ اور اہل بیت کا کیا حال ہوا ہوگا افسوس بعد جناب رسول مختار کے
اہل بیت اطہار اُن حضرت کے کیسے کیسے مصائب مین مبتلا ہوے الغرض یہ مورخ
لکھتا ہی کہ ۶۳۲ سنہ چھ سو بتیس عیسوی مین صرف تین دن قبل اپنے انتقال کے
اُن حضرت نے پھر اپنے اصحاب کو وقت ترخیص کے وصیت کی کہ خلاصہ
اُسکا یہ ہی کہ ایہا الناس آیا تم خوب یقین کرتے ہو کہ خدا واحد ہی اور مین
محمد بن عبداللہ رسول اُسکا ہون اور بہشت و دوزخ حق ہین اور موت
برحق ہی اور حشر و نشر برحق ہی اور ایک وقت معین و مقرر ہی کہ اسوقت تمام
انسان اپنی قبرون سے اُٹھکے درگاہ قادر مطلق مین حاضر ہونگے پس اُس
جماعت حضار نے ایک زبان ہوکر عرض کیا کہ ہان ان سب چیزون کا ہم
خوب یقین رکھتے ہین باوجود اسکے اُن حضرت نے بمزید تاکید اس بات پر
قسم دی کہ میری آل سے زیادہ تر خاص کر ہمیشہ محبت و الفت رکھنا اور اُنکی
عزت و توقیر کرنا اور اُن حضرت نے بکمال تاکید فرمایا کہ جو مجھ سے محبت رکھتا ہو
وہ علیؑ کو اپنا دوست سمجھے خدا تائید کرے اُنکی جو دوستی رکھتے ہین علیؑ سے اور
خدا غضب کرے اُنپر جو علیؑ کے دشمن ہین پس ایسے مکرر اور مصرح بیانات سے
جو خود اُن حضرت کے لبہاے اقدس پر جاری ہوے تھے ایک وقت تک
تو شک و شبہ امر خلافت سے دور رہا یہانتک کہ سبکو مایوسی ہوئی آخرکار
عائشہ اُنکی زوجہ نے بعد اُن حضرت کے کچھ اپنی ساز و باز کرکے اپنے باپ
ابوبکر کو پہلا خلیفہ لوگون سے مقرر کروالیا یہ ایک خدمت فرزندی بجالائی
کہ اپنے باپ کے خلیفہ ہونے مین بڑی کوشش وسعی اور اعانت کی اور

اُنکی فضیلت مین احادیث وضع کرائے مگر بیشک وشبہ نہایت قوی باعث اسکا
بغض وکینۂ دیرینہ تھا جو اسے علی بن ابیطالبؑ کے ساتھ تھا جسے موقع پاکر
ظاہر کیا یعنی غصب خلافت کرائی جنگ جمل مین مع طلحہ وزبیر کے مقابلہ کو آئی
اور اُنکے فرزند حسنؑ کو اُنکے نانا کے روضہ مین دفن ہونے سے مانع ہوئی بلکہ مروان
وغیرہ جماعت بنی امیہ نے تیر جنازہ پر لگائے علاوہ اِسکے کتب احادیث اہل سنت
مین تو بتصریح منقول ہی کہ حضرت رسول خداؐ نے ابوبکر کو خلیفہ نہین کیا چنانچہ
اُنکے بڑے عالم محدث اور معتمد علیہ غزالی اپنی کتاب احیاء العلوم مجلد اول
صفحہ دو۹۹ مین لکھتے ہین وَلَمْ یَکُنْ اَبُوْبَکْرٍ اِمَامًا اِلَّا بِالْاِجْبَارِ وَالْبَیْعَۃِ
نہین ہوا ابوبکر خلیفہ مگر بسبب اجبار اور بیعت کے پس اس عبارت سے بھی
خلیفہ بن بیٹھنا اُسکا ثابت ہی حضرات امر حق پوشیدہ نہین رہتا ہی وہ ضرور
ظاہر ہوتا ہی الغرض قریب رحلت اُن حضرت کا انتظار مین ملک الموت کے
عائشہ کے حُجرہ مین تشریف لیجانا اُن حضرت کے حکم و رضا سے ہو یا عائشہ کی
تدبیر سے ہوا ہو بہرحال یہ بات بھی ایسی ہی کہ خاص کر اُنکے مفید مطلب تھی
اسواسطے کہ یہ یقینی ہی غرض اُنکی یہ تھی کہ اُن حضرت کا ارشاد دربارۂ جانشینی
اپنے ابن عم علی بن ابیطالبؑ کے لوگون کے کانون تک اب نہ پہونچنے پائے
پس اس سے یہ سمجھا گیا کہ اُن حضرت نے بدون بیان کرنے اپنی آخری
وصیت کے دربارۂ جانشینی کے انتقال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ثلثہ نے پچیس
برس تک پیہم حکومت کی قبل اسکے کہ علی ابن ابیطالب اپنے حق کو پہونچین
جسکے وہ احق ترین مردم تھے نہ صرف بلحاظ قرابت وزوجیت فاطمۂ زہراؑ

دختر رسولؐ کے بلکہ نیز بلحاظ اُن فضائل خداداد اور اُن جہاد اور بڑی کارنمایون کے
کہ جو اُنھون نے ترویج مذہب اسلام مین بدل و جان کی تھین اور بڑے بڑے
سرکشون کو زیر کیا تھا حضرات اِس مؤرخ کی تحریر سے بھی آتنا ظاہر ہی کہ
عمر نے جناب سیدہؑ سے کہا کہ مین ضرور بالضرور گھر کو آگ لگا دونگا اور جو
اس گھر مین ہون سبکو جلا دونگا چونکہ یہ کلمات اہل سنت کی بھی کتب سے
پائے جاتے ہین اور اس مؤرخ کو منصفانہ بات کہنی تھی اِس سبب سے
جو اُنکی کتب سے ثابت تھا وہ لکھا ورنہ کتب مذہب اثنا عشری سے اِس
مضمون کو بھی ضرور لکھتا جو بحار الانوار اور عوالم اور جلاء العیون
اور محرق القلوب وغیرہ مین منقول ہی کہ اُس حاسد نے دروازہ دولتسرا کے
جناب سیدہؑ کو جلا دیا اور بعد اسکے اُس دروازہ کو اِس زور سے ڈھکیلا
کہ پٹ اُسکا جناب سیدہ پر گرا اُسوقت وہ معصومہؑ حالت اضطرار مین
پکارین کہ یا رسول اللہ فریاد ہی کہ بعد آپکے کیا کیا ظلم و ستم مجھپر ہوتے ہین پس
سنتے ہی اُس فریاد کے وہ ظالم اور زیادہ غیظ مین آیا اور تلوار اپنی کہ میان
مین تھی پہلو سے جناب سیدہ پر ماری اور ایک تازیانہ بازوے اقدس پر
مارا کہ وہ متورم ہوا اور ضرب درے وہ تکلیف و اذیت پہونچی کہ شکم اطہر
مین شاہزادہ محسن شہید ہوا اور نامحرم بے محابا داخل حرم سرا ہوے اور
جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو رسن بستہ واسطے بیعت ابوبکر کے
لیچلے اور وصیت اور حکم جناب رسول خداؐ کا کچھ لحاظ و پاس نہ کیا اور
جناب امیر کو جانشین اور وصی ہونے کی مبارکباد دینا اور دست اقدس کا

بوسہ دینا بالکل فراموش کر گئے اور کینہ دیرینہ اپنا بمجرد انتقال جناب رسول خدا
ظاہر کیا ہائے افسوس اگر جناب رسول خدا رحلت نہ کرتے تو کسکی مجال تھی
کہ اولاد رسول سے این ظلم و ستم پیش آتا آہ مومنین اسپر بھی اکتفا نہ کی بلکہ
اشقیائے امت نے جناب امیرؑ کو کیسی اذیت و تکلیف دی آخر ابن ملجم
لعین نے مسجد کوفہ میں بحالت روزہ و نماز شہید کیا اور امام حسن علیہ السلام کو
معاویہ نے زہر دلوایا اور امام حسین علیہ السلام کو مہمان بلا کر صحرائے کربلا میں
مع اصحاب و اقربا بحکم یزید تشنہ لب ذبح کیا اور لباس و سلاح اُتار لیا
اور کئی روز تک لاش اطہر ریگ گرم پر حرارت و تیزی آفتاب میں پڑی
رہی آہ آہ خاک صحرا اُڑ کر لاش اطہر پر جمتی جاتی تھی اور سر انور کو نیزہ پر بلند
کیا اور شہر بشہر مع اہل حرم کے پھرایا چنانچہ ان مصیبتوں کو حجت خدا زیارت
ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ نُکِثَتْ ذِمَّتُہٗ سلام ہو
اُس جناب پر کہ جسکی عہد شکنی کیگئی اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ هُتِكَتْ حُرْمَتُهٗ
سلام ہو اُس صاحب غیرت پر کہ جسکی ہتک حرمت کیگئی اَلسَّلَامُ عَلٰی
مَنْ اُرِیْقَ بِالظُّلْمِ دَمُهٗ سلام ہو اُس مظلوم پر کہ جسکا خون بظلم و ستم
بہایا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُغَسَّلِ بِدَمِ الْجِرَاحِ سلام ہو اُس شہید راہ خدا
جو اپنے زخموں کے خون میں نہلایا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُجَرَّعِ بِکَاسَاتِ
الرِّمَاحِ سلام ہو اُس تشنہ لب پر کہ جسے جام نیزہ ہائے آبدار سے سیراب
کیا اَلسَّلَامُ عَلَی الشَّیْبِ الْخَضِیْبِ سلام ہو اُس ریش منور و سفید کہ
جسکا خضاب خون سے ہوا اَلسَّلَامُ عَلَی الْخَدِّ التَّرِیْبِ سلام ہو اُس

رخسارہ انور پر کہ جو خاک آلودہ ہوا اَلسَّلَامُ عَلَی الْبَدَنِ السَّلِیْبِ سلام ہو
اُس بدن اطہر پر جسکا سلاح و لباس اُتارا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَغْوِیْرِ فِی الْوَرٰی
سلام ہو اس مظلوم پر جو خلق اللہ مین نحر کیا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَذْبُوْحِ مِنَ
الْقَفَا سلام ہو اُس سید جلیل پر جو پسِ گردن سے ذبح کیا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی
الرَّاسِ الْمَرْفُوْعِ سلام ہو اس سرِ اقدس پر جو نیزہ پر بلند کیا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی
النِّسْوَۃِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ
کیگئین اور خیمون سے بظلم و ستم نکالی گئین تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمْ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ
آہ آہ حرارت و تیزی آفتاب سے اُنکے چہرے اور رخسارے جلتے تھے

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ

مجلس شصت و ہشتم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَکْرِمُوْا کَرِیْمَ کُلِّ قَوْمٍ

فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ عزت و آبرو کرو شریف
ہر قوم اور عزت دار کی حضرات یہی وجہ ہی کہ جو خود شریف قوم اور
عزت دار ہوتا ہی اُسی کو اسکا لحاظ و پاس ہوتا ہی یہ ہر شخص کا کام نہین ہی
چنانچہ حبیبُ السّیر وغیرہ مین ربیع الابرار ابو القاسم زمخشری سے نقل
کیا ہی کہ جب عمر کے زمانہ مین اسیران فارس مدینۂ منورہ مین پہونچے تو تین
بیٹیان یزدجرد بن شہریار بادشاہ عجم کی جہان شاہ اور شاہ زنان اور
مروارید بھی انمین تھین اور ملا خلیل علیہ الرحمہ شرح کافی مین لکھتے ہین
کہ جہان شاہ کا نام جناب امیر علیہ السلام نے بدل کے شہربانو رکھا اور

بحار الانوار مین یون منقول ہی کہ اُنکا نام شہربانو ہی اور امیر المومنین ہونے
نام اُنکا مریم اور بقولے فاطمہ رکھا پس عمر نے کہا کہ اِنکو فروخت کرو یہ سُنکر
جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا کہ سلاطین اور
بادشاہون کی اولاد کے ساتھ وہ بات نہین ہوسکتی ہی جو کہ اور دن کے
ساتھ ہوسکتی ہی یعنے بازار مین انکا لیجانا اور بیع کرنا دستور سے مناسب
نہین ہی یہ سنکر عمر نے عرض کیا کہ پھر انکے بیع کرنیکا کیا طریقہ ہی حضرت نے
فرمایا کہ اُنکی قیمت تشخیص کیجائے پس جو قیمت اُنکی قرار پاویگی اُس سے
سب لوگ مطلع و آگاہ ہون اور اُنہین سے جسکا جی چاہیگا وہ خاص
قیمت اُنکی ادا کرکے اِنکو لیگا یہ سُنکر عمر نے موافق فرمودہ حضرت کے
حکم دیا کہ ایک قیمت اِنکی معین و مقرر کرکے لوگون کو اُس سے آگاہ کرو
پس جب وہ قیمت اُنکی جملہ حاضرین پر باعلان ظاہر کردی گئی تو اُسوقت
جناب امیر المومنین علیہ السلام نے وہ خاص مقدار دیکر اُن شاہزادیون کو
لے لیا اور اُنہین سے ایک اپنے فرزند جناب امام حسین علیہ السلام کو عطا
فرمائی جنکے بطن سے جناب امام زین العابدین علیہ السلام پیدا ہوے
اور ایک محمد بن ابوبکر کو مرحمت ہوئی جنکے بطن سے قاسم بن محمد پیدا ہوا
اور ایک عبداللہ بن عمر کو عنایت ہوئی تو اُنکے بطن سے سالم بن عبداللہ
پیدا ہوا اسی وجہ سے جناب امام زین العابدین علیہ السلام اور قاسم
اور سالم خالہ زاد بھائی تھے اور واقدی وغیرہ نے یون روایت کی ہی
کہ جب قیمت اُنکی تشخیص کرنے لگے تو اُسوقت عمر نے حکم دیا کہ زیور

اور پوشاک بالائی انکا اُتار لو کہ تا لوگ زیور اور پوشاک فاخرہ اور اِن
شاہزادیوں کو اچھی طرح سے دیکھکر قیمت زیادہ لگائیں پس خادم عمر کا
اِس ارادہ سے آگے بڑھا چونکہ جناب شہربانو کمال عقل و دانش اور
فصاحت و بلاغت رکھتی تھیں اور سب شاہزادیوں میں ممتاز تھیں
اور آثار صولت و عظمت کے اُنسے ہویدا و ظاہر تھے اور زیور بیش بہا اور
پوشاک فاخرہ پہنے تھیں تو بسبب حمیت و غیرت کے یہ حکم حاکم کا نہایت
ناگوار ہوا اور اُس خادم کے سینہ پر ہاتھ رکھکر پیچھے ہٹا دیا پس اِس فعل سے
اُس شاہزادی کے عمر کو غصہ آیا اور تازیانہ اُٹھا کر اُس شاہزادی کو
لگایا اُسوقت وہ مخدومہ زار زار روتی جاتی تھیں پس یہ حال دیکھکر
جناب امیر المومنین علیہ السلام نے عمر سے فرمایا بس بس صبر کر میں نے
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے سنا ہی کہ وہ حضرت فرماتے تھے
کہ رحم کرو عزت و آبرودار پر ہر قوم کے کہ جو بعد عزت کے ذلیل ہوجاوے
اور رحم کرو غنی اور صاحب مال پر کہ جو بعد مقدرت کے فقیر و محتاج ہوجاوے
حضرات سُنا آپنے کہ اُسوقت جناب امیر علیہ السلام نے اُس
شاہزادی کو ضرب تازیانہ حاکم سے بچایا افسوس ہزار افسوس کہاں تھے
وہ جناب روز عاشورا جب بعد شہادت مظلوم کربلا کے شمر لعین
تازیانہ بدست مع ہمراہیوں کے خیمہ حرم محترم میں بے محابا چلا آیا اور
دختران علی مرتضی اور فاطمہ زہرا علیہما السلام سے مقنعہ و چادریں
چھین لیں اور زیور لوٹ لیا ہاے افسوس اگر کوئی شاہزادی چادر

دینے مین عذر کرتی تھی تو شمر لعین بکمال ظلم وستم تازیانے لگاتا تھا آہ اُسوقت اُن
بیکسون کا کوئی حمایت کرنیوالا نہ تھا پس مدینہ کی طرف متوجہ ہو کر کہتی تھیں
کہ اے جد بزرگوار محمد مصطفےٰ فریاد ہے کہ یہ ظالم ہمپر کیا کیا ظلم وستم کرتے ہین
الغرض اُن دختران شاہی کی ایسی بیع وفروخت مین بعض کو تامل ہے
حالانکہ کتاب الجہاد فقہ مین لکھا ہے کہ اگر جہاد بے اذن امام زمان ہو
تو جو غنیمت حاصل ہوئی ہے وہ مال امام زمان کا ہے اور اپنے مال کا اختیار ہے
جسے چاہے عطا فرمائے علاوہ اسکے شرائع الاسلام مین بھی یہ مضمون ہے
وَمَا یَغْنِمُہُ الْمُقَاتِلُوْنَ بِغَیْرِ اِذْنِہٖ فَہُوَ لَہٗ جس مال کو مقاتلہ
کرنیوالے بغیر اذن امام کے غنیمت مین پاوین تو وہ مال امام زمان کا ہے
پس حضرات امام زمان اُسوقت جناب امیر علیہ السلام تھے اور اپنے
مال کے مختار تھے جسے چاہا عطا فرمایا اور مناقب مین ابن شہر آشوب نے
یون روایت کی ہے کہ جب عمر نے اُن اسیرون کو غلام وکنیز بنانا چاہا تو
اُسوقت جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ انھون نے
تمسے صلح چاہی اور دین اسلام کی طرف رغبت کی اور بروایتے یہ بھی فرمایا
کہ یہ لوگ عقلا اور شرفا ہین انمین ایسے لوگ بھی ضرور ہونگے کہ جو اپنی
قوم کے راس ورئیس ہون اور مین تو خدائے عزوجل کو گواہ کرتا ہون
کہ ان اسیرون مین جو میرا حصہ ہے وہ مین نے راہ خدا مین آزاد کردیا
یہ سنکر تمام بنی ہاشم نے بھی عرض کیا کہ جو ہمارے حصے اور حقوق انمین ہین
وہ ہمنے راہ خدا مین آنکو بخشے کہ آپ اُنکو بھی آزاد کر دیجیے پس حضرت نے

فرمایا کہ خداوندا تو شاہد رہنا کہ مین نے اِنکے حقوق کو جو مجھے پہونچے تھے قبول
کرکے تیری راہ مین آزاد کیے پس یہ سُنکر تمام مہاجر و انصار نے بھی عرض
کی کہ ای برادر رسول خدا ہمنے بھی اپنے اپنے حقوق آپکو بخشے اُسوقت حضرت نے
فرمایا کہ بار الہا تو شاہد رہنا انھون نے بھی اپنے حقوق مجھے بخشے اور مین نے
قبول کرکے تیری راہ مین آزاد کیے یہ سُنکر عمر کہنے لگا کہ اِن قیدیون کے بارے مین
جو میرا خیال تھا اُسے آپنے بگاڑ دیا مین چاہتا تھا کہ اُنکو غلام و کنیز بناؤن
اور اِنسے خدمت لون یا انکو بیع کرون تا اِنکو ذلت ہوا ور اہل اسلام کو
منفعت پہونچے مگر آپنے وہ راے میری بگاڑ دی اِسلیے کہ اتنے حصے آپنے
آزاد کیے یہ کیا سبب ہوا کہ آپنے میری راے کے خلاف کیا یہ سُنکر جناب
امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے
فرمایا ہی کہ آبرو دار و عزت دارون کا حفظ آبرو ضرور کرنا چاہیے آہ مسلمانو
آل رسول سے زیادہ عالم مین کون آبرو دار و عزت دار ہوگا جنکا حفظ آبرو
بلکہ اطاعت اُمت پر واجب و لازم اور ضروری مگر واے ہو اُن اشقیا پر کہ
جنہون نے پاس و لحاظ جناب رسول خدا کا نہ کیا اور انتقال کرتے ہی
اُنحضرت کے دست ظلم و ستم آل رسول پر دراز کیا آہ آہ عوض ماتم
پرسے اور تعزیت کے انواع و اقسام کی اذیت و تکلیف پہونچائی
یہانتک کہ دروازہ دولتسرا کو جلا دیا اور نامحرم داخل حرم سرا ہوے
اور ضرب دروازہ سے جناب سیدہ کو ایسا صدمہ پہونچا کہ شاہزادہ
محسن شکم اطہر مین شہید ہوا اور ضرب تازیانہ سے بازوے انور اُن معصومہ کا

مسموم ہوا اور وقت رحلت تک وہ نشان باقی رہا آہ اسپر بھی اکتفا نہ کی
بلکہ جناب امیر المومنین کو گلوے انور مین ریسمان ستم ڈالکر باہر لائے ہاے
افسوس اُسوقت تلاطم مین حسنین علیہما السلام اور اہل بیت کا کیا حال ہوا
ہوگا الغرض عمر کو ارشاد حضرت کا پسند ہوا اور کہنے لگا کہ ای ابوالحسن
مین نے بھی جو کچھ حصے کہ ان قیدیون مین باقی ہین اور آزاد نہین ہوے ہین
آپکو ہبہ کیے حضرت نے فرمایا کہ خداوندا تو گواہ رہنا اِن سب باتون کا
جو کچھ کہ اِن لوگون نے کہا اور کیا اور مین نے اِن سب اسیرون کو تیری
راہ رضا مین آزاد کیا بعد اسکے ایک گروہ نے منجملہ قریش کے چاہا کہ یہ عورات
جو آزاد ہوئی ہین اِنسے ہم نکاح کرین اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ اِس
بارے مین جبر و زبردستی نہین ہوسکتی ہی مگر ان عورات کو اختیار دیا جاے
جسکا جو چاہے وہ کرے اور جو وہ چاہے وہی اُسکے ساتھ عمل مین آوے
پس چند اشخاص نے جناب شہربانو کی طرف اشارہ کرکے چاہا کہ انسے پوچھا
جائے کہ یہ عقد کرینگی یا نہین اور اگر کرینگی تو اس جماعت مین کِسے پسند کرینگی
پس اُس مخدومہ کو اختیار دیا گیا اور پسِ پردہ سے پوچھا گیا یہ سنکر وہ
خاموش رہین اُسوقت جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ انکو
نکاح کرنا منظور ہی مگر کسی خاص شخص کا پسند کرنا باقی ہی یہ سُنکر عمر نے
پوچھا کہ آپکو کیونکر معلوم ہوا کہ انہے عقد منظور ہی وہ تو چپ ہو رہی ہے
حضرت نے فرمایا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کا معمول تھا کہ جب
ایسی کوئی آبرو دار اور عزت دار گروہ کی عورت آجاتی تھی کہ اُسکا کوئی ولی

شرعی مثل باپ دادا کے ہوتا تھا اور لوگ اُس سے خواستگار نکاح کے
ہوتے تھے تو حضرت یہ فرماتے تھے کہ اس عورت سے پوچھو اسکو نکاح منظور ہی
یا نہین پس اگر وہ چپ رہتی تھی تو اُسکا چُپ رہنا اُسکی رضامندی پر تصور
کیا جاتا تھا بعد اسکے شہربانو سے پوچھا گیا کہ تمنے سب اپنے خواستگارون کو
دیکھا اب تم کسکو پسند کرتی ہو یہ سُنکر اُس شاہزادی نے ہاتھ سے اشارہ کیا
طرف شاہزادہ کونین جناب امام حسین علیہ السلام کے اور اُن حضرت کو
پسند کیا پھر اُنسے مکرر پوچھا گیا کہ تمھین اختیار ہی جسے چاہو پسند کرو پس اُس
شاہزادی نے حضرت ہی کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا کہ مین تمھین
پسند کرتی ہون سوائے انکے اور کسیکو اسلیے کہ آنکی پیشانی انور سے نور ساطع
ولامع ہی اور خرائج مین قطب الدین راوندی علیہ الرحمہ یون روایت
کرتے ہین کہ عمر نے جناب امیرؑ سے عرض کیا کہ آپ انسے کہیے کہ تم کسی کو
پسند کرلو پس حضرت نے بزبان فارسی اُنسے پوچھا اور اُس شاہزادی نے
جناب امام حسینؑ کے شانۂ اقدس پر ہاتھ رکھا اور کافی مین یون ہی کہ سر
اطہر پر ہاتھ رکھا اُسوقت جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کسکو
اس امر مین اپنا ولی کرتی ہو اُسنے عرض کی کہ یا حضرت آپکو مین نے
ولی اپنا کیا پس حضرت نے حذیفہ بن یمان کو حکم دیا کہ خطبہ پڑھو حسب الارشاد
اُسنے خطبہ پڑھا اور عقد جناب شہربانو کا حضرت امام حسین علیہ السلام کے
ساتھ ہوا اور وہ مخدومہ حرم سراے اُن حضرت مین آئین اُسوقت
جناب امیر علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ ای فرزند

اِنکو بہت اچھی طرح پر رکھنا اور نیک طور پر انسے پیش آنا کہ انکے بطن سے عنقریب
وہ فرزند تمھارا پیدا ہوگا جو بعد تمھارے اپنے زمانہ مین تمام اہل زمین سے
افضل ہوگا اور یہ شاہزادی ام الاوصیا ہوگی یہی سبب اُنکے پسند کرنے کا
شاہزادہ کونین امام حسین علیہ السلام کے تھا کہ اُس شاہزادی نے جناب
فاطمہ زہرا علیہا السلام کو خواب مین دیکھا تھا اور قبل اِسکے کہ لشکر اسلام
اُنکے ملک مین وارد ہو وہ اسلام لا چکی تھین چنانچہ وہ معظمہ فرماتی ہین
کہ قبل ورود اہل اسلام کے مین نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کو
خواب مین دیکھا کہ وہ جناب مع امام حسین علیہ السلام کے تشریف لائے
اور میرے عقد کی خواستگاری اپنے فرزند کے ساتھ کی اور میرا نکاح
اُس شاہزادہ کے ساتھ کر دیا جب صبح ہوئی تو میرے دلمین ایک تاثیر
اور ہیجان پیدا ہوا اور تمام دن اور کوئی خیال میرے دلمین نہ آیا جب
دوسری شب آئی تو مین نے جناب سیدہ کو خواب مین دیکھا کہ
وہ مخدومہ تشریف لائی ہین اور دین اسلام مجھے تعلیم فرمایا اور مین
مسلمان ہوئی بعد اِسکے فرمایا کہ مسلمان تمھارے ملک پر غالب ہونگے
اور تم جلد میرے فرزند حسینؑ کے پاس پہونچ جاؤگی اور کوئی شخص تمکو
کچھ بدی نہ پہونچا سکیگا وہ مخدومہ فرماتی ہین کہ جیسا مین نے خواب مین
دیکھا تھا ویسا ہی وقوع مین آیا حضرات سُنا آپنے کہ جناب شہربانو
شاہزادی ملک فارس کی تھین اور اسیرون مین وارد مدینۂ منورہ
ہوئین اور دربار حاکم مدینہ مین بوجہ حمایت وسرپرستی حضرت امیر المومنین کے

کوئی شخص حاضرین دربار سے خلافت شان اُس شاہزادی کے کچھ جبر و قہر
اور تذلیل نہ کرسکا نہ کسینے مقنع و چادر لی نہ بازو اُنکے ریسمان ستم سے باندھے
نہ حاکم اُنکو قتل کرسکا کیونکہ جب دربار عام مین سامنے عمر کے کھڑی کی گئین
تو اُسوقت وہ شاہزادی اپنے باپ دادے کو بُرا کہتی تھین اور یہ ناواقف
تھا زبان فارسی سے اسکو گمان ہوا کہ مجھے بُرا کہتی ہین اُسنے ارادہ قتل کا
کیا تھا باوجود اِسکے پس پردہ اُنسے گفتگو عقد کی ہوئی حالانکہ وہ اولاد
اہل اسلام سے نہ تھین مگر افسوس ہزار افسوس حال پر ذرّیت جناب
رسول خدا اور دختران امیر المومنین علی مرتضیٰ اور فاطمۂ زہرا علیہم السلام
کی کہ بعد شہادت اپنے برادر مظلوم امام حسین علیہ السلام کے وہ شاہزادیاں
عالم کی کربلا مین بے پردہ کی گئین اور خیمون سے بظلم و ستم نکالی گئین بلکہ
افسوس اسپر بھی اکتفا نہ کی بلکہ بے مقنع و چادر بلوا ے عام مین پھرائی گئین۔
اور رسن بستہ دربار ابن زیاد اور یزید لعین مین لائی گئین آہ آہ وہان
اُن بیکسون کا کوئی حمایت و سرپرستی کرنیوالا نہ تھا آہ مومنین آپ تو
خود صاحبان غیرت اور نقّادہین اشارہ ہی کافی ہی جیسا کہ مقتل ابو مخنف
اور محرق القلوب مین منقول ہی کہ جب اسیران اہل بیت رسالت
سامنے ابن زیاد کے کھڑے کیے گئے تو اُسوقت اس لعین نے زبان طعن
دراز کی اور کہا ای زینب دیکھا تونے کہ خدا نے تیرے بھائی سے کیا کیا
تیرے بھائی حسین نے چاہا تھا کہ یزید بن معاویہ سے خلافت چھین کے
آپ مسند نشین حکومت ہو لیکن خدا نے امید اُسکی قطع کی اور آرزو اُسکی

برہ لایا یہ سُنکر جناب زینب نے فرمایا کہ ای ابن زیاد وای ہو تجہپر اگر میرے
بھائی طالب خلافت تھے تو وہ اُنکی میراث آبائی تھی لیکن جو تو نے ظلم و ستم
اُن حضرت اور اُنکے اہل بیت پر کیا وہ تو نے خصومت و عناد اپنے نفس پر
کیا ہی اور اپنے ہاتھ سے تو مبتلا بعذاب ہوا ہی یہ سنکر وہ لعین غضبناک ہوا
اور چاہا کہ اُس مظلومہ کو قتل کرے آہ آہ یہ ظلم و ستم دیکھکر سب بیبیان
اور بچے کانپنے لگے اُسوقت عمر بن حُریث نے کہا ای امیر یہ عورت ہی اور
عورات مصیبت زدہ سے مواخذہ کرنا اچھا نہین ہی پس تجھے مناسب ہی
کہ انکے قتل سے درگذر خصوصاً جو غریب الوطن ماتم اقربا مین غمزدہ ہو
یہ سنکر ابن زیاد قتل سے اُس مظلومہ کے باز رہا آہ مومنین کیا انقلاب
زمانہ ہی کہ اشقیاے امت نے جو ادعاے اسلام رکھتے تھے ذریت و عترت
رسول خدا ؐ پر کیا کیا ظلم و ستم کیے چنانچہ حجت خدا فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلٰی
مَنْ هُتِكَتْ حُرْمَتُهٗ سلام ہو اُس صاحب غیرت و عزت پر کہ جسکی
ہتک حرمت کی گئی اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ نُكِثَتْ ذِمَّتُهٗ سلام ہو
اُس جناب پر کہ جسکی عہد شکنی کی گئی اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اُرِيقَ بِالظُّلْمِ
دَمُهٗ سلام ہو اُس فرزند رسول اور مظلوم پر کہ جسکا خون بظلم و ستم
بہایا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُغَسَّلِ بِدَمِ الْجِرَاحِ سلام ہو اُس شہید
راہ خدا پر جو اپنے زخمون کے خون مین نہلایا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی
الْمُجَرَّعِ بِكَاسَاتِ الرِّمَاحِ اور سلام ہو اُس تشنہ لب پر کہ جسے جام نیزہ ہاے
آبدار سے سیراب کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس شصت و ہفتم

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ یَا بَنِی ھَاشِمٍ اِیتُونِی بِاَعْمَالِکُمْ لَا تَأتُونِی بِاَنْسَابِکُمْ خصائل الفضائل وغیرہ میں منقول ہو فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ اے بنی ہاشم لاؤ پاس ہمارے اپنے اعمال نہ اپنے انساب وَقَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْجَنَّۃَ لِمَنْ اَطَاعَہٗ وَلَوْ کَانَ عَبْدًا حَبَشِیًّا وَخَلَقَ النَّارَ لِمَنْ عَصَاہُ وَلَوْ کَانَ شَرِیفًا قُرَشِیًّا اور فرمایا جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے تحقیق کہ حق سبحانہ تعالے نے بہشت کو پیدا کیا واسطے اُس شخص کے کہ جو عبادت خدا کرے اگرچہ وہ غلام حبشی ہو اور دوزخ کو پیدا کیا واسطے اُس شخص کے کہ جو معصیت خدا کرے اگرچہ وہ سید قرشی ہو

اور شاعر اِسکی نظیر میں کہتا ہے

باوجود یکہ بوالحکم بہ نسب	پسر عم سید البشر است
لیک بنگر بلال را کہ نسب	از حبش زادگان بے ہنر است
آن یکے از نفاق فطری خود	گشت بوجہل و ساکن سقر است
وین یک از اتباع احمد وآل	در باغ بہشت جلوہ گر است

وَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ اَکْرِمُوا الضَّیْفَ وَلَوْ کَانَ کَافِرًا اور فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ عزت و آبرو کرو مہمان کی اگرچہ وہ کافر ہو وَقَالَ اِذَا اَتَاکُمْ کَرِیمُ قَوْمٍ فَاَکْرِمُوہُ وَاِنْ خَالَفَکُمْ اور علامہ زمخشری نے نقل کیا ہو کہ فرمایا

اُن حضرت نے جب ایک عزت و آبرو دار قوم کا تمھارے پاس آوے
تو تم اُسکی آبرو کرو اگرچہ وہ تمھارا مخالف مذہب ہو حضرات یہی وجہ ہی
کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے دختران بادشاہ فارس کی عزت
و آبرو کی حالانکہ وہ اولاد اہل اسلام سے نہ تھین اور اسیر ہو کر آئی تھین
چنانچہ اعلام الورٰی اور ارشاد مین شیخ طبرسی اور شیخ مفید علیہما الرحمہ نے
روایت کی ہی کہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے اپنے
عہد خلافت ظاہری مین حُریث بن جعفر جُعفی کو خراسان کا حاکم کرکے بھیجا تھا
اور وہان سے اُسنے یزدجرد کی دختر کو اُن حضرت کی خدمت مین بھیجدیا تھا
اور حضرت نے وہ شاہزادی اپنے فرزند امام حسین علیہ السلام کو عطا
فرمائی جنکے بطن سے جناب امام زین العابدین علیہ السلام پیدا ہوے
اور دوسری روایت مین یون ہی کہ حُریث بن جابر نے جہان شاہ
جنکا نام جناب امیرؑ نے شہربانو رکھا اور شاہ زنان دو بیٹیان یزدجرد کی
اُن حضرت کی خدمت بابرکت مین روانہ کی تھین اور حضرت نے
ایک امام حسین علیہ السلام کو مرحمت فرمائی جنکے بطن سے امام زین العابدین
علیہ السلام پیدا ہوے اور ایک محمد بن ابوبکر کو دی جنکے بطن سے قاسم
بن محمد پیدا ہوا اِسی وجہ سے امام زین العابدین ؑ اور قاسم خالہ زاد
بھائی تھے اور عیون اخبار رضا ؑ اور کشف الغمہ مین بسند معتبر
سہل بن قاسم سے یون روایت کی ہی وہ کہتا ہی کہ جناب امام رضا
علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا درمیان ہمارے اور تمھارے قرابت ہے

یہ سنکر مین نے عرض کیا کہ یا بن رسول اللہ کیا قرابت ہی فرمایا والدہ ماجدہ حضرت صادق علیہ السلام کی ام فروہ بنت قاسم بن محمد تھین بعد اسکے فرمایا کہ جب عبداللہ بن عامر نے خراسان کو فتح کیا تو دو بیٹیان یزدجرد بن شہریار بادشاہ عجم کی جب ۳۱ سنہ اکتیس ہجری مین وہ بادشاہ مارا گیا عثمان بن عفان کے پاس بھیجدین اور اُسنے ایک امام حسن علیہ السلام کو دی اور ایک امام حسین علیہ السلام کو پس وہ دونون شاہزادیان اُن شاہزادون کی خدمت مین تھین اور دونون نفسا یعنے زچہ خانہ مین انتقال کر گئین اور امام حسین علیہ السلام کے گھر مین جسنے انتقال کیا اُنکے بطن سے اُس مرتبہ امام زین العابدین علیہ السلام پیدا ہوے تھے پس جناب امیر المومنین علیہ السلام نے علی بن الحسین کو امام حسین علیہ السلام کی ایک حرم صاحب اولاد کے سپرد فرمایا کہ تا وہ اُس جناب کی پرورش کرے اِسی وجہ سے امام زین العابدین علیہ السلام اُسکو اپنی والدہ جانتے تھے اور یہ خبر نہ تھی کہ میری والدہ انتقال کر گئی ہین پس بعد مدت کے اُن حضرت کو یہ معلوم ہوا کہ میری والدہ رحلت کر گئی ہین اور کافی اور تہذیب الاحکام اور دُروس مین یون منقول ہی کہ والدہ اُن حضرت کی شاہ زنان دختر شیرویہ بن کسریٰ تھین اور بحار مین ہی کہ شاہ زنان کا سیدۃ النسا جناب امیر نے نام رکھا تھا اور اکسیر العبادات مین ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ نے یون لکھا ہی کہ امام زین العابدین علیہ السلام شاہ زنان کے بطن سے تھے اور بعد انتقال اُن معظمہ کے عقد حضرت امام حسین علیہ السلام کا جناب

شہر بانو کے ساتھ ہوا اور وہ مخدومہ سفر کربلا مین ہمراہ حضرت کے تھین مگر
صاحب محرق القلوب علیہ الرحمہ روایت کرتے ہین کہ جناب علی بن الحسین
شہر بانو کے بطن سے تھے اور وہ صاحبزادہ بھی اُنکے بطن سے تھا جو وقت
شہادت جناب علی اکبر کے روز عاشورا سامنے اُس مظلومہ ہانی بن بعیث کی
تلوار سے قتل ہوا تو اُسوقت وہ بیکس سکتہ کے عالم مین تھین اور بروایتے
دو صاحبزادہ وقت شہادت امام حسین علیہ السلام کے شہید ہوا جیسا کہ
سید صاحب علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہی کیونکہ جناب امام حسین علیہ السلام کے
چھ فرزند تھے علیؑ بن الحسین جناب امام زین العابدین علیہ السلام اور
جناب علی اکبر اور علی اصغر اور جعفر اور عبداللہ اور محمد انمین سے ایک
بیمار کربلا باقی رہے باوجود اس اختلاف کے جناب شہر بانو کا کربلا تک
آنا ہمراہ جناب امام حسین علیہ السلام کے بروایت بحار الانوار اور محرق
القلوب اور اکسیر العبادات ثابت ہی اور یہ اکثر روایات سے ظاہر ہی
کہ وہ مخدومہ اسیرون مین وارد مدینہ ہوئی تھین چونکہ وہ شاہزادی
ایک مرتبہ درد غریب الوطنی اُٹھا چکی تھین اور شربت اسیری چکھ چکی تھین
یہی وجہ ہی کہ جب روز عاشورا جناب امام حسین علیہ السلام بعد شہادت
تمام اصحاب و اقربا اور اولاد کے یکہ و تنہا رہگئے اور آمادہ شہادت ہوکر
اپنے اہل بیت سے وداع و رخصت ہوے اور شور گریہ و بکا اور وا
سیداہ کا بلند ہوا تو اُسوقت کے حال مین محرق القلوب وغیرہ مین
یون منقول ہی کہ اِسی اثنا مین جناب شہر بانو مادر گرامی جناب علی بن

الحسین علیہما السلام کی گریان و نالان مو پریشان خدمت بابرکت مظلوم کربلا
مین حاضر ہوئین پس وہ مخدومۂ عالم بشدت اور زار زار روئین اور عرض
کی کہ ای سید عالی وقار آپ تو آمادۂ میدان کارزار ہین اور قریب ہی
کہ ہاتھ سے اِس قوم نابکار کے آپ شہید ہون اور مین بعد آپکے اِس
صحرائے پُربلا مین ظلم وستم اعدا سے ذلیل ہون اُسوقت کون میری حمایت
و حفاظت کریگا کیونکہ اس ملک عرب مین غریب الوطن بے حامی و مددگار
ہون کوئی میری قوم و قبیلہ سے یہان ایسا نہین ہی کہ بلحاظ و پاس اپنی
قوم کے میری نصرت و مدد کرکے میری حمایت کرے آہ مومنین خدا نہ کرے
کہ کسیکے اہل حرم عالم غربت و مسافرت مین اپنے حامی و سرپرست سے
جُدا ہون جناب شہربانو عرض کرتی ہین کہ ای امام کونین اگر آپ اس
کنیز کے حال کو مثل اپنی بہنون اور بیٹیون کے تصور فرمائین تو یہ نہین ہوسکتا ہی
اِسلیے کہ وہ سب مخدّرات عصمت دختران جناب رسول خدا اور جناب
علی مرتضے اور فاطمۂ زہرا علیہم السّلام ہین پس ہر مسلمان پر تعظیم و تکریم اُنکی
واجب و لازم ہی کسکی مجال ہی کہ کسی حال مین بجز عزت و احترام کے اُنسے
پیش آئے اور درپے ہتک حرمت اُنکی ہوسکے بخلاف اِس کنیز کے کہ
مین بیٹی ہون یزدجرد سلطان عجم کی میری حمایت و تعظیم کسی شخص پر واجب
و لازم نہین ہی اِس سبب سے مجھے اپنی حرمت کا خیال ہی حضرات
یہ جائے گریہ و بکا ہی کہ جناب شہربانو کو اُسوقت تک یہ یقین تھا کہ اگرچہ
اشقیائے امت نے مردان اہل بیت رسالت کو بسبب طمع دنیوی کے

قتل کیا لیکن یہ بحیا بسبب حمیت اسلام کے جناب زینب و ام کلثوم اور سکینہ اور فاطمہ اور رقیہ وغیرہ سے کہ یہ سب ذریت جناب رسول خدا اور دختران جناب علی مرتضی اور فاطمہ زہرا علیہم السلام ہین ضرور تعظیم و تکریم پیش آئینگے اور وہ مخدومہ جانتی تھین کہ عالم مین کسیکی مجال نہین ہی کہ اُنسے خلاف اُنکی شان کے کوئی سلوک کرے آہ افسوس ہزار افسوس وہ معظمہ یہ نہ جانتی تھین کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے اعدا اُن شاہزادیون کو مثل اسیران زنگبار کے مقید و گرفتار کرکے بے مقنع و چادر اور بے نقاب شتران بیکجاوہ و عماری پر ہر شہر و دیار مین پھرائینگے اور بلوائے عام مین باواز بلند ایک دوسرے کو بفخر و مباہات آگاہ کریگا الا یا اھل الکوفۃ والشام ھٰذہ السبایا بنات رسول اللہ ؐ ای اہل کوفہ و شام آگاہ ہو کہ یہ قیدی ذریت و عترت رسول خدا ؐ دختران علی مرتضیؑ اور فاطمہ زہراؑ ہین و فی البحار قال فجاؤا بالحرم اساری الا شھر بانویہ فانھا القت نفسھا بالفرات اور بحار الانوار مین یون منقول ہی راوی کہتا ہی کہ اعداے دین اہل بیت امام حسین علیہ السلام کو بظلم و ستم اسیر کرکے طرف کوفہ و شام کے لیگئے مگر جناب شہربانو اسیر نہین ہوئین اسلیے کہ اُن مظلومہ نے بعد شہادت اُن حضرت کے اپنے تئین فرات مین ڈالدیا اور وہان سے جہان حکم خدا تھا وہان غائب ہوگئین آہ مومنین کیا مصیبت گذری باقی اہل بیت امام حسین علیہ السلام پر بعد شہادت اُس جناب کے افسوس اعدا نے

اسباب لوٹ لیا اور مقنعہ و چادرین چھین لین اور خیمون مین آگ لگائی
اور بلوائے عام مین بے پردہ کیا چنانچہ حجت خدا زیارت ناحیۂ مقدسہ مین
فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَۃِ الْبَادِرَاتِ سلام ہو اُن مخدراتِ
عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور خیمون سے بظلم و ستم نکالی
گئین یُسَاقُوْهُنَّ کَالْاِمَاءِ الْمُسْبِيَّاتِ فِي الْبَرَارِي وَالْفَلَوَاتِ
اور اُن ستم رسیدون کو مثل کنیزون کے اسیر و مقید کر کے اعدا زمین
ناہموار و صحرا مین لیے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْهَهُنَّ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ آہ انکے
چہرے اور رخسارے حرارت و تیزی آفتاب سے جلتے تھے اَيْدِيْهِمْ
مَغْلُوْلَةٌ اِلَى الْاَعْنَاقِ ہائے افسوس ہاتھ اُن بیگناہون کے گردنون سے
مستحکم باندھے تھے يُطَافُ بِهِمْ بِهٰذِهِ الْمَذَلَّةِ فِي الْاَسْوَاقِ آہ آہ
اعدائے دین اُن بیکسون کو باین مذلت بازارون مین پھراتے تھے
الغرض محرق القلوب مین منقول ہی کہ جب حضرت نے جناب
شہربانو سے یہ سُنا کہ مجھے اپنی حرمت کا خیال ہی اور آثار خوف کے
اُن معظمہ مین مشاہدہ فرمائے تو بشدت روئے اور فرمایا کہ ای شہربانو
خدا پر اعتماد و توکل کرو اور ہرگز اپنی عزت و آبرو کا خوف نہ کرو کہ
حق سبحانہ تعالے اتمھین محفوظ رکھیگا کہ وہ خیر الحافظین ہی ای شہربانو اب
وقت شہادت میرا قریب ہی اور گھوڑا میری سواری کا بعد میری
شہادت کے میری لاش پر مانند زن پسر جوان مردہ کے رو کر
یال اپنی میرے خون سے رنگین کر کے در خیمہ پر آئیگا اور تم سب اہل بیت

میری شہادت سے خبر دیگا اُسوقت تم اُسپر سوار ہولینا پس وہ اسپ
وفادار تمھین بکمال حفاظت و حراست ایسے مکان محفوظ مین پہونچائیگا
کہ جہان حکم خدا ہوگا پس حضرت اُن معظمہ اور سب اہل بیت سے وداع
و رخصت ہوکر خیمگاہ سے باہر تشریف لائے اور چاہا کہ ذوالجناح پر سوار
ہون تو اُسوقت ایک آہ بھر کھینچی اور بنظر حسرت و یاس طرف لاشہائے
پارہ پارہ اصحاب و اقربا اور اولاد کے نگاہ کی کیونکہ اُسوقت کوئی
سوار کرنیوالا اور رکاب تھامنے والا نہ تھا اور غلام تک شہید ہوچکے تھے
پس جبرئیل نے آکر رکاب پکڑی اور وہ جناب سوار ہوکر میدانِ قتال
مین سامنے لشکر اعدا کے کھڑے ہوے اور بنا بر اتمام حجت کے اُس
حجت خدا نے بآواز بلند فرمایا ھَلْ مِنْ ذَابٍّ یَذُبُّ عَنْ حَرَمِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ ؐ آیا ہی کوئی اُس جماعت کثیر مین دور کرنیوالا کہ اس
آفت و بلا کو حرم رسول خدا ؐ سے دور کرے آہ مومنین عوض
فریادرسی کے اہل کوفہ و شام نے ہر طرف سے محاصرہ کرلیا اور تیر
و نیزہ اور تلوار و پتھر سے زخمی کرکے ذوالجناح سے ریگ گرم پر گرادیا
آہ اب بقیہ روایت کو کس زبان سے بیان کرون مگر حجت خدا ؑ
اُسوقت کے حال کو زیارت ناحیہ مقدسہ مین فرماتے ہین فَھَوَیْتَ
اِلَی الْاَرْضِ جَرِیْحًا تَطَأُکَ الْخُیُوْلُ بِحَوَافِرِھَا وَتَعْلُوْکَ الطُّغَاۃُ
بِبَوَاتِرِھَا ای جد مظلوم پس آپ کثرت زخمون سے ناتوان ہوکر ذوالجناح سے
زمین پر تشریف لائے اور اپنے سمون سے گھوڑے بے ادبی کرتے تھے

اور اشقیا تلوارین کھینچے ہوے آپکے قتل کرنے پر ٹوٹے پڑتے تھے وَاَسْرَعَ فَرَسُكَ شَارِدًا اِلٰى خِيَامِكَ قَاصِدًا مُحَمْحِمًا بَاكِيًا اور اُسی حال مین آپکے اسپ وفادار نے جلدی کی کہ آپکے خیمگاہ کیطرف باواز بلند روتا ہوا جاتا تھا کہ مقصود اس سے اہل بیت رسالت کو مطلع کرنا تھا فَلَمَّا رَاَيْنَ النِّسَاءُ جَوَادَكَ مَخْزِيًّا وَنَظَرْنَ سَرْجَكَ عَلَيْهِ مَلْوِيًّا پس جب اُن مخدرات عصمت نے آپکے ذوالجناح کو دیکھا کہ زین خالی ہی سوار سے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہی بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْرِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ تو یہ حال دیکھکر مو پریشان با سر عریان خیمگاہ سے گریان و نالان وامظلوماہ واسیداہ کہتی ہوئین نکل آئین عَلَى الْخُدُوْدِ لَاطِمَاتٍ بِالْوُجُوْهِ سَافِرَاتٍ وَبِالْعَوِيْلِ دَاعِيَاتٍ وَبَعْدَ الْعِزِّ مُذَلَّلَاتٍ وَاِلٰى مَصْرَعِكَ مُبَادِرَاتٍ آہ اُسوقت اُن بیکسون کا یہ حال تھا کہ اپنے رخسارون پر طمانچے مارتی ہوئین بے مقنع وچادر واویلاہ واثبوراہ کہتی ہوئین بعد عزت کے ذلیل بیتابانہ آپکے مقتل مین پہونچین وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلٰى صَدْرِكَ وَوَاضِعٌ سَيْفَهٗ عَلٰى نَحْرِكَ قَابِضٌ عَلٰى شَيْبَتِكَ بِيَدِهٖ ذَابِحٌ لَكَ بِمُهَنَّدِهٖ ہاے افسوس دیکھا کہ اُسوقت شمر لعین آپکے سینۂ اقدس پر بیٹھا ہی اور اپنی تلوار کو آپکے مقام نحر پر رکھے ہوے تھا اور اُسکے ہاتھ مین آپکی ریش مقدس و نورانی تھی اور تیغ آبدار سے آپکے گلوے خشک کو ذبح کرتا تھا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

مجلس شصت و ہشتم

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌ ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌ حق سبحانہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ ای حبیب ہمارے بروز قیامت کچھ مُنھ نورانی اور خندان و فرحناک ہونگے اور بشارت دیئے جائینگے ساتھ نعماے جنّت کے مؤمنین حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام نے ایسے اصول و قواعد معین و مقرر فرماے ہین کہ جنسے تمیز و فرق ہو جائے درمیان روایت حق و باطل کے منجملہ اُنکے یہ ہی کہ جو حدیث نبوی کسی آیۂ کریمہ کے موافق و مطابق اور مشابہ ہو وہ صحیح ہی کیونکہ کلام اُن حضرت کا قرآن سے مقتبس ہوتا تھا ورنہ وہ مصنوعی اور مخترعہ ہی جیسا کہ بطور مثال کے یہ حدیث نبوی جو موافق اس آیۂ کریمہ کے ہی لکھی جاتی ہی فِی الْبِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ کُلُّ عَیْنٍ بَاکِیَۃٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا عَیْنٌ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ ع فَاِنَّھَا ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌ بِنَعِیْمِ الْجَنَّۃِ بحار الانوار مین جناب صادق علیہ السلام سے بسند معتبر منقول ہی وہ جناب فرماتے ہین کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے روز قیامت وہ روز ہولناک ہوگا کہ جسکے خوف سے تمام آنکھین اہل محشر کی گریان ہونگی مگر جو آنکھ دار دنیا مین روئی ہوگی مصیبت پر میرے نور عین حسین ع کے پس صاحب اُس چشم کا اُس روز خندان و فرحناک ہوگا بسبب نعماے جنت کے

واقعی مومنین روز قیامت بڑا ہولناک روز ہوگا اور یہ کوئی گمان نہ کرے
کہ مثل یہان کے ایام کے ہوگا قرآن اور حدیث مین تصریح ہی وَهُوَ یَوْمٌ
کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ روز قیامت وہ روز ہوگا کہ
جسکی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی پس حضرات گریہ و بکا کیجیے
مصائب مظلوم کربلا پر کہ تا ایسے روز ہولناک مین کام آوے اور رونا
مصیبت پر سید الشہدا کے وسیلۂ اعظم نجات آخرت کا ہی بس تصور کیجیے
کہ ان حضرت اور انکی اولاد پر دست ظلم اشقیاے امت سے کیا کیا
مصیبت گذری ہی رُوِیَ عَنِ الشَّعْبِیِّ اَنَّهٗ قَالَ دَعَانِیَ الْحَجَّاجُ بْنُ یُوْسُفَ
فِیْ یَوْمِ عِیْدِ الْاَضْحٰی فَقَالَ اَیُّهَا الشَّیْخُ اَیُّ یَوْمٍ هٰذَا فَقُلْتُ هٰذَا
یَوْمُ الْاَضْحٰی چنانچہ ضیاء الابصار اور نخل ماتم وغیرہ مین شعبی سے
روایت کی ہی وہ کہتا ہی کہ ایک مرتبہ مجھے حجاج بن یوسف لعین نے روز
عید قربان اپنے پاس طلب کیا جب مین اسکے سامنے پہونچا تو مجھ سے
پوچھا کہ ای شیخ آج کونسا روز ہے یہ سنکر مین نے کہا کہ آج روز عید
قربان ہی حاجی لوگ مشعر سے منی مین آکر عبادت خدا مین مشغول ہونگے
اور قربانی کرتے ہونگے قَالَ فِیْمَا یَتَقَرَّبُ النَّاسُ فِیْهِ وَفِیْ مِثْلِهٖ فَقُلْتُ
بِالْاُضْحِیَةِ وَالصَّدَقَةِ وَاَفْعَالِ الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی بعد اسکے مجھ سے پوچھا کہ
کس چیز سے لوگ آجکے دن اور مثل اس دن کے تقرب بخدا چاہتے ہین
یعنے غرض اس شقی کی یہ تھی کہ عیدین مین کیا عمل کرنا چاہیے پس مین نے
جواب دیا کہ آجکے دن قربانی سنت مؤکدہ ہی اس شخص کو جو منی مین حاضر

نہو اور وہ قربانی شتر ہو یا گاؤ ہو یا گوسفند مساکین کو بطور صدقہ دینا
بہتر ہی اور افعال خیر و نیک اور تقوی و پرہیزگاری کو بجالانا چاہیے
فَقَالَ لِي اِعْلَمْ اَنِّي قَدْ عَزَمْتُ اَنْ اُضَحِّيَ الْيَوْمَ بِرَجُلٍ حُسَيْنِيٍّ پس اُس
ظالم نے کہا آگاہ ہو اے شیخ چونکہ حسین بن علی عید عاشورا کو ذبح ہوا ہی مین بھی
چاہتا ہون کہ آج ایک سید حسینی کو ذبح کرون تا مجھے ثواب قربانی کا
حاصل ہو قَالَ الشَّعْبِيُّ فَبَيْنَمَا هُوَ يُخَاطِبُنِي اِذْ سَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي
صَوْتَ سِلْسِلَةٍ وَحَدِيْدٍ فَخَشِيْتُ اِنِ الْتَفَتُّ فَيَسْتَخِفَّنِي وَاِذَا
قَدْ مَثُلَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَجُلٌ عَلَوِيٌّ وَفِي عُنُقِهِ سِلْسِلَةٌ وَفِي رِجْلَيْهِ
قَيْدٌ مِنْ حَدِيْدٍ شعبی کہتا ہی کہ وہ لعین مجھ سے یہ کلام کر رہا تھا ناگاہ
میرے پس پشت سے آواز زنجیرون کی آئی یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص
طوق و زنجیر مین جکڑا ہوا آتا ہی پس مین بسبب خوف حاکم کے اُس
اسیر کی طرف متوجہ نہو سکا کیونکہ اگر مین دیکھتا تو وہ ظالم مجھے ذلیل کرتا
اور اذیت پہونچاتا پس یکایک ایک سید علوی کو سامنے اُس لعین کے کھڑا کیا
اِسطرح سے کہ گلے مین زنجیر آہنی بندھی تھی اور دونون پانؤن مین
بیڑی تھی اور نہایت ناتوان تھا اور چہرہ نورانی زرد تھا آہ آہ اِس
مقام پر یاد آگیا حال بیمار کربلا اسیر رنج و بلا کا کہ بعد شہادت امام حسین
علیہ السلام کے اعدا نے اسیر و مقید کرکے طوق و زنجیر مین جکڑا اور
اِسیطرح دربار ابن زیاد اور یزید مین لائے اور سامنے اُنکے ٹھہرایا اور
اُن اشقیا نے کلمات طعن کہے جب حضرت نے بدلائل آیات قرآن

واحادیث انکو ملزم وساکت کیا تو اُن اشقیا نے حکم قتل کا دیا مگر حافظ حقیقی نے اُس جناب کو اُنکے شر سے محفوظ رکھا کہ تا نسل آل محمد صلے اللہ علیہ و آلہ سے زمانہ خالی نہو مگر فرق یہان پر یہ ہی کہ اُس سید علوی کے ناموس سے کوئی ہمراہ نہ تھا بلکہ تنہا تھا جو مصیبت گذری اپنے نفس پر گذری افسوس ہزار افسوس حال پر امام زین العابدین علیہ السلام کے کہ ساتھ اُن حضرت کے اہل حرم اور بہنین اور پھوپھیان رسن ظلم و ستم سے بندھی ہوئی تھین اور سرہاے شہدا عزیز و اقربا کے سامنے تھے فقال لہٗ الحجاج ألَستَ فُلانَ بنَ فُلانٍ قالَ نَعَم أنا ذٰلِکَ الرَّجُلُ فقالَ لَہٗ أنتَ القائِلُ إنَّ الحسَنَ وَالحُسَینَ مِن ذُرِّیَّۃِ رَسُولِ اللہِ صلعم قالَ ما قُلتُ وَلا أقُولُ الغرض حجاج نے اُس سید علوی سے کہا کیا تو فلان سید فلان سید کا بیٹا نہین ہی اُس علوی نے کہا ہان مین وہی سید ہون حجاج لعین نے کہا تو ہی لوگون سے بیان کرتا ہی کہ حسنین رسول خدا کی ذریت مین سے ہین اُس سید علوی نے یہ سُنکر جواب دیا کہ مین نے تو یہ نہین کہا اور نہ کہونگا وَلٰکِنِّی أقُولُ إنَّ الحَسَنَ وَالحُسَینَ عَلَیہِمَا السَّلامُ وَلَدا رَسُولِ اللہِ صلعم دَخَلا فِی ظَہرِہٖ وَخَرَجا مِن صُلبِہٖ عَلٰی رَغمِ أنفِکَ یا حَجّاجُ لیکن مین یہ کہتا ہون کہ حسنین علیہما السلام دونون فرزند ہین جناب رسول خدا صلعم کے داخل ہوے یہ دونون پشت نبی مین اور پیدا ہوے صلب نبی سے ای حجاج اس امر کو مین تیری ضد پر بدلائل ثابت کرونگا کیا تو نہین جانتا ہی کہ حسنین علیہما السلام

فرزند دلبند اور پارۂ جگر رسول خدا اور امام و پیشوائے مومنین اور سردار جوانان اہل جنت ہین قَالَ وَكَانَ الْحَجَّاجُ مُتَّكِئًا عَلَى مَسْنَدِهِ فَاسْتَوَى جَالِسًا وَقَدِ اشْتَدَّ غَضَبُهُ وَانْتَفَخَتْ اَوْدَاجُهُ حَتّٰى تَقَطَّعَتْ اَزْرَارُ بُرْدَتِهِ فَدَعَا بِبُرْدَةٍ غَيْرِهَا فَلَبِسَهَا شعبی کہتا ہے کہ اسوقت حجاج تکیہ لگائے ہوے مسند پر بیٹھا تھا یہ سنکر بیتاب ہوا اور سیدھا ہو کر بیٹھا اور ایسا غضبناک ہوا کہ رگہاے گردن پھول گئین اور جو جامۂ قیمتی پہنے تھا اُسکے تکمے ٹوٹ گئے پس دوسرا جامہ منگا کر پہنا ثُمَّ قَالَ لِلرَّجُلِ يَا وَيْلَكَ اِنْ لَمْ تَاْتِنِيْ بِدَلِيْلٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَلَدَا رَسُوْلِ اللّٰهِ دَخَلَا فِيْ ظَهْرِهٖ وَخَرَجَا مِنْ صُلْبِهٖ لَاَقْتُلَنَّكَ فِيْ هٰذَا الْخَبَرِ اَشَرَّ قِتْلَةٍ وَاِنْ اٰتَيْتَنِيْ بِدَلِيْلٍ يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ اَعْطَيْتُكَ هٰذِهِ الْبُرْدَةَ وَخَلَّيْتُ سَبِيْلَكَ بعد اسکے حجاج لعین نے اُس سید علوی سے کہا کہ اگر تو دلیل قرآن سے نہ لایا کہ حسنین فرزندان رسول خدا ہین اور پشت مین نبی کی داخل ہوے اور صلب سے اُنکے پیدا ہوے تو ضرور بعذاب شدید تجھے قتل کرونگا اور اگر تو دلیل لایا اور اِس دعوے کو قرآن سے ثابت کردیا تو مین تجھے یہ جامۂ قیمتی خلعت دونگا اور رہا کرونگا قَالَ الشَّعْبِيُّ وَكُنْتُ حَافِظَ كِتَابِ اللّٰهِ كُلِّهٖ وَاَنَا اَعْرِفُ وَعْدَهٗ وَوَعِيْدَهٗ وَنَاسِخَهٗ وَمَنْسُوْخَهٗ فَلَمْ تَخْطُرْ بِقَلْبِيْ اٰيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ فَحَزِنْتُ وَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ يَعِزُّ وَاللّٰهِ عَلَيَّ ذَهَابُ هٰذَا الرَّجُلِ الْعَلَوِيِّ شعبی کہتا ہے کہ مین

حافظ قرآن تھا اور آیات وعدہ و وعید اور ناسخ و منسوخ سے بخوبی واقف تھا مگر مین نے جو غور کیا تو کوئی آیہ میرے خیال مین نہ آیا جو اس دعوے پر دلیل ہو بس مین نہایت رنجیدہ ہوا اور اپنے دل مین کہا قسم بخدا بہت دشوار ہی مجھپر قتل ہونا اس سید علوی کا قال فابتدأ الرجل یقرءُ الآیۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم فقطع علیہ الحجاج قراءتہٗ وقال لعلک ترید تحتج علی بآیۃ المباہلۃ وہی ہذہٖ شعبی کہتا ہی کہ مین اسی خیال مین تھا کہ یکایک اُس سید علوی نے بسم اللہ پڑھا اور چاہتا تھا کہ آیہ پڑھے ناگاہ حجاج نے اُسکا کلام قطع کرکے کہا کہ شاید تو چاہتا ہی کہ دلیل لاوے آیہ مباہلہ کو کہ وہ یہ ہی فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم حق تعالٰے اپنے حبیب سے فرماتا ہی کہ کہدو اہل نجران سے کہ ہم اپنی اولاد کو لائین اور تم اپنی اولاد کو لاؤ اور ہم اپنی نسوان کو بلائین اور تم اپنی نسوان کو بلاؤ اور ہم اپنے نفس و جان کو لائین اور تم اپنے نفسون کو لاؤ تو مباہلہ کرین فقال العلوی ہی واللہ حجۃٌ مؤکدۃٌ معتمدۃٌ ولکنی اٰتیک بغیرہا بس یہ سنکر اس سید علوی نے کہا قسم بخدا اے عز وجل یہ آیہ مباہلہ جو تیری زبان پر جاری ہوئی دلیل محکم و مضبوط میرے دعوے پر ہی کیونکہ حق سبحانہ تعالٰے نے حسنین علیہما السلام کو ابناء رسول قرار دیا اور خود جناب رسول خدا اُنکو بجاے فرزندون کے میدان مین واسطے مباہلہ کے لائے اور جناب سیدہ کو بجاے نساء کے اور جناب امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو بجاے نفس و جان کے لاے اور

یہی حضرات تو اصحاب کسا اور آل عبا خمسہ نجبا ہیں لیکن میں بغیر آیہ مباہلہ
کے تیرے سامنے دلیل لاتا ہوں تو یقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم ووھبنا
لہ اسحاق ویعقوب کلا ھدینا ونوحا ھدینا من قبل ومن
ذریتہ داود وسلیمان وایوب ویوسف وموسی وھارون
وکذلک نجزی المحسنین وزکریا ویحیی فسکت پس اس آیہ
وافی ہدایہ کو بسم اللہ کہکے پڑھنا شروع کیا کہ حضرت نوح کی ذریت میں ہیں
داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسی اور ہارون اور یحیی
علیہم السلام پس اس مقام پر وہ سید علوی ساکت ہوا فقال الحجاج
فلم لا قلت وعیسی والیاس کل من الصالحین انسیت وعیسی
فقال نعم وصدقت یا حجاج فبای شیء دخل عیسی فی صلب نوح
ولیس لہ اب پس حجاج نے کہا کہ ای علوی تو ساکت کیوں رہا اور وعیسی
نہ کہا کیا وعیسی سے آخر آیہ تک بہول گیا اُسوقت اُس سید علوی نے کہا
ہاں تو سچ کہتا ہے مگر ای حجاج عیسی روح اللہ تو بے پدر کے پیدا ہوے
یہ کس وجہ سے صلب حضرت نوح میں داخل ہوے فقال الحجاج انہ
دخل فی صلب نوح من حیث امہ فقال العلوی وکذلک
الحسن والحسین علیہما دخلا فی صلب رسول اللہ بامہما
فاطمۃ الزہرا الخ پس یہ سنکر حجاج نے کہا کہ عیسی صلب نوح میں
ماں کی طرف سے داخل ہوے کیونکہ مریم بنت عمران نسل سے نوح
کے ہیں پس اُسوقت سید علوی نے کہا کہ اسیطرح حسنین علیہما السلام بھی

بوسیلہ اپنی والدۂ ماجدہ فاطمۂ زہراؑ کے داخل صاحب رسول خداؐ ہوے کیونکہ مادر گرامی اُن سردار جوانان اہل جنت کی دختر جناب رسول خداؐ ہین قَالَ فَبَقِيَ الْحَجَّاجُ كَاَنَّهٗ اُلْقِمَ حَجَرًا فَقَالَ الْحَجَّاجُ مَا الدَّلِيْلُ عَلٰى اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ اِمَامَانِ. شعبی کہتا ہے کہ یہ سنکر حجاج ایسا ساکت و ششدر ہوا کہ گویا پتھر اُسکے حلق مین پھنس گیا تھا بعد اسکے اُس بیحیائے سید علوی سے پوچھا کہ حسنینؑ کی امامت پر کیا دلیل ہے فَقَالَ الْعَلَوِيُّ ع لَقَدْ ثَبَتَ لَهُمَا الْاِمَامَةُ بِشَهَادَةِ النَّبِيِّ ص فِيْ حَقِّهِمَا وَلَدَايَ هٰذَانِ اِمَامَانِ فَاضِلَانِ اِنْ قَامَا وَاِنْ قَعَدَا تَمِيْلُ عَلَيْهِمُ الْاَعْدَاۤءُ فَيَسْفِكُوْنَ دَمَهُمَا وَيَسْبُوْنَ حَرِيْمَهُمَا پس یہ سنکر اُس سید علوی نے کہا کہ حسنین علیہما السلام کی امامت ولایت بگواہی اور فرمودۂ جناب رسول خداؐ ثابت ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے اُن دونون بزرگواروں کے بارے مین کہ یہ دونون فرزند میرے حسنینؑ امام اور پیشوا فاضل و افضل ہین اگر کھڑے ہون یا بیٹھے ہون یعنے اپنی یادِ خدا ہوں و ریاست کے طالب ہون یا تارک ہو کر خانہ نشین ہون بہر حال دونون صورتون مین اعدائے دین اُنپر ظلم و ستم کرینگے پس وہ اعدا زہر دینگے اور قتل کرینگے اور خون بہائینگے اور اُنکے اہل بیت کو اسیر و مقید کرینگے اور شہر بشہر پھرائینگے وَقَالَ اَيْضًا اِبْنِيْ هٰذَا يَعْنِيْ الْحُسَيْنَ ع اِمَامٌ ابْنُ الْاِمَامِ اَخُو الْاِمَامِ اَبُو الْاَئِمَّةِ التِّسْعَةِ اور اسیطرح فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے یہ فرزند میرا یعنے حسین ع خود امام ہے اور

فرزند امام اور برادر امام ہی اور باپ ہی نو اماموں کا کہ وہ سب اسکی ذریت سے ہوئے فَقَالَ الْحَجَّاجُ یَا عَلَوِیُّ وَکَمْ عُمْرُ الْحُسَیْنِ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا قَالَ سِتًّا وَخَمْسِیْنَ سَنَۃً فَقَالَ لَہٗ وَفِیْ اَیِّ یَوْمٍ قُتِلَ قَالَ یَوْمَ الْعَاشِرِ مِنَ الْمُحَرَّمِ بَیْنَ الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ فَقَالَ لَہٗ وَمَنْ قَتَلَہٗ پس حجاج نے کہا ای علوی حسین بن علیؑ کی عمر دنیا مین کتنی ہوئی تھی کہا چھپن برس کا سن شریف تھا پھر اُس لعین نے پوچھا کہ حسین کسدن قتل کیے گئے جواب دیا دسوین محرم کو بروز عاشورا وہ مظلوم شدت تشنگی مین کنارہ نہر علقمہ پر درمیان ظہر و عصر کے ذبح کیے گئے حجاج نے کہا کہ کسنے قتل کیا یہ سنکر وہ سید علوی زار زار رونے لگا فَقَالَ لَہٗ یَا حَجَّاجُ لَقَدْ جَنَّدَ عَلَیْہِ الْجُنُوْدُ ابْنُ زِیَادٍ بِاَمْرِ یَزِیْدَ فَلَمَّا اصْطَفَّتِ الْعَسَاکِرُ لِقِتَالِہٖ بَعْدَ مَا قُتِلَ حُمَاتُہٗ وَاَنْصَارُہٗ وَاَطْفَالُہٗ بَقِیَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَرِیْدًا وَحِیْدًا مَعَ نِسَآئِہٖ وَعِیَالِہٖ پس سید علوی نے کہا کہ ای حجاج حال اجمالی شہادت امام حسین علیہ السلام کا یہ ہی کہ کئی لاکھ اہل کوفہ و شام لشکر ابن زیاد نے بحکم یزید کربلا مین جمع ہو کر اُس مظلوم کو گھیر لیا اور کنارہ نہر سے خیمہ اُٹھا دیا اور پانی بند کر دیا اور شدت تشنگی سے اطفال خرد سال اُن حضرت کے العطش العطش کرتے تھے آہ جب وہ تمام لشکر اہل کوفہ و شام کا صف آرا ہوا تو حضرت کے لشکر مین چند اصحاب و انصار تھے اور کچھ عزیز و اقربا اور اطفال تھے کہ لڑائی شروع ہوئی یہانتک کہ وہ سبکے سب تشنہ و گرسنہ شہید ہوے

اور امام حسین علیہ السلام یکہ و تنہا مع اہل بیت چند مخدرات عصمت اور بچوں کے باقی رہے وَهُوَ يَسْتَغِيثُ فَلَا يُغَاثُ وَيَسْتَجِيرُ فَلَا يُجَارُ وَيَطْلُبُ جُرْعَةً مِنَ الْمَاءِ يُطْفِي بِهَا حَرَّ الظَّمَاءِ اور اُس حالتِ تنہائی اور تشنہ لبی میں وہ جناب فریاد و استغاثہ کرتے تھے اور کوئی فریاد رسی نہ کرتا تھا اور اپنے نانا کی امت سے بنا بر اتمام حجت کے پناہ مانگتے تھے کوئی پناہ نہ دیتا تھا اور اُن بیرحموں سے ایک جرعہ پانی کا طلب کرتے تھے کہ تا حرارتِ تشنگی کو بجھائیں مگر افسوس ہزار افسوس عوض پانی کے اُس فرزند رسول کو تیر باران کرتے تھے اور نیزوں پر نیزے مارتے تھے وَيَقُولُ رَافِعًا رَاسَهُ إِلَى السَّمَاءِ اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَرَىٰ مَا يُصْنَعُ بِوَلَدِ حَبِيبِكَ وَنَبِيِّكَ اور وہ جناب سر اقدس طرف آسمان کے بلند کرکے فرماتے تھے بارالٰہا تو دیکھتا ہے کہ یہ لوگ تیرے حبیب اور رسول کے فرزند سے کیا سلوک کرتے ہیں فَبَيْنَمَا هُوَ وَاقِفٌ يَسْتَغِيثُ إِلَىٰ رَبِّهِ إِذْ جَاءَهُ سِنَانُ بْنُ اَنَسٍ فَطَعَنَهُ بِسِنَانِهِ فَقَالَ رُوحِي لَهُ الْفِدَاءُ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ؐ پس اسی اثنا میں کہ وہ جناب معرکۂ کارزار میں کھڑے تھے اور درگاہ احدیت میں مناجات اور فریاد کرتے تھے کہ ناگاہ سنان بن انس لعین نے قریب آکر ایک ایسا نیزہ سینۂ اقدس پر مارا کہ نوک نیزہ پشت اطہر سے باہر نکل آئی اور فوارہ خون جاری ہوا اُسوقت مظلوم کربلا روحی لہ الفدا فرماتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ؐ وَرَمَاهُ خَوْلِيٌّ اللَّعِينُ بِسَهْمٍ مَسْمُومٍ فَوَقَعَ فِي لُبَّتِهِ وَسَقَطَ عَنْ ظَهْرِ جَوَادِهِ إِلَى الْأَرْضِ

یجوز بدمہ اور اُسیوقت خولی ملعون نے ایک تیر زہر آلودہ مارا ہائے
افسوس وہ تیر ستم گلوے اطہر پر پڑا اور خون جاری ہوا اور سر اقدس خم ہوگیا
اور اُس حالت غشی مین ذوالجناح سے منہ کے بھل زمین گرم پر گرے اور
اپنے خون مین لوٹتے تھے فجآء الشمر اللعین فاجتز راسہ الشریف
بحسامہ ورفعہ فوق قناۃ طویلۃ آہ آہ پس شمر لعین مثل قصاب کے
آپہونچا اور اپنے زانو سے دبایا ہائے افسوس اُس بیرحم نے سر اقدس کو
بدن اطہر سے بارہ ضربت تلوار آبدار سے جدا کیا اور نوک نیزہ طویل پر
بلند کیا یہ دیکھکر ہر طرف سے آواز قد قتل الحسین کی بلند ہوئی ثم اقبلوا
علی سلبہ فاخذ قمیصہ اسحاق الحضرمی واخذ سراویلہ ابحر بن
کعب التمیمی واخذ عمامتہ اخنس بن مرثد واخذ درعہ
مالک بن بشیر الکندی واخذ نعلیہ اسود بن خالد لعنہم
اللہ بعد اسکے وہ اشقیا جو قریب تھے طرف لوٹنے کے متوجہ ہوے پس
کرتہ اسحاق حضرمی نے اُتار لیا اور زیر جامہ ابجر بن کعب تمیمی نے لیا اور
عمامہ اقدس اخنس بن مرثد نے لیا اور زرہ مالک بن بشیر کندی نے
اُتار لی اور نعلین اسود بن خالد نے لے لین واخذ قطیفتہ الخزیۃ
قیس بن اشعث واخذ خاتمہ بجدل بن سلیم الکلبی فقطع
اللعین اصبعہ المتورم اور ردا جو خز کی تھی قیس بن اشعث لیگیا
اور انگشتری بجدل بن سلیم کلبی نے انگشت اطہر متورم کو کاٹ کر اُتار لی
واحاط القوم بخیامہ وسبوا حریمہ ونسآءہ اور اُن اشقیا نے

مظلوم کربلا کے خیمون کو گھیر لیا اور اسباب لوٹ لیا اور خیمون مین آگ لگائی
اور طنابین کاٹ ڈالین اور اہل حرم امام حسین ؑ اور مخدرات عصمت کو
اسیر و مقید کیا فَقَالَ الحَجّاجُ هٰكَذَا اجَرىٰ عَلَيْهِمْ يَا عَلَوِيُّ قَالَ نَعَمْ
پس یہ حال جگر خراش سُنکر حجاج نے کہا کہ ای سید علوی اہل بیت رسالت
اسیطرح سے ظلم ہوا ہی اُسنے جواب دیا کہ ہان اسیطرح سے آل رسول خدا
ظلم و ستم گذرا ہی فَقَالَ وَاللهِ لَوْ لَمْ تَاتِنِيْ بِهٰذَا الدَّلِيْلِ مِنَ الْقُرْاٰنِ
وَبِصِحَّةِ اِمَامَتِهِمَا لَاَخَذْتُ مَا بَيْنَ عَيْنَيْكَ وَلَقَدْ نَجَّاكَ اللهُ تَعَالیٰ
بِمَا عَزَمْتُ عَلَيْهِ مِنْ قَتْلِكَ پس اُس لعین نے کہا قسم بخدا اگر تو حسنین کی
امامت اور فرزند رسول ہونے کی دلیل قرآن سے ثابت نہ کرتا تو تیری
آنکھین نکال لیتا اور بتحقیق کہ تجھے خدانے نجات دی اُس چیز سے جسکا
مین نے عزم کیا تھا تیرے قتل کرنے سے وَلٰكِنْ خُذْ هٰذِهِ الْبُرْدَةَ
لَا بَارَكَ اللهُ لَكَ فِيْهَا فَاَخَذَهَا الْعَلَوِيُّ وَهُوَ يَقُوْلُ هٰذَا مِنْ
عَطَاءِ اللهِ وَفَضْلِهٖ لَا مِنْ عَطَائِكَ يَا حَجَّاجُ هٰكَذَا وَجَعَلَ يَقُوْلُ
لیکن اب مین نے رہا کیا اے اس جامہ کو جسکا مین نے وعدہ کیا تھا
خدا تجھے یہ لباس شاہانہ مبارک نہ کرے پس اُس سید علوی نے
اُسکے ہاتھ سے وہ جامہ لیلیا اور کہا کہ کیونکر مبارک نہو گا یہ خداوند عالم نے
اپنے فضل و کرم سے عطا کیا ای حجاج یہ تیری عطا سے نہین ہی پس وہ
سید علوی روتا تھا اور یہ اشعار پڑھتا جاتا تھا ع

صَلَّى الْاِلٰهُ وَمَنْ يَحُفُّ بِعَرْشِهٖ
وَالطَّيِّبُوْنَ عَلَى النَّبِيِّ النَّاصِحِ

حق سبحانہ تعالیٰ اور ملائکہ اُسکے اور ارواح مقدسہ انبیا و اوصیا صلوٰۃ
بھیجتے ہین جناب رسول خدا ہادی خلق اور مطہر و مقدس پر

وَعَلٰی قَرَابَتِہِ الَّذِیْنَ تَھَضَّمُوْا	بِالنَّائِبَاتِ وَکُلِّ خَطْبٍ فَادِحٖ

اور سلام بھیجتے ہین اُس جناب کی عترت و ذرّیت اور آل پر کہ جن
بزرگوارون نے دنیا کے مصائب اور تکالیف کو گوارا کیا اور ہمیشہ
مبتلا بہ بلا رہے اور صبر کیا اور راضی برضا رہے

طَلَبُوا الْحُقُوْقَ فَاُبْعِدُوْا عَنْ دَارِھِمْ	وَعَوٰی عَلَیْھِمْ کُلُّ کَلْبٍ نَابِحٖ

آہ جب اُن بزرگوارون نے حق اپنا طلب کیا تو اپنے وطن اور گھر سے
بظلم و ستم نکالے گئے اور عالم غربت و مسافرت مین اُنکو دیکھکر اعدا مثل
کلاب کے اُنپر حملہ کرتے تھے اور اذیت و تکلیف پہونچاتے تھے حضرات
مقام حسرت ہی جن بزرگوارون پر صلوات و سلام بھیجا جائے اُنکے ساتھ
اشقیاے امت یہ سلوک کرین جیسا کہ شاعر کہتا ہے

وَمِنَ الْعَجَائِبِ بَعْدَ قَتْلِ الْمُجْتَبٰی	بِدَعٌ وَّاَحْدَاثٌ لِنَسْلِ الْاَطْھَرِ
نَسْلُ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی وَحَرِیْمُہٗ	تُسْبٰی کَمَا تُسْبٰی بَنَاتُ الْاَصْفَرِ

جملہ عجائبات سے بعد شہادت برگزیدۂ خدا کے بدعتین اور حادثے
واسطے ذریت طاہرۂ جناب رسول خداؐ کے ہین منجملہ حوادث کے
ایک حادثہ یہ عظیم ہی کہ اولادِ جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ
و آلہ بیجرم و خطا صحراے کربلا مین تشنہ لب قتل کی گئی اور اہل بیت
اطہار اُنکے مانند دختران کفار کے اسیر و مقید کیے گئے حالانکہ شریعت غرا

مین عورات کو حکم ہی کہ زنِ اجنبیہ سے وغیر مسلمہ سے پردہ کرو کہ وہ حکمِ نامحرم مین ہی ہاے افسوس بانی شرع کی پارہ جگر کی حرم سرا مین نامحرم دروازہ جلا کر بے محابا داخل ہوے آخر اثر اُس آتش ظلم وستم اور حسد کا کربلا تک پہونچا کہ بعد شہادت فرزند رسول کے اشقیاے امت داخل خیام ہوے اور اسباب لوٹ لیا اور خیمون مین آگ لگائی اور رسول خداؐ کی نواسیون کو بے پردہ کیا چنانچہ حجتِ خدا فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَے النِّسْوَۃِ البَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور خیمون سے بظلم وستم نکالی گئین اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَے الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ ۞

مجلس شصت ونہم

فِے بِحَارِ الْاَنْوَارِ اَنَّ فَاطِمَۃَ اُخْتَ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ وَقَصَدَتْ اَخَاھَا بحار الانوار وغیرہ مین منقول ہی جناب فاطمہ خواہر حضرت امام رضا علیہ السلام کہ اپنے بھائی سے کمال درجہ محبت رکھتی تھین جب مدتِ دراز تک مفارقت مین اُس جناب کے رویا کین اور برادر غریب الوطن اُنکے سفر خراسان سے واپس نہ آئے تو بیتاب ہوکر مدینہ منورہ سے طرف شہر طوس کے روانہ ہوئین جب منزل ساوہ پر پہونچین تو بیمار ہوگئین اور وہان کے باشندون سے پوچھا کہ یہان سے شہر قم کسقدر دور ہی اُنھون نے عرض کیا کہ یہان سے دس فرسخ ہی فرمایا مجھے جلد شہر قم مین پہونچاؤ لیکن جب

وہ مخدومہ قریب شہر قم کے پہونچین اور یہ خبر اہل قم کو معلوم ہوئی تو سب
اشراف اُس شہر کے اُن معظمہ کے استقبال کے واسطے باہر شہر کے
آئے اور سب سے پہلے موسیٰ بن خزرج کہ رئیس قم تھے اُس مخدومہ کی
خدمت مین پہونچے اور مہار ناقہ کی اپنے ہاتھ مین لی اور سب اہل شہر
پیادہ بکمال ادب ہمراہ رکاب ہوکر اُن مخدومہ کو شہر مین لائے
حضرات سنا آپنے کہ کیا اعزاز و اکرام کیا اہل قم نے خواہر امام رضا
علیہ السلام کا مگر افسوس ہزار افسوس حال پر خواہران امام حسین علیہ
السلام کے کہ جب جناب زینبؑ و ام کلثومؑ بعد شہادت اپنے برادر
مظلوم کے اسیر ہوکر وارد کوفہ ہوئین تو کوئی رئیس کوفہ واسطے استقبال کے
نہ آیا آہ آہ عوض اعزاز و اکرام کے ابن زیاد لعین حاکم کوفہ نے حکم دیا
کہ سرہاے شہدا کو مع اسیران اہل بیت رسالت کے ہر کوچہ و بازار
کوفہ مین پھراؤ پس تمام اہل کوفہ شاد و مسرور ہوکر واسطے تماشے کے
جمع ہوے اور کسی کا دل درد مین نہ آیا حالانکہ قبل اسکے جناب امیر
المومنینؑ بادشاہ کوفہ و حجاز تھے اور اُن حضرت کی بیٹیان شاہزادیان
تھین اب یہ انقلاب زمانہ دیکھیے کہ وہی شاہزادیان شتران بیکجاوہ
و عماری پر بازار کوفہ بلواے عام مین پھرائی جاتی تھین الغرض
جب خواہر امام رضا علیہ السلام داخل شہر قم ہوئین تو دیکھا کہ تمام
اہل شہر ماتم دار ہین اور ہر گھر سے صدا گریہ و بکا کی بلند ہے اور سب زن
و مرد لباس سیاہ ماتمی پہنے ہین پس یہ دیکھکر وہ معظمہ مضطرب

وبیقرار ہوئین اور پوچھا کہ اِس شہر مین کس رئیس قوم کا ماتم بپا ہی کہ ہر گھر سے
آواز نوحہ و بکا آتی ہی اور ہر زن و مرد مغموم و محزون ہی یہ سُنکر سب ساکت
ہوگئے پھر اُس مخدومہ نے فرمایا کہ قسم ہی تمھین ہمارے حق کی جلد مجھے خبر دو
کہ یہ ماتم کس شخص کا شہر مین بپا ہی جب اُس معظمہ نے بہت اصرار کیا تو اہل شہر
رونے لگے اور عمامے اپنے سرون سے زمین پر پھینک دیے اور عرض کی
کہ ای شاہزادی سبب ہمارے گریہ و ماتم کا یہ ہی کہ کئی روز گذرے مین
کہ مامون رشید ملعون نے ہمارے آقا آپکے برادر سید مظلوم امام رضا
علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا ہی بس جسوقت سے ہمنے یہ خبر سنی ہی ہر گھر مین
ہمارے ماتم بپا ہی اور ہر زن و مرد گریہ و زاری مین مشغول ہی تب جب
اُن معظمہ نے خبر شہادت اپنے برادر مسموم کی سُنی سنتے ہی اُسکے غش کھاکر
زمین پر گر پڑین اور وقت افاقہ کے روتی تھین اور کہتی تھین کہ ہاے
ای بھائی میرے ہاے سید غریب بیکس میرے افسوس صد افسوس کہ یہ
خستہ جگر خبر آپکے مرنے کی سُننے کو جیتی رہی اور آپ شہید ہوے کاش
مجھے بھی موت آتی واقعی مومنین امام رضا علیہ السلام عالم غربت
و مسافرت عجم مین مدینہ منورہ سے کئی مہینے کی راہ دور تھے اور اپنے عزیز
و اقربا اور روضۂ جد امجد رسول خدا سے بظلم و ستم جدا کیے گئے تھے اور بیکس
و تنہا تھے مگر وقت شہادت تین روز کے پیاسے نہ تھے اور بدن اطہر پر کوئی
زخم نہ تھا نہ ریگستان گرم مین درمیان اعدا کے گھر گئے تھے جب اُن حضرت
کی خواہر نے خبر شہادت اُنکی سُنی تو غش کھاکر زمین پر گر پڑین حالانکہ

اپنی آنکھوں سے شہید ہوتے نہ دیکھا تھا افسوس ہزار افسوس حال مظلومی
وبیکسی پر امام حسین علیہ السلام کے کہ وہ جناب یکہ وتنہا بعد شہادت تمام
اصحاب واقربا اور اطفال شیر خوار کے لشکر اعدا میں گھر گئے تھے اور اُس
عالم غربت ومسافرت اور ریگستان گرم کربلا میں تین روز کے تشنہ لب تھے
اور تمام بدن اطہر قبل شہادت کے کثرت زخم تیر و نیزہ اور شمشیر سے
مجروح تھا چنانچہ مجالس علاویہ میں منقول ہی کہ امام زین العابدین
علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب پدر بزرگوار میرے رخصت آخری کو تشریف
لائے اور میرے سرہانے کھڑے ہوئے تو اسقدر تیر جسم اقدس پر لگے تھے
کہ میں سمجھا کوئی طائر سفید میرے سرہانے کھڑا ہی آہ آہ جب خواہران
امام حسین علیہ السلام نے یہ حال اپنے برادر مظلوم کا دیکھا تو زار زار
رونے لگیں اور صدائے وَاسَیِّدَاہُ وَاَمظلُومَاہُ وَااَخَاہ بلند کی اور
حضرت وداع ہوکر اُسیطرح میدان کارزار میں تشریف لائے اور
مشغول جہاد ہوئے آخر اعدا نے ہر طرف سے گھیر کر اُس مظلوم کو تشنہ لب
شہید کیا اور سر انور نوک نیزہ پر بلند کیا اور آواز قَدْ قُتِلَ الْحُسَیْنُ کی
ہر طرف سے بلند ہوئی چنانچہ محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہی کہ
کہ یہ سنکر سب مخدرات عصمت بیتابانہ سر برہنہ خیمگاہ سے طرف مقتل کے
روانہ ہوئیں دیکھا کہ سر انور نوک نیزہ پر بلند ہی اور خون ٹپکتا ہی پس
وہ سب ستم رسیدہ زار زار روتی تھیں اور بین جگر خراش کرتی تھیں
اور کوئی تسلی و دلاسا دینے والا نہ تھا بلکہ اعدا نے عوض تسلی و دلاسا کے

مقنع و چادرین لوٹ لین اور خیمون مین آگ لگائی اور اسیر و مقید کیا
اور طرف کوفہ کے لیچلے غرضکہ جب خواہر امام رضا علیہ السلام نے خبر
شہادت اپنے بھائی کی سنی تو وہ مخدومہ سترہ روز روز تک ہر وقت
اس مصیبت عظمیٰ مین زار زار رویا کین یہانتک کہ سترھوین دن بنا بسبے
رحلت فرمائی پس بسبب انتقال اُس ستم رسیدہ کے قم مین اور قیامت
بپا ہوئی اور اُن مومنین پاک اعتقاد نے اُن معظمہ کو بکمال اہتمام
جاے پاکیزہ مین دفن کیا اور روضہ کو مسقف بنادیا چنانچہ اب
وہ روضۂ اقدس نہایت باعظمت و شان اور عمدہ بنا ہے کیون
مومنین جبتک وہ معظمہ شہر قم مین زندہ رہین تو حسب دستور عالم
اہل قم مہمان نوازی اور آب و طعام کی خبر گیری اور خدمتگذاری
مین مصروف رہے ہونگے اور عورات وہان کی جمع ہوکر بکمال تسلی و دلاسا
تعزیت و ماتم پرسا دیتی ہونگی مگر افسوس ہی حال بیکسی پر خواہران امام
حسین علیہ السلام کے کہ اُن ستم رسیدون کو بعد شہادت اپنے برادر
مظلوم کے اشقیا نے اسیر و مقید کیا اور بے مقنع و چادر شہر بشہر پھرایا
آہ آہ کوفہ و شام مین کوئی تسلی و دلاسا دینے والا نہ تھا اور نہ کوئی
خبرگیران آب و طعام سے تھا اور عوض تعزیت و ماتم پُرسے کے اعدا
کلمات طعن آمیز کہتے تھے اور رونے سے منع کرتے تھے اور وہ اشقیا
باہم مبارکباد دیتے تھے اور خوش و مسرور تھے آخر اہل بیت رسالت کو
بنا بر روایت لہوف وغیرہ ایسے قید خانہ مین مقید کیا جو دن کی دھوپ

اور رات کی شبنم سے محفوظ نہ تھا جسکے سبب سے اُن ستم رسیدون کے چہرون کے پوست متغیر ہوگئے تھے چنانچہ قاآنی مرثیہ مین امام حسین علیہ السلام کے کہتا ہی منجملہ اُسکے چند شعر یہ ہین ؎

بارد چہ خون کہ دیدہ چسان روز و شب چرا — از غم کدام غم غم سلطانِ اولیا
نامش کہ بُد حسین ز نژادِ کہ از علی — مامش کہ بود فاطمہ جدش کہ مصطفےٰ
چون شد شہید شد بکجا دشتِ ماریہ — کی عاشرِ محرم پنہان نہ بر ملا
شب کشتہ شد نہ روز چہ ہنگام وقتِ ظہر — شد از گلو بریدہ سرش نی نی از قفا
سیراب کشتہ شد نہ کسے آبش نداد داد — کہ شمر از چہ چشمہ ز سرچشمہ فنا
مظلوم شد شہید بلے جرم داشت نہ — کارش چہ بُد ہدایت و یارش کہ بُد خدا
کس کشتہ شد ہم از پسرانش بلے دو تن — دیگر کہ بُد برادر و دیگر کہ اقربا
دیگر پسر نداشت چرا داشت آنکہ بود — سجاد چون بُد او بغم و رنج مبتلا
ماند او بکربلاے پدر نہ بشام رفت — با عزّ و احتشام نہ با ذِلت و عنا
تنہا نہ با زنانِ حرم نام شان چہ بود — زینب سکینہ فاطمہ کلثوم بے نوا
برتن لباس داشت بلے گردِ رہگذر — بر سر عمامہ داشت بلے چوب اشقیا
از زینتِ زنان چہ بجا ماندہ بُد دو چیز — طوق ستم بگردن و خلخالِ غم بپا

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ہفتادم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَنَا اُحِبُّ فِی الدُّنْیَا ثَلٰثَۃَ اَشْیَاءٍ اَلْمَشْیُ فِی الْمَسَاجِدِ وَمُجَالَسَۃُ الْعُلَمَاءِ وَالصَّلٰوۃُ عَلَی الْجَنَائِزِ

ابواب الجنان وغیرہ مین منقول ہی کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے مین دنیا مین تین چیزون کو دوست رکھتا ہون اور پسند کرتا ہون جانا مسجدون مین اور ہمنشینی علما کی اور نماز جنازون پر مومنین کے وَقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَا اُحِبُّ فِی الدُّنْیَا ثَلٰثَۃَ اَشْیَآءٍ اَلصَّوْمُ فِی الصَّیْفِ وَالضَّرْبُ بِالسَّیْفِ وَاِکْرَامُ الضَّیْفِ اور فرمایا جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے کہ مین دنیا مین تین چیزون کو دوست رکھتا ہون اور پسند کرتا ہون روزہ رکھنا فصل گرما مین اور جہاد کرنا تلوار سے اور اکرام ونوازش کرنا مہمان کی وَقَالَ جِبْرَئِیْلُ اَنَا اُحِبُّ فِی الدُّنْیَا ثَلٰثَۃَ اَشْیَآءٍ اِرْشَادُ الضَّالِّ وَاِغَاثَۃُ الْمَلْھُوْفِ وَحُبُّ الْمَسَاکِیْنِ اور جبرئیل امین نے کہا کہ مین دوست رکھتا ہون دنیا مین تین چیزون کو ہدایت ورہنمائی گمراہون کی اور فریادرسی عاجز ومظلومون کی اور دوستی فقرا ومساکین مومنین کی وَقَالَ سَلْمَانُ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَا اُحِبُّ فِی الدُّنْیَا ثَلٰثَۃَ اَشْیَآءٍ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْھِکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ ص وَالْجُلُوْسُ بَیْنَ یَدَیْکَ وَکَلِمَۃُ حَقٍّ نَتَعَلَّمُھَا مِنْکَ اور روضۃ الواعظین وغیرہ مین منقول ہی کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا مین دوست رکھتا ہون دنیا مین تین چیزون کو یارسول اللہ ص نظر کرنا آپکے چہرۂ انور کیطرف اور صحبت وہمنشینی آپکی حضوری مین اور جو کلمۂ حق کہ تعلیم پاؤن آپ سے وَقَالَ عَمَّارُ بْنُ یَاسِرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَا اُحِبُّ فِی الدُّنْیَا

ثَلٰثَةَ اَشْیَآءٍ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالْجَهْرُ بِالسَّلَامِ وَحُبُّ الصَّلٰوةِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین بھی دوست رکھتا ہون دنیا مین تین چیزون کو کھانا کھلانا بھوکے کو اور بآواز بلند سلام کرنا اور ادا کرنا نماز شب کا درانحالیکہ لوگ سوتے ہون پس جب یہ حضرات بیان فرما چکے تو اُسوقت دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا وقَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ اَنَا اُحِبُّ فِی الدُّنْیَا ثَلٰثَةَ اَشْیَآءٍ قَلْبٌ شَاکِرٌ وَلِسَانٌ ذَاکِرٌ وَبَدَنٌ عَلَی الْبَلَآءِ صَابِرٌ اور جانب رب العزت سے ارشاد ہوا کہ ہم دنیا مین تین چیزون کو دوست رکھتے ہین اور پسند کرتے ہین وہ قلب جو ہماری نعمتونکا شکر گذار ہو اور وہ زبان جو ہمارا ذکر کرے اور وہ بدن جو بلا پر صبر کرے پس حضرات اب تصور کیجیے کہ جو تین چیزین خداوند عالم کو دنیا مین پسند ہین آیا یہ سب ذات اقدس سید الشہدا مظلوم کربلا مین تھین یا نہین حدیث نور مین ہی کہ وہ جناب عالم انوار مین تقدیس و تہلیل و تمجید الٰہی کرتے تھے اور دار دنیا مین بھی ہمیشہ شکر نعماے الٰہی اور ذکر خدا مین مشغول رہے اور کیسی کیسی آفات و بلا مین ثابت قدم اور صابر رہے منجملہ اُسکے شکر تو خطبۂ روز عاشورا مین بھی ہی اور ذکر خدا تمام شب عاشورا رہا کہ عبادت خدا اور دعا و تلاوت قرآن مین وہ شب آخری بھی بسر کی حالانکہ ہر طرف سے اعدا محاصرہ کیے تھے اور راہ چارہ و تدبیر بند کی تھی اور صبر کے بارے مین بیمار کربلا فرماتے ہین قُتِلَ اَبِیْ صَبْرًا وَکَفٰی بِذٰلِكَ فَخْرًا پدر مظلوم میرے حالت صبر مین بظلم و ستم شہید کیے گئے اور مجھے یہ فخر کافی ہی اور محبت خدا

زیارت ناحیۂ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی المُحتَسِبِ الصَّابِرِ اَلسَّلَامُ عَلَی المَظلُومِ بِلَا نَاصِرٍ سلام ہو اُس جناب پر جو طالب راہ رضا اور صابر رہے اور سلام ہو اُس مظلوم پر جسکا کوئی ناصر و مددگار نہ تھا اور بعد چند فقرات کے فرماتے ہیں قَد عَجِبَت مِن صَبرِكَ مَلَائِكَةُ السَّمٰوَاتِ فَاَحدَقُوا بِكَ مِن كُلِّ الجِهَاتِ اے جد مظلوم تحقیق کہ تعجب کیا آپکے صبر سے ملائکہ سموات نے پس آپکو اعدا نے ہر طرف سے گھیر لیا وَلَم يَبقَ لَكَ نَاصِرٌ وَاَنتَ مُحتَسِبٌ صَابِرٌ اور کوئی ناصر و مددگار آپکا باقی نہ رہا اور آپ راضی برضا رہے اور صبر کیا چنانچہ شاعر کہتا ہے

اَلَا یَا عَینُ جُودِی وَاسعِدِینِی	عَلٰی حُزنِی لِمَولَایَ الحُسَینِ

آگاہ ہو اے چشم سخاوت کر آنسو کے بہانے میں اور مدد کر میری حزن و غم میں میرے آقا امام حسین علیہ السلام کے یعنے جسطرح دل میرا محزون و مغموم ہے اُسیطرح بکثرت آنسو بہا مصیبت میں مظلوم کربلا غریب نینوا فرزند رسول خدا صلعم کے

وَحِیدًا ظَامِیًا وَالمَاءُ جَارٍ	فَرِیدًا قَد تَخَلّٰی مِن مُعِینِ

آہ آہ وہ مظلوم یکہ و تنہا اور بشدت پیاسے تھے حالانکہ پانی نہر فرات کا جاری تھا اور اُس مظلوم کا اُسوقت بیکسی میں کوئی ناصر و مددگار نہ تھا افسوس ہزار افسوس سب اصحاب و اقربا اور اولاد سامنے آنکھوں کے تشنہ لب شہید ہو چکے تھے اور خاک و خون میں غلطان تھے

وَنِسوَتُهُ حَیَارٰی حَاسِرَاتٍ	تُسَاقُ اِلَی اللَّعِینِ بنِ اللَّعِینِ

اور اہل حرم اُس جناب کے بعد شہادت اُن حضرت کے حیران و سرگردان
اور حسرت زدہ تھے آہ آہ کس ظلم و ستم سے اعدا اہل بیت رسالت کو اسیر
و مقید کرکے طرف کوفہ و شام کے سامنے ابن زیاد اور یزید بن معاویہ کے
لیے جاتے تھے چنانچہ بیمار کربلا سے جب کسینے سوال کیا کہ سخت ترین مصیبت
آپ پر کہان گذری تو تین مرتبہ فرماتے تھے اَلشَّامُ اَلشَّامُ اَلشَّامُ
آہ مومنین مصیبت کوفہ کی بھی سخت ترین مصائب ہی رَوَی السَّیِّدُ
رَحِمَہُ اللہُ لَمَّا سَارَ ابْنُ سَعْدٍ بِالسَّبْیِ وَقَارَبُوا الْکُوْفَۃَ اِجْتَمَعَ
اَھْلُھَا لِلنَّظَرِ اِلَیْھِنَّ قَالَ فَاَشْرَفَتْ اِمْرَأَۃٌ مِنَ الْکُوْفَاتِ فَقَالَتْ
مِنْ اَیِّ الْاُسَارٰی اَنْتُنَّ چنانچہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے روایت
کی ہی کہ جب عمر سعد بھیجا اہل بیت رسول خداؐ کو اسیر و مقید کرکے طرف
کوفہ کے روانہ ہوا اور وہ لعین مع اسیرون کے متصل کوفہ کے پہونچا
تو اہل کوفہ نظارۂ اہل بیت رسالت کے لیے اپنے گھرون سے باہر آئے
اور تمام بازار کوفہ تماشائیون سے بھر گیا راوی کہتا ہی اُسوقت ایک
عورت کہ زنان کوفہ سے تھی اُن اسیرون سے پوچھنے لگی کہ تم کون ہو
اور کہان کے قیدی ہو کہ ایسے قیدی ہمنے کبھی نہین دیکھے ہین فَقُلْنَ
نَحْنُ اُسَارٰی مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ آہ آہ پس اہل حرم نے
جواب دیا کہ ہم آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ سے ہین کہ بعد شہادت اپنے
عزیز و اقربا کے اسیر ہو کر آئے ہین فَنَزَلَتْ مِنْ سَطْحِھَا وَجَمَعَتْ
مُلَاءً وَاُزُرًا وَمَقَانِعَ فَاَعْطَتْھُنَّ فَتَغَطَّیْنَ پس جب اُس

عورت کو معلوم ہوا کہ یہ اسیر عترت رسول خدا صہ سے ہین تو بیتابانہ کوٹھے سے
اُتری اور گھر مین جو کچھ قسم مقنعہ و چادر سے تھا سب اہل حرم کے لیے لائی
اور بطور ہدیہ پیشکش کیا پس اُن مخدرات عصمت نے اپنے مُنھ اور سرون کو
نامحرمون سے چھپایا کیون مومنین اب تصور کیجیے کہ آیا وہ چادرین
اُن ستم رسیدون کے پاس اعدا نے باقی رکھین یا نہین کیونکہ حجت خدا
زیارت ناحیہ مقدسہ مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ
سلام ہو اُن مخدراتِ عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور خیمون سے
بظلم و ستم نکالی گئین یُسَاقُوْنَهُنَّ کَالْاِمَاءِ الْمُسْبِیَّاتِ فِی الْبَرَارِیْ
وَالْفَلَوَاتِ اور اُن بیکسون کو مثل کنیزون کے اسیر و مقید کرکے اعدا
زمین ناہموار و صحرا مین لیے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمْ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ
آہ آہ چہرے اور رخسارے اُن بیکسون کے حرارت و تیزی آفتاب سے
جلتے تھے اَیْدِیْهِمْ مَغْلُوْلَةٌ اِلَی الْاَعْنَاقِ ہاے افسوس ہاتھ اُن بیگناہون کے
گردنون سے ستمگر باندھے تھے یُطَافُ بِهِمْ بِهٰذِهِ الْمَذَلَّةِ فِی الْاَسْوَاقِ
افسوس ہزار افسوس اعداے دین اُن بیکسون کو باین مذلت بازارون مین
پھراتے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ہفتاد و یکم

فِیْ جَامِعِ الْاَخْبَارِ وَغَیْرِهٖ اَنَّهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ
مَنْ اَقَامَ الصَّلٰوةَ الْخَمْسَ وَاجْتَنَبَ الْکَبَائِرَ السَّبْعَ نُوْدِیَ یَوْمَ
الْقِیٰمَةِ اُدْخُلِ الْجَنَّةَ مِنْ اَیِّ بَابٍ شِئْتَ جامع الاخبار

وغیرہ مین منقول ہی کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ جو
مومن نماز پنجگانہ ادا کرے اور ہفت گناہ کبیرہ مہلکہ سے پرہیز کرے تو بروز
قیامت وہ مومن ندا کیا جائیگا کہ داخل جنت ہو جس دروازہ سے تیرا
جی چاہے فَسُئِلَ النَّبِیُّ صعَنِ الْکَبَائِرِ السَّبْعِ فَقَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ
الْوَالِدَیْنِ وَالْقَتْلُ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَ
الزِّنَا وَاَکْلُ الرِّبَا یعنی بعض اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ص وہ
سات گناہ کبیرہ کون ہین حضرت نے فرمایا کہ شرک بخدا اور نافرمانی
والدین کی اور قتل نفس بیگناہ اور تہمت کرنا پاکدامن عورت کو اور
تصرف مال یتیم اور زنا اور سود ہین اور آقا سید مہدی یزدی نے ستر گناہ
کبیرہ نقل کیے ہین منجملہ اُنکے حسد بہت بڑا گناہ ہی چنانچہ جناب امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے حسد ایمان کو کھاتا ہی
جیسے آگ لکڑی خشک کو کھا جاتی ہی وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَفٰی لِلْحَسُوْدِ
حَسَدُہٗ اور فرمایا اُن حضرت نے کہ حاسدین کے واسطے حسد اُنکا کافی ہی
اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ جبتک حاسد حسد کو بزبان اظہار
نہ کرے تب تک آمرزیدہ ہی اور جب اظہار کیا تو اُسوقت کرام الکاتبین
لکھتے ہین اور انوار سہیلی مین قول حکما نقل کیا ہی کہ حسد بدترین بدی ہی
حضرات واقعی حاسد بوجہ حسد کے ایسی بلا مین مبتلا ہی کہ مادام الحیات
اُسکی مشقت سے نجات نہ پائیگا بلکہ بعید نہین ہی کہ حاسد جو کار نیک اور
فعل عمدہ کسی مومن کا دار دنیا مین نہین دیکھ سکتا ہی وہ عالم برزخ مین بھی

نہ دیکھ سکے گا اور حاسدین کے حسد سے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے
ابتک دوستان خدا پر کیا کیا ظلم وستم ہوے چنانچہ حیات القلوب
وغیرہ مین بسند معتبر منقول ہے کہ سلیمان بن خالد نے خدمت بابرکت میں
حضرت صادق علیہ السلام کی عرض کیا کہ یابن رسول اللہ فدا ہون میں
آپ پر کیا حضرت آدم علیہ السلام نے ایک بطنی اولاد بہن بھائی کو آپسمین
عقد کیا یہ سُنکر حضرت نے فرمایا اہل خلاف کو ایسا گمان ہے مگر تمکو یہ ارشاد
جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کا معلوم نہین ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے
اگر مجھپر ثابت ہوتا کہ آدم علیہ السلام نے ایک بطنی بہن کا اُسکے بھائی سے
نکاح کیا تو مین بھی زینب و قاسم ایک بطنی اولاد کا نکاح آپسمین کردیتا
اور اس طریقۂ آدم علیہ السلام کو ترک نہ کرتا پس سلیمان نے عرض کی یابن
رسول اللہ فدا ہون مین آپ پر مشہور تو یون ہی ہے کہ قابیل لعین نے
ہابیل علیہ السلام کو اسیوجہ سے قتل کیا کہ اُسکی بہن حضرت ہابیلؑ کو ملی یہ سُنکر
حضرت نے فرمایا اے سلیمان تو بھی جہلا مین شریک ہوگیا جو ایسا کلمۂ ناملائم
اپنے مُنھ سے کہتا ہے حضرت آدم صفی اللہ کے بارہمین حیا و شرم کرنا چاہیے
پس سلیمان نے عرض کیا یابن رسول اللہ پھر کس سبب سے قابیل نے
ہابیل علیہ السلام کو قتل کیا حضرت نے فرمایا اِسوجہ سے کہ حضرت آدم
صفی اللہ نے حضرت ہابیلؑ کو اپنا وصی و جانشین کیا تھا کیونکہ حق سبحانہ تعالےٰ نے
حضرت آدم علیہ السلام کو وحی کی تھی کہ ہمارا اسم اعظم ہابیلؑ کو دینا اور قابیل
اُنکا بڑا بھائی تھا جب اُسنے یہ حکم خدا سُنا تو غضبناک ہوکر کہنے لگا کہ یہ حق

اور عہدہ میرا ہی اُسوقت حضرت آدم علیہ السلام نے ناچار ہو کر فرمایا کہ تم
دونون درگاہ خدا مین قربانی کرو حسب الحکم دونون نے قربانی کی تو
قابیل کی قربانی مقبول نہوئی اور ہابیل علیہ السلام کی قربانی قبول ہوئی
اُسوقت قابیل کو حسد اور بغض ہوا اسیوجہ سے اپنے بھائی ہابیل علیہ السلام کو
شہید کیا حضرات سُنا آپنے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہابیل علیہ السلام کو
بحکم خدا وصی و جانشین کیا تو قابیل لعین کو حسد اور عناد ہوا اور اپنے
برادر مظلوم حضرت ہابیل کو شہید کیا اِسیطرح جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ نے اپنے ابن عم امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو
بحکم خدا وصی و جانشین اپنا کیا تھا اسی حسد اور بغض و عناد سے ایک
حاسدۂ ملعونہ نے خود جناب رسول خداؐ کو بزہر دغا شہید کیا اور بعد اُن
حضرت کے اعدانے اُنکی آل اطہار پر کیا کیا ظلم و ستم کیے آہ آہ دروازہ
دولتسرائے جناب سیدہ کو آگ لگائی اور اُسکو گرا کے نامحرم داخل
حرم سرا ہوے اُسوقت دروازہ کو ایسا دبایا کہ جناب سیدہ کو صدمۂ
عظیم پہونچا یہانتک کہ شاہزادہ محسن شکم اطہر مین شہید ہوا آخر وہ مخدومہ
اُسی درد پہلوے شکستہ اور مفارقت پدر بزرگوار مین بعد پچہتر روز کے
انتقال کر گئین اور جناب امیر المومنین کے گلوے انور مین رسیان
ظلم و ستم ڈالکر باہر لائے اور وصیّت وارشاد رسول خداؐ کو اعدانے
بالکل فراموش کیا حالانکہ بہت زمانہ نہ گذرا تھا الغرض سلیمان نے
عرض کی کہ یا بن رسول اللہ بغیر حضرت آدم و حوا کے تو اور دوسرا

خلق ہی نہوا تھا پھر نسل حضرت آدمؑ کی کس سے اور کیونکر بڑھی جناب صادق
علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلے قابیل پیدا ہوا اور بعد اُسکے ہابیلؑ پیدا ہوے پس
جب قابیل بالغ ہوا تو اُسکے واسطے خدا نے جنیہ بھیجی اور جب حضرت ہابیلؑ
بالغ و جوان ہوے تو اُنکے لیے حوریہ نازل ہوئی پس جب حضرت ہابیلؑ شہید
ہوے تو اُنکی زوجہ حاملہ تھین اُنکے بطن سے ہبۃ اللہ پیدا ہوے پس حضرت
آدم علیہ السلام کو حکم الٰہی ہوا کہ وصایت اور ہمارا اسم اعظم ہبۃ اللہ کے
حوالہ کرو جب حضرت حواؑ سے حضرت شیثؑ پیدا ہوے اور بالغ و جوان ہوے
تو اُنکے واسطے بھی حوریہ نازل ہوئی اُسکے بطن سے حضرت شیثؑ کے یہان
ایک دختر پیدا ہوئی اور نام اُسکا حورا رکھا پس جب وہ جوان ہوئین تو
اپنے ابن عم ہبۃ اللہ بن ہابیل علیہما السلام سے منسوب ہوئین پس حضرت
آدم علیہ السلام کی نسل کی ابتدا حضرت ہابیلؑ ددھیال اور حضرت شیثؑ
ننھیال ٹھہری جب ہبۃ اللہ نے انتقال کیا تو حضرت آدمؑ کو حکم خدا ہوا کہ
وصایت اور ہمارا اسم اعظم اور علم نبوت اور اسماے مقدسہ خمسہ نجباؑ جو ہمنے
تمکو تعلیم کیے ہین یہ سب شیثؑ کے حوالہ کرو حضرات سُنا آپنے کہ بحکم خدا انبیا
اپنے اوصیا کو بطور امانت اسماے مقدسہ خمسہ نجبا یعنے اسم اقدس
حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ اور حضرت علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا
اور حسنین علیہم السلام کا سپرد کرتے تھے یہ مرتبہ تھا پیش پروردگار حضرات
ائمہ اطہارؑ کا مگر واے ہو اُن اشقیا اور حاسدین غدار پر کہ جنھون نے
اس دنیاے ناپائدار مین اُن حضرات عالی وقار پر ظلم و ستم بیشمار کیے

آہ آہ بعد جناب رسول خداؐ اور جناب سیدہؑ کے جناب امیر المومنینؑ کو
ابن ملجم لعین نے مسجد کوفہ مین ضربت شمشیر زہر آلودہ سے شہید کیا اور بعد
اُن حضرت کے امام حسن علیہ السلام کو زہر دغا و بکر شہید کیا اور جنازہ پر تیر لگائے
اور روضۂ رسول خداؐ مین دفن نہونے دیا اور امام حسین علیہ السلام کو روضۂ
جد امجد سے بظلم و ستم جدا کیا اور مکہ معظمہ مین بھی رہنے نہ دیا اور جہان بابا کر
عالم غربت و مسافرت مین زمین گرم کربلا پر روز عاشورا تین دن کا بھوکا
پیاسا مع اصحاب و اقربا اور اولاد خرد سال کے شہید کیا اور لباس تک
لوٹ لیا کوئی عمامہ لیگیا اور کوئی کرتہ لیگیا او رکسینے عبا اُتار لی اور لاش
اطہر کو پامال سم اسپان کیا اور سر اقدس بدن انور سے جدا کر کے
نیزہ پر بلند کیا آہ آہ اسپر بھی اعدانے اکتفا نہ کی بلکہ خیمون مین آگ لگائی
اور اسباب لوٹ لیا اور حسنین علیہما السلام کے اہل بیت کو اسیر و مقید کیا
اور چادرین تک چھین لین افسوس عوض ماتم پرسے اور تسلی دولاسے کے
شمر لعین تازیانے مارتا تھا الغرض بنا بر دوسری روایت کے امام
زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہی کہ جب قابیل لعین نے حضرت
ہابیلؑ کی ہلاکت کا ارادہ کیا تو اُسکے خیال مین نہ آتا تھا کہ کیونکر قتل کرے
پس اُسیوقت ابلیس لعین نے آکر تعلیم کیا کہ اپنے بھائی کے سر کو درمیان
دو پتھر کے رکھکر کچل ڈال جب اسیطرح سے قتل کر چکا تو یہ نہ جانتا تھا کہ
مردہ کو کیا کرے اُسوقت دو غراب نے آکر منقارون سے باہم حربہ کیا
اور ایک نے دوسرے کو ہلاک کیا پس نزاغ زندہ نے مردہ کو پنجون سے

زمین کھود کر دفن کیا یہ دیکھکر قابیل لعین نے اپنے برادر مقتول حضرت ہابیل کی لاش کو اُسیطرح سے دفن کیا جبسے یہ طریقہ جاری ہوا کہ اموات کو دفن کیا کرتے ہین حضرات سُنا آپنے کہ اگرچہ قابیل ملعون نے بکمال حسد و عناد اپنے بھائی حضرت ہابیل علیہ السّلام کو شہید کیا لیکن لاش مقتول کا صحرا مین پڑا رہنا اور اُسکے گرد جانورون کا جمع ہونا گوارا نہ کیا حالانکہ جسم اُنکا پارہ پارہ نتھا پس فوراً جب طریقہ دفن کا معلوم ہوا تو زیر خاک نہان کیا مگر وا ے ہوا شقیاے کوفہ و شام پر وہ کیسے سنگدل اور بیرحم اور حاسد تھے کہ لاش اقدس فرزند رسول خدا دلبند علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا علیہم السلام صحراے کربلا مین ریگ گرم پر بے لباس چھوڑ کر چلے گئے اور کسی لعین نے اتنا بھی خیال نہ کیا کہ بعد شہید کرنے کے لاش اطہر اپنے نبیؐ کے نواسے کی زیر خاک پنہان کرتے بلکہ عوض دفن کے جمال لعین نے ایک کمربند کے لیے دونون ہاتھ قطع کیے ہاے افسوس لاش اقدس پارہ پارہ اُس صحراے ہولناک مین رات کی شبنم اور دن کی دھوپ مین کئی دِن تک پڑی رہی چنانچہ جعفر عفان کہتے ہین ؎

غَدَاۃَ حُسَیۡنٍ لِلرِّمَاحِ دَرِیَّۃً		وَقَدۡ نَھِلَتۡ مِنۡہُ السُّیُوۡفُ وَعَلَّتِ

آہ آہ عجب صبح تھی صبح عاشورا کہ امام حسین علیہ السّلام واسطے نیزون کے نشانہ ہوگئے تھے اور جسم اطہر اُن حضرت سے تلوارین پے در پے سیراب ہوتی تھین یعنے اُن حضرت پر نیزون کے وار چلتے تھے اور تلوارون پر تلوارین پڑتی تھین ؎

وَغُودِرَ فِی الصَّحْرَاۤءِ لِلْحَمَامِ مُبَدَّدًا		عَلَیْهِ عِتَاقُ الطَّیْرِ بَاتَتْ وَظَلَّتِ

اور وہ جناب زخمون سے چور چور اور جسم اقدس ایسا پارہ پارہ تھا جیسے گوشت پارہ پارہ صحرا مین متفرق ڈالدیا جائے کہ اُن حضرت پر پرند شکاری شب و روز وہان مقیم اور سایہ افگن تھے آہ آہ آخر تیسرے دن بنی اسد اہل غاضریہ و نینوے نے رحم کھاکر اُن اعضاے پارہ پارہ کو جمع کرکے دفن کیا چنانچہ حجت خدا فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَهٗ اَهْلُ الْقُرٰی سلام ہو اُس غریب الوطن اور مسافر پر جسے اہل قریہ و دیہات نے دفن کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس ہفتاد و دوم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ اَلْحَیَاۤءُ مِنَ الْاِیْمَانِ کافی وغیرہ مین منقول ہی فرمایا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ حیا ایمان سے ہی یعنے جسکو نور ایمان ہی وہ صاحب شرم و حیا بھی ہی وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَلْاِسْلَامُ عُرْیَانٌ فَلِبَاسُهُ الْحَیَاۤءُ اور انوار الہدایہ مین منقول ہی فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ اسلام عریان و برہنہ ہی پس لباس اُسکا حیا و شرم ہی اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے ایک حدیث نقل کی ہی اُسکے چند فقرون کا ترجمہ یہ ہی کہ جب حق سبحانہ تعالے نے نور اپنے حبیب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ کا خلق کیا تو بیس دریا نور کے پیدا کیے کہ ہر دریا مین چند در چند علم تھے کہ اُنکو سواے خدا کے کوئی نہین جانتا ہی دریاے عزت اور دریاے صبر

دریاے خشوع دریاے تواضع دریاے رضا دریاے وفا دریاے اتقا دریاے حلم دریاے ہدایت دریاے امانت دریاے دیانت دریاے حمیت دریاے عمل دریاے حیا وغیرہ یہانتک کہ اُس نور کو اُن دریاؤن مین غوطہ دیا پس جب دریاے آخر سے نکلا تو حق سبحانہ تعالی نے اُس نور کیطرف وحی کی کہ اے حبیب ہمارے اور اے بہترین انبیا تو شفیع روز جزا ہی اور دوسری حدیث مین ہی فرمایا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ حق تعالے نے خلق کیا مجھکو اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کو قبل خلقت حضرت آدم علیہ السلام کے اُسوقت مین کہ نہ آسمان تھا نہ زمین نہ ظلمت نہ نور نہ آفتاب تھا نہ ماہتاب نہ بہشت نہ دوزخ حضرات سُنا آپنے کہ عالم انوار مین قبل خلقت حضرت آدمؑ اور آسمان وزمین وغیرہ کے اُس نور کو دریاے حیا وغیرہ مین غوطہ دیا گیا ہی اور جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہی کہ مین اور علیؑ ایک نور سے ہون پس وہ نور جناب سیدہؑ معدن حیا اور اُن معصومہ کی اولاد امجاد کیطرف منتقل ہوتا رہا چنانچہ اُس مخدومہ کی شرم وحیا مین صاحب شمع المجالس لکھتے ہین ؎

وَفَاطِمُ اُمُّ سَیِّدِنَا الْقَتِیْلِ	قَدِ اسْتَحْیَتْ مِنَ اللّٰہِ الْجَلِیْلِ
لِمَا سَمِعَتْ حَدِیْثًا فِی النُّشُوْرِ	وَمَحْشَرُھُمْ عُرَاۃً عَنْ قُبُوْرٍ

ایک روز جناب فاطمہ زہراؑ مادر گرامی سیدالشہدا مظلوم کربلا نے اپنے پدر بزرگوار سے حال قیامت مین ایک حدیث سُنی کہ خلائق ایسی

قبروں سے برہنہ محشور ہونگے تو یہ سنکر جناب سیدہ نے خداوند جلیل سے
اظہار شرم وحیا کیا ہ

فاھبط جبرئیلُ علی الرسولِ — وقال لہٗ الا قُل للبتولِ
قدِ استحییتِ فاستحی الکریمُ — فقال اِذا اتی یومٌ عظیمٌ

پس خداوند جلیل نے جبرئیل امین کو جناب رسول خدا ؐ کے پاس بھیجا اور
حکم دیا کہ بتول عذرا فاطمہ زہرا کو پیام ہمارا پہونچاؤ کہ تونے مجھ سے شرم
وحیا کی ہم بھی تجھ سے حیا کرتے ہیں اور فرماتا ہے کہ جب روز قیامت آئیگا

لاکسوا بنتَ احمد حُلّتینِ — من النورِ المضیّ لکلّ عینِ

تو ہر آئینہ اپنے حبیب کی دختر کو دو حلّے نور کے پہناؤنگا کہ اسکے نور سے
تمام آنکھیں روشن ہونگی ہ

فھذی بنتُ خیرِ الانبیاءِ — وذٰلک حالُھا عند الحیاءِ

پس مومنین یہ حال تھا دختر رسول مختار ؐ کی شرم وحیا کا اپنے پروردگار سے
اور انسان کا کیا ذکر ہی جب تو حضرت امیر ؑ سے یہ وصیّت کی کہ جنازہ
شبکو اُٹھاوین تا نظر نامحرم کی نعش پر بھی نہ پڑے ہ

وانّ بناتھا فی الکربلاءِ — خرجن من الخیامِ بلا رداءِ

اور افسوس ہزار افسوس کیا انقلاب زمانہ ہی کہ دختران فاطمہ زہرا ؑ
صحرائے کربلا مین بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے خیموں سے
بے مقنع وچادر بظلم وستم باہر نکالی گئین اور بے پردہ ہوئین

فلم یُنجی منھنّ الستارُ — وفی سککِ الدّیار بھنّ دارُ

ہاے افسوس اشقیاے کوفہ و شام نے اُنسے کچھ شرم وحیا نہ کی اور بکمال ظلم ستم اُن بیکسون کو کوچہاے شہر و دیار مین پھرایا چنانچہ حجت خدا زیارت ناحیۂ مقدسہ مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَۃِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور خیمون سے بظلم وستم نکالی گئین یُسَاقُوْنَہُنَّ کَالْاِمَاءِ الْمُسْبِیَاتِ فِی الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتِ آہ اُن بیکسون کو مثل کنیزون کے اسیر و مقید کرکے زمین ناہموار اور صحرا مین لیے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْہَہُمْ حَرُّ الْہَاجِرَاتِ افسوس چہرے اور رخسارے اُنکے حرارت و تیزی آفتاب سے جلتے تھے اَیْدِیْہِمْ مَغْلُوْلَۃٌ اِلَی الْاَعْنَاقِ آہ ہاتھ اُن بیگناہون کے گردنون سے مستحکم باندھے تھے یُطَافُ بِہِمْ بِہٰذِہِ الْمَذَلَّۃِ فِی الْاَسْوَاقِ افسوس اعدا اُن ستم رسیدون کو باین مذلت بازارون مین پھراتے تھے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ۔

مجلس ہفتاد و سوم

فِیْ اَنْوَارِ الْہِدَایَۃِ شَدَائِدُ الدُّنْیَا اَرْبَعَۃٌ اَلسَّفَرُ وَلَوْ کَانَ فَرْسَخًا وَالْقَرْضُ وَلَوْ کَانَ دِرْہَمًا وَالْبِنْتُ وَلَوْ کَانَتْ وَاحِدَۃً وَالسُّؤَالُ وَلَوْ کَانَ مِنَ الْاَبَوَیْنِ انوار الہدایہ مین منقول ہے کہ شدائد دنیا مین شدید چار ہین سفر کرنا اگرچہ ایک ہی فرسخ ہو اور قرض لینا اگرچہ ایک ہی درہم ہو اور صاحب دختر ہونا اگرچہ ایک ہی ہو اور سوال کرنا گو اپنے والدین سے ہو اور تغنی شدائد و شکایت زمانہ مین کہتا ہے ؎

فُؤَادِیْ فِیْ غِشَاءٍ مِنْ نِبَالٍ	رَمَانِی الدَّہْرُ بِالْاَرْزَاءِ حَتّٰی

فَصِرْتُ اِذَا اَصَابَتْنِیْ سِهَامٌ	تَكَسَّرَتِ النِّصَالُ عَلَى النِّصَالِ

زمانہ نے مجھپر اسقدر تیر باران کیا کہ دل میرا بردہ مین تیرون کے پنہان ہو گیا
پس اب جو تیر مصائب و شدائد کے آتے ہین تو تیر بر تیر پڑتا ہی یعنے غرض
شاعر کی یہ ہی کہ شدائد زمانہ سے جو بمنزلہ پیکانِ تیر کے ہین دل میرا مثل غربال کے
ہو گیا ہی اب بقدر نشانہ تیر کے بھی جگہہ خالی نہین ہی کیون مومنین شاعر نے
یہ مضمون خیالی مبالغۃً کہا ہی قربان ہو جان ہماری اُس غریب الوطن و
مسافر پر جسکا واقعی روز عاشورا یہی حال تھا بلکہ روحانی و جسمانی اور ظاہری
و باطنی زخم کاری لگے تھے کہ علاوہ رنج و آلام قلبی کے بدن اطہر پر بنا بر روایت
مشہورہ کے ایک ہزار نو سو پچاس زخم تیر و نیزہ اور شمشیر کے لگے تھے اور جسم
اقدس مثل غربال کے ہو گیا تھا چنانچہ حجت خدا فرماتے ہین وَرَشَقُوْكَ
بِالسِّهَامِ وَالنِّبَالِ ای جد مظلوم اعدا نے مثل باران کے آپ پر تیرو نیزے
برسائے اور جعفر عفان کہتے ہین ؎

غَدَاةَ حُسَيْنٍ لِلرِّمَاحِ دَرِيَّةٌ	وَقَدْ نَهِلَتْ مِنْهُ السُّيُوْفُ وَعَلَّتِ

آہ عجب صبح تھی صبح عاشورا کہ امام حسین علیہ السلام واسطے نیزون کے نشانہ
ہو گئے تھے اور جسم اطہر اُن حضرت سے تلوارین پے درپے سیراب ہوتی تھین
یعنے اُس مظلوم پر نیزون کے وار چلتے تھے اور تلوارون پر تلوارین پڑتی تھین ؎

وَنَادَاهُ جَهْرًا اِبْنِیْ مُحَمَّدًا	فَاِنَّ ابْنَهٗ مِنْ نَفْسِهٖ حَيْثُ حَلَّتِ

اور اسی حال مین وہ جناب واسطہ دلاتے تھے اپنے جدا مجد حضرت محمد مصطفی
صلے اللہ علیہ و آلہ کا اور با آواز بلند فرماتے تھے کہ مین نواسا ہون تمھارے

بنی کا شل انکی روح و جان کے جس حال مین ہون یعنے مین جان و جگر رسول ہون گو اس حال مین مبتلا ہون آہ آہ بس اعدائے اُس مظلوم کے بار ےمین قرابت رسول خداؐ کا کچھ پاس و لحاظ نہ کیا اور پیاسا ہی شہید کیا ۔

وَعُوْدِ بِہٖ فِی الصَّحْرَاءِ لَحْمًا مُبَدَّدًا		عَلَیْہِ عِتَاقُ الطَّیْرِ بَاتَتْ وَظَلَّتِ

اور وہ جناب زخمون سے چور چور اور جسم اقدس پایسا پارہ پارہ تھا جیسے گوشت پارہ پارہ صحرا مین متفرق ڈالدیا جاے کہ اُن حضرت پر پرند شکاری شب و روز وہان مقیم و سایہ افگن تھے یہی وجہ ہی کہ جب جناب زینبؑ لاش پر اپنے برادر مظلوم کی آئین اور یہ حال دیکھا تو اُسوقت مدینہ کی طرف متوجہ ہو کر پکارتی تھین جیسا کہ بحار مین منقول ہی وا محمداہ صلے علیک ملائکۃ السماء وھذا حسینؑ مرمل بالدماء مقطع الاعضاء ہاے ای نانا رسول خداؐ آپ پر تو ملائکہ آسمان نے نماز پڑھی اور یہ فرزند آپکا حسین مظلوم بخاک و خون آلودہ ریگ گرم صحرا پر پڑا ہی اور اعضاے نورانی اُنکے پارہ پارہ کیے گئے ہین اور بنا بر دوسری روایت کے وہ مظلومہ یون فریاد کرتی تھین یا جداہ ھذا حسینؑ مجذوذ الراس من القفا مسلوب العمامۃ والرداء ای جد بزرگوار یہ فرزند آپکا امام حسینؑ ہی جسکا سر اقدس پس گردن سے اعدا نے جدا کیا اور عمامہ و ردا تک اُتار لیگئے اور سید اسکے حجت خدا بھی فرماتے ہین السلام علی الاعضاء المقطعات سلام ہو اُن اعضاے اقدس و نورانی پر جو پارہ پارہ کیے گئے العترۃ

جناب زینبؑ کے حال مین لکھا ہی کہ وہ حال اپنے بھائی مظلوم کربلا کا ہمیشہ یاد کرکے زار زار رویا کرتی تھین اور نوحہ و بین کرتی تہین جیسا کہ بحار الانوار مین منقول ہی کہ وہ ستم رسیدہ فرماتی تھین ؎

أَيُجْهَلُ بِالْفُرَاتِ عَلَى الْحُسَيْنِ ۔ وَقَدْ أَضْحَى مُبَاحًا لِلْكِلَابِ

آہ آیا نجل کیا گیا آب فرات سے فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام پر حالانکہ وہ پانی جانوران درندہ پر مباح تھا یعنے کیا غضب ہی کہ اولاد رسول خدا اور علی مرتضیٰ علیہما السلام اور اطفال خُرد سال اُنکے تو تشنہ لب کنارۂ نہر فرات پر شہید کیے گئے اور کلاب تک اُس پانی سے سیراب ہوتے تھے ؎

بَنَاتُ مُحَمَّدٍ أَضْحَتْ سَبَايَا ۔ يُسَقْنَ مَعَ الْأُسَارَى وَالنِّهَابِ

آہ دختران جناب رسول خدا اور بتول عذرا بعد شہادت اپنے عزیز و اقربا کے اسیر و مقید کی گئین اور اسباب اور چادرین اُنکی لوٹ کر شہر بشہر پھرائی گئین اور بے پردہ کی گئین ؎

مُغَبَّرَةَ الذُّيُولِ مُكَشَّفَاتٍ ۔ كَسَبْيِ الرُّومِ دَامِيَةَ الْكِعَابِ

افسوس حال اُن ستم رسیدون کا یہ تھا کہ مثل اسیران ترک و روم کے گرد و غبار آلودہ بے مقنع و چادر تھین اور پا ہاے اطہر اُنکے پیادہ روی سے زخمی ہو گئے تھے افسوس آخر اسی طرح سے اعدا ذریت رسول خداؐ کو سامنے یزید لعین کے لائے چنانچہ مقتل ابو مخنف مین منقول ہی کہ امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہین کہ اُسوقت ہم بارہ نفر اہل بیت

رسالت سے ایک ہی ریسمان ستم مین بندھے ہوے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَے الْقَوْمِ الظّٰالِمِیْن

مجلس ہفتاد وچہارم

فِی الْبِحَارِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ مَامِنْ مُؤْمِنٍ یَقْعُدُ سَاعَةً عِنْدَ الْعَالِمِ اِلَّانَادَاہُ رَبُّہٗ جَلَسْتَ عِنْدَ حَبِیْبِیْ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَاُسْکِنَنَّکَ الْجَنَّةَ مَعَہٗ وَلَا اُبَالِیْ بحار الانوار مین منقول ہی کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے جو مومن ایک ساعت عالم کے پاس بیٹھے تو جانب رب العزت سے ندا آتی ہی کہ تو ہمارے حبیب کے پاس بیٹھا قسم ہی ہمکو اپنی عزت وجلال کی ہر آئینہ تجھکو ساکن جنت کرونگا ساتھ اُسکے اور کچھ پروا نہ کرونگا وَفِیْہِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ یَلْتَمِسُ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ کَتَبَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لَہٗ بِکُلِّ قَدَمٍ ثَوَابَ نَبِیٍّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَاَعْطَاہُ اللّٰہُ بِکُلِّ حَرْفٍ یَسْمَعُ اَوْیَکْتُبُ مَدِیْنَةً فِی الْجَنَّةِ اور اُسی کتاب مین حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے جو مومن اپنے گھر سے باہر آئے واسطے حاصل کرنے ایک باب کے علم دین سے تو حق سبحانہ تعالےٰ بعوض ہر قدم کے لکھے گا ثواب ایک نبی کا انبیاء سے اور اُسکو بعوض ہر حرف کے جو سُنے یا لکھے ایک شہر جنت مین عطا فرمائیگا وَطَالِبُ الْعِلْمِ اَحَبَّہُ اللّٰہُ وَاَحَبَّتْہُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَاَحَبَّہُ النَّبِیُّوْنَ

وَلَا یُحِبُّ الْعِلْمَ اِلَّا السَّعِیْدُ فَطُوْبٰی لِطَالِبِ الْعِلْمِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اور طالب علم دین کا یہ مرتبہ ہی کہ حق سبحانہ تعالے اور ملائکہ اور انبیا دوست رکھتے ہین اور علم دین کو دوست نہین رکھتا ہی مگر سعادتمند بس خوشا حال طالب علم کا بروز قیامت وَمَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ یَلْتَمِسُ بَابًا مِّنَ الْعِلْمِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ قَدَمٍ ثَوَابَ شَہِیْدٍ مِّنْ شُہَدَآءِ بَدْرٍ اور جو مومن اپنے گھر سے باہر آئے واسطے حاصل کرنے ایک باب کے علم سے تو حق سبحانہ تعالے لکھے گا واسطے اُسکے بعوض ہر قدم کے ثواب ایک شہید کا شہداے بدر سے وَطَالِبُ الْعِلْمِ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَمَنْ اَحَبَّ الْعِلْمَ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ وَیُصْبِحُ وَیُمْسِیْ فِیْ رِضَآءِ اللّٰہِ تَعَالٰی اور طالب علم دوست خدا ہی اور جو مومن دوست رکھے علم دین کو تو واجب ہی اُسپر بہشت یعنے وہ ضرور داخل جنت ہوگا اور طالب علم صبح و شام بوجہ حاصل کرنے علم کے رضاے الٰہی مین بسر کرتا ہی وَلَا یَخْرُجُ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی یَشْرَبَ مِنَ الْکَوْثَرِ وَیَاْکُلَ مِنْ ثَمَرَۃِ الْجَنَّۃِ وَیَکُوْنَ فِی الْجَنَّۃِ رَفِیْقَ خِضْرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور طالب علم دنیا سے نہ جائیگا جبتک کہ آب کوثر پیے اور میوہ جنت کھائے اور وہ بہشت مین رفیق حضرت خضر علیہ السلام کا ہوگا سبحان اللہ یہ مرتبہ ہی طالب علم کا اب فضائل و مرتبہ باب علم کا سُنیے فِیْ کِتَابِ الرَّوْضَۃِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَلْفَ بَابٍ مِّنَ الْعِلْمِ فَفُتِحَ لِیْ مِنْ کُلِّ بَابٍ اَلْفُ بَابٍ

چنانچہ کتاب روضہ مین بطریق شیعہ اثنا عشری ابن عباس سے
منقول ہی وہ کہتے ہین کہ فرمایا جناب امیرالمؤمنین علی بن ابیطالب
علیہ السلام نے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھے ہزار
باب علم سے ایسے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار باب علم کے میرے لیے
مفتوح ہوے وَفِے زَیْنِ الْفَتےٰ عَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّے اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْفَ کَلِمَۃٍ فَفُتِحَ لَہٗ
مِنْ کُلِّ کَلِمَۃٍ اَلْفُ کَلِمَۃٍ اور زین الفتیٰ مین یون منقول ہی کہ
جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے جناب امیرالمؤمنین علی ابن
ابیطالب علیہ السلام کو تعلیم فرمائے ہزار کلمے کہ ہر کلمے سے اُن حضرت کے
واسطے ہزار کلمے اور منکشف ہوے وَفِے جَامِعِ الْاُصُوْلِ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ ص اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِےٌّ بَابُھَا اور جامع الاصول
مین بطریق اہل سنت منقول ہی کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ نے مین شہر علم ہون اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام دروازہ
اُسکا ہی وَفِے الْاِسْتِیْعَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ص اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ
وَعَلِےٌّ بَابُھَا مَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِہٖ مِنْ بَابِھَا اور استیعاب مین
یون منقول ہی کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے
مین شہر علم ہون اور علی بن ابیطالب علیہ السلام دروازہ اُسکا ہی پس
جس کسی کو علم چاہیے تو وہ دروازہ سے آئے حضرات اِن احادیث
کتبِ فریقین سے ثابت ہی کہ واسطے دریافت کرنے علم کے طرف

اُن حضرت کے آئے اِسلیے کہ وہ جناب احق و افضل ہین بعد رسول خدا کے
اور عمدہ احتیاج طرف امام کے تحصیل علم دین ہے پس سوا اُن حضرت کے
امام اور مرجع علم دین کا قرار دینا کوئی دانا پسند نہ کریگا جیسا کہ اشقیائے
امت نے بعد رسول خدا کے کیا کہ عوض طلب علم اور ہدایت کے
اُس باب علم پر کیا کیا ظلم و ستم کیے یہانتک کہ دروازہ اُنکا جلا کر داخل
حرم سرا ہوے اور ریسمانِ ستم گلوے انور مین ڈالکر باہر لائے آخر
ابن ملجم لعین نے مسجد کوفہ مین بحالتِ روزہ و نماز ضربتِ شمشیر زہر آلودہ سے
شہید کیا اور بعد شہادت کے روح اقدس کو اُن حضرت کی غم مین
فرزندون کے اعدا نے بیچین کر دیا افسوس ایک صاحبزادہ کو زہر دغا سے
شہید کیا اور جنازہ پر تیر باران کیا اور روضۂ رسول خدا مین دفن ہونے
دیا دوسرے شاہزادہ کو مہمان بلا کر صحراے کربلا مین مع اصحاب
و اقربا اور اولاد و اطفال شیر خوار کے پیاسا بمکر و دغا شہید کیا اور اسباب
لوٹ لیا اور خیمون مین آگ لگائی افسوس حسنین علیہما السلام کے اہل بیت
مع سرہاے شہدا کے شہر بشہر پھرایا اور بے پردہ کیا جیسا کہ حجت خدا زیارت
ناحیۂ مقدسہ مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَے النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ
سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور خیمون سے
بظلم و ستم نکالی گئین یُسَاقُوْنَهُنَّ کَالْاِمَاءِ الْمُسْبِیَاتِ فِی الْبَرَارِیْ
وَالْفَلَوَاتِ ہاے افسوس اُن ستم رسیدون کو مثل کنیزون کے
اسیر و مقید کر کے اعدا زمین نا ہموار و صحرا مین لیے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمْ

حَرُّ الھَاجِرَاتِ آہ اُنکے چہرے اور رخسارے حرارت و تیزی آفتاب سے جلتے تھے اَیْدِیْھِمْ مَغْلُوْلَۃٌ اِلَی الْاَعْنَاقِ ہاتھ اُن بیگناہوں کے گردنوں سے مستحکم باندھے تھے یُطَافُ بِھِمْ بِھٰذِہِ الْمَذَلَّۃِ فِی الْاَسْوَاقِ افسوس اعدا اُن بیکسوں کو باین مذلت بازاروں مین پھراتے تھے آہ آخرکار اسیطرح سے دربار یزید لعین مین لائے اور اُس شقی نے ایسے قیدخانہ مین مقید کیا جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے محفوظ نہ تھا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ ؕ

مجلس ہفتادویکم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا حق سبحانہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہی جو بندہ مومن ایک نیکی کرے پس واسطے اسکے مثل اُس نیکی کے دس برابر ثواب ہین وَفِی الْکَافِیْ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَضَآءُ حَاجَۃِ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عِتْقِ اَلْفِ رَقَبَۃٍ وَخَیْرٌ مِّنْ حُمْلَانِ اَلْفِ فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور کافی مین حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے برلانا حاجتِ مومن کا بہتر ہی آزاد کرنے ہزار غلام سے اور بہتر ہی بار ہزار اسپ سے جو راہ خدا مین صرف ہون ؏

	برآوردن کار امیدوار		بہ از قید بندی شکستن ہزار	

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَقَضَآءُ حَاجَۃِ امْرِءٍ مُّؤْمِنٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ عِشْرِیْنَ حَجَّۃٍ کُلُّ حَجَّۃٍ یُنْفِقُ فِیْھَا صَاحِبُھَا مِأَۃَ اَلْفِ دِیْنَارٍ اور فرمایا

اُن حضرت نے کہ بلانا حاجت مرد مومن و دوست تر ہی نزدیک ہمارے
نیش حج سے کہ ہر حج مین صاحب حج نے لاکھ دینار صرف کیے ہون حضرت
سُنا آپنے مرتبہ حاجت روائی مومن کا اور حاجت روائی کے افراد مین
فرد اکمل وہ ہی جو جان بچانے سے متعلق ہو اور حفاظت و بقاے زندگی مین
دخل ہو جیسا کہ کسی پیاسے کو پانی پلانا ایسے مقام پر کہ جہان پانی ممکن نہو جیسا کہ
ہزارون مسلمانون کی جان بچجاے اور پانی پلاے فِی البِحَارِ وَغَیرِہٖ عَن
لُوطِ بنِ قَیسٍ اَنَّہٗ قَالَ کُنتُ مَعَ مَن غَزیٰ مَعَ اَمِیرِ المُومِنِینَ
عَلَیہِ السَّلَامُ فِی صِفِّینَ وَقَد اَخَذَ اَبُو الاَیُوبِ الاَعوَرُ السُّلَمِی المَاءَ
چنانچہ بحار الانوار وغیرہ مین لوط بن قیس سے منقول ہی کہ کہا اُسنے مین
ساتھ اُن مجاہدون کے تھا جو ہمراہ رکاب ولایت مآب امیر المومنین حضرت
علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے محاربۂ صفین مین تھے اور ابوالیوب اعور
سلمی نے لب دریا کو روک لیا تھا اور ایسا بندوبست کیا تھا کہ اصحاب
امیر المومنین علیہ السلام کو پانی دستیاب نہوایس وہ مجاہدین اُن حضرت کی
خدمتِ بابرکت مین حاضر ہوے اور شکایت کی پیاس کی اور عرض کیا
کہ یا امیر المومنینؑ ابوالیوب نے اسطرح سے پانی روک لیا ہی کہ ہمکو میسر
نہین ہوتا پس اگر پانی نہ ملا تو ہم جنگ و کارزار کیونکر کرینگے کیون مومنین
اُس لشکر اسلام اصحاب امیر المومنین علیہ السلام پر تین روز سے تو پانی
بند نہ تھا تھوڑی دیر جو پانی نہ ملا تو شدت تشنگی سے بیتاب ہو کر خدمت مین
اُن حضرت کی حاضر ہوے اور یہ عذر پیش کیا مگر قربان ہو جان ہماری

اصحاب امام حسین علیہ السلام پر کہ اُن وفاداروں نے تین شبانہ روز کی بھوک اور پیاس مین کیسی نصرت و مدد کی اُن حضرت کی اور ایک دوسرے پر جان دینے مین سبقت کرتا تھا چنانچہ محرق القلوب مین منقول ہی کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ صبح عاشورا سے کچھ دیر تک لشکر جانبین مین مبارزطلبی رہی اور اصحاب سید الشہدا سے ایک ایک دلیر میدان کارزار مین آیا اور بعد مقاتلہ اور مجاہدہ کے شہید ہوا پس اشقیانے باہم مشورہ کیا کہ اگر ایک ایک دلیر پر ایک ایک جماعت حملہ کر کے قتل کرے تو یہ لڑائی جلد ختم ہوگی پس اُن اشقیانے ایسا ہی کیا یہانتک کہ سب اصحاب باوفا مظلوم کربلا کے درجۂ شہادت پر فائز ہوے اور فرزند رسول مختار دلبند حیدر کرار پر فدا و نثار ہو گئے الغرض جناب امیر المومنین علیہ السلام اپنے لشکر کے سوارون کو حکم دیا کہ ابوایوب کو مع لشکر کے لب دریا سے ہٹا دو اور کنارۂ نہر کو صاف کردو کہ تا اہل اسلام کو پانی کی تکلیف نہو سبحان اللہ کسقدر پاس و لحاظ تھا اُن حضرت کو مسلمانون کی پیاس کا کہ تھوڑی دیر پیاسا رہنا اُنکا گوارا نہوا مگر واے ہو اشقیاے کوفہ و شام پر باوجودیکہ وہ دعواے اسلام کرتے تھے اُنھون نے فرزند رسول خدا کو مہمان بلا کر صحراے کربلا مین ہر طرف سے گھیر کے پانی بند کر دیا اور راہ چارہ و تدبیر مسدود کر دی یہانتک کہ شدت تشنگی سے بچے فریاد العطش العطش کرتے تھے جیسا کہ محتشم علیہ الرحمہ وغیرہ کہتے ہین ؎

از آب ہم مضایقہ کردند کوفیان		خوش داشتند حرمت مہمان کربلا

بود ند دام و دد ہمہ سیراب می مکید	خاتم ز قحط آب سلیمان کربلا
زان تشنگان ہنوز بعیوق میرسد	آواز العطش ز بیابان کربلا
اسقالہ عند الشریعۃ پیشتگی	ظمآ و والدہ ولی الکوثر

ہائے افسوس حال پر اُس مظلوم کربلا تشنۂ نینوے کے جو لب نہر فرات
شکایت تشنگی کی کرتا تھا حالانکہ پدر بزرگوار اُنکے مالک و ساقی کوثر ہین
الغرض موافق حکم حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے وہ سوار روانہ ہوے
اور جنگ و کارزار ہوئی مگر کنارہ دریا کا ہاتھ نہ آیا مایوس ہوکر واپس آئے
اُسوقت حضرت متفکر تھے کہ اب کسکو بھیجون پس یکایک جوش شجاعت
آگیا شاہزادہ کونین جناب امام حسین علیہ السلام کو اسلیے کہ لشکر اسلام کی
تشنہ لبی گوارا نہوئی اور خدمت مین اپنے پدر بزرگوار حیدر کرار کے حاضر ہوکر
عرض کی کہ ای پدر نامدار اگر مجھے اجازت ہو تو مسلمانون کے لیے کوئی سبیل
پانی کی کرون اور ابو ایوب کو لب دریا سے ہٹا دون پس جب حضرت
امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند دلبند کو اسطرح سے آمادہ و مستعد
جہاد دیکھا اور مسلمانون کی پیاس بھی گوارا نہ تھی تو فرمایا امض یا ولدی
جا ای فرزند اور راہ خدا مین جہاد کر پس جوش شجاعت مین فرزند حیدر کرار
مع چند سواران جرار طرف دریا کے روانہ ہوے سبحان اللہ کیا شجاعت
و بہادری حق تعالے نے فرزند شیر خدا کو عطا فرمائی تھی اور کیونکر نہو کہ فرزند
ہین حیدر صفدر اسد اللہ الغالب حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کے
اور شیر بہا ہی دختر رسول خدا جناب سیدہ کا اُنسے حرب و ضرب سہل و آسان

نہین ہی راوی کہتا ہی کہ ابوایوب نے تھوڑی دیر مقابلہ کیا آخر کار تاب مقاومت
نہ لاسکا اُسیوقت فرار کر گیا اور کنارۂ دریا کا پاک و صاف ہوا اُسوقت امام
حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ خیمہ ہمارا یہین لب دریا نصب کرو اور اپنے
رفقا و سواران جرار کو ارشاد کیا کہ تم یہان اُترو اور خاطر جمعی سے بیٹھو
اور خود مظفر و منصور خدمت مین اپنے پدر بزرگوار کی حاضر ہو کر عرض کیا
کہ ای پدر نامدار بفضل خدا لب دریا صاف ہوا اور وہان اپنا خیمہ نصب
کر دیا ہی پس یہ سنکر سب اہل اسلام خوش و مسرور ہوے اسلیے کہ پانی کی
تکلیف سے راحت پائی اور فرزند ساقی کوثر کی برکت سے یہ کار نمایان ظہور
مین آیا فَبَکیٰ اَمِیرُ المُؤمِنِینَ عَلَیہِ السَّلَام فَقِیلَ لَہٗ مَا یُبکِیکَ یَا اَمِیرَ
المُؤمِنِینَ وَ ھٰذَا اَوَّلُ فَتحٍ بِبَرَکَۃِ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَام پس اُسوقت
جناب امیر المومنین علیہ السلام پھر یاد کر کے رونے لگے بعض اصحاب نے
اُن حضرت کی خدمت مین عرض کیا کہ یا امیر المومنین ۱۲ آپ کیون روتے
ہین حالانکہ یہ مقام خوشی کا ہی کہ پہلے پہل آپکے فرزند دلبند حسین علیہ السلام
کی برکت سے حق تعالے نے فتح و ظفر عطا فرمائی ہی فَقَالَ عَلَیہِ السَّلَام
ذَکَرتُ اَنَّہٗ سَیُقتَلُ عَطشَانًا بِطَفِّ کَربَلَا یہ سنکر اُن حضرت نے فرمایا
کہ اسوقت مجھے اور ایک روز یاد آگیا آہ آہ قریب ہی کہ یہ فرزند میرا حسین
صحرائے کربلا مین پیاسا کنارۂ نہر فرات پر قتل و ذبح کیا جائیگا کیون مومنو
جناب امیر المومنین علیہ السلام روز شہادت و تشنہ لبی امام حسین علیہ السلام کو
یاد کر کے روتے تھے ہائے افسوس کہان تھے روز عاشورا وہ جناب کہ

تمام اصحاب و اقربا غریب نینوا نے مظلوم کربلا کے تشنہ لب درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے اور طفل شیر خوار علی اصغر کو ہاتھو پر لیکر سامنے لشکر اعدا کے لائے اور باواز بلند فرمایا اے قوم عرب تمنے سب میرے اصحاب و اقربا کو آج پیاسا شہید کیا اور یہ بچہ شیر خوار بیگناہ شدت تشنگی سے جان بلب ہے اسکو ایک جرعہ پانی کا پلا دو وا افسوس اُس حاجت روا ئے عالم نے ایسے وقت مین اپنے نانا کی امت سے ایک جرعہ پانی کا مانگا مگر کسی بیرحم نے نہ دیا بس اگر اُسوقت ساقی کوثر علی بن ابیطالب علیہ السلام ہوتے تو کیا یہ حال دیکھ سکتے چنانچہ مجالس علویہ مین منقول ہے کہ اُسوقت مظلومی و بیکسی امام حسین علیہ السلام اور تشنہ لبی و بیتابی علی اصغر شیر خوار کی دیکھکر جناب علی اکبر بیتاب ہوے اور اُن حضرت کی خدمت مین عرض کی کہ اے پدر بزرگوار اگر مجھے اجازت ہو تو سو کلان نہر فرات کو ہٹا کر اپنے بھائی شیر خوار کے لیے پانی حاضر کرون راوی کہتا ہے کہ اُسوقت علی اصغر کا پیاس سے ایسا حال تھا کہ حضرت نے اپنے فرزند نوجوان شبیہ پیغمبر علی اکبر کو اجازت دی اور فرمایا امضِ یا ولدی جا اے فرزند اگر ہو سکے تو تھوڑا سا پانی اِس شیر خوار کے لیے لے آؤ بس جناب علی اکبر سوار ہوے اور ایک ظرف لیکر روانہ نہر فرات ہوے اور مثل شیر غضبناک اُس قوم سفاک پر حملہ کیا اور سو کلانِ آب فرات کو بضرب شمشیر آبدار ہٹا کر وہ ظرف آب بھر کے خدمت مین اپنے پدر بزرگوار کی حاضر ہوے اور عرض کی کہ اے پدر نامدار یہ پانی حاضر ہے میرے بھائی علی اصغر کو پلائیے اور اگر کچھ بچ رہے تو اُسے میری زرہ پر چھڑک دیجیے کا قسم بخدا مین بھی

بہت پیاسا ہوں پس مظلوم کربلا نے وہ پانی لیکر چاہا کہ اُس شیرخوار کو پلائیں
ناگاہ حرملہ لعین نے ایک تیر مارا آہ وہ تیر ستم حلق نازنین پر اُس شیرخوار کے
لگا اور پیاسا ہی شہید ہوا پس حضرت بشدت روئے اور درگاہ الٰہی مین
عرض کی کہ بار الٰہا یہ بچہ شیرخوار نزدیک تیرے بچہ ناقہ صالح سے کم ہوگا پس
اُس طفل مذبوح کو جو اپنے خون مین رنگین تھا خیمہ مین پہونچایا اور بروایتے
دفن کیا اور خود اہل بیت سے رخصت ہوکر آمادہ میدان کارزار ہوئے
اُسوقت جناب علی اکبر نے عرض کی کہ اے پدر نامدار یہ حال تو اب مجھ سے
نہین دیکھا جاتا ہی امیدوار ہون کہ مجھے بھی اجازت جہاد دیجیے کہ تا آپکی
نصرت و مدد کرون اور جان اپنی آپ پر فدا کرون آہ مومنین اُسوقت
امام حسین علیہ السلام کے قلب اقدس پر کیا صدمہ ہوا ہوگا جبکہ پارہ جگر
اُن حضرت کا شبیہ پیغمبر باصرار اجازت میدان کارزار طلب کرتا تھا اور
وداع و رخصت آخری ہوتا تھا غرضکہ جب اُن حضرت نے اپنے فرزند
نوجوان کو اجازت میدان دی تو وہ شاہزادہ حربگاہ مین آکر مشغول
جہاد ہوا اور اُس شدت تشنگی مین میمنہ اور میسرہ اور کبھی قلب لشکر اعدا پر
مثل شیر غضبناک کے حملہ کیا اور جوش شجاعت مین لاشہائے کفار سے انبار
لگا دیا آخر کار اُن اشقیائے ہر طرف سے گھیر کے تیرباران کیا اور
نیزہ و تلوار سے مجروح کیا افسوس ہزار افسوس اسی اثنا مین مُرّہ بن
منقذ لعین نے ایک تلوار سر پر لگائی جسکے صدمہ سے وہ شاہزادہ زمین
پر گرا اُسوقت آواز دی یا ابتاہ ادرکنی اے پدر نامدار میری

خبر بھیجے کہ ان اشقیانے مجھے شہید کیا پس مظلوم کربلا گریان و نالان طرف
مقتل کے روانہ ہوئے جب لاش پر اُس نوجوان کی پہونچے تو دیکھا کہ تمام
بدنِ نازنین اُس ماہِ جبین کا زخمون سے چور چور خاک و خون مین غلطان
ہے پس سر اپنے فرزند کا آغوش مین لیکر زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے
یَا بُنَیَّ عَلَی الدُّنیَا بَعدَکَ العَفَا ای فرزند جب تجھ سا نوجوان بایں
بیکسی اور تشنہ لبی سامنے آنکھون کے مرجاوے تو اب خاک ہے اس دنیا
اور زندگی دنیا پر پس اُن حضرت نے لاش علی اکبر کو لاشہاے شہدا مین
اٹھا کر رکھدیا اور بشدت روئے ۵

فریاد از غریبی و بے یاری حسینؑ		وز نالہاے دمبدم و زاری حسینؑ

راوی کہتا ہے کہ اُسوقت درخیمہ پر شور گریہ و بکا بلند ہوا اور اہل حرم
زار زار روئے پس حضرت نے اُنکو تسلی و دلاسا دیا کیون مومنین
اُسوقت تو امام حسین علیہ السلام نے اہل حرم کو تسلی و دلاسا دیا مگر افسوس
ہزار افسوس کہ بعد شہادت اُن حضرت کے کوئی اُن ستم رسیدون کا
دلاسا دینے والا نہ تھا بلکہ عوض دلاسے کے اعدا نے مقنع و چادرین
چھین لین اور اسباب لوٹ لیا اور خیمون مین آگ لگائی اور علی بن
الحسین بیمار کربلا کو طوق و زنجیر مین جکڑ دیا اور سب اہل حرم کے اسیر
و مقید کیا چنانچہ حجتِ خدا فرماتے ہین وَسُبِیَ اَهلُکَ کَالعَبِیدِ
وَصُفِّدُوا فِی الحَدِیدِ یا ای جد مظلوم اہل بیت آپکے مثل غلام
و کنیزون کے اسیر و مقید کیے گئے اور زنجیر ہاے آہنی مین جکڑ دیے گئے

الا لعنة الله على القوم الظالمين

مجلس ہفتاد و ششم

قَالَ اللهُ تَعَالیٰ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا

حق سبحانہ تعالی قرآن مجید مین مدح اہل بیت رسالت مین فرماتا ہی کہ دوستی خدا مین مسکین و یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہین آور ثعلبی کہ مفسرین اہل سنت سے ہی تفسیر مین اس آیہ کریمہ کی مجاہد اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہی کہ ایک مرتبہ دونون سردار جوانان اہل جنت فرزندان رسول الثقلین جناب حسنین علیہما السلام علیل و بیمار ہوے اور جد بزرگوار اُنکے جناب رسول مختار ص اُنکی عیادت کو تشریف لائے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی ان فرزندون کے بارے مین کچھ نذر کرو تا حق سبحانہ تعالی اُنکو شفا عطا فرمائے یہ سُنکر اُن حضرت نے عرض کیا کہ مین نے بدل قبول و منظور کیا جب شافی حقیقی اپنے فضل و کرم سے میرے فرزندون کو شفا عطا فرمائے تو مین روزہ رکھونگا پس جناب سیدہ نے عرض کی کہ مین نے بھی یہی نذر کی اور حسنین علیہما السلام نے عرض کی کہ ہمنے بھی یہی نذر کی یہ سُنکر فضہ نے عرض کی کہ مین نے بھی صوم نذر کیا پس جب حق سبحانہ تعالی نے حسنین علیہما السلام کو شفا عطا کی تو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے جناب سیدہ ع سے فرمایا کہ اب وقت وفائے نذر کا آگیا ہی چاہیے کہ ہم نذر بر وفا کرین پس سب بزرگوارون نے روزہ رکھا اور اُسدن اہل بیت رسالت کے پاس کچھ قسم طعام سے

نہ تھا اور اُنکے ہمسایہ مین ایک یہودی رہتا تھا کہ نام اُسکا شمعون تھا پس حضرت اُسکے پاس تشریف لیگئے اور قرض چاہا وہ یہودی اپنے گھر مین گیا اور تھوڑا صُوف اور تین صاع جَو لیکر آیا اور عرض کی کہ یا علیؑ یہ صوف اپنی عورتونکو دیجیے کہ اسکو کاتین اور یہ جَو اِسکی اُجرت ہی پس حضرت وہ صوف اور جو لیکر دولتسرا مین تشریف لائے اور جناب سیدہؑ نے ایک حصہ صوف کا کاتا بعد اِسکے ایک صاع جو اُسمین سے اپنے دست حق پرست سے پیسا اور اُسکو خمیر کرکے پانچ گردہ نان ہر ایک کے لیے برابر ایک ایک قُرص نان پکایا پس جب نماز مغرب سب بزرگوارون نے ادا فرمائی تو کھانا سامنے رکھا گیا اور سب دسترخوان پر بیٹھے اور چاہتے تھے کہ افطار کرین ہنوز کھانے کے لیے ہاتھ نہ بڑھایا تھا کہ یکایک ایک سائل دروازہ پر آیا اور عرض کرنے لگا کہ ای اہل بیت رسالت مین ایک مسکین ہون مساکین اہل اسلام سے مجھے کھانا کھلائیے جناب اقدس الٰہی آپکو طعام بہشت کا عطا کرے آپس یہ آواز سنکر جناب امیر المومنین علیہ السلام طرف جناب سیدہؑ کے متوجہ ہوے اور جو کچھ کہ باہم کلام ہوا اُس مطلب کو شاعر یون کہتا ہی ؎

ای دختر بہترینِ خلقان	ای دردِ مرا ہزار درمان
این مردِ فقیرِ بینوا را	از نان جوی نیز سیر گردان
آن سیدۂ زنانِ عالم	گفتا بجوابِ شاہِ مردان
فرمانِ ترا بجان شنیدم	ای شیر خدا و شمع ایمان

امشب نخورم بوے رسانم	از حصۂ خویشتن مین این نان

پس حضرت نے گردۂ نان اپنا ایثار کیا یعنے اپنے نفس پر سائل کو مقدم رکھا
جناب سیدہ نے موافقت اُن حضرت کی فرمائی اور دونون صاحبزادون نے
بھی موافقت اپنے والدین کی فرمائی یہانتک کہ فضہ نے بھی اپنے آقاؤنکی
متابعت کی غرضکہ سب حضرات نے اپنا اپنا حصۂ طعام سے ایثار فرمایا اور
اُس شبکو خالی پانی سے افطار کیا اور عبادتِ خدا مین مصروف رہے
پس روز دوم حسب دستور جناب سیّدہؑ نے ایک صاع جو پیسا اور
پانچ قرص نان پکائے اور بوقت افطار دسترخوان پر رکھے اور چاہا
کہ تناول فرمائین یکایک ایک یتیم دروازہ پر آیا اور عرض کرنے لگا اَلسَّلَامُ
عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَبَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَمَعْدَنَ الرِّسَالَۃِ سلام ہو آپ پر
ای اہل بیت نبوت و معدنِ رسالت مین ایک یتیم ہون فرزندان مہاجرین
سے میرا باپ جنگ عقبہ مین شہید ہوا ہی پس مجھے کھانے سے سیر کیجیے خدا
آپکو طعام جنت عطا کرے یہ سُنکر حضرت نے جناب سیّدہؑ سے
گویا یون فرمایا ؎

ای فاطمہ پدرم یتیم است	در گرسنگی و رنج و بیم است
ہر کو نخورد ورا نخورانند	نزدیک خدائے او کریم است
گفتا بجواب بنتِ احمدؐ	از روے وفا و عترتِ مجد
ابن عمّ و نور دیدگانم	من نان نخورم بوے رسانم
تا ربِ علا کند بحشر	از لطف شفیع مجرمانم

غرضکہ اُس شبکو بھی اُن حضرات نے کھانا نوش نہ فرمایا سبنے سائل کو دیا صرف پانی سے افطار کیا اور عبادت خدا مین مشغول رہے روز سوم پھر جناب سیدہ نے باقی جو پیسے اور کھانا تیار کیا اور بوقت افطار چاہا کہ روزہ کھولین ناگاہ ایک سائل نے دروازہ پر آواز دی کہ مین ایک اسیر ہون بعد رہائی کے بوجہ دُوری وطن کے نان شبینہ کا محتاج ہون بس مجھے سیر کیجیے خدا آپکو اسکا اجر عطا کرے یہ سنکر حضرت نے طرف جناب سیدہ ؑکے متوجہ ہو کر گویا یون فرمایا ؎

ای فاطمہ ای خجستہ پیکر — آمد بر در اسیرِ مضطر
از گرسنگی و بینوائی — نالان و حزین و زار و بے پر
گفتا بجوابِ شیرِ یزدان — آن دخترِ بہترین خلقان
کای ذاتِ تو شہرِ علم را در — شبیر بروزہ است و شبر
از گرسنگی رُخانِ ایشان — اندر زردی شدہ است چون زر
با اینہمہ طعمہ کردم ایثار — از بہرِ ثوابِ روزِ محشر

الغرض اُس شبکو بھی سب بزرگوارون نے کھانا سائل کو عطا فرمایا اور پانی سے روزہ افطار کیا اور بوجہ ضعف و ناتوانی کے بھوکے سُو رہے روز چہارم حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ہاتھ مین ہاتھ ایک صاحبزادہ کا لیا اور دوسرے ہاتھ مین ہاتھ دوسرے صاحبزادہ کا لیا اور خدمتِ بابرکت مین جناب رسول خدا ؐ کی حاضر ہوے اُسوقت وہ دونون صاحبزادے بسبب ضعف و ناتوانی کے کانپتے تھے

مومنین تصور کیجیے کہ کیونکر یہ حال ہوتا تین روز تک پے در پے بے غذا کے فصل گرما مین روزہ رکھا تھا اور بیماری سے اُٹھے تھے جسکے سبب سے نہایت ناتوان ہوگئے تھے پس جب جناب رسول خداؐ نے حسنین علیہما السلام کو اس حال سے دیکھا تو زار زار رونے لگے اور فرمایا کہ ای نور چشمو میرے چلو حجرۂ طیبۂ سیدہؑ مین جب داخل حجرہ ہوے تو دیکھا کہ وہ معصومہ محراب عبادت مین کھڑی مصروف عبادتِ خدا ہین اور گرسنگی سے شکم اطہر پشتِ مبارک سے ملگیا ہی اور چشمہاے انور مین حلقے پڑگیے ہین یہ حال اپنی پارۂ جگر کا دیکھکر جناب رسالت مآبؐ بیتاب ہوے اور فریاد کرنے لگے واغوثاہ باللہ اھلبیتِ محمدؐ یموتون من الجوع بارالہا ہماری فریادرسی فرما کہ اہل بیت رسالت بھوک سے ہلاک ہوا چاہتے ہین پس فوراً جبرئیل بحکم رب جلیل آیۂ مذکورہ لیکر نازل ہوے حضرات سنا آپنے کہ جب جناب رسول خداؐ نے حسنین علیہما السلام کو اُسوقت اس حال سے دیکھا تو زار زار رونے لگے اور جب حجرہ مین اپنی پارۂ جگر جناب سیدہؑ کا حال دیکھا تو فریاد واغوثاہ کی فرمانے لگے خیال کیجیے کہ اُسوقت اہل بیت رسالت کا کیا حال تھا گو وہ حضرات تین روز سے بھوکے تھے اور ناتوان ہوگئے تھے لیکن پانی ممکن تھا اور سیراب تھے اور اپنے وطن بلکہ گھر مین تھے کسی صحرا و بیابان اور عالم غربت و مسافرت مین نہ تھے اور تین دن سے کوئی تشنہ لب نہ تھا اور نہ کوئی مجروح تھا یارسول اللہ کہان تھے آپ بروز عاشورا جب فرزند آپکا حسینؑ مظلوم

شدت تشنگی سے تین دن کا بھوکا پیاسا عالم غربت و مسافرت اور صحراے کربلا مین زخم تیر و نیزہ اور شمشیر و پتھر سے چور چور ریگ گرم پر حرارت و تیزی آفتاب مین زبان خشک چباتا تھا اور باواز ضعیف العطش العطش فرماتا تھا اور شمر لعین اُسی حال مین خنجر بکف آمادۂ ذبح تھا یہانتک کہ سر اقدس بدن اطہر سے جدا کیا اور نیزۂ طویل پر بلند کیا اُسوقت بچے اور دختران ستم دیدہ فریاد وا اَبَتَاہُ وا عطشاہُ کرتی تھین اور زار زار روتی تھین چنانچہ اُسوقت کی حالت کو بنا بر روایت بحار کے جناب ام کلثوم ع وقت داخلۂ مدینہ کے روضۂ جناب سیدہ کیطرف متوجہ ہوکر ایک نوحہ مین فرماتی ہین ؎

وَزَیْنَبُ اَخْرَجُوْهَا مِنْ خِبَاهَا ۔۔۔ وَفَاطِمُ وَالِهٌ تُبْدِیْ الْاَنِیْنَا

آہ زینب ستم رسیدہ دختر برادر مظلوم کو اعدا نے بظلم و ستم خیمے سے باہر نکالا اور فاطمۂ کبری حیران تھین اور نالہ و فریاد کرتی تھین۔

سُکَیْنَهُ تَشْتَكِیْ مِنْ حَرٍّ وَجْدٍ ۔۔۔ تُنَادِیْ الْغَوْثَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَا

اور سکینہ بیکس و ناچار شدت حرارت و تشنگی کی شکایت کرتی تھین اور فریاد سوزش قلب کی اپنے فریادرس پروردگار سے کرتی تھین۔

اَفَاطِمُ لَوْ نَظَرْتِ اِلَی الْحَیَارٰی ۔۔۔ وَلَوْ اَبْصَرْتِ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَا

ای مادر گرامی فاطمہ زہرا ع کاش آپ دیکھتین کہ ہمین کس ذلت سے شتران بے پردہ پر سوار کیا تھا اور زین العابدین ع کو کہ نہایت ناتوان و بیمار تھے طوق و زنجیر مین جکڑ کے پھراتے تھے آہ آہ اِس مصیبت کو

حجت خدا بھی فرماتے ہین وَسُبِیَ اَھلُکَ کَالعَبِیدِ وَصُفِّدُوا فِے الحَدِیدِ ای جد مظلوم اہل بیت آپکے مانند غلام و کنیزان ترک و روم کے اسیر و مقید کیے گئے اور زنجیر ہاے آہنی مین جکڑ دیئے گئے اَلاَ لَعنَۃُ اللہِ عَلے القَومِ الظَّالِمِینَ

مجلس ہفتاد و ہفتم

یَا مَعشَرَ المُؤمِنِینَ اِعلَمُوا اَنَّ اللہَ تَعَالٰی قَد شَرَّفَ ثَلٰثَۃَ اَشیَاءٍ مِن بَینِ مَخلُوقَاتِہٖ مَا شَرَّفَ مِثلَھَا اَحَدًا آگاہ ہوای گروہ مومنین و دوستداران عترت حضرت سید المرسلین حق سبحانہ تعالی نے اپنی مخلوقات مین جیسا کہ فضل و شرف تین چیزون کو عطا فرمایا ہی ایسا شرف کسیکو عطا نہین کیا ہی اَلاَوَّلُ القُراٰنُ فَکُلُّ مَن اَنکَرَ شَرَفَہٗ فَھُوَ کَافِرٌ وَالثَّانِی بَیتُ اللہِ الحَرَامُ فَکُلُّ مَنِ انحَرَفَ عَنِ القِبلَۃِ بَطَلَت صَلٰوتُہٗ وَکُلُّ مَن لَم یَعرِف بِشَرَفِ الکَعبَۃِ فَھُوَ کَافِرٌ ایک انمین سے قرآن مجید ہی پس جو شخص اسکا منکر ہو وہ کافر ہی اور دوسرا خانہ کعبہ ہی جو شخص نماز مین قبلہ سے حالت اختیار مین انحراف کرے تو نماز اسکی باطل ہی اور جو شخص شرف کعبہ کا قائل نہو وہ بھی کافر ہی وَالثَّالِثُ اَھلُبَیتِ مُحَمَّدٍ صَلَّے اللہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ فَکُلُّ مَن لَم یُقِرَّ بِشَرَفِھِم وَفَضلِھِم فَھُوَ کَافِرٌ فَلِذٰلِکَ اَوصٰی لَھُمُ النَّبِیُّ وَھُوَ فِے الاِحتِضَارِ اور تیسرے انمین سے اہل بیت و عترت حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ ہین پس جو شخص آل رسول کے شرف و فضل کا قائل نہو یعنے جو بدل و زبان او بعمل اعتقاد

اُن برگزیدگانِ باری کا نہ کرے وہ کافر ہے پس اسیواسطے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے حالتِ احتضار مین بھی امت سے اپنے اہل بیت کے بارے مین مکرر وصیت فرمائی وَقَالَ اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ مُخَلِّفٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَبَیْتِیْ اور فرمایا ایہا الناس مین درمیان تمہارے دو چیزین بزرگ ونفیس چھوڑے جاتا ہون ایک قرآن مجید اور دوسری عترتِ طاہرہ اہل بیت میرے حضرات شنا آپنے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے تو اہل بیت رسالت کو ایسا فضل وشرف عطا فرمایا اور جناب رسول خدا نے اپنی امت سے انکے بارے مین وصیت فرمائی مگر افسوس ہزار افسوس بعد اُن حضرت کے اشقیاے امت نے اہل بیت رسالت پر کیا کیا ظلم وستم کیے یہانتک کہ فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام کو اشقیاے کوفہ وشام نے مہمان بلا کر صحراے کربلا مین کنارۂ نہر فرات پر تین روز کا بھوکا پیاسا شہید کیا اور اسباب لوٹ لیا اور خیمون مین آگ لگائی اور اہل حرم کو بے پردہ کیا اور خیمون سے باہر نکالا پس اُس تلاطم عظیم مین وہ سب عورات ستم رسیدہ طرف مقتل شہدا کے آئین اور گریان ونالان لاشِ اطہر مظلوم کربلا پر پہونچین ایک طرف جناب ام کلثوم اور فاطمہ اور عاتکہ اور رقیہ خواہرانِ امام حسین علیہ السلام فریاد وااخاہُ وامظلوماہُ کرتی تھین اور زار زار روتی تھین اور ایک طرف فاطمۂ کبریٰ اور سکینہ اور زینب دختران ستم دیدہ فریاد واابتاہُ واعطشاہُ کرتی تھین

ایک طرف جناب شہربانو اور رباب اور لیلیٰ مادر جناب علی اکبر ازواج سیدالشہدا وَاسَیِّدَاہُ وَامَقتُولَاہُ کہکے نوحہ و بین کرتی تھین اور بشدت روتی تھین یہانتک کہ روتے روتے بیہوش ہوگئین اور جناب زینبؑ کے حال مین یون وارد ہی رَوَی ابنُ نُمَا عَن حُمَیدِ بنِ مُسلِم اَنَّہٗ قَالَ لَا اَنسیٰ زَینَبَ بِنتَ اَمِیرِ المُؤمِنِینَؑ وَھِیَ تَندِبُ الحُسَینَ عَلَیہِ السَّلَامُ وَتُنَادِی بِصَوتٍ حَزِینٍ وَقَلبٍ کَئِیبٍ

چنانچہ ابن نما رحمہ اللہ نے حمید بن مسلم سے روایت کی ہی کہ کہا اُسنے مجھے نہین بھولتا ہی حال جناب زینب دختر امیر المومنینؑ کا کہ جب وہ مظلومہ نوحہ و بین جگرخراش سوزش دل سے کرتی تھین لاش پر اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کی اور بآواز حزین و دردناک دل پر درد سے فریاد کرتی تھین اور بشدت رو رو کے گویا یہ کہتی تھین۔

بِنَفسِی عَفِیراً فِی التُّرَابِ مُجَدَّلاً		ھٰذَا اَخِی فَوقَ التُّرَابِ مُعَفَّراً

ہائے افسوس یہ جسم اطہر میرے بھائی امام حسینؑ کا ریگ گرم پر بے لباس پڑا ہی قربان ہون مین اس لاش انور پر جو خاک و خون مین آلودہ و غلطان ہی۔

بِنَفسِی جَرِیحاً بِالدِّمَاءِ مُغَسَّلاً		بِنَفسِی طَرِیحاً ھَشَّمَ الخَیلُ صَدرَہٗ

فدا ہوبین اس سینۂ اقدس پر جو ظلم و ستم اعدا سے پامال سم اسپان ہوا اور فدا ہو بہن اس مجروح و زخمی پر جو اپنے خون مین غسل دیا گیا اور بجاے کفن کے خاک صحرا ہوئی جو ہوا سے اُڑکے جمتی جاتی ہی۔

بنفسی خضیب الشیب من دم نحرہ		تریب الخد و بالدماء مرملا

آہ قربان ہون ستم دیدہ اس ریش سفید و نورانی پر جسپر خون گلوے بریدہ کا خضاب ہو قربان ہون مین ان رخسارہاے اطہر پر جو خاک و خون مین آلودہ ہین الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

تمت بالخیر

یا ناظراً فیہ سل باللہ مرحمۃ		علی المؤلف واستغفر لکاتبہ
واطلب بنفسک من خیر تریدبہ		من بعد ذلک غفراناً لصاحبہ

التماس

چونکہ اس کتاب نہر المصائب ہر سہ مجلد کی بوجہ توثیق حضرات علماے کرام و فضلاے عظام عصر دام ظلہم العالی و نیز بجد و جہد اور کوشش ترتیب و تصنیف مؤلف صاحب کے بڑی شہرت ہی اور شائقین سادات و مؤمنین اور محب و موالی حضرات معصومین علیہم السلام مشتاق ہین غالباً جسقدر نسخے کہ چھپ چکے ہین بہت جلد فروخت ہون اور مالک مطبع کو بوجہ اسکی عمدگی کے مکرر ضرورت طبع ہو بقول سعدی عطر آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید لہذا مترصد ہون کہ اُسوقت جو مجلدات مطبوعہ پاس مؤلف صاحب کے بنابر خواندگی مجالس موجود ہین طلب کرکے مطابق و موافق اُنکے بخط جلی دوبارہ طبع ہون کیونکہ اُنھون نے سب اغلاط کو بہت عمدہ طور سے رفع کیا ہے

اور مطابق اصل مسودہ کے فرمایا ہی اور عدم موجودگی مین مولف صاحب کے اونکے فرزند دلبند سعید مؤتمن مرزا علی حسن عرف ننھے مرزا سلمہ اللہ سے ملسکتی ہی فقط

ملتمسہ اقل الحاج

مرزا جعفر علی کربلائی عفی عنہ

جدول اسمار مقدسہ شہدار بنی ہاشم سلام اللہ علیہم کہ در روز عاشورا شہید شدند

نمبر	اسمار مقدسہ شہدا	ولدیت	نمبر	اسمار مقدسہ شہدا	ولدیت
۱	حضرت امام حسین ع	حضرت امیر المومنین ع	۱۲	جناب عبداللہ	حضرت امام حسین ع
۲	جناب عباس ع	ایضاً	۱۳	جناب محمد ع	حضرت ابو الفضل العباس ع
۳	جناب عبداللہ	ایضاً	۱۴	جناب عون ع	جناب عبداللہ بن جعفر طیار
۴	جناب جعفر ع	ایضاً	۱۵	جناب محمد ع	ایضاً
۵	جناب فضل ع تقیۃً مشہور عثمان	ایضاً	۱۶	جناب محمد ع	جناب جعفر طیار ع
۶	جناب محمد اصغر ع	ایضاً	۱۷	جناب عون	ایضاً
۷	جناب قاسم ع	حضرت امام حسن ع	۱۸	جناب عبد الرحمان ع	حضرت عقیل ع
۸	جناب عبداللہ	ایضاً	۱۹	جناب جعفر ع	ایضاً
۹	جناب اصغر ع تقیۃً مشہور ابوبکر	ایضاً	۲۰	جناب عبداللہ	جناب مسلم بن عقیل ع
۱۰	جناب علی اوسط و بنا بر فقرہ زیارت ناحیہ علی اکبر ع	ایضاً	۲۱	جناب ابو عبداللہ	ایضاً
۱۱	جناب علی اصغر ع	ایضاً	۲۲	جناب محمد ع	ابوسعید بن عقیل ع

چونکہ در اکثر روایات و زیارت اسمار شہدار بنی ہاشم ہیجدہ ۱۸ بزرگوار اند اما در بعض کتب مقاتل تا بیست ۲۰ و دو معلوم میشود فقط

حررہ جعفر علی عفی عنہ

قطعۂ تاریخ طبع از زاد عالی نژاد عمدۃ الشعرا زبدۃ الکملا خوش خلق و نیک سیر جناب حاج علی حسن خان صاحب متخلص بہ انور کربلائی نور اللہ وجہہٗ وزاد قدرہٗ

میرزا قاسم علی صاحب نے لکھی یہ کتاب
نام ہی نہر المصائب پیاس ہی شہ کی رقم
خوش ہوے اُنسے نبیؐ و مرتضیٰؑ و فاطمہؑ
مُہرین کردین عالمون نے اُنکی صحت پر ہم

جب سنہ ہجری ہین انور فکر کی تاریخ کی
ہاتفِ غیبی پکارا ہی یہی دریاے غم
سنہ ۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ طبع کتاب ہذا از نتیجۂ افکار خوش کردار و گوہر آبدار دریکتا شاعر بے ہمتا جناب حیدر مرزا صاحب المتخلص بہ فوق زاد قدرہ وطال عمرہ ارشد تلامذۂ عالی جناب مستغنی الالقاب اشرف الناس الیوم مولانا سید عباس حسن صاحب المتخلص بہ فصاحت سلمہ اللہ تعالےٰ من شرور الزمن والفتن

وہوہٰذا

جو ہی نہر المصائب ایک کتاب
یہ اُسی کا ہی دوسرا حصا
سب روایات ہین صحیح اے فوق
کہتے ہین خاص و عام کیا کہنا

سالِ ہجری لکھو زروے آہ
دفترِ ماتمِ حسینؑ چھپا
سنہ ۱۳۰۵ ہجری

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خدا و نعت رسول دوسرا خاتم انبیا و مدح شیر خدا سرور اولیا و مناقب ائمہ ہدا علیہم التحیۃ والثنا بخدمت عزاداران مظلوم کربلا غریب نینوا کشتۂ دغا مقتول جفا خامس آل عبا حضرت سید الشہدا علیہ آلاف التحیۃ والثنا التماس ہی کہ گو آپکے قلوب ہموم و دلہاے مغموم کی یاد دہانی کے لیے بکثرت کتابین مصائب آن حضرت مین تصنیف و تالیف خصوص اردو مین ترجمہ ہو کر معرض طبع آئی ہین پھر بھی ہر شائق کو جستجو و تلاش رہتی ہی کہ کوئی کتاب مصائب ائمہ اطیاب مین تالیف جدید ایسی دستیاب ہو کہ جسمین فضائل و مصائب مستند اور تمہید و روابط معتمد مضامین مخدوش سے بری بطرز نو ہو اور حق بھی یہی ہی کہ مضامین کہن کو طرز نو مین بیان و ادا کرنے سے لطف مزید اور لذت جدید متصور رہی اور کثرت گریہ و بکا پر اعانت کامل ملتی ہے لہذا فضائل مآب کمالات اکتساب حاج الحرمین الشریفین ذاکر و زائر حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام اعنی صفی و فی جناب حاج آخوند مرزا آقا سہم علی صاحب کربلائی زاد فضلہ نے کتب مستندۂ معتبرۂ احادیث و تواریخ عربی و فارسی سے بارۂ فضائل و مصائب حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کو انتخاب فرماکے بترتیب و ترصیف خوشش اسلوب علیحدہ علیحدہ مجالس مین بزبان اردو

درد انگیز فقرات اور رقت خیز کلمات مین بکمال تہذیب مدون فرمایا ہے
اور ہر مجلس کا طریق بیان اور طرز عنوان اسطرح سے رکھا ہے کہ اول تمہید
ذکر فضائل یا معجزات اور مناسب اُسکے بیان مصائب آن حضرات
تاکہ ذاکر کو وصل و پیوند اور ربط وغیرہ کی دقت نہو اور نام اس وظیفۂ غم
و صحیفہ ماتم کا **نہر المصائب** ہے جو فی الحقیقت بحر سے نہر شیرین
وصاف تر ہے اور حق تالیف اِسکا مطبع کو ہبہ کیا ہے واقعی عجب رتبہ کی
یہ کتاب مستطاب لاجواب ہے کہ ہر فقرہ دلسوز نشتر رگِ جان اور
ہر کلمہ اسکا گریہ و بکا کے لیے وسیلۂ کامل ہے جسمین نجات عصات
امت کے لیے ذریعۂ اعظم حاصل ہے اور اس کتاب بے نظیر و دلپذیر مین
ایسے عمدہ مضامین بھی تحریر ہین کہ جنکا ترجمہ ابتک اُردو مین نہوا تھا البتہ
لطف اس کتاب کا کماحقہ اُسکو حاصل ہوگا جسکے پاس ہر سہ مجلد
موجود و پیش نظر ہون کیونکہ ہر سہ مجلد مین بمقامات مختلفہ حضرات
چہاردہ معصومین علیہم السلام کے فضائل و معجزات اور ولادت
و شہادت درج ہے سبحان اللہ حق تعالے نے بعد قرآن مجید
و فرقان حمید کے ذکر فضائل و مصائب حضرات ائمۂ معصومین
علیہم السلام کو کیا شرف و کرامت عطا فرمائی ہے کہ اگر کسی فن کی
کتاب کو کوئی شخص ایک دو مرتبہ دیکھتا یا سُنتا ہے تو تیسری بار
برغبت نہ دیکھتا ہے نہ سُنتا ہے بخلاف کتبِ مصائب کے کہ جسقدر
مؤمنین اُنکو دیکھتے یا سنتے ہین تو رغبت اور ولولۂ شوق اُنکا زائد ہوتا ہے

اور کیونکر ہو کہ وہ حضرات ائمۂ ہدیٰ برگزیدۂ خدا ہین جنکو اپنے نور مقدس سے خلق فرمایا ہی جنھون نے بندگان خدا کو ہدایت فرمائی اور طریقے معرفت و عبادت کے سکھائے پس الحمد للہ والمنۃ کہ یہ مجلد دوم یعنے حصہ سوم کتاب ممدوح کا بنا برہدیہ سادات و مؤمنین اور نذر ذاکرین شائقین کے بجوشش قلبی محمد مرزا صاحب سلمہ العالی کاغذ سفید و عمدہ اور تقطیع مرغوب و خوشنما پر مرتب ہو کر مطبع مشہور دیار و امصار جناب منشی نول کشور صاحب مالک اودھ اخبار واقع شہر لکھنؤ مین بماہ مئی ۱۸۸۴ء مطابق ماہ شعبان ۱۳۰۱ ہجری طبع ہو کر رونق منبر عزا اور وسیلۂ اعظم گریہ و بکا ہوا اور شائقین کو مژدہ ہو کہ مجلد ثالث بھی زیر طبع ہے فقط۔

اعلان

حق تالیف اس کتاب کا جناب مؤلف صاحب زاد قضائہ مطبع ہذا کو ہبہ فرمایا ہی لہذا بدون اجازت اس مطبع کے کوئی صاحب قصد طبع نہ کرین۔

وما علے الرسول الا البلاغ

اشتہار

یہ کتاب خاص مذہب حضرات اثنا عشری کے لیے ہی
اہل سنّت و جماعت مطالعہ اور خرید نہ کریں۔

المشتہر
مرزا جعفر علی کربلائی برادر مؤلف

مقدمات ضروری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والمنۃ علی احسانہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وحبیبہ محمد والہ وعلی الاوصیاء من عترتہ امابعد رائے ذہن صافی برادران ایمانی پر مخفی نرہے کہ یہ مجلد سوم نہر المصائب منتخب وملخص کتاب مستطاب بحر المصائب ہی اور اکثر مقامات مناسب مین بارہ احادیث فضائل ومعجزات اور انتخاب روایات مصائب وشہادت حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کتب معتبرہ سے اضافہ کی گئی ہین اور سبب اختیار کرنے تلخیص کتاب مسطور کا یہ ہی کہ مجلد اول مزین بتوثیق آیۃ اللہ العظمےٰ جناب سید العلما اعلی اللہ مقامہ تھی اور مجلد دوم کی اکثر روایات بحضور جناب ممتاز العلما طاب ثراہ مجالس مین پڑھی گئی ہیں بلکہ سنا ہی کہ بعض روایات کتب فارسیہ کو عربی فرما دیا ہی کیونکہ اُس زمانہ مین عربی عبارت مع ترجمہ اُردو پڑھنے کا دستور تھا علاوہ اسکے بقول سعدی

تا بماند نامِ نیکت پایدار	نام نیک رفتگان ضائع مکن

فی زماننا بوجوہاتِ چند اب اکثر ذاکرین صرف ترجمہ پر اکتفا کرتے ہین یہی وجہ ہی کہ ہر شخص کو اب اِس فن کی جرأت حاصل ہی گو صرف آواز اور طرز اور طریقہ اس فن ذاکری مین جسے عرفاً حدیث خوانی کہتے ہین کافی نہین ہی مگر عام لوگ اسکو پسند کرتے ہین اور لسانی اور وضع ظاہری اور

شکل ہیولانی پر فخر زیبا نہین ہی بقدر ما یحتاج استعداد اور علم و عمل اور ادب
و قاعدہ ضرور ہی اور زبان و دل بھی پاک و صاف چاہیے جیسا کہ اس کتاب کی
تصنیف و ترتیب اور تہذیب و تالیف مین عمدۃ الحاج و الزائرین زبدۃ الذاکرین
مقبول حضرت علم لم یزلی اخ المکرم آخوند مرزا قاسم علی صاحب مد ظلہ نے
نیک نیتی سے سعی بلیغ فرمائی ہی اور حتے الامکان احادیث و روایات بحوالہ
کتاب یا راوی لکھی ہین جو باعث اعتبار خلقت اور سبب نجات آخرت ہی
اور ہر سہ مجلد کو حرف بحرف استادنا المعظم والمکرم سید الذاکرین رئیس
المحدثین جناب مولوی میر سید علی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کو سنایا ہی
اور بعض حضرات مجتہدین دام ظلہم العالی اور فضلاے موثقین اور محققین لکھنؤ
سے جا بجا اسکے مطالب کو تحقیق بھی کیا ہی اور اصل مسودہ کتاب ہذا کو انکی
نظر انور سے گذرانا ہی چنانچہ اُن حضرات نے بکمال توجہ و عنایات بنظر
پسند فرما کر توثیق اور مہر و دستخط مزین فرمایا ہی واقعی اسمین اُن حضرات کے
طفیل و برکت سے عبارت درست مضمون چست بے تصنعی ہی اور بحر سے
نہر شیرین و صاف تر ہوئی ہی ویسا ہی طرز خواندگی بھی بے تکلف و تصنع چاہیے
جو حضرات علما اور فضلا اور مقدسین اور طلباے علم دین پسند کرتے ہین
کیونکہ نفوس قدسیہ اُنکے صرف ذاکر کے مضامین کیطرف متوجہ رہتے ہین
اور سہو و نسیان لفظی سے کہ بمقتضاے بشری ہی درگذر فرماتے ہین اور
آواز کی پستی و بلندی با تصنع و تکلف کو پسند نہین کرتے ہین کیونکہ اسکی
مذمت وارد ہوئی ہی چنانچہ کتاب منّ و سلوی مین حجۃ الاسلام

افضل الناس قبلہ و کعبہ مولانا جناب السید محمد عباس صاحب دام ظلہم العالی نے نظم فرمایا ہے

پیروی دُور از رہ شرعِ قویم	درجھرا ءا ءا ءا طِ المستقیم
خوانده ربِّ العالمین روح الامین	یا کہ ربِّ العاء ءآ ءآ ءآلمین
ہست ایدیہم بما خود خوشنما	چیست ایدِی اِی ءِیِ اِیہِم بما

پس حیف ہی اُن لوگون پر جو قرآن اور دعا اور اذان و اقامت اور احادیث فضائل اور روایات مصائب حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام مین اظہار کمال کرکے سُر اور راگ کو عمل مین لاتے ہین اور سامعین جاہلین بھی واہ واہ کرتے ہین اور اُنکی تازہ ادائی سے مسرور ہوتے ہین افسوس وہ لوگ اپنے علما و فضلا کے حکم پر عمل نہین کرتے ہین اگر صاف صاف بدون راگ کے پڑہین تو اُنکے کمال اور ذاکری مین کچھ نقص نہوگا بلکہ ثواب ہی بشرطیکہ مضمون وضعی نہو ورنہ معصیت بے لذت ہی کیونکہ معصیت کے انواع و اقسام ہین بعض مین صرف زر ہی بعض مین زحمت و محنت ہی اور بعض گناہ ایسے ہین کہ بدون زر او زحمت کے آسانی ہوتے ہین مثلاً کذب و غیبت وغیرہ جو بہت شائع بلکہ ہنر ہو رہے ہین پس تحفظ زبان واجب و لازم ہی کیونکہ کتب معتبرہ مین مصائب اہل بیت رسالت کیا کم ہین جو ذاکرین مضامین مخدوش کو بفخر و مباہات اور خوش الحانی و خوش بیانی سے ادا کرتے ہین اور سُننے سُنانے مضامین سے بغیر حوالہ کتاب و راوی کے صاحبانِ علم و فہم کو حیرت مین ڈالتے ہین ثمرہ اُسکا

جو کچھ کہ ہوتا ہی وہ اظہر ہی علاوہ اِسکے باعث طعن مخالفین ہوتا ہی بعید نہین ہے
کہ ایسے دلیرون سے آخرت مین سوال اسکا کیا جائے یہ جرأت صرف
بامید تعریف کرتے ہین اور وہ سبب مذمت و مذلت ہوتی ہی ذی استعداد
ذاکرین سے تو یہ امر نہایت بعید ہی بس جملہ سادات و مؤمنین کو لحاظ
و پاس اسکا ضرور ہی کہ ایسے دلیرون کو حتے الامکان فہمایش کیا کرین کہ
تا عند اللہ و عند الرسول ماخوذ نہون وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ۔
اور تفصیل ہر سہ مجلد کی حصون کی مجالس کی یون ہی حصہ اول مین ۲۵
حصہ دوم مین ۳۷ حصہ سوم مین ۷۷ حصہ چہارم مین ۲۴ حصہ پنجم مین
۵۵ یعنے جلد اول مین ۶۲ جلد دوم مین ۷۷ جلد سوم مین ۷۹ ہین پس
کل مجالس ہر سہ مجلد مین ۲۲۷ ہین حق سبحانہ تعالیٰ جل شانہ اسکو جتاب
مؤلف کا باقیات الصالحات گردانے اور مطبوع و مرغوب حضرات
سادات و مؤمنین خصوصاً زمرۂ ذاکرین کرے اور اُنکو جزاے نیک دی
اور خیر دارین کرے اور زبانِ حاسدین سے محفوظ رکھے اور اس کتاب کے
ناظرین و سامعین کو خداوند عالمین اجر و ثواب عظیم عطا فرمائے
بحرمۃ النبی و آلہ الطاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین اور محبان
و تعزیہ داران مظلوم کربلا کو سزاوار ہی کہ بہ نسبت عشرہ محرم کے ان ایام
مین چہار چند تعزیہ داری اور عزا و ماتم و غم کرین کہ ان ایام مین آسمان
و زمین اور ملائکہ اور جن و پری وغیرہ نے غم کیا ہی اور ناظرین کتاب ہذا
کی خدمت مین التماس ہی کہ صحتنامہ متعلق ہر سہ مجلد پر توجہ تام فرمائکر

اغلاط مرقومہ کو مع ملاحظہ حواشی کے درست فرما دین کیونکہ بجنسہٖ کتاب کا
طبع ہونا شاذ ہی اور علاوہ اسکے اگر سہواً کوئی اعرابی یا لفظی غلطی رہگئی ہو
تو اُسکو بغرض حسنات قبل خواندگی کے صحیح کرین بقول شاعر ع

بقدر وسع در اصلاح کوشند		اگر اصلاح نتوانند خموشند

اور جو حضرات ذاکرین اِس کتاب کو براے نام ہاتھ مین لیکر ہر قسم کے
مضامین خیالی اور رسموی زبانی بیان فرماتے ہین اور وہ نازک خیالیان
اسمین درج نہین ہین اُسوقت ایسا عنوان فرمایا کرین کہ سامعین کو
بقرائن واضح ہو کہ یہ مضمون فقرات مصائب کے اس کتاب سے
خارج بیان ہو رہے ہین جو خلاف مشہور و معروف ہین اسلیے کہ کتاب
ہذا مین مضامین مخدوش سے حتی الامکان پرہیز کیا ہی اور اگر نہ ہوسکے ہو
تو اُسوقت اس کتاب کو بند کر دیا کرین تو عین احسان ہی کیونکہ
مولف صاحب نے اس زمانۂ ناساعد اور تفکر مین جسقدر کہ مضامین
مصائب قلمبند کیے ہین اسکی تحقیقات مین بہت زحمت اُٹھائی ہی اور
خورد و نوش نہین فرمائی بلکہ اوقات عزیز کو ایسے کار نیک و عمدہ مین
صرف کر کے مضامین کہن کو طرز نوئین ادا کیا ہی اور خاص کر ذاکرین
خواندگان کتاب ہذا کو امور ذیل کا لحاظ و خیال ضرور رہنا چاہیے کہ
جس مجلس مین بطور تمہید کے دو یا تین حدیثین ہین اور بنظر اختصار رباعی
حدیث اول پڑھنا مقصود ہو تو حرف عطف عبارت عربی اور ترجمہ مین
ترک کرین صرف شروع نام کتاب یا راوی سے کرین اور اگر تمہید کا

موقع و محل نہو صرف روایت مصائب سے شروع کرنا منظور ہو تو لفظ چنانچہ اگر ابتداے ترجمہ مین ہو تو اُسے ترک کیا کرین کیونکہ وہ متعلق بہ تمہید ماقبل حدیث یا روایت ہی اور جہان پوری مجلس پڑھنے کا موقع حاصل ہو وہان الفاظ مذکورہ کا ترک کرنا ضرور نہین ہی اور اب جو مطبع مین رسم الخط لفظ اوس اور اون کا اُس واُن رائج ہوا ہی پس جہان ضمہ ہمزہ رہگیا ہو وہان ضمیر بعید کو ضمیر قریب تصور نکرین مگر یہ باخبر کا کام ہی جو قواعد صرف و نحو اور قواعد اُردو بھی جانتا ہو اور اہالیان مطبع اگر یہ قاعدہ بلا تحریک کسیکے جاری رکھین کہ صحیحنامہ جو غلطنامہ مشہور ہی آخر ہر کتاب مین شامل ہوا کرے تو نہایت بہتر ہی اُسمین بہت سے فائدے ہین عمدہ یہ ہی کہ باعث نیکنامی مطبع ہی اور کتاب صحیح ہو اور مؤلفین اور اہالیان مطبع زبان حاسدین سے محفوظ رہین اور کتاب ناقص متصور نہو کیونکہ فی زماننا خودرائی و خود پسندی اور کذب بہتان بہت شائع و منتشر ہی جسکی وجہ سے اپنے حالات کے اکثر ناظر نہین ہین بلکہ دوسرے کا فعل عمدہ اور کار نیک جو عقلا اور حکما کے نزدیک گلزار ہمیشہ بہار ہی وہ حمقا و حاسدین غدار کی نظر مین خار ہی گو اُس سے دوسرے کا ضرر نہین محض بے اعتبار ہی اسلیے کہ جب مؤمن قصد کار نیک و خوشنودی کردگار اور ائمہ اطہار کا کرتا ہی تو توفیق اُسکی رفیق شفیق ہو جاتی ہے صرف نیک کی نیکی اور بد کی بدی باقی رہتی ہی بقول شاعر

غم و شادمانی نماند ولیک
جزاے عمل ماند و نام نیک

اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے حاسد کے حسد سے کیا کام ہی بقول سعدی رح

الا تا نخواہی بلا بر حسود	کہ آن بخت برگشتہ اندر بلاست
چہ حاجت کہ با وے کنی دشمنی	کہ ویرا چنان دشمن اندر قفاست

پس اس دنیاے فانی مین جسکی وقعت بیش خدا اور انبیا و اوصیا بقدر پر پشہ کے نہین ہی اسطرح سے بسر کرنی چاہیے کہ اگر وا قفت وشناسا لوگ اچھا نہ کہین تو برا بھی نہ کہین بلکہ حتے الامکان عمل خیر اور نام نیک کی سعی وکوشش سزاوار ہی جو مدتون کی محنت ومشقت مین حاصل ہوتا ہی برخلاف نام بد کے کہ تھوڑی دیر مین ہو سکتا ہی نظیر اسکی حال شیطان رجیم ہی جسنے ابتدا تکبر وحسد کیا انجام یہ ہوا کہ ابدالآباد راندۂ درگاہ ہوا اور نام اسکا حارث تھا بوجہ نافرمانی خدا اور تکبر کے نام اسکا ابلیس رکھا گیا پس اسکا پیرو بننا شغل اشقیاے امت کے زیبا اور جائز نہین ہی مگر خدا نے اپنے بندون کو فاعل مختار کیا ہی نہ مجبور جسکو جسطرف رجحان ہوتا ہی وہ کرتا ہی مسئلہ جبر وتفویض کو سمجھ لینا چاہیے اور حیا وشرم کردار بد حسد وغیرہ سے ضرور ہی سرد وگرم زمانہ پر تحمل چاہیے جیسا کہ مشہور ہی گل بے خار گنج بے مار خاطر بے آزار بستان بے خزان عسل بے زنبور دولت بے غرور عشرت بے عسرت گل بے بلبل نہین ہوتا ہی پس انسان کو راضی برضا رہنا چاہیے حق تعالی اجر وثواب اسکا عطا فرمائیگا اگر کوئی جاہل اور حاسد نامناسب کلام کرے تو تحمل وسکوت کرنا چاہیے بقول شاعر ع جواب جاہلان باشد خموشی ؛ بہرحال حسد اور مضامین مخذوش سے پرہیز لازم ہی کتب علما ومحدثین کیطرف رجوع کرکے اپنے نفس کو نصیحت

کریں اور منبر کا جو مقام انبیا و اوصیا ہی ادب و احترام کریں ذرا خوف خدا کریں اور مرگ سے غافل نہون بقول شاعر

چو از مرگ آسوده خاطر نشینی	چه حاصل اگر در مقابر نشینی
وگر خلوتے باطنی با خدا ہست	چه غم گر بمحفل بطن ابر نشینی
بباید ز دنیا بری زاد راہے	درین خانه مثل مسافر نشینی
عبث این همه عیش و شادی درینجا	که در ماتم خویش آخر نشینی
جهان پر ز شور است اما ضرور است	که خاموش باشی و صابر نشینی
نزیبد ترا با چنین ذل و خواری	که بر جایگاه اکابر نشینی
بوعظیکه گفتی عمل خود نه کردی	چه حاصل اگر بر منابر نشینی

والسلام والاکرام

حرره العاصی حاج مرزا جعفر علی کربلائی عفی عنه مورخه نهم ربیع الاول سنه ۱۳۱۱ ہجری

بشریٰ للمؤمنین

بحمده تعالیٰ مؤلف صاحب نے بعد ختم تالیف ہر سه مجلد کتاب نادر العصر نہر المصائب کے دوسری کتاب کی تالیف مسمیٰ بہ ینبوع المصائب شروع فرمائی ہی حق سبحانه تعالیٰ بخیر و عافیت انجام کو پہونچائے بحرمة النبی و آله الامجاد ـ حرره مرزا جعفر علی عفی عنه ۱۵ ماه صفر سنه ۱۳۰۶ ہجری

توثیق و تقریظ سرکار شریعت مدار تقدس مآب قدسی القاب مشید ارکان دین مبین موضح غوامض احکام شرع متین اعلم العلما اکمل الکملا صاحب القوۃ القدسیہ والملکات الملکیہ جناب قبلہ و کعبہ تاج العلما سیدنا السید علی محمد صاحب مجتہد العصر دام ظلہم العالی ما دام الایام واللیالی ابن آیۃ اللہ العظمے جناب السلطان العلما اعلی اللہ مقامہ فی دار الکرام

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علے عبادہ الذین اصطفی اما بعد یہ تیسری جلد بھی کتاب مستطاب نہر المصائب کی مشتمل ہے اخبار معتبرہ و آثار ماثورہ فضائل و مصائب حضرات ائمہ اطہار صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین پر اور کتب مستندہ احادیث و تواریخ سے مضامین اسکے منتخب ہیں اور سماعت و خواندگی اسکی مجالس عزائے حضرت امام حسین علیہ السلام میں باعث تحصیل اجر و ثواب اور حسنات جزیل ہے فی الحقیقت یہ اسی قابل ہے کہ بطور زاد مہیا کیجائے یوم معاد کے واسطے کہ اُسدن مال و اولاد میں سے کوئی شے کام نہ آئیگی اور خدا جزائے خیر دے اسکے مولف جوان صالح زبدۃ الذاکرین عمدۃ الزائرین حسیب نسیب ادیب اریب حبیب لبیب فضائل و کمالات مآب حقائق و معارف انتساب سعید ازلی آخوند حاج مرزا قاسم علی صاحب کربلائی زاد فضلہ و دام نیلہ کو کہ انھوں نے نہایت اسکی ترتیب و تہذیب اور تزئین و ترصیف میں تکلیف تمام و زحمت مالا کلام اٹھائی ہے واللہ الموفق والمعین وعلیہ نتوکل وبہ نستعین

سید علی محمد
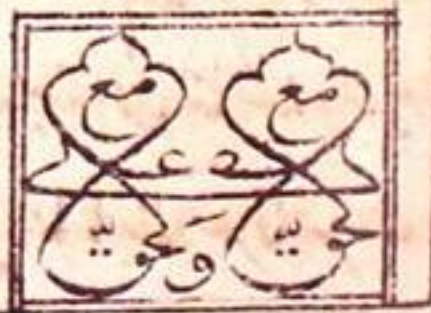
توثیق و تقریظ دستخطی سرکار اسوۃ المحققین الکرام زبدۃ المدققین العظام تاج العلماء الراسخین فخر الفضلاء الاساطین افضل الفضلا اکمل الکملا اقدس اعلی ذی المجد والعلی فیض مآب عالیجناب مولانا و سیدنا جناب مولوی السید محمد حسین سلمہ اللہ تعالی من کل شین المعروف بجناب سید علی ﷺ صاحب قبلہ دام ظلہ العالی ابن جناب ملک العلماء طاب ثراہ ابن علامۃ المرحوم جناب السلطان العلماء اعلی اللہ مقامہ فی دار الکرامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفے وسلام علے عبادہ الذین اصطفے اما بعد مخفی نرہے کہ بکا اور ابکی مصائب حضرت امام حسین علیہ السلام روحی لہ الفدا مین افضل طاعات اور اعظم قربات سے ہی اور اجر و ثواب اسکا احادیث متکاثرہ بل متواترہ سے جو طرق عامہ و خاصہ سے منقول ہین ثابت و آشکار ہی ہان احتراز کذب و دروغ اور بہتان سے لازم و ضروری خصوصا ایسے عمل صالح و نیک مین تاکہ مصداق خلطوا عملا صالحا و اخر سیئا کا نہو اور خبط عمل خیر نہو جائے لکن احادیث و روایات منقولہ کتب معتمدہ مین اگرچہ بسند ضعیف ہون اُنکے پڑھنے اور سننے مین بحوالہ کتاب یا راوی کوئی مضائقہ نہین ہی لان المقام مقام الاستحباب بلکہ ذاکر و سامع ماجور و مثاب ہونگے پس بنظر اکتساب ثواب یہ کتاب لاجواب مسمی نہر المصائب بالفعل حبیب لبیب حسیب نسیب السعید الرشید المعی و خرید لوذعی حاج آخوند مرزا قاسم علی صاحب کربلائی زاد مجدہ نے بڑی محنت و مشقت اور جانفشانی سے بعنوان شائستہ و سدید و اسلوب تازہ و جدید سے تحریر فرمائی ہی اور بعض مقامات نظر قاصر سے

کہ ذات حق تعالیٰ اُنکی سعی بلیغ کو مشکور فرمائے اور جمیع مومنین موقنین شیعیان آل طٰہٰ و یٰسین کو اس کتاب مستطاب سے نفع بخشے بحرمۃ النبی و آلہ الطاہرین فقط حررہ العبد المذنب السید محمد حسین عفی عنہ۔

(مہر: سید محمد حسین ۱۲)

توثیق و تقریظ دستخطی سرکار فیض مآب عالیجناب اسوۃ المحققین زبدۃ المدققین افضل الفضلا اکمل الکملا حاوی معقول و منقول جامع فروع و اصول مقبول حضرت ایزد کونین سیدنا نجم العلما جناب مولوی السید ہدایت حسین صاحب قبلہ ابن علامہ فہامہ قبلہ و کعبہ عالیجناب فیضمآب سیدنا جناب مولوی السید علی نقی صاحب قبلہ دام ظلہما العالی ابن علامۃ المرحوم جناب السید العلماء اعلی اللہ مقامہ فی دار الکرامہ ابن جناب غفران مآب رضوان اللہ علیہم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعلنا من امۃ محمد سید النبیین و نور قلوبنا بنور ولایۃ ائمۃ الطاہرین و من علینا بوجود الصابرین الذین بذلوا مہجہم فی اعلاء کلمۃ الدین اولئک احیاء عند ربہم یرزقون بما آتاہم فرحین و نشکرہ علی ما ہدانا لہذا و ما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی نبینا و شفیع ذنوبنا خاتم المرسلین و آلہ الطیبین

المعصومین الذین ھم شفعاءنا یوم الدین اما بعد جو کہ ذالاسناقب
عالی مناصب فضیلت و کمالات دستگاہ محبت و مودت پناہ المعی لوذعی
آخوند حاج مرزا قاسم علی صاحب کربلائی المشہدی دام مجدہ نے اس کتاب
مستطاب نہر المصائب میں روایات و احادیث بارہ فضائل و مصائب
چہاردہ معصومین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کو کتب معتبرہ مشہورہ علمائے اعلام
علیہم رضوان اللہ الملک العلام مثل مجالس مفجعہ مولفہ حضرت جدی العلام
آیۃ اللہ فی الانام سید العلما علیین مکان جناب السید حسین صاحب اعلی
اللہ مقامہ فی فرادیس الجنان اور بحار الانوار اور لہوف اور ارشاد اور
محرق القلوب وغیرہ سے اور بحر المصائب کہ جو مزین بتوثیق جناب جد
ممدوح ہے اور دیگر کتب معتبرہ سے منتخب کر کے بعنوان غریب و اسلوب
مرغوب جمع کیا ہے اکثر مقامات اسکے نظر قاصر سے گزرے نفعہ اللہ بہا
وسائر المؤمنین وجزاہ افضل جزاء المحسنین بمحمد و آلہ
المعصومین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین و انا احقر الکونین المتمسک
بالثقلین السید ہدایت حسین عفی عنہ

نجم العلما سید ہدایت حسین

توثیق و تقریظ و تخطئی عالیجناب تقدس مآب قدوۃ الاتقیا زبدۃ الاذکیا عمدۃ المحدثین اسوۃ المحققین سید الذاکرین والزائرین السید السند العالم المعتمد مقبول حضرت لم یزلی مولانا جناب مولوی میر سید علی صاحب قبلہ محدث مد ظلہم العالی

بسم اللہ خیر الکلام والحمد للہ المفضل المنعام والصلوٰۃ والسلام التام علی سیدنا و نبینا محمد خیر الانام و آلہ البررۃ الکرام و لعنۃ اللہ علی اعدائہم الفجرۃ الکفرۃ اللیام الی یوم القیام و بعد فللہ درک ایہا الاخ الحاج المرزا سمر علی الکربلائی التسدید فی اللہ حیث بذلت جہدک و ابتغیت رضاء ربک فی تالیف احادیث الفضائل والمصائب و تنقیدہا و تسدیدہا علی اسلوب مرغوب و ترتیب مطلوب فجزاک اللہ عنا فی الدارین خیر الجزاء و تقبل اللہ سعیک فی نشر احادیث الائمۃ علیہم السلام و جعلک اللہ من رافقیہم فی الجنۃ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر و لقد سمعت کلما حررتہ من المتن والترجمۃ فوجدتہ بفضل اللہ و حسن توفیقہ و یمن تائیدہ انیقا رشیقا و نحمد اللہ علی ذلک کما ہو اہلہ و کما ینبغی لکرمہ و عز جلالہ و صلی اللہ علی محمد و آلہ و انا العبد الاثم المفتاق الی رحمۃ ربہ الغنی السید علی غفر اللہ لہ و لوالدیہ سنہ ۱۳۰۶ ۱ ج

(مہر: علی حسینی)

تقریظ و دستخطی عالی جناب تقدس مآب قدوۃ الاتقیا زبدۃ الاذکیا فخر المدرسین اسوۃ المحققین مولانا جناب مولوی السید حسین صاحب قبلہ سابق افسر مدرس مدرسہ ایمانیہ لکھنؤ دامت برکاتہم العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احسن ما افاد، وازکے ما اجاد، الحبیب اللبیب، الادیب الاریب ذو الطبیعۃ الوقادۃ، والقریحۃ النقادۃ، نخبۃ الاحباب الاجلۃ، عمدۃ الاصحاب الاحبۃ، الورع التقی، الحاج المرزا قاسم علی الکربلائی احسن اللہ الیہ، وخصہ بالزلفے لدیہ، کتاباً انیقاً، رشیقاً وثیقاً، جمع فیہ فضائل ساداتنا الاطیاب، ومصائب ائمتنا الانجاب، علیہم صلوات اللہ وبرکات رب الارباب، فرایتہ کتاباً عجیباً، ووجدتہ مکتوباً نمیقاً، مما یتعلق بھذا الباب، جامعاً لاکثر المناقب محتویاً علے جمۃ المصائب، وسماہ نہر المصائب، ملخصاً من بحر المصائب، بالاضافۃ لاکثر الروایات والاحادیث المناسب للمقام والمحل فوفقہ اللہ اکثر مما وفقہ وللہ درہ، وعلے اللہ اجرہ، سلمہ اللہ الواھب ورفاہ الی اوج الکمال، و الحمد للہ علے کل حال، والصلوۃ علے رسولہ والہ خیر ال، کتبہ بیمناہ العبد المذنب السید حسین صین عن کل قبح وشین

سید حسین ۱۲۹۸

تقریظ عالیجناب تقدس و تورع مآب فضیلت پناہ کمالات و معارف دستگاہ عمدۃ الافاضل زبدۃ الاماثل مقبول حضرت صمدی مولانا جناب مولوی السید عسکری صاحب قبلہ دام مجدہ العالی ابن تقدس و تورع دستگاہ جناب مولوی سید حسن شاہ صاحب دامت برکاتہ

بسم اللہ المستعان

ما نمقہ العلماء الاعلام ؛ والفضلاء الفخام ؛ وغیرہم من ازکیاء الاحباب ؛ سلمہم اللہ تعالی وابقاہم مدی الاحقاب موثقاین علی المجلدات الثلاث من ھذا الکتاب ؛ الموسوم ببحر المصائب المنتخب من بحر المصائب ؛ الجامع لاکثر المناقب والمصائب لسادتنا الاطائب لاسیما خامس آل العباء ؛ سیدنا سید الشہداء ؛ علیہ التحیۃ والثناء ؛ کفی للمؤلف السعید الحاج المرزا قاسم علی الکربلائی ؛ متعہ اللہ بالعیش الرغید شرفا وفخرا ؛ اجزل اللہ اجرہ فیما الفہ واعدلہ ذخرا ؛ کتب بیمناہ الداثرہ الوازرۃ ؛ احوج المربوبین الی رحمۃ ربہ الغنی ؛ عسکری بن حسن بن عسکری الرضوی اوتی کتابہ بہا فی الآخرۃ

عسکری سید

توثیق و تحقیق فضیلت مآب کمالات اکتساب عمدۃ الافاضل زبدۃ الاماثل تقدس شعار و تورع دستگاہ مقبول حضرت لم یزلی جناب مولوی مرزا محمد تقی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی ابن المرحوم المغفور جناب ملا محمد جواد صاحب رحمۃ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدک اللّٰھم یا من اجزل ذخرنا بمصائب الحسین علیہ السلام وفجیعتہ ورفع درجتہ واکرم منزلتہ بشہادتہ وجعل الشفاء فی تربتہ وقرن الدعاء بالاجابۃ تحت قبتہ والفوز معہ فی رتبتہ وجعل الائمۃ من ذریتہ صلوات اللہ علیہ وعلی اہلبیتہ وعترتہ اما بعد این مجلد سوم نہر المصائب منتخب کتاب مستطاب بحر المصائب مع اضافہ بعض احادیث و روایات معتبرہ مشہورہ ماخوذ از کتب قدیمہ فریقین بارہ فضائل و مصائب حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین مولفہ عمدۃ الاحباب والزائرین زبدۃ الانساب والذاکرین حاج آخوند مرزا قاسم علی صاحب سلمہ العالی بنظر قاصر خاطی گذشتہ و در تصدیق کتاب ہذا کافی و وافی است توثیق حضرات علمائے کرام و فضلائے عظام ادام اللہ ظلہم العالی فجزاہ اللہ خیر الجزاء وتقبل اللہ سعیہ فی نشر فضائل سادۃ الامناء وانا العاصی محمد علی عفی عنہ

(مہر: محمد تقی عبدہ جواد ۱۲۶۶)

عبدہ محمد بن جواد

توثیق و تخطی جناب مستطاب فضیلت مآب کمالات اکتساب ادیب اریب
حسیب نسیب زبدۃ الفضلا عمدۃ الکملا مقبول حضرت ایزد کونین سیدنا جناب
مولوی السید جعفر حسین صاحب زاد فضلہ ابن علامۃ المرحوم جناب مولوی
میر احمد علی صاحب قبلہ طاب ثراہ

باسمہ سبحانہ ما اعظم شانہ

مقامات مختلفہ مجلد سوم کتاب مستطاب مسمی بہ نہر المصائب مؤلفہ عمدۃ
الذاکرین زبدۃ الزائرین آخوند حاج مرزا قاسم علی صاحب زیدت
توفیقاتہ نظر قاصر حقیر سے گذرے حق یہ ہو کہ مؤلف صاحب موصوف نے
جمع و تالیف کتاب ہذا میں بڑی عرق ریزی اور محنت و مشقت کی ہو او
احادیث و روایات معتبرہ کتب مستندہ سے نقل کرکے ترجمہ انکا بطور
حاصل بعبارات سلیسہ فصیحہ و الفاظ واضحہ بایں عام فہم کیا ہو حق سبحانہ
تعالی جملہ مؤمنین و مومنات کو اسکے پڑھنے اور سننے سے ماجور و مثاب
کرے اور جزا میں اس عمل خیر اور فعل حسن کے مؤلف صاحب ممدوح کو
خیر دنیا و آخرت عطا فرمائے بحرمۃ النبی و آلہ

کتبہ بیمناہ الداثرہ الوازرہ المتمسک بالثقلین المتسید
جعفر حسین عفی اللہ عنہ عصر الخمیس لعشر لیال مضین من
شوال سنۃ خمس و ثلثمائۃ بعد الف من الہجرۃ النبویۃ علیہ
وآلہ الف الف تحیۃ

سید جعفر حسین

توثیق و تقریظ خاص نفیس اختصاص عالی مرتبت والا منزلت، عمدۃ الفضلا زبدۃ الکملا ذو المجد والکمال مقبول حضرت ذو الجلال السید السند المؤتمن سیدنا جناب مولوی السید ریاض الحسن صاحب قبلہ مدرس مدرسۂ ایمانیہ لکھنؤ دام مجدہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا و نبینا محمد خیر الانبیاء والمرسلین وعلی وصیہ الصالح الامین علی امیر المؤمنین وعلی آلہ الطیبین سیما علی سبط الشہید السعید الکئیب الحزین وعلی جمیع المستشہدین معہ الی یوم الدین اما بعد این گلدستۂ ریاض شہادت ابا و نقشۂ رونمائے ہزاران کرب و بلا یعنی مجموعہ مناقب و مصائب گلگون قبائے صحرائے کربلا حضرت خامس آل عبا علیہ وعلی جدہ وابیہ وامہ واخیہ وتسعۃ من بنیہ الاف التحیۃ والثنا کہ بدیدنش دل خون میشود و از شنیدنش دیدہ جیحون لکاتبہ

چہ اگر دید از بحر مصائب	چنین نہر لبالب از نوائب
چہ نہرے مایۂ صد گوہر اشک	چہ گوہر زان در غلطان بردہ شک

از تالیف شریف جناب میرزائے رفیع الشان منبع امکان سلالۃ الاطیاب خلاصۃ الانجاب حاج حرمین الشریفین زائر و ذاکر حضرت ابی عبد اللہ الحسین است کہ خلق حسنش مغناطیس دلہاست و لطف سخنش آب و رنگ محفلہا نام نامیش جناب حاج خدا مرزا قاسم علی است و مقام سامیش باقتضاء حدیث شریف علی قسیم النار والجنۃ روشن و منجلی صانہ اللہ تعالیٰ عما شانہ وعن فیضہ و احسانہ کہ کتابے بطرز خوب و نہج مرغوب مسمی بہ نہر المصائب التقاط وانتخاب

مضامین مصنفات بعض علماء اعلام خصوصاً به امداد بحر المصائب سید عالیمقام مرتب فرموده و این نهر از همان بحر بر آورده و دریا بکوزه در آورده است فجزاه الله تعالی بجوده و کرمه جزاء الذاکرین وجعله وایانا لنعمائه من الشاکرین وآخر دعوینا ان الحمد لله رب العالمین وصلی الله علی خیر خلقه محمد وآله الطیبین الطاهرین وانا العبد المبتلی بالشجن الشتیه

ریاض الحسن غفرالله له ولوالدیه واحسن الیهما والیه

سید ریاض الحسن ۱۲۷۹

فہرس مجالس نہر المصائب حصۂ چہارم در فضائل و مصائب جناب سید الشہداء

مجلس	مضامین	صفحہ
مجلس بست وہشتم	آمدن لباس جنت برای امام حسینؑ و ربط بی لباس ماندن لاش اطہر آنحضرت و ربط آمدن چہار خواہران بر لاش برادران مقتول خود ہا و بیقراری و توجہ جناب زینبؑ	۱۳۵
مجلس بست ونہم	ثواب بکا و آمدن اعدا بخیمگاہ و کشیدن ردای جناب زینبؑ و گوشوارہ آن مظلومہ و تاراجی خیام و ردا ہای اہل حرم و حال فاطمہ صغریٰ و غیرہا	۱۴۶
مجلس سیم	فضیلت فضہ کنیز جناب سیدہؑ و باعجاز آمدن جناب امیرؑ برای سوار کردن فضہ در راہ مکہ و حال سواری اہل بیت رسالت بعد شہادت مظلوم کربلا و رسیدن ایشان بمقتل	۱۵۲
مجلس سی ویکم	محشور شدن وحوش بروز قیامت و ربط حال ذوالجناح و خبر شہادت مظلوم کربلا رسیدن بہ خیمہ و حال بیقراری اہل بیت و آمدن ابن سعد بخیمگاہ و فریاد اہل حرم	۱۶۳
مجلس سی ودوم	مزین شدن عرش بحسنینؑ علیہما السلام و مصائب آن ہر دو گوشوارہ عرش الٰہی ربط حال ذوالجناح و آتش زدگی اعدا بخیمگاہ و اسیری اہل حرم و بردن اعدا بسوی مقتل و گریہ و بکای دختران رسول خداؐ	۱۷۱
مجلس سی وسوم	سیراب فرمودن جناب صادقؑ عبداللہ بن سنان را از انہار جنت و دنیا و بطور معاینہ کردن اصحاب سید الشہداؑ جنت و انہار آنہا و استغاثہ مظلوم کربلا و شہادت طفل شیر خوار و تشنگی مظلوم کربلا و وصیت فرمودن آنحضرت از حلق بریدہ	۱۷۸
مجلس سی وچہارم	مخفی نمودن صالح یہودی امام حسینؑ را و بیقراری جناب سیدہؑ و اسلام آوردن صالح مع اقربا و فقرات مصائب مظلوم کربلا	۱۸۸

فہرس مجالس بزالمصائب حصۂ پنجم در فضائل و مصائب و حال اسیری اہل بیت رسالت

تمت

قال من جلس مجلساً یحیی فیه امرنا لم یمت قلبه یوم تموت القلوب

اس زمانہ برکت اقتران میں مطلوب کل طالب منتخب کتاب بحر المصائب یعنی

جلد سوم

نہر المصائب

مولفہ

اخوند مرزا قاسم علی صاحب بلالی زبدۂ تلامذۂ جناب مولوی سید علی صاحب مجتہد

۱۸۸۸ع

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں زینت طبع سے مزین ہوئی